مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

۷۸۶
۱۱۰-۹۲
یا صاحب الزماں ادرکنی

یا عباس

لبیک یا حسین

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

DvD Version

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

(جلد دوم)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	دوم
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:0333-5169622)
پرنٹنگ	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ۔ اکتوبر ۲۰۰۱ء
تعداد طبع اول	:	۱۰۰۰
طبع دوم	:	ربیع الاول ۱۴۲۸ھ۔ اپریل ۲۰۰۷ء
تعداد طبع دوم	:	۱۰۰۰
قیمت	:	Rs 250-00

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر
مکان نمبر C-362، گلی نمبر 12،
سیکٹر G-6/2، اسلام آباد
فون نمبر:051-2870105

معصوم پبلیکیشنز بلتستان
منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو بلتستان
موبائل:0333-5169622
ای میل:maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین
سیٹلائٹ ٹاؤن، ۲۹۶/۹، بی بلاک، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد دوم)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۳۰	نیک کاموں کے لئے کچھ مال کی وصیت کرنا اور کچھ وقف کرنا اور	
	صدقہ دینا مستحب ہے اور صحت یابی کے بعد نیکی کا کام کرنا مستحب ہے۔	۱۲۵
۳۱	مرتے وقت خدا پر حسن ظن رکھنا مستحب ہے	۱۲۶
۳۲	انسان کا اپنے لئے موت کی خواہش کرنا مکروہ ہے اگرچہ کسی تکلیف کی وجہ سے ہو۔	
	اسی طرح کسی اور مسلمان یا اپنی اولاد حتیٰ کہ لڑکیوں کی موت کی تمنا کرنا بھی مکروہ ہے	۱۲۷
۳۳	کسی بیماری کے بغیر زبردستی اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرنا اور بغیر کسی مصیبت کے پراگندہ مو ہونا مکروہ ہے	۱۲۸
۳۴	جنازہ کی طرف جلدی جانا اور شادی اور ولیمہ میں دیر سے جانا مستحب ہے	
	اور اگر تعارض ہو تو جنازہ کو ولیمہ پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۱۲۸
۳۵	محتضر (جان کنی والے شخص) کا اس طرح روبقبلہ کرنا واجب ہے کہ	
	اس کا چہرہ اور دونوں قدموں کے تلوے قبلہ کی طرف کئے جائیں	۱۲۹
۳۶	محتضر کو شہادتین (شہادت توحید و رسالت) کی تلقین کرنا مستحب ہے	۱۳۰
۳۷	محتضر کو نام بنام ائمہ اہل بیتؑ کی ولایت و امامت کا اقرار کرنے کی تلقین کرنا مستحب ہے	۱۳۲
۳۸	محتضر کو کلمات فرج کی تلقین کرنا چاہیئے	۱۳۳
۳۹	محتضر کو توبہ و استغفار کرنے اور منقولہ دعا پڑھنے کی تلقین کرنا مستحب ہے	۱۳۴
۴۰	جس شخص کی جانکنی سخت ہو جائے تو اس کا اس جگہ منتقل کرنا مستحب ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا	۱۳۵
۴۱	محتضر کے پاس سورہ صافات اور سورہ یٰسین پڑھنا مستحب ہے	۱۳۶
۴۲	میت کو تنہا چھوڑنا مکروہ ہے	۱۳۷
۴۳	مرنے والے کی جانکنی کے وقت اور تلقین پڑھاتے وقت	
	حائض اور جنب آدمی کا اس کے پاس موجود ہونا مکروہ ہے	۱۳۷
۴۴	روح کے نکلتے وقت میت کو مس کرنا مکروہ ہے اور روح نکلنے کے بعد اس کی	
	آنکھوں کو بند کرنا، جبڑوں کو باندھنا اور کپڑے سے میت کو ڈھانپنا مستحب ہے	۱۳۸
۴۵	رات کے وقت میت کے پاس چراغ روشن کرنا (بلکہ) اس گھر	
	میں (جہاں اس کا انتقال ہوا) ہمیشہ چراغ جلانا مستحب ہے	۱۳۹

﴿ ابواب تکفین ﴾

(اس سلسلہ میں کل چھتیس (۳۶) باب ہیں)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	﴿ ابواب نماز جنازہ ﴾	
	(اس باب میں کل چالیس ابواب ہیں)	

دفن اور اس کے متعلقہ امور کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اکانوے ابواب ہیں)

﴿ تیمم کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل تیس ابواب ہیں)

﴿ ابواب نجاسات ﴾

برتن اور چمڑے

(اس سلسلہ میں کل ترایاسی (۸۳) باب ہیں)

﴿حیض کے ابواب﴾

(اس سلسلہ میں کل باون (۵۲) باب ہیں)

باب ا

جب حیض آنا بند ہو جائے تو نماز و روزہ وغیرہ عبادات کے لئے غسل حیض کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (حائض) رات کے وقت حیض سے پاک ہو جائے اور غسل کرنے میں سستی کرے یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضا واجب ہے۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حیض کا غسل واجب ہے۔(الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں غسل جنابت کے ابواب میں متعدد ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو غسل حیض کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور آئندہ ابواب میں بھی آئینگی (بالخصوص باب ۲۳ میں) اور قبل ازیں بعض ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو اس کے سنت ہونے پر دلالت کرتی ہیں مگر ان کا مطلب یہ ہے کہ اس غسل کا وجوب سنت نبویہ سے مستفاد ہوتا ہے نہ کہ قرآن سے بخلاف غسل جنابت کے کہ اس کا وجوب قرآن وسنت ہر دو سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۲

ان علامات کا تذکرہ جن سے خونِ حیض اور خونِ بکارت میں تمیز ہوتی ہے اور ہر دو خون کے احکام؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود خلف بن حماد سے روایت کرتے ہیں کہ خلف ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کے ایک حوالی موالی نے ایک ایسی بالغ عورت سے شادی کی ہے جسے ہنوز حیض نہیں آیا تھا۔ جب اس نے اس سے مباشرت کی تو اچانک اس کا خون جاری ہو گیا جو قریباً دس دن تک برابر جاری رہا۔ ان لوگوں نے اس کا کئی سمجھدار دائیوں سے معائنہ کرایا مگر ان میں اختلاف ہو گیا ہے بعض

دائیاں اسے خون حیض اور بعض اسے خون بکارت قرار دیتی ہیں اب وہ عورت کیا کرے؟ فرمایا: اللہ سے ڈرے اور اس طرح کرے کہ اگر خون حیض ہے تو پاک ہونے تک نہ نماز پڑھے اور نہ شوہر اس سے مباشرت کرے۔ اور اگر خون بکارت ہے تو اللہ سے ڈرے اور وضو کر کے نماز پڑھے۔ اور اگر شوہر چاہے تو اس سے مباشرت کر سکتا ہے۔ خلف کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ (یہی تو مسئلہ ہے کہ) یہ کیسے پتہ چلے کہ یہ خون کس قسم کا ہے؟ تاکہ اس کے مطابق کاروائی کی جائے؟ راوی کا بیان ہے کہ میرے اس سوال پر امامؑ نے خیمہ میں دائیں بائیں دیکھا کہ کوئی شخص ان کی بات تو نہیں سن رہا؟ پھر میرے قریب ہو کر فرمایا۔ اے خلف! یہ اللہ کا راز ہے (جو میں تمہیں بتانے والا ہوں) اسے شائع نہ کرو اور اس عام (گمراہ) مخلوق کو اللہ کے دین کے اصول مت سکھاؤ۔ بلکہ ان کے معاملہ میں خدا کی رضا پر راضی رہو۔[1] راوی کا بیان ہے کہ پھر امامؑ نے اپنے بائیں ہاتھ سے نوے کا ہندسہ بنایا۔ اور پھر فرمایا ایسی عورت تھوڑی سی کپاس لے کر اپنی شرم گاہ میں رکھے اور تھوڑی سی دیر کے بعد آرام سے اسے باہر نکالے اور دیکھے اگر کپاس کے ساتھ طوق دار خون لگا ہوا ہے تو یہ خون بکارت ہے اور اگر کپاس خون میں ڈوبی ہوئی ہو تو وہ خون حیض ہے۔۔۔ خلف بیان کرتے ہیں کہ امامؑ کا یہ بیان سن کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ خوشی کی شدت سے میرے آنسو نکل آئے۔ اور جب میرا رونا بند ہوا تو امامؑ نے پوچھا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟ عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ کے سوا اور کون یہ مسائل اس طرح حل کر سکتا ہے! امامؑ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے فرمایا: بخدا میں تمہیں وہی بتاتا ہوں جو رسولؐ نے ہمیں بتایا ہے اور ان کو جبرائیلؑ نے رب جلیل کی طرف سے بتایا ہے۔ (الفروع کذا فی التہذیب و المحاسن)

۲۔ زیاد بن سوقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی باکرہ بیوی یا کنیز سے ہمبستری کی اور اسے خون چھوٹ گیا جو دن بھر بند نہیں ہوا۔ وہ نماز کا کیا کرے؟ فرمایا: کچھ کپاس لے اپنی اندام نہانی میں رکھے۔ اور کچھ دیر کے بعد نکال کر دیکھے سو اگر اس پر طوق دار خون لگا ہوا ہے تو وہ خون بکارت ہے غسل (جنابت) کرے اور (اندر) کپاس رکھ کر نماز پڑھے۔ اور اگر کپاس خون میں ڈوبی ہوئی ہو تو وہ خون حیض ہے لہٰذا ایام حیض میں نماز نہ پڑھے۔ (ایضاً)

---

[1] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ علم کے پڑھنے پڑھانے میں بخل سے کام لیا جائے بلکہ اس کا صاف اور سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ علمی حقائق بیان کرنے میں اہل اور نا اہل کا خیال رکھا جائے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ حکمت کی باتیں اس کے اہل سے نہ چھپاؤ۔ ورنہ اس کے اہل پر ظلم ہوگا۔ اور نا اہلوں کو نہ بتاؤ ورنہ حکمت پر ظلم ہوگا۔

ے نکوئی با بداں کردن چناں است ۔ کہ بد کردن بجائے نیک مردان

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳

وہ علامات جن سے خونِ حیض اور خونِ استحاضہ میں امتیاز ہوتا ہے اور مضطربہ العادت عورت کا تمیز کی طرف رجوع کرنا اور جب تمیز نہ ہو تو پھر روایات کی طرف رجوع کرنا واجب ہے

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خونِ حیض اور خونِ استحاضہ ایک مقام سے نہیں نکلتے۔ (اس لئے ان کی کیفیت میں اختلاف پایا جاتا ہے) خونِ استحاضہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ جبکہ خونِ حیض گرم ہوتا ہے۔ (الفروع کذا فی التہذیب)

۲۔ حفص بن البختری بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک عورت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک عورت کو خون آتا ہے اور لگا تار آتا رہتا ہے۔ اسے پتہ نہیں چلتا کہ یہ خونِ حیض ہے یا کوئی اور خون؟ تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: خونِ حیض (عموماً) گرم ہوتا ہے گاڑھا ہوتا ہے اور سیاہی مائل ہوتا ہے اور پھر ٹپک کر اور سوزش کے ساتھ نکلتا ہے۔۔۔ جبکہ استحاضہ کا خون زردی مائل ہوتا ہے ٹھنڈا ہوتا ہے۔ پس جس وقت خون گرم ہو ٹپک کر نکلے اور سیاہی مائل ہو تو (اسے حیض سمجھے اور) نماز نہ پڑھے۔ امامؑ کا یہ جواب سن کر وہ عورت یہ کہتی ہوئی باہر نکلی کہ بخدا اگر وہ (امامؑ) عورت بھی ہوتے تو اس سے زیادہ واضح جواب نہ دیتے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن جریر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے خاندان کی ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ میں اسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کروں۔ چنانچہ میں نے آپؑ سے اجازت چاہی اور امامؑ نے دی۔ اور وہ (اپنی کنیز سمیت) حاضر ہوئی اور (مختلف موضوعات کے بارے میں امام سے سوال کئے اور جواب لئے اور سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے) کہا: آپ اس عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے حیض آئے اور اس کے (مقررہ) دنوں سے آگے نکل جائے؟ فرمایا: اگر اس کے ایامِ حیض دس دن سے کم تھے (اور اب خون آگے نکل جائے) تو ایک دن تک مزید انتظار کرے۔ (حیض والے احکام پر عمل کرے اور اگر پھر بھی خون نہ رکے) تو پھر اپنے کو مستحاضہ تصور کرے! عورت نے عرض کیا کہ اگر اس کا خون ایک دو بلکہ تین ماہ تک مسلسل جاری رہے تو پھر نماز کا کیا کرے؟ فرمایا: حیض کے دنوں میں بیٹھی رہے (نماز نہ پڑھے) بعد ازاں (استحاضہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے) ہر دو نماز کے لئے ایک غسل کرے اور نماز پڑھے۔ عورت نے عرض کیا کہ اگر اس کے ایامِ حیض میں گڑبڑ ہو جائے کبھی (مقررہ عادت سے) ایک دو یا تین دن پہلے آ جائے یا کبھی اسی طرح مؤخر ہو جائے تو وہ کس طرح معلوم کرے کہ اس کا خونِ حیض کون سا ہے؟ (یعنی جب ذات العادہ مضطربہ بن جائے تو؟) فرمایا: (علامات پر عمل کرے گی)

کیونکہ خون حیض میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے خون گرم ہوتا ہے۔ عورت جلن محسوس کرتی ہے۔ اور استحاضہ کا خون فاسد خون ہے وہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ وہ عورت امامؑ کا جواب سن کر اپنی کنیز کی طرف متوجہ ہوئی اور اس سے کہا تیرا کیا خیال ہے (معلوم ہوتا ہے کہ کہ (امامؑ) کبھی عورت رہ چکے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ یونس بن عبدالرحمٰن وغیرہ کئی اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حائض کے بارے میں اور اس کے وقت کے بارے میں مسنون طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حائض کے بارے میں تین سنتیں قائم فرمائی ہیں۔ (جو شخص ان سنتوں کو سمجھ لے وہ کبھی رائے و قیاس کا محتاج نہ ہوگا۔ (۱) ایک ذات العادہ ہے وہ تو اپنے ایام عادت میں اپنے کو حائض تصور کرے گی اور اس کے احکام پر عمل کرے گی۔ (۲) دوسری قسم مضطربہ ہے جس کے احکام یہاں بیان کئے جا رہے ہیں کہ خون کے علامات کو دیکھ کر تمیز کرے گی اور اس کے مطابق عمل کرے گی۔ (۳) تیسری قسم مبتدئہ ہے جسے پہلی بار حیض آئے)۔۔۔ یہاں تک کہ فرمایا: وہ عورت جس کے پہلے ایام مقرر تھے مگر خون کے بڑھنے (مقررہ ایام سے تجاوز کر جانے) یا گھٹنے (پہلے ختم ہو جانے) کی وجہ سے وہ اپنی عادت کے ایام اور اوقات کو بھول گئی کہ اسے کتنے دن حیض آتا تھا اور کس تاریخوں میں آتا تھا؟۔۔۔ اس (مضطربہ) کی سنت (ذات العادہ) سے مختلف ہے۔ چنانچہ ایک بار ایک عورت مساۃ فاطمہ بن ابی حبیش بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں حائض ہوتی ہوں۔ اور پاک نہیں ہوتی؟ فرمایا: یہ حیض نہیں ہے۔ (کیونکہ حیض کے تو اقل و اکثر کی حد مقرر ہے کہ کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے)۔۔۔ یہ خون تو پسینہ کی مانند ہے (استحاضہ ہے)۔۔۔ پس جب تجھے حیض آئے تو نماز ترک کر دے۔ اور جب ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھ اور یہ (بیچاری) اپنی بہن کے ٹب میں بیٹھ کر ہر نماز کے وقت اس طرح غسل (استحاضہ کثیرہ) کرتی تھی کہ خون کی زردی پانی پر نمایاں نظر آتی تھی۔۔۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس (مضطربہ العادۃ) کو وہ حکم دیا جو اس کے خلاف ہے جو پہلی (ذات العادۃ) کو دیا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس سے یہ نہیں فرمایا کہ اپنے ایام حیض میں نماز نہ پڑھ۔۔۔ بلکہ فرمایا جب حیض آئے تو نماز نہ پڑھ اور جب ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھ کیونکہ اس عورت کو اپنے ایام بھول چکے ہیں اسے نہ حیض کا وقت یاد ہے اور نہ ہی دنوں کی تعداد۔ جب ہی تو کہتا تھا کہ مجھے اس طرح حیض آتا ہے کہ پاک ہی نہیں ہوتی (یعنی خون رکتا ہی نہیں ہے)۔۔۔ فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) فرماتے تھے کہ اس عورت کی سات سال تک برابر یہی کیفیت رہی تھی حالانکہ اس سے کمتر مدت میں عورت مضطربہ بن جاتی ہے۔ اس لئے اسے ضرورت پیش آئی کہ وہ اپنے حیض کی آمد و رفت کا اندازہ خون کے رنگت سے لگائے۔ کیونکہ حیض کا خون سیاہی مائل ہوتا ہے (گاڑھا ہوتا ہے) جبکہ استحاضہ کا خون زردی مائل اور

پتلا ہوتا ہے) اور اگر اسے اپنے ایام حیض کا وقت وعدد معلوم ہوتا تو پھر خون کی رنگت کی اسے ضرورت نہ ہوتی۔۔۔ کیونکہ حیض کے ایام میں خون سیاہ ہو یا زرد' گاڑھا ہو یا پتلا' حیض ہی متصور ہوتا ہے۔ اور خواہ قلیل ہو یا کثیر۔۔۔ ہاں البتہ جب عورت یہ چیز بھول جائے کہ حیض کی تاریخ کیا تھی۔ اور دن کتنے تھے تو پھر وہ خون کی رنگت کے ذریعہ سے یہ معلوم کرنے کی محتاج ہوتی ہے کہ وہ حائض کب ہے۔ اور مستحاضہ کب ہے؟ اور پھر اس کے مطابق عمل کرتی ہے کہ کبھی نماز ترک کرتی ہے (جب حالت حیض میں ہو) اور کبھی پڑھتی ہے (جب حالت استحاضہ میں ہو۔[1] (ایضاً)

باب ۴

خون کی رنگت پیلی ہو یا میلی۔ وہ ایام حیض میں حیض ہی ہوتا ہے اور طہر (استحاضہ) کے ایام میں طہر اور عادت کو خون کی رنگت پر ترجیح حاصل ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی عورت اپنے ایام حیض میں خون کی رنگت میں پیلا پن دیکھے تو؟ فرمایا: جب تک اس کے ایام ختم نہ ہو جائیں تب تک نماز نہ پڑھے۔ اور جب اپنے مقررہ ایام کے علاوہ پیلا پن دیکھے تو پھر وضو کر کے نماز پڑھے۔ (الفروع' کذا فی' التہذیب)

۲۔ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی عورت خون میں پیلا پن دیکھے تو؟ فرمایا: اگر (اپنے مقررہ) ایام حیض سے دو دن پہلے دیکھے تو اسے بھی حیض سمجھے۔ (کیونکہ عادت ایک دو دن مقدم ہو سکتی ہے) اور اگر حیض کے دو دن بعد دیکھے تو وہ حیض نہیں ہے۔ (کیونکہ ایام عادت اور ایک دن مزید استظہار و انتظار کے بعد خون استحاضہ متصور ہوتا ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت اپنے مقررہ ایام حیض میں خون کا جو رنگ بھی دیکھے پیلا ہو یا سرخ وہ بہرحال خون حیض ہے۔۔۔ اور جو ان ایام کے بعد دیکھے وہ حیض نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ

---

[1] اور جو مبتدئہ ہے جسے پہلی بار حیض آئے اور پھر لگا تار چلا بھی جائے تو وہ علامات سے خون حیض و استحاضہ میں امتیاز کرے گی اور جب اس طرح امتیاز نہ ہو سکے تو پھر خاندان کی عورتوں کی عادت کے مطابق اپنے کو حائض قرار دے گی۔۔۔ اور جب خاندان کی عورتوں میں اختلاف ہو اور خون کی تعیین نہ ہو سکے تو پھر روایات پر عمل کرے گی کہ ایک ماہ اپنے کو چھ یا سات یا دس دن اور دوسرے ماہ تین دن اپنے کو حائض قرار دے گی اور باقی ایام میں مستحاضہ اور یہ بات مختلف اخبار و آثار سے واضح و آشکار ہے۔ اور یہی حکم مضطربہ کا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی عورت اپنے مقررہ ایام حیض میں خون کی رنگت میں پیلا پن دیکھے تو کیا کرے؟ فرمایا: نماز ترک کردے اور جب خون کی آمد ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھے۔ اور اگر غسل حیض کر چکنے کے بعد ایسا (پیلا) خون دیکھے تو پھر اسے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے نماز پڑھے (کیونکہ وہ مستحاضہ ہے اور استحاضہ بھی قلیلہ ہے)۔ (قرب الاسناد)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آئمہ اہل بیتؑ سے مروی ہے کہ خون کی پیلی رنگت ایام حیض میں حیض ہے۔ اور ایام طہر (استحاضہ) میں طہر ہے۔ (المبسوط)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) آئیں گے انشاءاللہ۔

باب ۵

جس عورت کی حیض میں مستقل عادت ہے وہ خون کے دس دن سے تجاوز کر جانے کی صورت میں اپنی عادت کی طرف رجوع کرے گی اور خون کی رنگت کی طرف کوئی توجہ نہیں کرے گی۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حیض کے بارے میں اور اس کے مقررہ وقت میں مسنون طریقہ کار کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیض کے بارے میں تین سنتیں مقرر کی ہیں۔[1]

جس کی پہلی قسم یہی ہے کہ صاحب عادت اپنی عادت کے ایام میں بہر حال اپنے کو حائض سمجھے گی۔

۲۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض اپنے مقررہ ایام عادت پر نگاہ کرے گی۔ نہ ان دنوں میں نماز پڑھے گی اور نہ ہی اس کا شوہر اس سے مقاربت کرے گا۔ اور جب خون ان ایام سے تجاوز کر جائے (تو چونکہ یہ خون استحاضہ ہے) سو اگر کپاس سے باہر بہہ نکلے تو (چونکہ کثیرہ ہے) اس لئے عورت نماز ظہر و عصر (اور مغرب و عشاء) کے لئے ایک ایک غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی۔ (ایضاً)

۳۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حائض کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: امام محمد باقر

---

[1] یہاں قدرے تفصیل سے وہ حدیث درج ہے جو باب ۳ میں چوتھے نمبر پر گزر چکی ہے اور ہم نے بین السطور اس کی تشریح کر دی ہے۔۔۔ وہاں رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی سوال کیا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنے مقررہ ایام حیض میں نماز نہ پڑھے (اور اگر پھر بھی خون جاری رہے) تو غسل کرے (اور استحاضہ والے احکام پر عمل کرتے ہوئے نماز پڑھے)۔ (ایضاً)

۴۔ حسین بن نعیم صحاف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس حاملہ عورت کے بارے میں جسے خون آجائے فرمایا: اپنے ایام حیض کی تعداد کے مطابق وہ نماز نہیں پڑھے گی اور اگر ان ایام کے اندر اندر خون آنا بند ہوگیا تو غسل کر کے نماز پڑھے گی اور اگر مقررہ ایام کے ایک دو دن بعد خون جاری رہے تو غسل کر کے استحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک حائض اپنے مقررہ ایام عادت تک بیٹھتی ہے (نماز نہیں پڑھتی۔ مگر خون نہیں رکتا تو وہ کیا کرے؟) فرمایا: ایک دو دن تک استظہار وانتظار کرے اس کے بعد وہ مستحاضہ ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب ۳ از نفاس اور باب ۱ از استحاضہ میں آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۶

اس صورت حال کا حکم کہ جب خون حیض عادت کے دوران بند ہو جائے اور پھر عود کر آئے اور ایام عادت کے مشتبہ ہو جانے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابی المغرا العجلی کے غلام داؤد سے اور وہ کسی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت کو ہمیشہ بلا کم و کاست سات یا آٹھ دن خون آیا کرتا ہے اور ایک بار ایسا ہوتا ہے کہ اسے تین دن خون حیض آتا ہے اور پھر بند ہو جاتا ہے۔ اور عورت بالکل سفیدی دیکھتی ہے اور کوئی خون اور پیلاہٹ نہیں دیکھتی تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ غسل کرتی ہے نماز پڑھتی ہے اور روزہ رکھتی ہے۔ مگر پھر اسے خون آجاتا ہے تو پھر کیا کرے؟ فرمایا: جب خون دیکھے تو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے رک جائے! عرض کیا وہ ایک دن خون دیکھتی ہے اور دوسرے دن پاک ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: جب خون دیکھے تو نماز و روزہ سے رک جائے اور جب پاک ہو جائے تو (غسل کر کے) نماز پڑھے۔ پس جب اس کے حیض والے دن (سات یا آٹھ دن) گزر جائیں اور اس کی پاکی باقی رہے تو وہ نماز پڑھے اور اگر پھر خون دیکھے تو پھر وہ

مستحاضہ متصور ہوگی جس کا معاملہ میں نے تمہارے لئے بیان کر دیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت تین یا چار دن خون دیکھتی ہے تو کیا کرے؟ فرمایا: نماز ترک کر دے۔ عرض کیا پھر تین یا چار دن تک پاک ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: نماز پڑھے۔ راوی نے عرض کیا کہ پھر تین یا چار دن خون دیکھتی ہے تو؟ فرمایا: نماز ترک کرے۔ راوی نے عرض کیا: وہ پھر تین یا چار دن کے لئے پاک ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: نماز پڑھے گی۔ راوی نے عرض کیا وہ پھر تین یا چار دن تک خون دیکھتی ہے تو؟ فرمایا: وہ نماز ترک کر دے گی اور ایک ماہ تک اسی طرح کرے گی تو اگر اس اثناء میں خون آنا بند ہو گیا تو فبہا ورنہ مستحاضہ سمجھی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت پانچ دن خون دیکھتی ہے اور پانچ دن پاک رہتی ہے پھر چار دن خون دیکھتی ہے اور کچھ دن پاک رہتی ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: جب خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب پاک ہو جائے تو پڑھے۔ اور یہ سلسلہ اس طرح تیس دن (ایک ماہ) تک جاری رہے گا۔ اور جب پورا ایک ماہ اس طرح گزر جائے تو اگر وہ پھر بھی بہتا ہوا خون دیکھے تو (اپنے کو مستحاضہ سمجھ کر) غسل کرے۔ اور نماز کے وقت اندامِ نہانی میں کپاس رکھے (اور قلیلہ، متوسطہ اور کثیرہ کے مطابق وضو یا غسل کر کے نماز پڑھے)۔۔۔ اور جب پیلاہٹ دیکھے تو وضو کرے (اور نماز پڑھے)۔۔۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ دونوں حدیثیں حسب ظاہر حیض کے متعلق جو فقہی ضابطہ ہے اس کے خلاف معلوم ہوتی ہیں اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے جمع بین الاخبار اس طرح کی ہے کہ ان روایات کو اس عورت پر محمول کیا جائے جس کے حیض کی عادت اس طرح مختلط اور مشتبہ ہو جائے اور اس کے اوقات میں اس طرح تغیر و تبدل واقع ہو جائے کہ وہ خونِ حیض اور دوسرے خون میں بالکل امتیاز نہ کر سکے۔ یا اس عورت پر محمول کیا جائے جو چار دن تک ایسا خون دیکھے جو خونِ حیض سے مشابہ ہو اور چار دن ایسا خون دیکھے جو خونِ استحاضہ سے مشابہ ہو تو ایسی عورت کا شرعی وظیفہ یہ ہے کہ جب خونِ حیض سے مشابہ خون دیکھے تو نماز (وروزہ وغیرہ عبادات) ترک کر دے اور جب خونِ استحاضہ سے مشابہ خون دیکھے تو نماز پڑھنا شروع کر دے اور یہ سلسلہ برابر ایک ماہ تک جاری رکھے اور جناب محقق حلیؒ نے کتاب المعتبر میں اس تاویل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔۔۔ یہاں اگر یہ کہا جائے کہ دو حیضوں میں تو کم از کم دس دن کا فاصلہ ضروری ہوتا ہے اور یہاں تو طہر کبھی پانچ دن ہے اور کبھی چھ دن تو جواب میں کہا جائے گا کہ یہ بات بے شک برحق ہے۔ مگر یہاں (پانچ یا چھ دن والا) طہر یقینی طہر تو نہیں ہے جس طرح یقینی حیض نہیں ہے۔ بلکہ ایک مشتبہ خون ہے جس کے بارے میں احتیاط پر عمل کیا گیا ہے۔

باب ۷

حیض کی عادت وتعداد مسلسل دو ماہ تک ایک ہی وقت اور ایک ہی تعداد میں آنے سے مستقر ثابت ہوتی ہے لہٰذا اگر تیسرے مہینہ میں صورت حال مشتبہ ہوجائے تو عادت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے اس باکرہ عورت کے بارے میں سوال کیا جس کو پہلی بار خون حیض آئے۔۔۔امامؑ نے فرمایا: جب مسلسل دو ماہ تک ایک ہی مقدار میں خون آئے تو یہ اس کی عادت متصور ہوگی۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب یونس وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: تیسری سنت اس عورت کے بارے میں ہے جس کے پہلے کوئی مقررہ ایام نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اس نے پہلے کبھی خون (حیض) دیکھا ہے کیونکہ وہ پہلی بار اب بالغ ہوئی ہے اور پہلی بار خون دیکھا ہے۔۔۔(یہاں تک کہ فرمایا) جب اسے خون آئے اور سات دن سے پہلے یا سات دن سے زیادہ (مگر دس دن سے کم) آئے۔۔۔اور پھر رک جائے تو جونہی اس کا خون بند ہو اور پاکی دیکھے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔۔۔اور اسی طرح سلسلہ جاری رکھے یہاں تک کہ دیکھے کہ دوسرے ماہ میں کیا صورت حال پیش آتی ہے۔ پس اگر تو پہلے ماہ کی طرح خون آئے اور (سات دن کے اندر یا سات دن سے زیادہ مگر دس دن کے اندر) بند ہوجائے اور اس طرح دو یا تین حیض تک یہی سلسلہ جاری رہے تو یہ اس عورت کی وقت وعدد کے لحاظ سے عادت بن جائے گی وہ اسی کے مطابق عمل کرے گی۔ اور اس کے علاوہ کچھ نہیں کرے گی۔ اور مستقبل میں جب اسے حیض آئے گا تو اس کی سنت قرار پائے گی اور اپنے ایام حیض میں بیٹھے گی۔ کیونکہ عادت دو یا تین حیضوں سے پختہ ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تھا جسے اپنے ایام حیض معلوم تھے کہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز ترک کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو جسے صرف ایک بار حیض آئے عادت والی عورت قرار نہیں دیا۔ اور اسے نہیں فرمایا کہ اپنے ایام حیض میں نماز نہ پڑھ۔ بلکہ اس کی عادت کے مستقر ہونے کے لئے "اقراء" (کئی حیض) قرار دیئے جس کے جمع فوق الواحد کے اعتبار سے کم از کم دو فرد یعنی دو حیض میں یا ان سے بھی زیادہ بنتے ہیں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ میں) آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۸

مبتدئہ پر واجب ہے کہ جب اس کا خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ علامات سے حیض و استحاضہ میں امتیاز کرے اور جب اس طرح امتیاز نہ ہو سکے تو پھر اپنے خاندان کی عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرے۔ اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر روایات کی طرف رجوع کرے یعنی ایک ماہ چھ یا سات یا دس دن اپنے کو حائض قرار دے اور دوسرے میں تین دن۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض والی عورت (جسے پہلی بار حیض آئے اور پھر دس دن سے تجاوز کر جائے) وہ اپنے خاندان کی عورتوں کی عادت کو دیکھے گی اور ان کے ایام کی پیروی کرے گی۔۔۔ اور مزید براں ایک دن تک استظہار و انتظار کرے گی۔۔۔ (اور بعد ازاں غسل کر کے استحاضہ کے احکام پر عمل کرے گی)۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے اس لڑکی کے بارے میں سوال کیا جسے پہلی بار خون حیض آیا اور پھر مسلسل تین ماہ تک جاری رہا۔ اب اسے معلوم نہیں کہ اس کا حیض کتنے دن ہے؟ (اور استحاضہ کتنے دن؟) فرمایا: اس کا حیض اس کے خاندان کی عورتوں کے برابر ہے اور اگر ان کی عادت میں اختلاف ہو تو پھر وہ زیادہ سے زیادہ دس دن اور کم از کم تین دن تک بیٹھے گی (اپنے کو حائض سمجھے گی)۔ (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۳۔ یونس وغیرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حیض اور اس سلسلہ میں سنت کیا ہے؟ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیض کے متعلق تین سنتیں مقرر کی ہیں۔۔۔ (ذات العادۃ، مضطربہ اور مبتدئہ) تیسری قسم وہ ہے جس کے پہلے کوئی مخصوص ایام نہیں ہیں اور نہ ہی اس نے کبھی پہلے خون دیکھا ہے بلکہ وہ جونہی بالغ ہوئی اور اسے پہلی بار خون حیض آیا اور پھر لگاتار جاری رہا۔ اس عورت کی سنت (طریقہ) پہلی اور دوسری قسم کے خلاف ہے۔۔۔ اور اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ایک عورت بنام حمنہ بنت جحش بارگاہ رسولؐ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے سخت خون آیا ہے (تو کیا کروں؟) فرمایا: (اندام نہانی میں) کپاس رکھ اور معلوم کر کہ حیض ہے یا استحاضہ؟ عرض کیا وہ اس سے بہت زیادہ سخت ہے۔ بس میں خون پھینک رہی ہوں۔ فرمایا: اللہ کے علم کے مطابق ہر مہینہ میں اپنے کو چھ دن یا سات دن حائض قرار دے اور باقی چوبیس یا تیئس دن اپنے کو مستحاضہ سمجھ کر غسل کر کے نماز پڑھ اور روزہ بھی رکھ۔ مگر اس طرح (کہ چونکہ تیرا استحاضہ کثیرہ ہے

لہٰذا) تین بار یومیہ غسل کرا یک نماز صبح کے لئے اور دوسرا نماز ظہرین کے لئے اور ان کو اس طرح ملا کر پڑھ کہ ظہر کو قدرے مؤخر اور عصر کو قدرے مقدم کر۔۔۔۔۔اور تیسرا مغربین کے لئے ان کو بھی اس طرح ملا کر پڑھ کہ مغرب کو قدرے مؤخر کر اور عشاء کو قدرے مقدم کر۔۔۔۔(تا آخر روایت جس کا خلاصہ باب ۳ حدیث نمبر۴ میں گزر چکا ہے۔۔۔فلا تطیل الکلام بالتکرار۔۔)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی بن زیاد خزاز سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حیض والی روایت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ جب خون دیکھے اور پھر پیلا ہٹ دیکھے تو کیا کرے؟ اور کتنے دن نماز ترک کرے؟ فرمایا: کم از کم حیض تین دن ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن (اس کے بعد استحاضہ اور استحاضہ والی عورت) دو دو نمازوں کو ملا کر پڑھے گی۔۔۔(التہذیب والاستبصار)

۵۔ عبداللہ بن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی عورت پہلی بار حیض دیکھے (مبتدئہ) اور پھر اس کا خون برابر جاری رہے تو وہ دس دن تک نماز (وروزہ) ترک کرے گی۔اور بقایا بیس دن نماز پڑھے گی۔(اور روزہ رکھے گی) اور اگر (اگلے ماہ تک خون برابر جاری رہا تو پھر) تین دن نماز ترک کرے گی اور ستائیس دن پڑھے گی۔(ایضاً) (چونکہ یہ روایت بظاہر ضابطہ کے خلاف ہے کہ اس میں اپنے خاندان کی عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے) اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں محمول ہے کہ جب کسی عورت کی خاندانی عورتیں موجود نہ ہوں۔۔۔اور اگر ہوں تو ان کی عادت میں اختلاف ہو۔۔۔!

باب ۹

ریبہ (شک) اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ جب پاکیزگی ایک ماہ سے گزر جائے (اور حیض نہ آئے) اور یہ کہ حیض ہر ماہ ایک بار آتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد کے بارے میں سوال کیا کہ "**ان ارتبتم**۔۔۔" (کہ اگر تمہیں ان کے حیض میں شک ہو)۔۔۔کہ یہ ریبہ کب پیش آتا ہے؟ فرمایا: جب پورا مہینہ گزر جائے (اور خون نہ آئے) تو یہ ریبہ ہے۔۔۔(الفروع)

۲۔ ادیم بن حر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے عورتوں کے لئے ہر مہینہ میں ایک بار (خون حیض آنے کی) حد مقرر کی ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض ایک نجاست ہے جس میں خدا

نے عورتوں کو مبتلا کیا۔ فرمایا: حضرت نوحؑ کے عہد میں عورتوں کو سال میں ایک بار حیض آتا تھا یہاں تک کہ اس دور میں سات سو عورتیں اپنے محراب ہائے عبادت سے باہر نکل کھڑی ہوئیں پہلے نیلے کپڑے پہنے' زیورات زیب بدن کئے اور عطر و خوشبو لگا کر مختلف شہروں میں پھیل گئیں اور مردوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے لگیں' عیدوں میں ان کے ساتھ شریک ہونے لگیں اور آزادانہ طور پر ان سے میل جول رکھنے لگیں تو خدا نے ان کو ہر ماہ میں ایک بار حیض میں مبتلا کر دیا مگر ان کے علاوہ دوسری عورتوں کو بدستور سال میں ایک حیض آتا تھا۔۔ مگر جب ہر ماہ میں حائض ہونے والی عورتوں کے لڑکوں نے ان عورتوں کی لڑکیوں سے شادیاں کیں جن کو سال میں ایک بار حیض آتا تھا تو ان کی اولادوں کا حیض خلط ملط ہو گیا اور ان عورتوں کی نسل زیادہ ہو گئی جنہیں ہر ماہ میں ایک حیض آتا تھا اور دوسرے عورتوں کی کم۔ لہٰذا اب سب کو ایک ماہ میں حیض آنے لگا۔۔۔ (الفقیہ' العلل' قرب الاسناد)۔۔۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حیض ہر ماہ میں ایک بار آتا ہے جو کچھ گزر چکی ہیں اور کچھ بعد ازیں بیان کی جائیں گی۔۔۔ پس مبتدأہ اور مضطربہ پہلے تو خون کی علامات کو دیکھ کر ان کے مطابق عمل کریں گی بصورت دیگر اپنے خاندان کی عورتوں کی عادت کے مطابق عمل کریں گی ورنہ روایات پر عمل کریں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۰

حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ یونس بعض رواۃ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (دو حیضوں کے درمیان) کم از کم مدت طہر دس دن ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کو جب (عنفوان شباب میں) پہلے پہل خون آتا ہے تو چونکہ اس میں خون زیادہ ہوتا ہے لہٰذا (عموماً) دس دن آتا ہے بعد ازاں جوں جوں عورت کا سن بڑھتا جاتا ہے تو خون کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تین دن رہ جاتا ہے۔ اور جب تین دن تک نوبت پہنچ جائے تو پھر آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو جاتا ہے مگر حیض تین دن سے کم نہیں ہوتا۔۔۔ پس جب کوئی عورت اول حیض میں خون دیکھے تو وہ نماز (روزہ) ترک کر دے گی۔ اور جب تین دن مکمل ہو جائیں تو وہ حیض سمجھا جائے گا۔ اور یہ حیض کی کمترین مدت ہے اور ان دنوں میں نہ پڑھی ہوئی نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے۔ (الفروع' والتہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حیض کی کمترین مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور اوسط مدت پانچ دن ہے۔(الفقیہ، العلل)

۴۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث شرائع دین کے ضمن میں فرمایا: عورت کے حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور کم از کم تین دن ہے اور استحاضہ والی عورت اندام نہانی میں کپاس رکھ کر اور غسل کر کے نماز پڑھے گی اور حائض نماز ترک کرے گی اور اس کی قضا بھی نہیں کرے گی۔ مگر روزہ رکھے گی تو نہیں لیکن اس کی قضا کرے گی۔(الخصال)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض کی کمترین مدت تین دن ہے اور اگر کوئی عورت (حیض ختم ہونے کے بعد مگر) دس دن گزرنے سے پہلے پھر خون دیکھے تو یہ پہلے حیض کا حصہ شمار ہوگا۔ اور اگر دس دن گزرنے کے بعد آئے تو اسے مستقل حیض سمجھا جائے گا۔(التہذیب والاستبصار)

۶۔ اسحاق بن عمارؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی حاملہ عورت ایک دو دن خون دیکھے تو کیا کرے؟ فرمایا: اگر خون گاڑھا (اور سیاہی مائل) ہو تو ان دنوں میں نماز نہ پڑھے اور اگر خون پیلے رنگ کا ہو تو پھر ہر دو نماز کے لئے ایک غسل کرے۔(ایضاً)

(چونکہ یہ روایت حسب ظاہر سابقہ ضابطہ کے مخالف نظر آتی ہے اور اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایک دو دن بھی حیض ہو سکتا ہے۔ اس لئے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب دس دن کے دوران ایک دو دن خون دیکھے۔

۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت آٹھ دن ہوتی ہے اور کم از کم تین دن۔(ایضاً)

(چونکہ بظاہر یہ روایت سابقہ ضابطہ کے منافی ہے اس لئے) اس کی تاویل کرتے ہوئے حضرت شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ تمام اصحاب کا اس روایت کے مضمون کے خلاف اتفاق ہے۔ لہٰذا اسے اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب کسی عورت کی عادت آٹھ دن ہو اور صاحب منتقی الجمان نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ عورتوں کو زیادہ سے زیادہ آٹھ دن تک حیض آتا ہے۔ نہ یہ کہ شرعاً آٹھ ہی دن مقرر ہیں۔۔۔

باب ۱۱

دو حیضوں کے درمیان کم از کم مدت طہر دس دن ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک حیض سے دوسرے حیض تک درمیان میں دس دن سے کم طہر نہیں ہوسکتا۔ ہاں البتہ اس سے زیادہ ہوسکتا ہے۔(الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۲۔ نیز محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی عورت (پہلے حیض کے بعد) دس دن کے اندر اندر خون دیکھے تو وہ پہلے حیض کا حصہ سمجھا جائے گا اور اگر دس دن کے بعد آئے تو وہ آنے والے (دوسرے) حیض کا جزء سمجھا جائے گا۔(ایضاً)

۳۔ یونس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا ہمارے خاندان کی ایک عورت نے میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے حیض کے بارے میں یہی سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا: جب بحرانی (غلیظ و کثیر) خون دیکھے تو نماز ترک کردے اور جب پاک ہو جائے اگرچہ دن کی ایک ساعت ہی باقی ہو تو غسل کرکے نماز پڑھے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب واضح ہے کہ طہر (پاکیزگی) کی پہلی ساعت میں غسل کرکے نماز پڑھے۔ نہ یہ کہ طہر کی کل مقدار ایک ساعت ہے۔

باب ۱۲

آیا اقل حیض (جو کہ تین دن ہے) میں خون کا مسلسل آنا شرط ہے یا ان ایام کا دس دنوں کے اندر اندر مکمل ہو جانا کافی ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی عورت (پہلے حیض کے بعد مگر) دس دن گزرنے سے پہلے خون دیکھے تو وہ پہلے حیض کا حصہ شمار ہوگا۔ اور اگر دس دن گزرنے کے بعد دیکھے تو وہ آنے والے (دوسرے) حیض کا حصہ تصور کیا جائے گا۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی عورت اپنے حیض کے

(مقررہ) ایام میں خون دیکھے تو نماز ترک کر دے گی۔ پس اگر مسلسل تین دن تک خون جاری رہا تو وہ حائض متصور ہوگی۔ اور اگر ایک دودن کے اندر اندر خون آنا بند ہو گیا تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے گی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ خون دیکھنے والے دن سے لے کر دس دن تک انتظار بھی کرے گی کہ اگر ایک دودن آیا اور پھر قطع ہو گیا پھر ایک آدھ دن آیا اور پھر بند ہو گیا۔ اس طرح اگر دس دن کے اندر اندر تین دن (اقل حیض) مکمل ہو گئے تو یہ سب خون حیض سمجھا جائے گا اور اگر وہی ایک دودن خون آیا اور پھر بند ہو گیا۔ اور اس طرح پورے دس دن گزر گئے مگر پھر خون نہ آیا تو پھر وہ ایک دودن والا خون حیض نہیں سمجھا جائے گا (کیونکہ اس کی کم از کم مدت تین دن ہے)۔۔۔۔۔ اور کسی اور وجہ سے پیٹ وغیرہ میں کسی زخم (یا پھوڑے پھنسی) کا خون تصور کیا جائے گا اور اس طرح ان ایک دودنوں میں عورت نے جو نماز نہیں پڑھی تھی اس کی قضا کرے گی۔ کیونکہ وہ حائض نہ تھی (اور غلطی سے اپنے کو حائض سمجھ کر نماز ترک کی تھی) اور اگر اسی طرح دس دن کے اندر اندر متفرق طور پر تین دن مکمل ہو گئے جو کہ حیض کی کم از کم مدت ہے تو پھر نہ پڑھی ہوئی نماز کی قضا واجب نہ ہوگی۔ اور دو حیضوں کے درمیان کم از کم مدت طہر دس دن ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی عورت کو خون حیض آئے اور اس کی عادت حیض پانچ دن ہو۔۔۔۔۔ اور اس کے بعد خون بند ہو جائے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے گی۔ لیکن خون کے بند ہونے کے بعد دس دن کے اندر پھر خون دیکھے (اور دس دن کے اندر اندر بند ہو جائے) تو اسے بھی حیض سمجھا جائے گا اور عورت نماز ترک کرے گی۔۔۔ اور اگر دوبارہ جاری ہونے کے بعد دس دن کے اندر نہ رکے بلکہ اس نے تجاوز کر جائے تو عورت دس دن تک اپنے کو حائض تصور کرے گی (اور اس کے احکام پر عمل کرے گی) بعد ازاں مستحاضہ سمجھی جائے گی (اور اس کے اقسام کے مطابق) اس کے احکام پر عمل کرے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

جب کسی ذات العادت عورت کا خون اپنی مقررہ عادت پر نہ رکے بلکہ جاری رہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ ایک دو یا تین دن استظہار وانتظار کرے گی۔ (اس کے بعد استحاضہ کے احکام پر عمل کرے گی)

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمز دکر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ اگر کوئی عورت اپنے مقررہ ایام حیض سے پہلے خون دیکھے تو؟ فرمایا: ایسی صورت میں نماز ترک کر دے۔ کیونکہ بعض اوقات خون وقت سے پہلے آ جاتا ہے۔ اور پھر اگر خون اس کے مقررہ ایام سے تجاوز کر جائے تو تین دن تک استظہار وانتظار کرے (پس اگر رک گیا تو پھر تو سب خون حیض متصور ہوگا) اور اگر نہ رکا تو پھر استحاضہ کے احکام پر عمل کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی عورت کی عادت حیض پورے دس دن ہو۔ (اور کبھی خون اس سے تجاوز کر جائے) تو وہ عورت استظہار نہیں کرے گی۔ (کیونکہ دس دن سے زیادہ تو حیض ہوتا ہی نہیں ہے) اور اگر عادت دس دن سے کم ہو (اور خون اس سے بڑھ جائے) تو پھر استظہار کرے گی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ اگر حاملہ عورت کو خون آ جائے تو کیا کرے؟ فرمایا: اپنے ایام عادت کے مطابق بیٹھے (اپنے کو حائض سمجھے) اور اگر خون ان ایام سے تجاوز کر جائے تو پھر تین دن تک استظہار کرے بعد ازاں اپنے تئیں مستحاضہ قرار دے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ ابن ابی نصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ حائض کس قدر استظہار کرے؟ فرمایا: ایک یا دو یا تین دن تک کرے۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن مغیرہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جس کی عادت دس دن سے کم تھی (اور اب خون اس سے تجاوز کر گیا)۔ دس دن پورے ہونے تک استظہار کرے گی۔ اور اگر اس کی عادت ہی دس دن تھی (اور خون نہیں رکا)۔ تو پھر استظہار نہیں کرے گی۔۔۔ (اور ایام عادت کے بعد اپنے آپ کو مستحاضہ قرار دے گی)۔ (ایضاً)

۶۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر عورت کا خون اس کی عادت کے ایام سے تجاوز کر جائے تو کیا کرے؟ فرمایا: دس دن پورے ہونے تک استظہار کرے اگر بعد ازاں بھی بکثرت خون بہے تو پھر (اپنے کو مستحاضہ کثیرہ سمجھ کر) ہر (دو) نماز کے لئے غسل کرے۔ (ایضاً)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر حائض اپنی عادت کے دنوں میں بیٹھے (مگر خون نہ رکے) تو کیا کرے؟ فرمایا: ایک یا دو دن تک استظہار کرے (اور اگر پھر بھی خون نہ رکے) تو پھر اپنے کو مستحاضہ سمجھے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب محقق حلیؒ نے اپنی کتاب معتبر میں حسن بن محبوب کی کتاب مشیخہ کے حوالہ سے بروایت محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: کہ اگر کوئی عورت اپنے مقررہ ایام عادت کے بعد بھی خون دیکھے تو ایک یا دو دن تک نماز نہ پڑھے (استظہار کرے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ اور باب ۱۔ از ابواب استحاضہ اور باب ۳۔ از ابواب نفاس میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۱۴

ذات العادۃ عورت پر خون دیکھتے ہی نماز ترک کرنا واجب ہے مگر مبتدۂ اور مضطربہ کے لئے بھی مقررہ شرائط کے ساتھ حقیقت حال کے واضح ہونے تک ترک نماز جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے دریافت کیا کہ اگر کسی عورت کو پہلی بار حیض آئے تو کسی ماہ دو دن آئے اور کسی ماہ تین دن۔ کبھی برابر نہ آئے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس کے لئے جائز ہے کہ بیٹھ جائے اور نماز ترک کر دے بشرطیکہ خون دس دن سے تجاوز نہ کر جائے (ورنہ دس دن کے بعد استحاضہ سمجھا جائے گا)۔۔۔اور جب بھی دو مہینوں میں برابر خون دیکھے گی تو یہ دن اس کی عادت بن جائیں گے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ایک عورت تین یا چار دن خون دیکھے تو؟ فرمایا: نماز ترک کر دے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے عادت اور تمیز والی حدیثوں میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ میں) آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۵

عادت اپنے وقت سے تھوڑی سی مقدم بھی ہو سکتی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن نعیم صحاف سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی حاملہ عورت اس وقت سے تھوڑا سا پہلے خون دیکھے جس میں وہ پہلے دیکھتی تھی یا مہینہ کے اسی وقت دیکھے تو اس خون کو خون حیض سمجھا جائے گا۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ علی بن حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو خون ایام حیض سے پہلے آئے وہ خون حیض ہے۔ اور جو ان ایام کے بعد آئے وہ حیض نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ میں) آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۶

وہ خاص علامت جس کی وجہ سے خون حیض کو پھوڑے کے خون سے امتیاز دیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ محمد بن یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً ابان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری ایک نوجوان لڑکی ہے جس کی اندام نہانی میں پھوڑا ہے۔ اور اس کا خون برابر جاری ہے مگر اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا یہ خون حیض کا ہے یا پھوڑے کا؟ فرمایا: اسے کہو کہ اپنی پشت کے بل لیٹ جائے اور اپنی ٹانگیں اوپر اٹھا کر اپنی درمیانی انگلی فرج میں داخل کرے اور پھر دیکھے سو اگر خون دائیں جانب سے نکلے تو وہ خون حیض ہے اور اگر بائیں جانب سے نکلے تو وہ پھوڑے کا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی روایت باسناد خود محمد بن یحییٰ سے اور انہوں نے مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے مگر اس میں یوں مروی ہے کہ اگر خون بائیں جانب سے نکلے تو وہ خون حیض ہے اور اگر دائیں جانب سے نکلے تو وہ پھوڑے کا خون ہے۔ (یعنی جو کچھ شیخ کی روایت میں مذکور ہے وہ کلینی کی روایت کے برعکس ہے۔۔۔ اب صحیح صورت حال کیا ہے؟) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ والی روایت ''اثبت'' ہے کیونکہ جو کچھ جناب شیخ مفیدؒ شیخ صدوقؒ محقق حلی اور علامہ حلی وغیرہ (علماء وفقہاء) نے بیان کیا ہے یہ اس کے موافق ہے۔ اور محقق حلی فرماتے ہیں کہ شاید کلینی کی روایت میں کاتب سے سہو ہوا ہے۔۔۔ یہ بھی منقول ہے کہ شیخ طوسی والی روایت بھی بعض قدیم نسخوں میں کلینی والی روایت کے مطابق پائی گئی ہے۔۔۔ ممکن ہے کہ دونوں روایتیں صحیح ہوں اور متعدد۔ مگر ایک بطور تقیہ وارد ہوئی ہو (اور دوسری بطور حقیقت)۔ یا اس کی کوئی اور تاویل کی جائے بہر حال شیخ والی روایت زیادہ مشہور ہے۔ اور یہی مرجح ومقدم ہے۔ (التہذیب)

۳۔ یہ وہی روایت ہے جو باب ۱۲ حدیث نمبر ۲ میں گزر چکی ہے جس میں اس نماز کی قضا کرنے کا تذکرہ ہے جو پھوڑے کے خون کی وجہ سے نہ پڑھی جائے۔ اور جو خون حیض کی وجہ سے نہ پڑھی جائے اس کی قضا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ فراجع۔

باب ۱۷

جب خون حیض دس دن کے اندر بند ہو جائے تو استبراء کرنا واجب ہے اور اس کی کیفیت کا بیان۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (بظاہر خون حیض آنا بند ہو جائے اور) حائض غسل کرنا چاہے تو پہلے کچھ کپاس اندام نہانی میں رکھے اور پھر (نکال کر) دیکھے

پس اگر اس پر کچھ خون لگا ہوا ہو تو پھر غسل نہ کرے۔ اور اگر صاف ہو تو پھر غسل کرے اور اگر بعد ازاں کچھ دیکھے تو وضو کر کے نماز پڑھے۔ (اسے استحاضہ قلیلہ قرار دے)۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ یونس بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت کا خون آنا بند ہو جاتا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی کہ وہ پاک ہوگئی ہے یا نہ؟ (تو کیا کرے؟) فرمایا: سیدھی کھڑی ہو جائے اور اپنا پیٹ کسی دیوار کے ساتھ لگا کر تھوڑی سی کپاس اندر داخل کرے اور پھر دایاں پاؤں اوپر اٹھائے بعد ازاں کپاس نکال کر دیکھے پس اگر کپاس کے سرے پر مکھی کے سر کی مانند گاڑھا خون نظر آئے تو سمجھے کہ وہ ہنوز پاک نہیں ہوئی اور اگر اس طرح خون نظر نہ آئے تو پھر اپنے تئیں پاک سمجھ کر غسل کرے اور نماز پڑھے۔ (الفروع)

۳۔ ایسی ہی تیسری روایت بروایت شرجیل کندی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے مگر اس میں اور روایت نمبر ۲ میں صرف یہ فرق ہے کہ اس میں دیوار کے ساتھ پیٹ لگانے کا تذکرہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں بائیں ٹانگ اٹھا کر دیوار پر رکھنے اور اندر کپاس رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اگر وہاں سرگس کے برابر بھی خون ہوا تو وہ ضرور کپاس پر برآمد ہو جائے گا۔ (الفروع' التہذیب)

باب ۱۸

اس عورت کا حکم جو غسل حیض کر چکنے کے بعد خون کے چند قطرے دیکھے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن علی بصری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ دختر شہاب اپنے ایام حیض میں بیٹھتی ہے اور جب غسل حیض کر چکے تو یکے بعد دیگرے خون کے چند قطرے دیکھتی ہے؟ (وہ کیا کرے؟) فرمایا: اس سے کہو کہ وہ کسی دیوار کے ساتھ (پیٹ لگا کر) کھڑی ہو اور کسی عورت سے کہے کہ وہ اس کی دونوں سرینوں کو پکڑ کر خوب دبائے کیونکہ بعض اوقات رحم میں کچھ خون باقی رہ جاتا ہے جسے "اراقہ" کہا جاتا ہے اور ایسا کرنے سے وہ باہر نکل جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اسی طرح کیا اور بعد ازاں اس کی وفات تک پھر قطرے خارج نہیں ہوئے۔ (الفروع)

باب ۱۹
رات کے وقت حائض کا اپنا حیض دیکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ کچھ عورتیں رات کے وقت چراغ منگوا کر دیکھتی تھیں کہ پاک ہوئی ہیں (یا نہ؟)۔۔۔امامؑ نے اس بات کو عیب کا باعث قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کب عورتیں ایسا کرنا ترک کرینگی؟ (الفروع)

۲۔ ثعلبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام عورتوں کو رات کے وقت اپنے حیض پر نگاہ کرنے سے روکا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کبھی پیلا پن ہوتا ہے اور کبھی میالا رنگ (جس سے طبیعت کو گھن آتی ہے)۔(ایضاً)

باب ۲۰
حائض کا ایک صاع (قریباً تین سیر) یا اس سے کچھ زیادہ پانی سے غسل کرنا مستحب ہے اور یہ کہ مسمی غسل (برائے نام غسل) کرنا کافی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن صیقل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حائض کو چاہیئے کہ وہ نو رطل[۱] پانی کے ساتھ غسل کرے۔(الفروع والتہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض (جب غسل کرے اور) پانی کی تری اس کے بالوں (اور دوسرے اجزاء بدن) تک پہنچ جائے تو کافی ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ حائض کو غسل کے لئے کس قدر پانی کافی ہے؟ فرمایا: ایک فرق[۲] (چونکہ بظاہر یہ روایت سابقہ دو روایتوں

---

[۱] ایک رطل حج کا ہوتا ہے اور تین رطل کا ایک مد ہوتا ہے اور تین مد کا ایک صاع ہوتا ہے بنا بریں ایک مد کا وزن قریباً ۱۳ چھٹانک بنتا ہے اور صاع کا قریباً تین سیر ہے۔حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: الوضوء بمد و الغسل بصاع و سیاتی اقوام من بعدی یستقلون ذلك فاؤلئك علی خلاف سنتی و الثابت علی سنتی معی فی خظیرۃ القدس ۔وضو ایک مد کے ساتھ اور غسل ایک صاع کے ساتھ ہے اور میرے بعد کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اس کو قلیل سمجھیں گے۔وہ میری سنت کے خلاف ہوں گے اور جو میری سنت پر قائم رہے گا وہ جنت القدس میں میرے ساتھ ہوگا۔(الفقیہ)

[۲] ایک پیمانہ جس میں تین صاع یا سولہ رطل آ جائے۔(المنجد)

کے منافی معلوم ہوتی ہے اس لئے) حضرت شیخ طوسی نے اس روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب مکمل اور فضیلت والا غسل کرنا مقصود ہو اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب عورت کے بال بہت لمبے ہوں اور وہ زیادہ میلی کچیلی ہو۔۔۔۔ واللہ العالم۔۔۔

باب ۲۱

جب حائض کا خون آنا بند ہو جائے اور کسی وجہ سے غسل کرنا مشکل ہو تو تیمّم کے بعد اس سے مباشرت کرنا جائز ہے اور جب غسل ممکن نہ ہو تو اس کے بدل تیمّم کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوطبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک حائض سفر کی حالت میں ہے اور حیض سے پاک ہو جاتی ہے مگر اس کے پاس اتنا پانی نہیں ہے کہ غسل کر سکے اور نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے تو؟ فرمایا: اگر اتنا پانی ہے کہ شرمگاہ دھو سکتی ہے تو دھوئے بعد ازاں تیمم کرے اور نماز پڑھے۔ راوی نے عرض کیا: آیا اس حالت میں اس کا شوہر اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب شرم گاہ دھو کر تیمم کر لے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت حائض تھی۔ اور سفر کی حالت میں پاک ہوئی۔ اور دو تین دن تک پانی نہ ملا۔ آیا اس کا خاوند اس حالت میں اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک غسل نہ کر لے تب تک شوہر کو اس سے مقاربت نہیں کرنی چاہیئے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ انکار پر محمول ہے نہ کہ اخبار پر۔ یا پھر کراہت پر محمول ہے نہ کہ حرمت پر یا تقیہ پر محمول ہے کیونکہ یہ بہت سے مخالفین کے نظریہ کے موافق ہے۔

باب ۲۲

حائض کا حدث (غسل کے بغیر) رفع نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن یحیٰی کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے مباشرت کرتا ہے اور وہ غسل خانہ میں پہنچتی ہے (کہ غسل کرے) تو اسے حیض آ جاتا ہے؟ آیا وہ غسل کرے یا نہ؟ فرمایا: اب تو وہ (حیض) آ گیا جو نماز کو بھی باطل کر دیتا ہے لہٰذا اب غسل نہ

کرے۔ (الفروع، التہذیب، السرائر)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک حیض والی عورت جس نے جمعہ کے دن پاک ہونا ہے وہ (اس سے پہلے) اللہ کا ذکر کرنا چاہتی ہے؟ فرمایا: وہ ہنوز پاک تو نہیں ہوئی مگر وہ ہر نماز کے وقت وضو کرکے اور روبقبلہ ہو کر اللہ کا ذکر کر سکتی ہے۔ (الفروع)

۳۔ بروایت عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث پہلی جلد باب ۴۳ از باب جنابت میں گزر چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسی عورت جس نے غسل جنابت کرنا تھا کہ اسے حیض آ گیا وہ حیض سے پاک ہونے کے بعد دونوں کے لئے صرف ایک غسل کرے گی۔ (ایضاً)

باب ۲۳

غسل حیض (کی کیفیت) غسل جنابت جیسی ہے اور دونوں ایک دوسرے میں داخل ہو جاتے ہیں (جب دونوں اکٹھے ہو جائیں) تو دونوں کے لئے ایک غسل کرنا کافی ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن علی حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غسل جنابت اور غسل حیض ایک جیسے ہیں۔ (التہذیب)

۲۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا عورتوں کے لئے وضو، غسل جنابت اور غسل حیض کے عوض تیمم کرنے کی کیفیت ایک جیسی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غسل جنابت فریضہ ہے اور غسل حیض بھی (فرضیت میں) اس کی مانند ہے۔ (عیون الاخبار)

۴۔ ابوبصیر کی روایت میں مذکور ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام) سے پوچھا آیا اس (حائض) پر اسی طرح غسل واجب ہے جس طرح غسل جنابت؟ فرمایا: ہاں۔۔۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: تداخل اغسال والی حدیثیں قبل ازیں باب غسل الجنابہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

(حیض سے) پاک ہونے سے پہلے قُبُلُ میں مجامعت کرنا حرام ہے جبکہ مستحاضہ سے مباشرت کرنا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض والی عورت اپنے مقررہ ایام میں نماز نہیں پڑھے گی اور نہ ہی اس کا شوہر اس سے مقاربت کر سکے گا۔۔۔ہاں البتہ جب اس کے مقررہ ایام سے خون تجاوز کر جائے (تو وہ خون استحاضہ متصور ہوگا اور اندام نہانی میں کپاس رکھ کر معلوم کیا جائے گا کہ وہ کثیرہ ہے یا قلیلہ ہے یا متوسطہ اور پھر ان کے احکام پر عمل کیا جائے گا پس اگر خون کپاس کو پر کرکے باہر نکل جائے تو (یہ کثیرہ ہوگا) اور مستحاضہ ظہر و عصر کے لئے (اور مغرب و عشاء) کے لئے ایک ایک غسل کرے گی۔۔۔اور ایام استحاضہ میں اس کا شوہر اس سے مقاربت کر سکے گا۔(الفروع)

۲۔ عذافیر صیرفی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے فرمایا: آیا ان لوگوں کو دیکھ رہے ہو جن کی خلقت میں کوئی نقص و عیب پایا جاتا ہے؟ عرض کیا: ہاں (دیکھ رہا ہوں) فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے باپ حیض کی حالت میں اپنی بیویوں سے مباشرت کرتے ہیں (اور یہ ولد الحیض ہیں)۔(الفروع، الفقیہ، علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حیض کی حالت میں اپنی زوجہ سے مجامعت کرے اور پھر (اس کے نتیجہ میں) بچہ مجذوم و مبروص (کوڑھ اور پھلبہری کے مرض میں مبتلا) پیدا ہو تو وہ صرف اپنی ملامت کرے۔(الفقیہ)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم (اہل بیتؑ) سے وہی شخص دشمنی کرتا ہے جس کی ولادت خبیث ہو۔(حرام زادہ ہو) یا اس کی ماں حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔(ایضاً)

۵۔ ابراہیم قرشی بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب ام سلمہ کے پاس موجود تھے کہ میں نے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام سے فرما رہے تھے: یا علیؑ! آپؐ سے صرف تین قسم کے لوگ دشمنی کریں گے (۱) ولد الزنا۔(۲) منافق۔(۳) اور ولد الحیض۔(علل الشرائع)

۶۔ ابوایوب انصاری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا

علیؑ! آپؑ سے محبت وہی کرے گا جو مومن ہوگا اور دشمنی وہی کرے گا جو منافق ہوگا' یا ولد الزنا ہوگا یا پھر ولد الحیض[1] ہوگا۔ (الخصال)

۷۔ ابورافع حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میری عترت اہل بیتؑ سے محبت نہ کرے وہ تین میں سے ایک ہوگا' منافق ہوگا یا ولد الزنا یا پھر اس کی ماں حیض میں حاملہ ہوئی ہوگی۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مالک بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ استحاضہ والی عورت سے اس کا شوہر کس طرح مباشرت کرے؟ فرمایا: اس کے مقررہ ایام حیض میں تو اس سے مقاربت نہ کرے البتہ ان ایام کے علاوہ دوسرے اوقات میں کر سکتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۵' ۲۶' ۲۷' ۲۸ میں) آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۲۵

اندام نہانی میں مجامعت کے سوا حیض والی عورت سے دوسرے تمتعات حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالملک بن عمرو سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ شوہر حیض والی عورت سے کیا تمتعات حاصل کر سکتا ہے؟ فرمایا: مقاربت کے سوا باقی سب کچھ۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ عبدالملک بن عمرو کی دوسری روایت صادقیؑ کے ساتھ یہ اضافہ بھی مذکور ہے کہ عورت مرد کا کھلونا ہے (جس سے وہ ہر وقت کھیل سکتا ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ آیا مقاربت کے علاوہ شوہر اپنی حائض زوجہ سے دوسرے تمتعات حاصل کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس (خون آنے والے) مقام سے اجتناب کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ عمر بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مرد حیض والی عورت سے کیا فائدہ اٹھا

---

[1] اس قسم کی حدیثیں کتب اہل سنت میں بھی مذکور ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں فرائد السمطین حموینی' ینابیع المودۃ' مودۃ القربیٰ اور ارجح المطالب وغیرہ کتابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سکتا ہے؟ فرمایا: دونوں رانوں کے درمیان۔ (ایضاً)

۵۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مرد حیض والی عورت سے کیا تمتع حاصل کر سکتا ہے؟ فرمایا: دونوں سرینوں کے درمیان۔۔۔ مگر دخول[1] نہ کرے۔ (ایضاً)

باب ۲۶

حائض اور نفساء کے گھٹنہ اور ناف کے درمیانی حصہ سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حائض سے اس کا شوہر کیا تمتع حاصل کر سکتا ہے؟ فرمایا: وہ گھٹنوں تک تہمند باندھ لے اور ناف کو اس سے باہر رکھے۔ اور جس مقام پر تہمند باندھی ہے اس سے اوپر والے حصہ سے تمتع حاصل کر سکتا ہے۔ اور آپؑ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ آپؑ فرماتے تھے کہ جناب میمونہ بیان کرتی تھیں کہ جب میں حائض ہوتی تھی تو آنحضرتؐ مجھے حکم دیتے تھے اور میں تہمند باندھ کر آپؐ کے ساتھ بستر خواب پر دراز ہو جاتی تھی۔ (الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حجاج خشاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حائض اور نفساء سے ان کا شوہر کیا تمتع حاصل کر سکتا ہے؟ فرمایا: دوپٹہ اوڑھ لے اور پھر شوہر کے ساتھ لیٹ جائے۔ (التہذیب والاستبصار)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ سابقہ اور اس باب کی احادیث میں جمع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ اخبار استحباب پر محمول ہیں جبکہ پہلی جواز اور عدم حرمت پر محمول ہیں یا پھر تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ وہ بہت سے مخالفین کے نظریہ کے موافق ہیں۔

باب ۲۷

خون حیض بند ہو جانے کے بعد غسل سے پہلے مباشرت کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ جب کسی عورت کا خون حیض آنا بند ہو جائے تو آیا اس کا شوہر اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب شوہر پر شہوت کا غلبہ ہو تو عورت کو حکم دے کہ وہ شرم گاہ کو دھو لے پھر چاہے تو غسل سے پہلے اس سے مباشرت کر سکتا ہے۔ (الفروع،

[1] ان دو حدیثوں نے اس ابہام کو دور کر دیا جو سابقہ حدیثوں کو دیکھنے کے بعد بادی النظر میں پیدا ہوتا ہے کہ ان تمتعات سے جو جائز ہیں یہ تمتعات مراد ہیں۔ ان سے وطی فی الدبر مراد نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں اس کے ممنوع ہونے کی صراحت موجود ہے۔ بلکہ اس سے اگلے باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھٹنہ اور ناف کے درمیانی حصہ سے تمتع حاصل کرنا مکروہ ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی اہلیہ سمیت سفر میں ہے (اور عورت حیض سے پاک ہوجاتی ہے) مگر پانی نہیں پاتا۔ آیا (غسل سے پہلے) مقاربت کرسکتا ہے؟ فرمایا: میں اس فعل کو پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ اس پر شہوت غلبہ ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ عبداللہ بن مغیرہ بالواسطہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت حیض سے پاک ہوجائے مگر ہنوز غسل نہ کیا ہو۔ تو اس کا شوہر اس سے مباشرت نہ کرے لیکن اگر کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ایک ایسی ہی دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے فرمایا کہ اگر غسل کرنے کے بعد مباشرت کرے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت پر نماز حرام تھی (حائض تھی) پھر پاک ہوجاتی ہے مگر اس نے ہنوز غسل نہیں کیا۔ ہاں البتہ وضو کیا ہے۔ آیا اس کا شوہر اس سے مقاربت کرسکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ حتیٰ کہ غسل کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: ان اور سابقہ اخبار میں وجہ جمع یہ ہے کہ ان (منع والی) روایات کو کراہت پر محمول کیا جائے اور سابقہ (اباحت والی) کو جواز پر۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ منع والی روایات کو تقیہ پر محمول کیا جائے کیونکہ وہ اکثر عامہ کے نظریہ کے موافق ہیں۔

باب ۲۸

جو شخص حیض کے دوران عورت سے مباشرت کرے اس کے لئے مستحب ہے کہ کفارہ ادا کرے جو کہ آغاز کے دنوں میں ایک دینار وسط میں نصف دینار اور آخر میں ربع دینار یا نصف دینار ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ دس مسکینوں پر صدقہ کرے اور جو ایسا بھی نہ کرسکے وہ ایک مسکین پر۔ اور جو اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ استغفار کرے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود داؤد بن فرقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض میں مقاربت کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ اگر اول میں کرے تو ایک دینار وسط میں نصف دینار اور آخر میں ربع دینار ادا کرے اور اگر کفارہ کی ادائیگی کے لئے کچھ نہ ہو تو پھر ایک مسکین پر صدقہ کرے اور اگر کچھ بھی نہ ہو تو خدا سے طلب مغفرت کرے کیونکہ استغفار اس شخص کی توبہ اور کفارہ ہے جو کوئی کفارہ ادا نہ کرسکتا ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عبدالکریم بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے اس حالت میں مباشرت کرتا ہے جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی ہے تو؟ فرمایا: اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ اس پر دینار یا نصف دینار ہے؟ فرمایا: دس مسکینوں پر صدقہ کر دے (انہیں کھانا کھلا دے)۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حیض والی عورت سے مقاربت کرے تو وہ نصف دینار صدقہ دے۔ (ایضاً)

۴۔ عبیداللہ بن علی حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے مقاربت کی ہو فرمایا: وہ ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلائے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی زوجہ سے حیض کے اوائل میں مباشرت کرے اس پر ایک دینار صدقہ دینا اور زانی کی حد کا ایک چوتھائی حصہ یعنی پچیس کوڑے لگانا لازم ہے۔ اور اگر آخری ایام میں ایسا کرے تو اس پر نصف دینار کفارہ اور ساڑھے بارہ کوڑے لگانا ضروری ہیں۔ (تفسیر قمی)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص حیض کی ابتداء میں مقاربت کرے اس پر ایک دینار، جو وسط میں کرے اس پر نصف دینار، اور جو آخر میں کرے اس پر ربع دینار کفارہ لازم ہے۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ اور علماء کی ایک جماعت نے ان مجمل حدیثوں کو اسی تفصیل پر محمول کیا ہے جو اس باب کی پہلی حدیث میں مذکور ہے۔ اور آئندہ (اگلے باب میں) ایسی حدیثیں بھی ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ کفارہ واجب نہیں ہے (بلکہ مستحب ہے) اور اس باب کی ان مذکورہ حدیثوں میں بھی اس کے وجوب کی کوئی صراحت مذکور نہیں ہے۔ نیز ان حدیثوں کا اجمال اور کفارہ کی مقدار کا اختلاف بھی اس کے مستحب ہونے کا قوی قرینہ ہے واللہ العالم۔

باب ۲۹

حیض کی حالت میں مقاربت کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص حیض کی حالت میں اپنی زوجہ سے مباشرت کرے تو؟ فرمایا: اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ خدا نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ راوی نے عرض کیا اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے؟ فرمایا: میں اس

کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ ہاں اسے صرف خدا سے مغفرت طلب کرنی چاہیئے۔ (تہذیبین)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے مقاربت کرے تو؟ فرمایا: خدا سے مغفرت طلب کرنے کے علاوہ اس پر اور کچھ واجب نہیں ہے البتہ پھر اس کا اعادہ نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ لیث مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص غلطی سے حیض کی حالت میں اپنی زوجہ سے ہمبستری کرے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس نے خدا کی نافرمانی کی ہے (لہٰذا اسے خدا سے مغفرت طلب کرنی چاہیئے)۔ (ایضاً)

باب ۳۰

حمل کے ساتھ بھی حیض آ سکتا ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جب کوئی حاملہ عورت خون دیکھے تو آیا (اسے خون حیض سمجھ کر) نماز ترک کر دے؟ فرمایا: ہاں بعض اوقات حاملہ عورت بھی خون (حیض) پھینکتی ہے۔ (الفروع، ـــــ الاستبصار)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حاملہ کے متعلق سوال کیا کہ اگر اسے خون آ جائے تو آیا وہ اسی طرح نماز ترک کرے جس طرح حمل سے پہلے (ایام حیض میں) ترک کرتی تھی؟ فرمایا: ہاں وہ نماز ترک کرے جب خون (کم از کم تین دن) برابر آتا رہے۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن نعیم الصحاف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ایک لاولد کنیز ہے جو حاملہ ہے اور خون دیکھتی ہے تو وہ نماز کا کیا کرے؟ فرمایا: (حمل سے پہلے مہینہ کے) جن دنوں میں اسے حیض آیا کرتا تھا اگر اس تاریخ میں بیس دن بعد دیکھے تو یہ خون نہ رحم سے آتا ہے اور نہ ہی خون حیض ہوتا ہے اسے چاہیئے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرے اندام نہانی میں کپاس رکھے اور نماز پڑھے۔ اور اگر اس تاریخ سے کچھ پہلے یا اس تاریخ میں خون دیکھے جس تاریخ میں (حمل سے) پہلے دیکھتی تھی تو وہ خون حیض متصور ہوگا۔ لہٰذا وہ اپنی عادت کے ایام میں نماز نہ پڑھے۔ اور اگر اس سے پہلے خون بند ہو جائے تو پھر غسل کر کے نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا

علیہ السلام سے سوال کیا کہ حاملہ عورت تین یا چار دن خون دیکھے تو؟ فرمایا: ان دنوں میں نماز نہ پڑھے۔ (التہذیب و الاستبصار)

۵۔ ابوالمغرا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت کا حمل نمایاں ہے۔ مگر وہ بالکل اسی طرح خون دیکھتی ہے جس طرح حائض دیکھتی ہے تو؟ فرمایا: یہ "ہراقہ" ہے ہاں اگر خون بہت ہو (گاڑھا ہو اور کم از کم تین دن تک آئے) تو نماز نہ پڑھے اور اگر تھوڑا ہو (اور پتلا ہو اور تین دن سے کم یا دو دن سے زائد نہ آئے) تو ہر دو نماز کے لئے ایک غسل کرے۔ (التہذیب)

۶۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر حاملہ عورت بالکل اسی طرح ہر ماہ حمل کے دوران خون دیکھے جس طرح اس سے پہلے دیکھتی تھی تو؟ فرمایا: اسی طرح نماز نہیں پڑھے گی جس طرح پہلے نہیں پڑھتی تھی۔ ہاں البتہ جب پاک ہو جائے گی تو (غسل کر کے) نماز پڑھے گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۷۔ حمید بن مثنیٰ (ابوالمغرا) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک حاملہ عورت ہے جس کو بعض دنوں میں یا ایک ماہ یا دو ماہ میں ایک دو بار ٹپک کر خون نکلتا ہے؟ (وہ کیا کرے؟) فرمایا: یہ "ہراقہ" ہے۔ یہ (عورت) نماز ترک نہیں کرے گی۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ صاحب منتقی الجمان بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت سابقہ روایتوں کے ساتھ کوئی منافات نہیں رکھتی۔ ظاہر ہے کہ ایک یا دو بار خون کے آجانے سے اس خون کا خون حیض ہونا تو ثابت نہیں ہو سکتا۔ (وہ تو کم از کم تین دن ہوتا ہے) خود اسی راوی سے (روایت نمبر ۵ میں) قلیل وکثیر میں فرق منقول ہے۔ (اور دونوں کے جدا جدا احکام بھی مذکور ہیں)۔

۸۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حاملہ عورت کو بھی خون (حیض) آ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں بعض اوقات حاملہ عورت بھی خون پھینکتی ہے۔ (ایضاً)

۹۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک عورت ایام حمل میں خون دیکھتی ہے تو؟ فرمایا: جن دنوں میں اسے حیض آتا تھا ان دنوں میں اب بھی بیٹھے گی۔ اور اگر خون ان دنوں سے بڑھ جائے تو تین دن تک استظہار وانتظار کر کے پھر اپنے آپ کو مستحاضہ قرار دے گی۔ (ایضاً)

۱۰۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا حمل کے ساتھ حیض کو جمع نہیں کرتا۔ پس جب کوئی عورت حاملہ ہو اور وہ خون دیکھے تو نماز ترک نہ کرے! مگر یہ کہ اسے درد زہ شروع ہو اور بچہ کا سر باہر نکلے اور اس پر خون لگا ہوا ہو تب (نفاس کی وجہ سے) نماز ترک کرے

گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت میں چند احتمال ہیں (۱) یہ غلبہ پر محمول ہے یعنی غالباً ایسا ہوتا ہے کہ حمل کے دنوں میں حیض نہیں آتا۔ (۲) یا یہ کہ وہ تین دن سے کم ہو۔ (۳) یا اس میں حیض کے شرائط نہ پائے جائیں۔ (۴) یا یہ روایت تقیہ پر محمول ہے۔ کیونکہ اس کے راوی سنی العقیدہ ہیں اور اس روایت کا مضمون ان کے اکثر[1] فقہاء کے نظریہ کے موافق ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! بعض اوقات حاملہ عورت کو بھی حیض آ جاتا ہے؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) فرمایا: ہاں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں کے شکم میں بچہ کی غذا خون ہوتا ہے اور بعض اوقات خون زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی غذا سے بچ جاتا ہے۔ اور جب بچ جاتا ہے تو عورت اسے باہر پھینک دیتی ہے۔ پس جب وہ خون باہر پھینکے تو اس پر نماز حرام ہو جاتی ہے۔ (الفروع)

۱۲۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کرتے ہیں کہ ایک حاملہ عورت جس کا حمل واضح ہو چکا تھا اسی طرح خون دیکھتی ہے جس طرح حائض دیکھتی ہے تو؟ فرمایا یہ "ہراقہ" ہے۔ ہاں البتہ اگر خون کا رنگ سرخ ہو اور ہو بھی بہت زیادہ تو پھر (اسے خون حیض سمجھ کر) نماز نہ پڑھے اور اگر قلیل مقدار میں ہو اور رنگت بھی پیلی ہو تو پھر صرف وضو کر لے (اور نماز پڑھے)۔ (الفروع)

۱۳۔ زریق بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک حاملہ عورت خون دیکھتی ہے؟ فرمایا: نماز ترک کرے پھر وضو کیا! اگر عورت کو دردزہ لاحق ہو اور وہ خون دیکھے تو؟ فرمایا: وہ نماز پڑھتی رہے۔ یہاں تک کہ بچہ کا سر باہر آئے! پھر اس پر (بوجہ خون نفاس) نماز واجب نہیں ہے اور جو نمازیں دردزہ کی حالت میں نہیں پڑھ سکی نفاس سے پاک ہونے کے بعد اس کی قضا کرے گی۔ راوی نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! حاملہ کے خون اور دردزہ والے خون میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: وہ (حاملہ والا) خونِ حیض ہے اور یہ خون دردزہ ہے یہاں تک کہ بچہ کا کچھ حصہ باہر آئے پھر وہ خون نفاس ہوگا۔ اور حیض و نفاس میں عورت نماز نہیں پڑھ سکتی اور جو خون حیض و نفاس کا نہیں ہے وہ رحم کے پھٹنے کی وجہ سے ہے۔ (المجالس والاخبار)

[1] چنانچہ کتاب الفقہ علی المذاہب الخمسہ ص ۴۸ مطبوعہ لبنان پر بالصراحت لکھا ہے کہ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک حیض اور حمل جمع نہیں ہوتے۔۔۔ فراجع۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۱

(سن وسال کے اعتبار سے) یائسہ ہونے یعنی حیض سے مایوس ہونے کی حد؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کی وہ حد جس کے بعد وہ حیض سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جاتی ہے پچاس سال ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت پچاس سال کو پہنچ جائے تو پھر سرخی (خون حیض) نہیں دیکھتی مگر یہ کہ وہ قوم قریش سے تعلق رکھتی ہو۔ (کہ وہ بنا بر مشہور ساٹھ سال کے بعد یائسہ ہوتی ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ عورت ساٹھ سال کے بعد یائسہ ہوتی ہے۔ (الفروع)

۴۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین قسم کی عورتیں ایسی ہیں جو بہر حال (عدت گزارے بغیر) شادی کر سکتی ہیں (یہاں تک کہ فرمایا) ان میں سے ایک وہ ہے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو اور اس سن و سال کی عورتوں کو خون حیض نہ آتا ہو۔ راوی نے عرض کیا اور اس کی حد کیا ہے؟ فرمایا: پچاس سال۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یائسہ کی حد کیا ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ عمر قرشیہ عورت پر محمول ہے جیسا کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب المبسوط میں اور حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے الفقیہ اور حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے المقنعہ میں اس کی صراحت کی ہے کہ عام عورت کی مدت یأس پچاس سال اور قرشیہ کی ساٹھ سال ہے۔ (فراجع)

باب ۳۲

اگر سن یأس سے پہلے اور حمل کے بغیر کئی سال تک حیض آنا بند ہو جائے اور پھر آ جائے اور پھر ختم ہو جائے تو اس کا حکم؟ اور یہ وہ عیب ہے جس کی وجہ سے کنیز واپس کی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت ہے کہ جسے کئی سال تک حیض نہیں آتا۔ پھر اچانک کچھ آ جائے تو؟ فرمایا: جب آ جائے تو

نماز ترک کردے گی۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ داؤد بن فرقد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی نے ایک بالغہ کنیز خریدی ہے جسے اس کے پاس چھ ماہ تک حیض نہیں آیا جبکہ وہ حاملہ بھی نہیں ہے تو؟ فرمایا: اگر اس قسم کی عورتوں کو (اس سن وسال میں) حیض آتا ہے اور یہ بندش بڑھاپے کی وجہ سے نہیں ہے۔ تو یہ وہ عیب ہے جس کی وجہ سے اس کنیز کو واپس کیا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرنے والی بعض حدیثیں کتاب التجارۃ (جلد ۳ میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۳۳

اس عورت کو حیض آور دوا پلانا ممنوع ہے جس کو ایک ماہ سے حیض نہ آیا ہو جبکہ حمل کا احتمال ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک کنیز خریدتا ہوں اور بعض اوقات خون کی خرابی یا رحم میں ہوا کے ٹھہر جانے کی وجہ سے اسے حیض نہیں آتا تو اسے (مدر خون) دوا پلائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسے اسی دن خون آنا شروع ہو جاتا ہے۔ آیا اسے اس قسم کی دوائی پلانا جائز ہے۔ جبکہ یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ بندش حمل کی وجہ سے ہے یا کسی اور وجہ سے؟ فرمایا: ایسا نہ کر۔ میں نے عرض کیا اس کی بندش کو صرف ایک مہینہ ہوا ہے۔ اور اگر حمل ٹھہر بھی گیا ہے تو وہ تو ہنوز نطفہ کی مانند ہے جس کا عزل جائز ہے؟ فرمایا: نطفہ جب رحم میں ٹھہر جائے تو اس سے علقہ (خون منجمد) بنتا ہے۔ اور علقہ سے مضغہ (لوتھڑا) اور لوتھڑے سے وہ کچھ (لڑکا یا لڑکی) بنتا ہے جو خدا چاہتا ہے اور یہی نطفہ جب رحم میں نہ گرے تو اس سے کوئی جنس بھی پیدا نہیں ہوتی۔ پس جب عورت کا خون ایک ماہ تک بند ہو جائے اور وہ دن گزر جائیں جن میں اسے حیض آتا تھا تو اسے (خون آور) دوا نہ پلاؤ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وہ بعض حدیثیں جو اس موضوع پر عموماً دلالت کرتی ہیں وہ قصاص اور دیات کے ابواب میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۳۴

خریدار کا اس لونڈی سے مقاربت کرنے کا حکم جس کا حمل وغیرہ کے بغیر سن یأس سے پہلے حیض آنا بند ہو جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ نحاس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک لونڈی خریدی ہے جو چند ماہ سے میرے پاس ہے مگر اسے حیض نہیں آتا۔ اور یہ کبر سنی کی وجہ سے بھی نہیں ہے! میں نے (ماہر) عورتوں سے اس کا معائنہ کرایا ہے وہ کہتی ہیں کہ اسے حمل بھی نہیں ہے تو کیا میں اس سے مقاربت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: کبھی حمل کے بغیر بھی (کثرت) ریاح کی وجہ سے حیض آنا بند ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس سے مقاربت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کہ اگر اسے حمل ہو تو پھر میرے لئے کیا روا ہے؟ فرمایا: اندام نہانی میں مباشرت کے سوا باقی تمتعات روا ہیں۔ (الفروع' کذافی' الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں باب النکاح میں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۳۵

حائض کے لئے مسجد سے کوئی چیز اٹھانا تو جائز ہے مگر اس کے لئے اس میں کچھ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ حیض والی عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھا تو سکتی ہے مگر اس میں کچھ رکھ نہیں سکتی؟ فرمایا: جو کچھ حائض کے ہاتھ میں ہے وہ اسے مسجد کے سوا کسی اور جگہ بھی تو رکھ سکتی ہے (اسے مسجد میں رکھنے پر مجبور نہیں ہے) مگر جو کچھ مسجد میں رکھا ہے وہ اسے مسجد کے سوا کسی اور جگہ سے اٹھا تو نہیں سکتی ہے۔ (لہٰذا وہ اسے وہاں سے اٹھانے پر مجبور ہے)۔ (الفروع' کذافی' التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل جنابت (کے باب ۱۷ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

حیض والی عورت جب ان آیتوں کی تلاوت سنے جن میں سجدہ واجب ہے تو اس پر اسی وقت سجدہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوعبیدہ حذاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حائض کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ آیات سجدہ کو سنے تو؟ فرمایا: اگر وہ ان آیات کو سنے جن میں سجدہ واجب ہے تو پھر انہیں سنتے ہی سجدہ کرے۔ (کیونکہ اس سجدہ میں طہارت شرط نہیں ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سور عزائم (وہ چار سورتیں جن میں چار واجب سجدے ہیں) میں سے آیات سجدہ پڑھی جائیں اور تم سنو تو سجدہ کرو۔ اگرچہ تم باوضو نہ ہو، اگرچہ تم جب بھی ہو۔ اسی طرح جب عورت ان آیات کو سنے تو وہ سجدہ کرے اگرچہ (بوجہ حیض ونفاس وغیرہ) نماز نہ پڑھتی ہو۔ اور اگر (مستحبی سجدے) والی دوسری آیات قرآنی سنی جائیں تو تمہیں اختیار ہے کہ سجدہ کرو یا نہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حائض جب آیت سجدہ کو سنے تو سجدہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حائض قرآن پڑھ سکتی ہے تو اگر آیت سجدہ کو سنے تو سجدہ کر سکتی ہے؟ فرمایا: نہ پڑھے اور نہ سجدہ کرے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس طرح جمع بین الروایات کی ہے کہ جہاں سجدہ کرنے کا حکم ہے وہ استحباب پر اور جہاں ممانعت ہے وہ ترک کرنے کے جواز پر محمول ہے۔ اور صاحب منتقی الجمان نے (اس سے بہتر تاویل کرتے ہوئے) فرمایا ہے کہ جہاں سجدہ کرنے کا حکم وارد ہے وہ سور عزائم سے مخصوص ہے اور جہاں نہی وارد ہوئی ہے وہ گو عام ہے۔ مگر وہ ان دوسری سورتوں کے ساتھ مختص ہے کہ جن میں مستحبی سجدے ہیں۔

۵۔ محمد بن ادریس حلّیؒ ابن محبوب کی کتاب سے اور وہ باسنادِ خود غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض نماز کی قضا نہیں کرے گی۔ اور جب آیت سجدہ کو سنے تو سجدہ بھی نہیں کرے گی۔ (سرائر ابی ادریس)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس ممانعت کی تاویل سابقہ حدیث کے ذیل میں بیان کی جا چکی ہے نیز ممانعت والی حدیثوں میں تقیہ کا بھی احتمال ہے کیونکہ عامہ کی اکثریت اس کے ممنوع ہونے کی قائل ہے۔

باب ۳۷

حائض پر تعویذ باندھنا اور اس کا اسے پڑھنا اور لکھنا کراہت کے ساتھ جائز ہے البتہ اس کے حروف کو مس کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حائض پر تعویذ لٹکانا جائز ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اور فرمایا وہ اسے لکھ اور پڑھ بھی سکتی ہے البتہ اسے ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ (الفروع)

۲۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ وہ (حائض) قرآن نہ لکھے۔ (ایضاً)

۳۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حائض پر تعویذ باندھا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب وہ چمڑے یا لوہے میں بند ہو تو جائز ہے۔ (ایضاً)

باب ۳۸

حائض کے قرآن پڑھنے، اسے مس کرنے، مسجد میں داخل ہونے اور ذکر خدا کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض قرآن پڑھ سکتی ہے (مگر اس کے حروف کو مس نہیں کر سکتی) اور خدا کی حمد و ثنا (اور اس کا ذکر) بھی کر سکتی ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا احکام اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) اور جنابت کے (باب ۱۵ اور باب ۱۹) میں گزر چکے ہیں اور آئندہ بھی (قرأت قرآن کے باب ۴۷ میں) بیان کئے جائیں گے انشاء اللہ۔

باب ۳۹

حائض پر نماز وغیرہ (عبادات) کے حرام ہونے کا بیان۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت جب حیض کی حالت میں ہو تو اس کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ الحدیث۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

جب عورت کو حیض آ جائے تو وہ نہ روزہ رکھے اور نہ ہی نماز پڑھے کیونکہ وہ نجاست کی حد میں ہے اور اللہ سبحانہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت صرف طہارت کی حالت میں کی جائے۔ علاوہ بریں جس کے لئے نماز جائز نہیں ہے اس کے لئے روزہ بھی جائز نہیں ہے۔ (عیون الاخبار و علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ استحاضہ والی عورت روزہ رکھ سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ وہ روزہ رکھے گی۔ سوائے ان ایام کے جن میں اسے حیض آتا ہے۔ کہ ان کی بعد میں قضا کرے گی۔ (التہذیب' کذافی' الفروع)

۴۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورتیں ناقص الایمان' ناقص العقل اور ناقص الحصہ ہیں۔ (پھر ان چیزوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) ناقص الایمان اس لئے ہیں کہ حیض کے دنوں میں نماز نہیں پڑھ سکتیں اور نہ ہی روزہ رکھ سکتی ہیں' ناقص العقل اس لئے ہیں کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے اور ناقص الحصہ اس لئے ہیں کہ ان کی وراثت مردوں سے آدھی ہے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ وغیرہ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر ہو چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ و ۴۸ اور استحاضہ کے باب ۱ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

حائض کے لئے ہر نماز کے وقت وضو کر کے روبقبلہ بیٹھ کر بمقدار اداء نماز ذکر خدا کرنا مستحب مؤکد ہے۔ اور جب کچھ کھانا چاہے تو اس کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج حائض ہوتی تھیں تو (ان دنوں میں نہ پڑھی ہوئی) نمازوں کی قضا نہیں کرتی تھیں۔ البتہ نماز کے وقت اندام کے اندر کپاس رکھ کر اور وضو کر کے مسجد کے نزدیک بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتی تھیں۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت ایام حیض میں ہو۔ تو اس کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ اسے چاہیئے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے پاک جگہ پر بیٹھ جائے اور اتنی دیر تک جتنی دیر اسے نماز پڑھنے میں لگتی تھی۔ خدا کی تسبیح' تہلیل اور تحمید کرے۔۔۔ پھر اپنے کام کاج میں مشغول

ہوجائے۔(الفروع، کذا فی التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حائض جمعہ کے دن غسل کر کے خدا کا ذکر کر سکتی ہے؟ فرمایا: جہاں تک غسل کا تعلق ہے وہ تو نہیں کر سکتی۔ البتہ وہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے اور روبقبلہ ہو کر خدا کا ذکر کر سکتی ہے۔(الفروع)

۴۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض جب کچھ کھانا چاہے تو پہلے وضو کرے۔ اور جب نماز کا وقت داخل ہو تو وضو کر کے اور روبقبلہ ہو کر بیٹھے اور **لا الہ الا اللّٰہ اللّٰہ اکبر** کا ورد کرے، قرآن کی تلاوت کرے اور ہر طرح خدا تعالیٰ کا ذکر کرے۔(ایضاً)

باب ۴۱

حیض و نفاس والی عورت جب پاک ہو جائے تو اس پر (ان دنوں کی) نماز کی قضا واجب نہیں ہے ہاں البتہ روزہ کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنت میں قیاس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حائض روزہ کی تو قضا کرتی ہے مگر نماز کی قضا نہیں کرتی۔(الاصول، المحاسن)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حیض والی عورت نماز کی قضا کر کے پھر روزہ کی قضا کرے؟ فرمایا: اس پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ اس کی روزہ کی قضا واجب ہے۔ پھر امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو حکم دیا کرتے تھے کہ وہ مؤمن عورتوں کو یہ بات بتائیں[1]۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ حسین بن راشد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا حائض نماز کی قضا کرتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ پھر عرض کیا: آیا روزہ کی قضا کرتی ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: یہ اختلاف کہاں سے آیا؟ فرمایا: سب سے پہلے

۱۔ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے کہ جب یہاں "فاطمہ" سے حضرت فاطمہ زہراؑ دختر رسولؐ مراد ہوں۔ کیونکہ وہ بتول ہونے کی وجہ سے خود اس نسوانی عارضہ سے مبرا و منزہ ہیں لیکن اگر اس سے فاطمہ دختر ابی جیش مراد ہوں جیسا کہ یونس والی سابقہ روایت میں ان کا تذکرہ ہے اور کتب فریقین کے اندر حیض و استحاضہ کے باب میں ان کا بکثرت ذکر آتا ہے۔ کیونکہ وہ اس میں مبتلا تھیں۔۔۔ اور صاحب حدائق کی تحقیق بھی یہی ہے کہ یہاں ان سے مراد یہی خاتون ہیں تو پھر ترجمہ یوں ہوگا کہ آنحضرت اس فاطمہ کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیتے تھے اور دوسری اہل ایمان عورتوں کو بھی ایسا ہی حکم دیتے تھے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

جس نے قیاس کیا وہ شیطان تھا۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عبید اللہ بن علی حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ایام حیض میں نہ پڑھی ہوئی نمازوں کی قضا نہیں کیا کرتی تھیں۔(الفقیہ)

۵۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط ارسال کیا کہ ایک عورت ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہے۔ مگر اسے خون استحاضہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ نماز پڑھتی رہتی ہے اور روزہ بھی رکھتی رہتی ہے مگر وہ کام جو استحاضہ والی عورت کو کرنا چاہیئے نہیں کرتی یعنی ہر دو نماز کے لئے ایک غسل نہیں کرتی تو؟ فرمایا: روزہ کی قضا کرے گی۔ البتہ نماز کی قضا کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح اپنی مؤمن عورتوں کو حکم دیتے تھے۔(الفقیہ' التہذیب' العلل' الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ صاحب منتقی الجمان وغیرہ علماء نے اس روایت کی تاویل میں فرمایا ہے کہ امامؑ نے حیض ونفاس کے دنوں کے متعلق جواب دیا ہے استحاضہ کا نہیں دیا۔ یعنی اس حیض کے متعلق جواب دیا ہے جو ماہ رمضان کے دوران آیا ہے کیونکہ جو خون صرف دس دن یا اس سے کم دنوں تک آئے اسے حیض تصور کیا جائے گا یہ انہی دنوں کے متعلق فرمایا ہے کہ روزہ کی قضا کرے گی۔ نماز کی نہیں اور استحاضہ کے حکم سے کسی مصلحت کی بناء پر اعراض فرمایا ہے۔ واللہ العالم۔

۶۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض والی عورت جو روزہ کی قضا کرتی ہے مگر نماز کی نہیں کرتی اس کے کئی علل واسباب ہیں منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ روزہ اسے اپنی اور اپنے شوہر کی خدمت کرنے' اپنا کاروبار کرنے اور اپنی معیشت کی اصلاح کرنے سے نہیں روکتا۔ جبکہ نماز ان تمام کاموں سے روکتی ہے۔ کیونکہ وہ شب و روز میں کئی بار پڑھنی ہوتی ہے۔ جبکہ روزہ اس طرح نہیں ہے۔(کیونکہ روزہ تو سال میں صرف ایک ماہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر نماز کی قضا واجب ہوتی تو عورت کو بہت زحمت ہوتی)۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز میں کافی تکلیف ہوتی ہے اور تمام اعضاء و جوارح اس کے بجالانے میں مشغول و مصروف ہوتے ہیں جبکہ روزہ اس طرح نہیں ہے۔ اس میں تو صرف کھانے پینے (وغیرہ) سے اجتناب کرنا پڑتا ہے۔ اس میں تمام اعضاء مشغول نہیں ہوتے ہیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ جب ہی شب و روز میں سے کوئی نیا وقت داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی کوئی نہ کوئی نماز واجب ہو جاتی ہے (کبھی صبح' کبھی ظہر' کبھی عصر' کبھی مغرب اور کبھی عشاء) مگر روزہ اس طرح نہیں ہے (وہ تو سال میں صرف ایک ماہ ہوتا ہے)۔(عیون الاخبار و علل الشرائع)

۷۔ نیز فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا

کہ استحاضہ والی عورت اندام نہانی میں کپاس رکھ کر اور غسل کر کے نماز پڑھے گی۔۔۔ مگر حیض والی عورت نہ نماز پڑھے گی اور نہ روزہ رکھے گی۔۔۔ ہاں البتہ پاک ہونے کے بعد روزہ کی قضا کرے گی۔ جبکہ نماز کی قضا نہیں کرے گی۔ (علل الشرائع)

۸۔ عیسیٰ بن عبداللہ القرشی مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک ملاقات کے دوران ابوحنیفہ سے فرمایا: (جبکہ اس نے قیاس پر عمل کرنے کا اعتراف کیا تھا)۔۔۔ یہ بتاؤ نماز افضل ہے یا روزہ؟ اس نے کہا: نماز افضل ہے؟ فرمایا: پھر کیا وجہ ہے کہ حیض والی عورت روزہ کی قضا تو کرتی ہے۔ مگر نماز کی نہیں کرتی؟ ابوحنیفہ خاموش ہو گئے۔ فرمایا: اللہ سے ڈرو اور قیاس نہ کیا کرو! (ایضاً)

۹۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ حائض روزہ کی قضا تو کرتی ہے۔ مگر نماز کی نہیں کرتی (جو کہ افضل ہے؟) فرمایا: اس لئے کہ روزہ سال بھر میں صرف ایک ماہ واجب ہوتا ہے۔ جبکہ نماز شب و روز میں کئی بار (پانچ بار) واجب ہوتی ہے۔ (لہٰذا اگر نماز کی قضا واجب ہوتی تو اس سے عسر و حرج لازم آتا)۔۔۔ اس لئے نماز کی قضا واجب نہیں قرار دی گئی۔ (ایضاً)

۱۰۔ عثمان بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (قاضی) ابو یوسف سے فرمایا جبکہ اس نے سوال کیا تھا کہ اگر کوئی حاجی حالت احرام میں زیر سایہ سفر کرے تو اس پر کفارہ کیوں واجب ہوتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: تم یہ بتاؤ۔۔۔ حائض نماز کی قضا کرتی ہے؟ کہا: نہیں! فرمایا: روزہ کی کرتی ہے؟ کہا: ہاں! فرمایا: ایسا کیوں ہے؟ کہا: یہ حکم اسی طرح وارد ہوا ہے! فرمایا: محرم کے متعلق بھی اسی طرح حکم وارد ہوا ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۱۔ جناب کشیؒ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: اہل کوفہ میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی ایسا کذاب رہا ہے جو ہم (اہل بیتؑ) پر جھوٹ بولتا رہا ہے! پھر مغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ میرے والد کی طرف یہ جھوٹی حدیث منسوب کیا کرتا تھا کہ آپؑ نے فرمایا: آل محمد کی مستورات نے اپنے ایام مخصوصہ کی نمازوں کی قضا کی ہے۔ خدا اس پر لعنت کرے اس نے جھوٹ بولا ہے۔ نہ کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا ہے اور نہ ہی میرے والد ماجد نے اس سے اس قسم کی کوئی حدیث بیان کی ہے۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں آئندہ (باب الاستحاضہ اور ج ۵ باب ۶۶ تروک احرام کے ضمن میں) آئینگی انشاءاللہ۔

باب ۴۲

کراہت کے ساتھ حائض کے لئے خضاب کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سہیل بن یسع سے اور وہ اپنے والد (سہیل) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب عورت حیض کی حالت میں ہو تو خضاب لگا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابی بکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا آیا حائض خضاب لگا سکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ اس سے شیطانی (نقصان) کا خطرہ ہے۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا جنب اور حائض خضاب لگا سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ عامر بن جذاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ جب اور حائض خضاب نہ کریں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابو جمیلہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض خضاب نہ کرے[1]۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (آداب حمام باب ۴۱ اور باب الجنابہ نمبر ۲۲ میں) اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب (یعنی خضاب لگانے کے جواز) پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۳

جب حیض کی بندش ہو جائے تو سر پر مہندی لگانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس ایک جوان (کنیز) ہے جس کا حیض (وقت سے پہلے) بند ہو گیا ہے؟ فرمایا: اس کے سر پر مہندی لگاؤ۔ اس کا حیض پلٹ آئے گا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حکم امامؑ کے مطابق عمل کیا پس اس کا حیض پلٹ آیا۔۔۔ (الفروع، کذا فی قرب الاسناد)

---

[1] ان تمام بظاہر مختلف حدیثوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے درمیان جمع تبرعی یوں ہو سکتی ہے کہ ممانع والی حدیثوں کو کراہت پر اور دوسری کو جواز پر محمول کیا جائے گا۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۴

اگر خون حیض کے آنے کا یقین نہ ہو بلکہ صرف ظن یا شک ہو اگرچہ نماز کی حالت میں ہو تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی ہاں البتہ حقیقت حال کی تحقیق کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے متعلق جو نماز پڑھ رہی ہو اور اسے ظن پیدا ہو کہ اسے خون حیض آ گیا ہے! فرمایا: مقام خاص پر ہاتھ لگا کر دیکھے اگر کچھ نظر آئے تو نماز قطع کر دے ورنہ اسے تمام کرے۔۔۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ اس سے قبل (نواقض وضو باب ا میں) جناب زرارہ کی یہ روایت گزر چکی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے اردگرد کسی چیز کو حرکت دی جاتی ہے مگر (غنودگی کی وجہ سے) اسے اس کا کچھ علم نہیں ہوتا۔۔۔(آیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟) فرمایا: نہ۔ جب تک نیند کا یقین نہ ہو جائے۔۔۔ ورنہ وہ پہلے یقیناً باوضو تھا۔ تو اب اسے توڑنے کے لئے بھی کوئی واضح اور یقینی چیز ہونی چاہیئے (پھر فرمایا) کبھی یقین کو شک کے ساتھ نہ توڑنا اور اگر توڑنا ہو تو صرف یقین کے ساتھ توڑنا۔(ایضاً)

باب ۴۵

حیض والی عورت کے لئے جائز ہے کہ آدمی کو پانی اور سجدہ گاہ اٹھا کر دے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا حیض والی عورت مرد کو پانی پکڑا سکتی ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض زوجائیں حیض کی حالت میں آنحضرتؐ پر پانی ڈالا کرتی تھیں اور ان کو سجدہ گاہ[1] بھی اٹھا کر دیتی تھیں۔(الفروع، التہذیب)

---

[1] روایت میں لفظ "خمرہ" وارد ہے۔ جس کا ترجمہ میں نے "سجدہ گاہ" کیا ہے اور یہی ترجمہ مولانا وحید الزمان مترجم صحاح ستہ نے اپنی لغات الحدیث ج ۲، ص ۳۴، پر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ناولینی الخمرة من المسجد۔ "ذرا مسجد میں سے سجدہ گاہ مجھ کو اٹھا کر دے"۔ یہ آنحضرتؐ نے اپنی بیوی ام سلمہ سے فرمایا جو حیض کی حالت میں تھیں۔ خمرہ وہ چھوٹا سا ٹکڑا بورے کا یا کھجور کے پتوں کا بنا ہوا جس پر سجدہ میں آدمی کا سر فقط آ سکتا ہے الخ۔۔۔۔ ابن اثیر نے شرح جامع الاصول میں کہا: خمرہ سجدہ گاہ جس پر ہمارے زمانہ میں شیعہ سجدہ کیا کرتے ہیں۔۔۔ میں کہتا ہوں اس حدیث سے سجدہ گاہ رکھنا مسنون ٹھہرا اور جن لوگوں نے اس سے منع کیا ہے اور رافضیوں کا طریقہ قرار دیا ہے ان کا قول صحیح نہیں ہے میں تو کبھی کبھی اتباع سنت کے لئے پنکھ جو بورے سے بنا ہوتا ہے بجائے سجدہ گاہ رکھ کر اس پر سجدہ کرتا ہوں اور جاہلوں کے طعن تشنیع کی کچھ پرواہ نہیں کرتا ہمیں سنت رسول اللہؐ سے غرض ہے کوئی رافضی کہے یا خارجی پکارا کرے۔(لغات الحدیث ج ۲، ص ۳۴، باب الخاء مع المیم، طبع کراچی)

(حوالے کا بقیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض زوجاؤں کو حکم دیا کہ مجھے سجدہ گاہ پکڑاؤ۔ اس نے عرض کیا: میں تو حیض سے ہوں! آپؐ نے فرمایا: کیا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں ہے؟ (مطلب یہ کہ ہاتھ پاک ہے)۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب برقی نے بھی اپنی کتاب محاسن میں اس روایت کو نقل کیا ہے فرق اس قدر ہے کہ اس میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنی بعض زوجاؤں یا اپنی کنیز سے فرمایا۔

باب ۴۶

حیض والی عورت کے لئے بیمار کی تیمارداری کرنا جائز ہے۔ ہاں البتہ مرنے والے کے پاس حائض کی موجودگی مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا حیض والی عورت مریض کے سرہانے بیٹھ سکتی ہے۔ جبکہ وہ مرض الموت میں مبتلا ہو؟ فرمایا: ہاں وہ تیمارداری کر سکتی ہے۔ البتہ جب وفات کا وقت قریب ہو اور وفات کا اندیشہ ہو تو دور ہو جائے۔ کیونکہ فرشتوں کو اس کے قرب سے اذیت ہوتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں آئندہ (احتضار کے باب ۴۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(بقیہ حوالہ صفحہ نمبر ۷۳)

نیز یہی بزرگ اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۶ پر لکھتے ہیں: السجود علی الارض فریضة وعلی الخمرة سنة۔ ''زمین پر سجدہ کرنا فرض ہے اور سجدہ گاہ پر سجدہ کرنا سنت ہے'' نیز اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ ''آپ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے اس کو چادر پر رکھ لیتے'' پھر اپنا طریقہ کار بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''مترجم کہتا ہے میں بھی اکثر ایسا کرتا ہوں کہ جب فرش پر نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں تو ایک بورے کا ٹکڑا یا پنکھا سجدے کے مقام پر رکھ لیتا ہوں اگر چہ ہمارے مذہب میں کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے پر بہتر یہ ہے کہ مٹی یا بورے پر سجدہ کرے''۔ (لغات الحدیث ص ۱۳۶)۔۔۔ ہمارے خاک شفاء کے سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے پر اعتراض کرنے والوں کے لئے ان حقائق کی روشنی میں لمحہ فکریہ ہے کہ

ہے اعتراض اوروں پر گھر کی خبر نہیں (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۷

عدت (کے گزرنے) اور حیض (کے آنے اور ختم ہونے) کے سلسلہ میں عورت کی طرف ہی رجوع کیا جائے گا۔ اور اس کی تصدیق بھی کی جائے گی مگر یہ کہ وہ عام عورتوں کی روش کے خلاف دعویٰ کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عدت اور حیض کا معاملہ عورتوں سے متعلق ہے لہٰذا وہ جو دعویٰ کرینگی ان کی تصدیق کی جائے گی۔ (الفروع' تہذیبین)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر المؤمنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے اس عورت کے متعلق جس نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے ایک ماہ میں تین بار حیض آتا ہے' فرمایا: اس کی رازدار ہجولیوں (دوستوں) سے دریافت کیا جائے کہ آیا اسے اس سے پہلے اس طرح حیض آتا تھا؟ پس اگر وہ اس کی گواہی دے دیں تو پھر اس کی تصدیق کی جائے گی ورنہ اسے جھوٹا سمجھا جائے گا۔ (تہذیبین والفقیہ)

باب ۴۸

اُس نماز کے قضا کرنے کا حکم جس کے وقت میں عورت کو حیض آئے اور اگر نماز کے دوران حیض آجائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضل بن یونس سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر کسی عورت کو اس وقت حیض آئے جبکہ زوال آفتاب سے چار قدم وقت گزر چکا تھا۔ تو اس وقت تو نماز نہ پڑھے مگر پاک ہونے کے بعد اس نماز کی قضا کرے گی۔ کیونکہ جب اس نماز کا وقت داخل ہوا تھا تو وہ پاک تھی اور جب اس کا وقت ختم ہوا تو بھی پاک تھی اس نے اس نماز کو خود ضائع کیا تھا اس لئے اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ (الفروع' التہذیبین)

۲۔ ابوعبیدہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب کوئی عورت کسی نماز کے وقت میں پاک ہو مگر وہ اس نماز کے پڑھنے میں تاخیر کرے یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہوجائے اور دوسری نماز کا وقت داخل ہوجائے اور اس کے ساتھ ہی اسے خون حیض آجائے تو اس پر اس نماز کی قضا لازم ہوگی جس کی

ادائیگی میں اس نے کوتاہی کی تھی۔ (ایضاً)

۳۔ ابوالورد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نماز ظہر کی دو رکعت پڑھ چکی تھی کہ اسے نماز کے دوران خون حیض آ گیا تو؟ فرمایا: جائے نماز سے اٹھ کھڑی ہو اور (پاک ہونے کے بعد) دو رکعتوں کے قضا نہ کرے۔ اور اگر نماز مغرب کی دو رکعت پڑھ چکے اور اسے حیض آ جائے تو جائے نماز سے اٹھ کھڑی ہو اور پاک ہونے کے بعد اس فوت شدہ رکعت کی قضا کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علامہ حلیؒ نے کتاب المختلف میں اس روایت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ اس نے نماز ظہر ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہو۔ (زوال ہوتے ہی نماز شروع کر دی ہو اور پھر اثناء نماز میں حیض آ جائے) مگر نماز مغرب ادا کرنے میں کوتاہی کی ہو (اس کے پڑھنے میں دیر کی ہو)۔۔۔ پھر ایک رکعت قضا کی تاویل یوں کی ہے کہ اس سے مراد پوری نماز مغرب کی قضا ہے یعنی مجازاً جزء بول کر کل مراد لیا گیا ہے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جو کسی نماز کا وقت داخل ہوتے وقت پاک تھی۔ مگر اس کے ادا کرنے میں تاخیر کی حتیٰ کہ اسے حیض آ گیا؟ فرمایا: پاک ہونے کے بعد اس نماز کی قضا کرے گی۔ (تہذیبین)

باب ۴۹

جب عورت حیض سے پاک ہو اور ابھی نماز کا اس قدر وقت باقی ہو کہ غسل وغیرہ کر کے ایک رکعت وقت کے اندر ادا کر سکتی ہو۔ (مگر وہ ایسا نہ کرے) تو اس پر اس نماز کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو عورت (حیض سے پاک ہو جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ وہ غسل کر کے اسے ادا کر سکتی ہو مگر کوتاہی کرتے ہوئے ایسا نہ کرے حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے تو اس پر اس فوت شدہ نماز کی قضا واجب ہوگی۔ اور اگر صورت حال یہ ہو کہ جب پاک ہو تو اس وقت نماز کا وقت اس قدر مختصر ہو کہ وہ غسل وغیرہ میں مشغول ہو کہ اس کا وقت ختم ہو جائے اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے تو پھر اس پر اس فوت شدہ نماز کی قضا واجب نہ ہوگی بلکہ صرف وہ نماز پڑھے گی جس کا وقت داخل ہو گیا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معمر بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نماز عصر (کے مخصوص) وقت

میں پاک ہوتی ہے آیا وہ نماز ظہر بھی پڑھے گی؟ فرمایا: نہ بلکہ وہ صرف نماز عصر پڑھے گی جس کے وقت میں وہ پاک ہوئی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت نماز ظہر کے وقت پاک ہوتی ہے اور فوراً نماز کے مقدمات (از قسم غسل وغیرہ) میں مشغول ہو جاتی ہے مگر جب فارغ ہوتی ہے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا (مخصوص) وقت داخل ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ صرف نماز عصر پڑھے گی۔ ہاں اگر اس نے سہل انگیزی کرکے خود (ظہر کا) وقت تنگ کیا ہو تو پھر دونوں نمازیں واجب ہوں گی۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ اس روایت میں نماز عصر کے وقت کے داخل ہونے سے اس کا مختص وقت مراد لیا جائے یعنی جب غروب سے پہلے صرف چار رکعت نماز ادا کرنے کا وقت باقی رہ جائے۔۔۔ جمع بین الاخبار کرتے ہوئے یہ تاویل ضروری ہے۔

۴۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت عصر کے وقت سے پہلے پاک ہو تو ظہر وعصر دونوں نمازیں پڑھے گی۔ اور اگر عصر کے آخری وقت میں پاک ہو تو پھر صرف عصر کی نماز پڑھے گی۔ (ایضاً)

۵۔ ابوالصلاح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کوئی عورت طلوع صبح صادق سے پہلے پاک ہو جائے تو مغرب وعشاء دونوں نمازیں پڑھے گی۔۔۔ اور اگر غروب آفتاب سے پہلے پاک ہو تو ظہر وعصر دونوں نمازیں پڑھے گی۔۔۔ (ایضاً)

(یہ مضمون متعدد روایات میں وارد ہے جو کتاب کے اندر مذکور ہیں لہٰذا ان پر تبصرہ کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایتیں اس صورت پر محمول ہیں کہ جب وقت ختم ہونے میں ہنوز اس قدر گنجائش ہو کہ عورت دونوں نمازیں پڑھ سکے گی یا ایک مکمل اور دوسری کی ایک رکعت ادا کر سکے۔ جیسا کہ مواقیت نماز میں یہ چیز تفصیلاً بیان کی جائے گی۔۔۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور اگر نصف شب کے بعد (اور طلوع فجر سے پہلے) عورت پاک ہو جائے تو مغربین کی نماز پڑھے۔ (اور نہ پڑھنے کی صورت میں ان کی قضا کرنے کو) شیخ طوسیؒ نے استحباب پر محمول کیا[1] ہے۔۔۔ اور تقیہ پر محمول کرنا بھی ممکن ہے۔

۶۔ محمد بن عبداللہ بن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا: ہمارے خاندان کی ایک عورت تھی جو دن کے اس وقت پاک

---

۱ یہ بات اپنے مقام پر ناقابل رد دلائل سے ثابت ہے کہ مغرب وعشاء کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔ اور ان روایتوں سے بھی اس مطلب کی تائید مزید ہوتی ہے تفصیل کے لئے احقر مترجم کی کتاب قوانین الشریعہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہوتی تھی کہ جب غسل کر سکتی تھی تو سورج زرد ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اگر اس وقت کوئی شخص نماز عصر پڑھتا تو تم کہتے کہ اس نے نماز پڑھنے میں کوتاہی کی ہے۔ مگر وہ (زرارہ) اسے حکم دیتے کہ نماز عصر پڑھے۔۔۔(تہذیب الاحکام)

۷۔ ابو ہمام حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حائض کے متعلق فرمایا: جب نماز عصر کے وقت غسل کرے تو نماز عصر ادا کرے گی۔ پھر نماز ظہر (کی قضا) کرے گی۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب وہ نماز ظہر کے وقت پاک ہو کر غسل کرنے میں سہل انگیزی سے کام لے یہاں تک کہ عصر کا وقت تنگ ہو جائے (کہ بنا بریں وہ عصر کی نماز ادا اور ظہر کی قضا کرے گی) صاحب منتقی الجمان نے بھی اس تاویل کو پسند کیا ہے۔

باب ۵۰

حائض کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ روزہ سے ہو اور دن کے کسی حصہ میں اسے حیض آ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا البتہ اگر زوال آفتاب کے بعد آئے تو پھر اس کے لئے امساک مستحب ہے مگر اس کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کسی عورت کو ماہ رمضان میں غروب آفتاب سے پہلے حیض آ جائے تو؟ فرمایا: جب ہی حائض کو حیض آ جائے تو وہ روزہ افطار کر دے۔ (تہذیبین)

۲۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک عورت کے بارے میں اس سوال پر کہ وہ صبح سحری کے وقت حائض تھی۔ (لہٰذا روزہ نہیں رکھا) مگر صبح کے وقت پاک ہو گئی جبکہ وہ کھا پی چکی تھی پھر (غسل کر کے) نماز ظہر و عصر بھی پڑھی۔ اب اس دن کے روزہ کے متعلق کیا کرے؟ امامؑ نے جواب میں فرمایا: اس دن امساک تو کرے مگر اسے شمار نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار عورت دن کے جس حصہ میں بھی حائض ہو جائے وہ اسی وقت روزہ افطار کر دے گی۔ اور اگر دن کے کسی حصہ میں پاک ہو جائے (اور غسل کر کے ادائیگی نماز کا وقت باقی ہو مگر کوتاہی کی وجہ سے ایسا نہ کرے تو) اس دن کی نماز قضا کرے گی۔۔۔ اور (نماز کے سلسلہ میں) رات کا بھی یہی حکم ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت کو صبح سویرے یا کچھ دن بلند ہونے یا زوال کے وقت خون (حیض) آ جائے تو؟ فرمایا: روزہ افطار کر دے۔ (پھر فرمایا) اور اگر زوال کے بعد یا عصر کے بعد آئے تو روزہ کو برقرار رکھے (امساک کرے) مگر اس دن کے روزہ کی قضا کرے۔ (ایضاً)

۵۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ماہ رمضان میں عورت کو زوال سے پہلے حیض آ جائے تو وہ کھا پی سکتی ہے اور اگر زوال کے بعد آئے تو غسل کرے اور جب تک کچھ کھا پی نہ چکی ہو وہ روزہ کو شمار کر سکتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام (اس روایت کی تاویل کرتے ہوئے جو بظاہر تمام سابقہ روایات کے منافی معلوم ہوتی ہے) فرماتے ہیں کہ شاید اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ثواب کے حاصل کرنے میں اور اسے عبادت سمجھنے میں روزہ شمار کرے۔ اگرچہ اس پر اس دن کے روزہ کی قضا واجب ہے کیونکہ روایت میں قضا کے ساقط ہونے کا تو کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض روایتیں اس سے پہلے (۔۔۔۔۔ باب ۳۹ و باب ۴۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (کتاب الصوم ج ۵ باب ۲۵ و ۲۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

اگر اعتکاف کے دوران حیض آ جائے تو اس کا حکم اور ایام حیض میں طلاق دینے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن عقبہ سے اور وہ اپنے والد (عقبہ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو عورت اعتکاف میں بیٹھی ہو اور اسے حیض آ جائے تو وہ اپنے گھر لوٹ جائے اب اس کا کوئی اعتکاف نہیں ہے۔ (کیونکہ اب وہ نہ روزہ رکھ سکتی ہے اور نہ مسجد میں بیٹھ سکتی ہے)۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو عورت اعتکاف میں بیٹھی ہو اور پھر اس پر نماز حرام ہو جائے (یعنی اسے حیض آ جائے) تو چونکہ اس کا اعتکاف ختم ہو جاتا ہے اس لئے وہ مسجد سے نکل جائے اور جب پاک ہو جائے تو اس کے شوہر کو اس وقت تک اس سے مقاربت نہیں کرنی چاہیئے جب تک وہ دوبارہ مسجد میں جا کر اعتکاف کی قضا نہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب الاعتکاف، باب ۱۱) میں اور باب ۸ از ابواب (الطلاق میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

اگر حائض کے کپڑے سے خون کا اثر زائل نہ ہو تو اسے گیرو سے رنگنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے والد ماجد کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ام ولد کنیز نے آنجنابؑ سے سوال کیا کہ میرے کپڑے کو حیض کا خون لگ گیا جس کا داغ زائل نہیں ہوتا؟ فرمایا: اسے گیرو سے رنگ لو تا کہ دونوں رنگ خلط ملط ہو جائیں اور اس طرح وہ داغ دور ہو جائے۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد باب النجاسات (باب ۲۵) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابواب استحاضہ

(اس باب میں کل تین ابواب ہیں)

تبصرہ منجانب مترجم

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ خون استحاضہ کسی نسوانی بیماری کا نتیجہ ہوتا ہے جس کے علاج معالجہ پر لوگ بڑی بھاری رقوم صرف کرتے ہیں لیکن شریعت اسلامیہ نے استحاضہ کے لئے جو قواعد وضوابط مقرر کئے ہیں ان کی رو سے کہیں بار بار وضو کرنا پڑتا ہے کہیں بار بار غسل کرنا پڑتا ہے اور کہیں بار بار اندام نہانی کو دھونا پڑتا ہے۔ جب ان امور کی حکمت اور فلاسفی پر غور وفکر کیا جاتا ہے تو عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ ڈاکٹر حضرات تحقیقات دقیقہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس بیماری کا بہترین علاج پانی ہے۔ مگر نبیؐ امی فداہ ابی وامی نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ جو عورت خلوص نیت کے ساتھ اس شرعی وظیفہ پر عمل کرے گی وہ شفایاب ہو جائے گی (الوسائل) یہ بات بھی ان کی نبوت ورسالت حقہ کی ایک روشن دلیل ہے۔

خلاصہ اقسام واحکام

استحاضہ کی تین قسمیں ہیں (۱) قلیلہ۔ (۲) متوسطہ۔ (۳) کثیرہ۔

عورت کچھ دیر کے لئے اندام نہانی میں کچھ کپاس رکھ کر دیکھے گی۔ اگر صرف ایک حصہ پر کچھ خون لگا ہو تو قلیلہ' اگر خون اس کے اندر گھس جائے مگر باہر نہ نکلے تو متوسطہ اور اگر باہر بہہ نکلے تو کثیرہ ہے۔

ان اقسام کے مختصر احکام یہ ہیں (۱) پہلی صورت میں ہر نماز کے لئے وضو کرے گی۔ (۲) دوسری صورت میں اس کے ساتھ ساتھ نماز صبح کے لئے ایک غسل بھی کرے گی۔ (۳) اور تیسری صورت میں اس کے ساتھ ساتھ صبح کے علاوہ دو غسل اور بھی کرے گی۔ ایک ظہرین اور دوسرا مغربین کے لئے۔۔۔ بنا بر مشہور پہلی قسم میں اندام نہانی والی کپاس بھی تبدیل کی جائے گی۔۔۔ اور دوسری اور تیسری قسم میں لنگوٹ بھی تبدیل کیا جائے گا۔

اب ذیل میں ان اقسام واحکام کی تفصیلات احادیث اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱

استحاضہ کے اقسام اور ان کے بعض احکام

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض والی عورت اپنے ایام عادت پر نگاہ کرے گی اور ان ایام میں نماز نہیں پڑھے گی اور نہ ہی اس کا شوہر اس سے مقاربت کرے گا۔ پس جب اس کے ایام عادت گزر جائیں (اور خون پھر بھی جاری ہو تو یہ خون استحاضہ متصور ہوگا) پس اگر وہ کپاس سے باہر بہہ نکلے تو پھر (تین غسل کرے گی) ایک غسل ظہر و عصر کے لئے اس طرح کہ ظہر کو قدرے دیر سے اور عصر کو ذرا جلدی پڑھے گی۔ پھر دوسرا غسل مغرب و عشاء کے لئے اس طرح کہ مغرب ذرا دیر سے اور عشاء قدرے جلدی پڑھے گی۔ اور تیسرا غسل نماز صبح کے لئے اور اندام نہانی میں کپاس رکھ کر اوپر لنگوٹ کس کر باندھے گی۔ اور مہندی کا خضاب نہیں کرے گی۔ (یا نماز تحیہ مسجد میں نہیں پڑھے گی)۔ دونوں رانوں کو باہم ملائے گی اور اس طرح مسجد کے قریب بیٹھے گی کہ سجدہ مسجد میں کرے گی اور اس کا دوسرا جسم مسجد سے باہر ہوگا۔ اور اس کا شوہر ایام حیض میں اس سے مقاربت نہیں کرے گا۔ اور اگر خون کپاس سے باہر نہ نکلے (بلکہ صرف اس سے لگے) تو ہر نماز کے لئے وضو کرے گی۔ اور مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھے گی اور اس کا شوہر اس سے مباشرت کر سکے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد الحلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر عورت کو حیض آ جائے تو؟ (کیا کرے؟) فرمایا: یہی سوال جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کیا گیا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ ایام حیض میں تو نماز نہیں پڑھے گی (مگر جب وہ ایام ختم ہو جائیں مگر خون ختم نہ ہو تو پھر) غسل (حیض) کرے گی اور اندام نہانی میں کپاس رکھ کر اوپر سے لنگوٹ باندھے گی (تاکہ جسم اور کپڑوں کو خون نہ لگے) پھر نماز پڑھے گی یہاں تک کہ خون کپڑے کے باہر نکل آئے۔ اور فرمایا: جس عورت کو زیادہ خون آئے (کثیرہ) وہ ہر دو نماز کے لئے ایک غسل کرے۔ (اور صبح کے لئے علیحدہ)۔

شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ (چونکہ روایت میں وارد شدہ لفظ میں اختلاف ہے کہ "تستذفر" ہے یا "تستثفر" استذفار کا مطلب خوشبو لگانا اور دھونی لینا ہے اور استثفار کے معنی لنگوٹ باندھنے کے ہیں اس لئے مفہوم میں بھی اختلاف ناگزیر ہے۔ (الفروع)

۳۔ صفوان بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب عورت پورے دس

دن خون دیکھے (جو کہ حیض کی آخری حد ہے) پھر پاک ہو جائے اور مسلسل تین دن تک پاک رہے اور پھر خون دیکھے تو آیا نماز پڑھنے سے باز آ جائے؟ (یعنی اسے خون حیض سمجھے؟) فرمایا: نہ یہ استحاضہ والی عورت ہے یہ غسل کرے اور اندام نہانی میں کپاس رکھتی رہے (جب بھر جائے تو تبدیل کردے) اور دو دو نمازوں کو (ایک ایک غسل کے ساتھ) جمع کرے اور اس کا شوہر اگر چاہے تو اس سے مباشرت کر سکتا ہے! (الفروع' التہذیب)

۴۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ استحاضہ (کثیرہ) والی عورت ظہر کے وقت غسل کرے گی جس سے وہ نماز ظہر و عصر ادا کرے گی۔ پھر مغرب کے وقت غسل کرے گی جس سے مغرب و عشاء پڑھے گی۔ پھر صبح کے وقت غسل کرے گی جس سے نماز فجر ادا کرے گی۔ اور اس کا شوہر ایام حیض کے علاوہ جب چاہے اس سے مقاربت کر سکتا ہے۔ پھر فرمایا: جو عورت خلوص نیت کے ساتھ اس شرعی وظیفہ پر عمل درآمد کرے گی وہ اس مرض سے نجات پا جائے گی۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا: نفساء (جس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہو) کب نماز پڑھے گی؟ فرمایا: اپنے ایام حیض کے مطابق نماز ترک کرے گی (اور اگر خون نہ رکا) تو دو دن تک مزید استظہار و انتظار کرے گی پس اگر خون رک گیا تو فبہا ورنہ (اپنے تئیں مستحاضہ تصور کرتے ہوئے) غسل (نفاس) کرے گی اور اندام میں کپاس رکھ کر اوپر لنگوٹ باندھے گی اور نماز پڑھے گی۔ پس اگر خون کپاس سے بہہ نکلے تو بطور پٹی کپڑا باندھ کر صبح کی نماز ایک غسل سے اور ظہرین کی نماز دوسرے غسل سے اور مغربین کی نماز تیسرے غسل سے پڑھے گی۔ اور اگر کپاس سے خون باہر نہ نکلے تو پھر صرف ایک غسل کر کے نماز پڑھے گی (جو بنا بر مشہور صبح کے لئے کرے گی) راوی نے عرض کیا اور حائض؟ فرمایا: اس کا حکم بھی نفساء والا ہے (سابقہ تفصیل کے ساتھ) پس اگر مقررہ ایام پر خون بند ہو گیا تو فبہا ورنہ وہ مستحاضہ سمجھی جائے گی۔ اور اسی طرح کاروائی کرے گی جس طرح ابھی اوپر ذکر ہو چکی ہے۔ پھر نماز پڑھے گی اور کسی حالت میں بھی ترک نہیں کرے گی۔ کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نماز تمہارے دین کا ستون ہے۔ (ایضاً)

۶۔ سماعہ بیان کرتے ہیں آپؑ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ اگر مستحاضہ کا خون کپاس سے باہر بہہ نکلے (کثیرہ ہو) تو ہر دو دو نماز کے لئے ایک ایک غسل اور نماز صبح کے لئے علیحدہ غسل کرے گی۔ اور اگر خون کپاس سے باہر نہ نکلے (متوسط ہو) تو پھر دن میں صرف ایک غسل کرے گی۔ اور دیگر ہر نماز کے لئے صرف وضو کرے گی۔ اور اگر اس کا شوہر اس سے نزدیکی کرنا چاہے تو غسل کے بعد کر سکتا ہے! یہ اس وقت ہے کہ جب خون زیادہ ہو۔۔۔ اور اگر صرف زردی دیکھے (قلیلہ ہو) تو اس پر ہر نماز کے لئے صرف وضو کرنا واجب ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مستحاضہ کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا اس کا شوہر اس سے ہمبستری کر سکتا ہے؟ اور وہ طواف کعبہ کر سکتی ہے؟ فرمایا: وہ صرف اپنے ایام عادت (حیض) میں بیٹھے گی۔ پس اگر اس کے ایام درست ہیں (ذات العادہ ہے) تو اسی کے مطابق عمل کرے گی اور اگر ان میں کچھ ردوبدل اور خلل ہے تو پھر ایک دوروز تک مسلسل احتیاط کرے گی۔ اس کے بعد غسل (حیض) کرے گی اور اندام میں کچھ دیر کے لئے کچھ کپاس رکھے گی۔ پس اگر کپاس پر خون ظاہر ہو (یعنی اسے پر کرے مگر باہر نہ بہے) تو پھر وہ (ایک) غسل کرے گی۔ اور کپاس تبدیل کرے گی۔ اور نماز پڑھے گی۔۔۔ اور اگر خون کپاس سے باہر بہہ نکلے تو پہلی نماز کو مؤخر کرے گی اور ہر دو نماز ایک غسل کے ساتھ پڑھے گی (اور صبح کے لئے علیحدہ غسل کرے گی)۔۔۔ اور ہر وہ طریقہ کار جس سے نماز پڑھی جا سکتی ہے (جو اوپر مذکور ہے) کرے گی تو اس کا شوہر اس سے مباشرت بھی کر سکے گا۔ اور وہ خانہ خدا کا طواف بھی کر سکے گی۔ (تہذیب الاحکام)

۸۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت نے اپنے ایام حیض میں خون دیکھا جو برابر جاری رہا یہاں تک کہ اس کے ایام عادت سے تجاوز کر گیا وہ کب نماز پڑھے گی؟ فرمایا: اپنی سابقہ عدت وعادت پر نظر کرے گی پس اگر خون اس سے تجاوز کر جائے تو پورے دس دن تک استظہار واحتیاط کرے گی۔ اگر (اس کے بعد) بھی خون کثیر جاری رہا تو پھر (وہ مستحاضہ متصور ہوگی) اور ہر (دو) نماز کے لئے غسل کرے گی۔ (اور پھر نماز پڑھے گی)۔ (ایضاً)

۹۔ فضیل اور زرارہ امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض والی عورت اپنے ایام حیض میں نماز سے باز رہے گی اور (اگر خون نہ رکا تو) مزید ایک دودن تک احتیاط کرے گی۔ اور پھر (اپنے آپ کو مستحاضہ تصور کر کے کثیرہ کی صورت میں) ہر روز تین غسل کرے گی۔ اور نماز صبح کے لئے کپاس رکھ کر غسل کر کے نماز پڑھے گی اور ظہر وعصر کو ایک غسل کے ساتھ اور مغرب وعشاء کو ایک غسل کے ساتھ ملا کر پڑھے گی۔ پس جب اس طرح کرنے سے اس کے لئے نماز پڑھنا مباح ہو جائے گی تو پھر شوہر کے لئے اس سے مباشرت کرنا بھی مباح ہو جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حیض کے ابواب (نمبر ۳) میں اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو استحاضہ کے احکام پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ نفساء (باب ۳) وغیرہ کے ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲

مستحاضہ کے لئے نماز پڑھنا' روزہ رکھنا' طواف کعبہ کرنا اور مساجد میں داخل ہونا اور ٹھہرنا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استحاضہ والی عورت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: وہ ماہ رمضان کے روزے رکھے گی۔ سوائے اپنے ایام حیض کے۔ کہ ان کی بعد میں قضا کرے گی۔ (التہذیب' الفروع' الفقیہ)

۲۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ مستحاضہ غسل کرے گی۔ اندام میں کپاس رکھے گی اور نماز پڑھے گی۔ البتہ حائض نماز ترک کرے گی۔ (عیون الاخبار)

باب ۳

مستحاضہ کے غسل کرنے سے پہلے اس سے مباشرت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مالک بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا کہ اس کا شوہر کس طرح اس سے مقاربت کرے؟ فرمایا: جن دنوں میں اسے حیض آتا تھا اور اس کے ایام حیض بھی درست تھے تو مہینے کے ان دنوں میں اس سے مقاربت نہ کرے۔ ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں کرسکتا ہے۔ مگر مقاربت کرنے سے پہلے اسے حکم دے کہ وہ غسل کرے بعد ازاں اگر چاہے تو کرسکتا ہے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے حیض کے ابواب میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور بعض حدیثیں اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔ بعض محقق فقہاء نے یہ کہا ہے کہ مستحاضہ سے غسل سے پہلے مباشرت کرنا مکروہ ہے۔ تاکہ اس طرح ان بظاہر مختلف حدیثوں میں جمع ہو جائے کہ بعض اس کے جواز اور بعض عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿ ابواب نفاس ﴾

(اس سلسلہ میں کل سات ابواب ہیں)

تبصرہ منجانب مترجم

خون نفاس وہ خون ہے جو عورت کو بچہ کی ولادت کے ساتھ یا اس کے بعد آتا ہے جو کم از کم ایک لحظہ اور بنا بر مشہور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے نیز چونکہ خون نفاس دراصل خون حیض ہی ہوتا ہے جو اکثر و بیشتر حمل کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے جو ولادت کے ساتھ بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے احکام وہی ہیں جو حیض کے ہیں وہی محرمات' وہی مکروہات اور وہی مستحبات جو وہاں تھے وہ یہاں بھی ہیں۔ اور اس کے غسل کے اسرار و رموز بھی وہی ہیں جو اس کے ہیں اور اس کے احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس عورت کی حیض میں عادت مقرر تھی تو اتنے ہی دنوں کو نفاس اور باقی کو استحاضہ قرار دے گی۔ اور اگر عادت مقرر نہ ہو تو پھر اپنی خاندانی عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرے گی اور اگر ان میں بھی اختلاف ہو تو دس دن تک خون نفاس کے احکام پر اور اس کے بعد استحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔ لیجئے اب ذیل میں اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱

خون نفاس قطع ہونے کے بعد نماز وغیرہ (امور مشروط بالطہارت کی ادائیگی) کے لئے غسل نفاس کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نفاس والی عورت اتنے دن بیٹھے گی جتنے دن اسے حیض آتا تھا۔ اس کے بعد (ایک دو دن) استظہار و انتظار کر کے غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی۔ (الفروع' کافی)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نفاس والی عورت پر غسل واجب ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نفاس والی عورت پر سفر میں غسل نہیں ہے۔ (التہذیب' والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ جب سفر کی وجہ سے غسل ممکن نہ ہو تب اس کے عوض تیمم واجب ہوگا۔ جس کا واضح قرینہ موجود ہے۔ حضرت شیخ طوسی اور بعض دوسرے فقہاء نے یہی تاویل کی ہے۔

باب ۲

اقل نفاس کی کوئی حد نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود لیث مرادی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نفاس والی عورت کے نفاس کی حد کیا ہے؟ جس کے بعد اس پر نماز واجب ہو جاتی ہے اور وہ کس طرح کرے؟ فرمایا: اس کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس حدیث کا مفہوم بیان کیا ہے کہ اس کی (قلت وکثرت کے لئے) کوئی ایسی شرعی حد مقرر نہیں ہے کہ جس سے وہ کم وبیش نہ ہو سکے۔ بلکہ عورت اپنی عادت کی طرف رجوع کرے گی مگر اقرب یہ ہے کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اس کی قلت کی کوئی حد معین نہیں ہے۔ ورنہ اس کی کثرت کی حد بندی تو حدیثوں میں وارد ہے (کہ دس دن ہے) ہاں اس کی قلت کی کوئی حد مقرر نہیں ہوئی جس طرح کہ حیض میں وارد ہوئی ہے (کہ کم از کم تین دن ہے)۔

باب ۳

خون نفاس زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے اور حیض ونفاس میں عورت اپنی مقررہ عادت کی طرف رجوع کرے بصورت دیگر اپنی خاندانی عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے پھر حائض کی طرح اس کے لئے ایک دو دن تک استظہار مستحب ہے اس کے بعد مستحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔

(اس باب میں کل اٹھائیس حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلم انداز کر کے باقی انیس کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نفساء (نفاس والی عورت) اتنے دن نماز پڑھنے سے باز رہے گی جتنے دن پہلے (حیض ونفاس میں) باز رہتی تھی اس کے بعد (اگر خون بند نہ ہوا تو) غسل (نفاس) کر کے استحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نفساء کب نماز پڑھے گی؟ فرمایا: بقدر ایام حیض بیٹھے گی۔ مزید برآں دو دن تک استظہار وانتظار کرے گی اگر خون بند ہو گیا تو فبہا ورنہ غسل کر کے اور اندام نہانی میں کپاس رکھ کر اور لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھے گی۔(ایضاً)

۳۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے بچہ کو جنم دیا ہے۔ اور پہلی

مرتبہ وہ اس سے زیادہ خون دیکھتی ہے جتنا پہلے دیکھتی تھی تو؟ فرمایا: اپنی مقررہ عادت کے مطابق بیٹھے گی (اور اگر خون بند نہ ہوا) تو پھر دس دن مکمل ہونے تک استظہار کرے گی۔ اگر اس کے بعد بھی بکثرت خون جاری رہا تو (غسل نفاس کرکے) ہر دو نماز کے لئے ایک غسل کرے گی۔۔۔ (جو استحاضہ کثیرہ والی کا وظیفہ شرعیہ ہے) اور اگر (معمولی) زردی دیکھے تو پھر ہر نماز کے لئے وضو کرے گی (جو قلیلہ والی کا وظیفہ ہے) اور نماز پڑھے گی۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ مالک بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا نفاس والی عورت کا شوہر اس سے مجامعت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اسے وضع حمل سے بقدر ایام عادت دن گزر جائیں تو اور پھر مزید ایک دن تک استظہار بھی کرے۔ تو پھر غسل (نفاس) کے بعد اگر چاہے تو کر سکتا ہے۔ (کیونکہ اب وہ مستحاضہ ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اسماء بنت عمیس محمد بن ابی بکر کی ولادت کی وجہ سے نفاس میں مبتلا ہوئیں تو جب مقام ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا چاہا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اندام میں کپاس رکھ کر اور لنگوٹ باندھ کر حج کا احرام باندھ لے۔ اور یہ لوگ جب مکہ پہنچے۔ اور مناسک حج کی ادائیگی کر چکے تو اس وقت اس کے نفاس کو اٹھارہ دن گزر چکے تھے۔ آنحضرتؐ نے اسے حکم دیا کہ غسل کرکے خانہ کعبہ کا طواف کرے اور نماز پڑھے۔۔۔ حالانکہ ہنوز اس کا خون جاری تھا۔ چنانچہ موصوفہ نے ایسا ہی کیا۔ (یعنی اب وہ مستحاضہ تھی)۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ علی بن ابراہیم اپنے باپ ابراہیمؒ سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور کہا کہ میں نفاس میں بیس دن بیٹھا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے مجھے اٹھارہ دن بیٹھنے کا فتویٰ دیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے اٹھارہ دن کا فتویٰ کیوں دیا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ اس روایت کی بناء پر جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے اسماء بنت عمیس کو اٹھارہ دن کے بعد غسل کرنے کا حکم دیا تھا اس پر امامؑ نے فرمایا کہ اسماء نے آنحضرتؐ سے سوال ہی اس وقت کیا تھا جبکہ ان کے نفاس کو اٹھارہ دن گزر چکے تھے اور اگر وہ اس سے پہلے یہی سوال کرتیں تو آنحضرتؐ اس کو وہی جواب دیتے کہ غسل کرے اور مستحاضہ والے احکام پر عمل کرے۔ (الفروع، التہذیبین)

۷۔ عبدالرحمٰن بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ (ان کے بھائی) عبدالملک (بن اعین) کی بیوی نے ایک بچہ کو جنم دیا اور موصوف نے اس کے ایام حیض کو شمار کیا اور ان کے بقول دن پورے ہونے کے بعد اسے حکم دیا کہ وہ غسل کرکے اندام میں کپاس رکھے چنانچہ اس نے ایسا کیا پھر اس سے کہا کہ وہ

صاف ستھرے کپڑے پہنے چنانچہ اس نے ایسا کیا پھر اسے حکم دیا کہ (مسجد میں جا کر) نماز پڑھے مگر اس نے کہا کہ میری طبیعت اس پر آمادہ نہیں ہوتی کہ مسجد میں داخل ہوں لہٰذا مجھے اجازت دیں کہ میں مسجد سے باہر کھڑے ہو کر نماز پڑھوں البتہ سجدہ مسجد میں کروں (عبدالرحمٰن کی یہ حکایت سن کر) امامؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح حکم دیا تھا۔ اور اس طرح عمل کرنے سے اس عورت کا خون بند ہو گیا تھا اور وہ پاک ہو گئی تھی۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام نے بھی ایسی ہی ایک عورت کو ایسا ہی حکم دیا تھا اور اس کا خون بھی بند ہو گیا تھا۔ وہ پاک صاف ہو گئی تھی۔ تمہاری اس (بھاوج) کا کیا بنا؟ راوی (عبدالرحمٰن) نے عرض کیا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ (الفروع)

۸۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اخبار معتمدہ وارد ہوئے ہیں کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت حیض کی اکثر مدت ہے یعنی دس دن ہے۔ (المقنعہ)

۹۔ جناب شیخ حسن ابن شہید ثانیؒ باسناد خود حمران بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن مسلم کی زوجہ جو کہ ولود (بکثرت بچے جننے والی) تھیں نے مجھ سے کہا۔ کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کرنا اور کہنا کہ پہلے تو میں نفاس میں چالیس دن بیٹھا کرتی تھیں۔ مگر ہمارے اصحاب نے مجھ پر دائرہ تنگ کر دیا اور میرے لئے اٹھارہ دن مقرر کئے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے اٹھارہ دن کا فتویٰ کس نے دیا؟ حمران کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اس روایت کی بنا پر جو اسماء بنت عمیس کے متعلق بیان کی جاتی ہے۔ (پھر راوی نے وہ تمام روایت نقل کی ہے جو اوپر نمبر ۵ میں گزر چکی ہے) اور امامؑ نے وہی جواب دیا جو اوپر مذکور ہے کہ اسماء نے سوال ہی اس وقت کیا تھا جبکہ اسے اٹھارہ دن گزر چکے تھے۔ اور اگر وہ اس سے پہلے یہی سوال کرتیں تو آنحضرتؐ اسے یہی جواب دیتے اس کے بعد) حمران نے عرض کیا۔ آخر نفساء کی حد کیا ہے؟ فرمایا: اتنے دن بیٹھے جتنے دن حیض میں بیٹھا کرتی تھی۔ پس اگر ان دنوں کے بعد پاک ہو جائے تو فبہا ورنہ دو تین دن تک استظہار واحتیاط کرے گی۔ پھر غسل کر کے اندام نہانی میں کپاس رکھے گی۔ اگر اس طرح کرنے سے خون بند ہو گیا تو فھو المراد ورنہ وہ بمنزلہ مستحاضہ کے سمجھی جائے گی۔ اور ہر دو نماز کے لئے ایک غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی۔ (منتقی الجمان)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نفساء کتنے دنوں کے بعد نماز پڑھے؟ فرمایا: سترہ اٹھارہ دنوں کے بعد غسل کرے اور اندام میں کپاس رکھ کر نماز پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۱۔ نیز محمد بن مسلم انہی حضرت سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب نفساء کا خون بند نہ ہو تو وہ تیس یا چالیس سے پچاس دن تک نماز پڑھنے سے باز رہے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی روایتیں تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ مخالفین[1] کا یہی نظریہ ہے۔

۱۲۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ نفاس والی عورت پر کتنے دن نماز ترک کرنا واجب ہے؟ فرمایا: جب تک گاڑھا اور زیادہ خون دیکھتی رہے تیس (۳۰) دن تک پس جب خون رقیق (پتلا) اور زرد رنگ کا ہو جائے تب غسل کر کے نماز پڑھے انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۱۳۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے توسط سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نفساء چالیس دن تک نماز سے باز رہے گی اس کے بعد اگر پاک ہوگئی تو فبہا ورنہ غسل کر کے نماز پڑھے گی اور اس کا شوہر اس سے مباشرت کر سکے گا۔ اور وہ بمنزلہ مستحاضہ کے ہوگی۔ (ایضاً)

۱۴۔ محمد بن یحییٰ الخثعمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نفساء کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جتنے دن پہلے اولاد کی ولادت کے وقت قرار دیتی تھی اب بھی دے! میں نے عرض کیا اگر اس کی پہلے اولاد ہوئی ہی نہ ہو تو؟ فرمایا: پھر چالیس اور پچاس کے درمیان تک۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہو۔۔۔ کیونکہ چالیس اور پچاس کے درمیان دس دن کا ہی فاصلہ ہے۔ اور یہ اطلاق و اجمال تقیہ کی وجہ سے روا رکھا گیا ہے۔ (اور یہ تقیہ ہی باعث ہر بلیہ ہے۔ کما لا یخفیٰ)۔

۱۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نفساء اگر بہت سارے دن خون میں مبتلا ہو جائے تو اتنے دن بیٹھے گی جتنے دن پہلے (نفاس میں) بیٹھتی تھی اور اپنے سابقہ ایام کے دو ثلث تک مزید استظہار و انتظار کرے گی ورنہ (اگر پھر بھی خون بند نہ ہوا) تو غسل کر کے اندام میں اس طرح کپاس رکھے گی جس طرح استحاضہ والی رکھتی ہے۔ اور اگر اسے اپنے سابقہ ایام نفاس یاد نہ ہوں۔ اور کثرت خون میں مبتلا ہو جائے تو پھر اپنی ماں، بہن یا خالہ کے ایام نفاس کے برابر بیٹھے گی اور مزید برآں ان ایام کے دو ثلث تک استظہار و احتیاط کرے گی (اور اگر پھر بھی خون نہ رکا) تو اس طرح کرے گی جس طرح استحاضہ والی عورت کرتی ہے یعنی اندام میں کپاس رکھے گی اور غسل کر کے (نماز پڑھے گی)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس کے ایام عادت چھ یا اس سے بھی کمتر ہوں۔ تا کہ وہ ایام اور اس کے دو ثلث ایام استظہار مل کر دس دن سے زائد نہ ہو جائیں (جو کہ اکثر مدت نفاس ہیں۔۔۔ بنابریں جب اس کے

---

[1] چنانچہ حنفیوں اور حنبلیوں کے نزدیک چالیس دن اور شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک اکثر مدت نفاس ساٹھ دن ہے، ملاحظہ ہو: الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج ۱، ص ۱۲۵، طبع۔ و الفقہ علی المذاہب الخمسہ، ج ۱، ص ۵۲، طبع بیروت۔۔۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ایام عادت چھ ہوں اور ان کے دو ثلث یعنی چار دن ان میں شامل کئے جائیں تو کل دس دن بن جائیں گے)۔

۱۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ (چونکہ اکثر مدت نفاس اٹھارہ دن کے قائل ہیں اس لئے انہوں نے اسماء بنت عمیس والے سابقہ واقعہ سے استدلال کیا ہے[1]۔ مگر) فرماتے ہیں کہ جو روایتیں چالیس دن تک نفاس قرار دینے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں یہ تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ اس امر کا فتویٰ صرف اہل خلاف نے ہی دیا ہے۔ نیز جناب شیخ نے اٹھارہ دن نفاس کا یہ فلسفہ بھی بعض راویوں کی طرف منسوب کیا ہے کہ حیض کی اقل مدت تین دن، اکثر مدت دس دن اور اوسط پانچ دن ہے تو خدا نے نفساء کے لئے حیض کی تینوں حدوں کو جمع کر کے اٹھارہ دن مقرر کردی ہے۔ (الفقیہ۔۔۔۔۔۔)

۱۷۔ فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مامون کے نام اپنے مکتوب میں اکثر مدت نفاس اٹھارہ دن قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس کے بعد بھی اس کا خون بند نہ ہو تو پھر استحاضہ والے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۸۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث شرائع الدین میں فرمایا کہ نفساء بیس دن سے زیادہ نہیں بیٹھے گی۔ مگر یہ کہ اس سے پہلے پاک ہو جائے ورنہ بیس دن کے بعد مستحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔ (الخصال)

۱۹۔ شیخ صدوق" فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ تمہاری عورتیں پہلی عورتوں کی طرح (کمزور و ناتواں) نہیں ہیں تمہاری عورتیں زیادہ گوشت اور زیادہ خون والی ہیں اس لئے جب تک پاک نہ ہو جائیں وہ برابر نفاس میں بیٹھی رہیں گی۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ فاضل شیخ حسن نے منتقی الجمان میں فرمایا ہے کہ ان تمام اخبار میں سے زیادہ قابل اعتماد وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نفاس والی عورت حیض میں اپنی عادت کی طرف رجوع کرے گی۔ اور یہ رجوع کرنا بتاتا ہے کہ نفاس کا حیض کے ساتھ خصوصی ربط و تعلق ہے لہٰذا اس کی اکثر مدت دس دن ہوگی۔۔۔ باقی وہ روایات جو اس سے زائد ایام پر دلالت کرتی ہیں وہ سب تقیہ پر محمول ہیں۔ اسی لئے ان کے الفاظ میں اسی طرح اختلاف پایا جاتا ہے جس طرح اہل خلاف کے نظریات میں اختلاف ہے۔ جب منتقی الجمان کی یہ توجیہ ان تمام وجوہ سے اقرب ہے جو حضرت شیخ طوسی" نے

---

[1] یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ سابقہ قول معصوم کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے کہ اس واقعہ سے تمسک نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اتفاقاً موصوفہ نے اٹھارہ دن کے بعد آنحضرت سے سوال کیا تھا۔۔۔ آنحضرت نے تھوڑا ہی اس کے لئے اٹھارہ دن مقرر کئے تھے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

تہذیب واستبصار میں بیان کی[1] ہیں واللہ العالم۔

باب ۴

وہ خون جسے عورت ولادت سے پہلے (دردزہ کی حالت میں) دیکھے وہ نفاس نہیں ہے بلکہ اس کے باوجود اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر (شدت درد وغیرہ کی وجہ سے قضا ہو جائے) تو اس کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جو ایک یا دو یا کئی دن تک دردزہ میں مبتلا رہتی ہے اور وہ اس اثناء میں زردی یا خون دیکھتی ہے؟ فرمایا: جب تک بچہ پیدا نہ ہو وہ نماز پڑھے گی اور اگر شدت درد کی وجہ سے کوئی نماز فوت ہو جائے تو پاک ہونے کے بعد اس کی قضا کرے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم حمل کے ساتھ حیض کو جمع نہیں کرتا یعنی جب حاملہ عورت خون دیکھے تو نماز ترک نہیں کرے گی مگر یہ کہ دردزہ کے وقت وہ بچہ کے سر کے اوپر خون دیکھے تو پھر نماز ترک کر دے گی۔ (التہذیب والاستبصار)

(چونکہ یہ روایت بظاہر ان بہت سی روایات معتمدہ کے منافی ہے جو حیض کے باب ۳۰ میں ذکر ہو چکی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حمل کے ساتھ حیض جمع ہو سکتا ہے اس لئے)

مؤلف علام اس روایت کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے منسوخ ہونے اور تقیہ پر محمول ہونے کا امکان ہے۔ علاوہ بریں یعنی ۔۔۔۔ کے بعد والی تفسیر کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ امامؑ کی بیان کردہ ہے یا راوی کی یا مؤلف کی بنا بریں یہ سند نہیں ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس خون سے مراد وہ خون ہو جو ولادت کے ہمراہ یا اس کے بعد آئے جیسا کہ اس کا قرینہ بھی موجود ہے کہ بچہ کے سر پر خون دیکھے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] چونکہ اکثر مدت نفاس میں شدید اختلاف ہے۔ اگرچہ مشہور یہی ہے کہ دس دن ہی ہے مگر بہت سی حدیثوں سے یہ مدت اٹھارہ دن ظاہر ہوتی ہے۔ اور بعض بڑے بڑے فقہاء بھی اس کے قائل ہیں جیسے جناب سید مرتضیٰ، جناب شیخ صدوق اور علامہ حلی در مختلف اس لئے احوط یہ ہے کہ اگر اس دن تک خون بند نہ ہو تو مبتدئہ مضطربہ اور صاحب عادت وقتیہ دس دن کے بعد اٹھارہویں دن تک استحاضہ کے وظائف پر بھی عمل کریں اور تروک نفساء پر بھی یعنی جو مخصوص چیزیں نفاس والی عورت پر حرام ہیں ان سے اجتناب بھی کریں واللہ العالم۔ (قوانین الشریعہ مؤلفہ احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۵

نفاس کے آخری دن اور حیض کے پہلے دن کے درمیان اقل طہر (دس دن) کا فاصلہ ضروری ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن جعفر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے متعلق جسے خون نفاس آیا اور برابر تیس دن تک نماز نہیں پڑھی۔ پھر پاک ہوگئی اور کچھ وقت کے بعد پھر خون دیکھا؟ فرمایا: (یہ خون حیض سمجھا جائے گا اس لئے) وہ نماز ترک کرے گی۔۔۔ کیونکہ اس کے ایام طہر تو اس کے نفاس کے ساتھ گزر گئے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت کو خون نفاس آیا اور وہ اس تیس دن یا اس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ تک اسی حال میں رہی (نماز نہیں پڑھی) بعد ازاں اس کا خون بند ہوگیا۔ اور اس نے غسل کرکے نماز پڑھنا شروع کردی اس کے بعد اس نے خون یا زردی دیکھی تو؟ فرمایا: اگر تو صرف زردی دیکھی ہے تو غسل (استحاضہ) کرے اور نماز پڑھتی رہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسیؒ نے بھی اس روایت کو اسی طرح روایت کیا ہے۔ البتہ اس کے آخر میں یہ تتمہ ہے فرمایا اور اگر خون دیکھے تو ایام حیض میں نماز نہ پڑھے۔ بعد ازاں غسل کرکے پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

باب ۶

نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے اور محرمات و مکروہات سے اجتناب کرنے کے متعلق نفاس والی عورت کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت ماہ رمضان میں نماز عصر کے بعد بچے کو جنم دیتی ہے آیا اس دن کا روزہ مکمل کرے یا افطار کردے؟ فرمایا: اسی وقت افطار کردے اور پھر (پاک ہونے کے بعد) اس کی قضا کرے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ قبل ازیں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا۔۔۔ کہ حیض اور نفاس والی عورت کے احکام برابر ہیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے وضو و حیض اور استحاضہ کے مختلف ابواب (جیسے وضو کے باب ۱۵، ۱۷، ۱۹ اور ۲۲۔۔۔ اور حیض کے باب ۱۴، ۱۷، ۱۹، ۲۰، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱ اور ۵۲۔۔۔ اور استحاضہ کے باب ۸ میں) اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ان احکام پر دلالت کرتی ہیں۔۔۔ اور کچھ حدیثیں آئندہ (باب الصوم اور باب الحج میں) بیان کی جائیں گی جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ۔

باب ۷

نفاس والی عورت کے ساتھ ایام نفاس میں مباشرت کرنا حرام ہے لیکن خون بند ہونے کے بعد اور غسل کرنے سے پہلے صرف مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود مالک بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نفساء کے ایام نفاس میں اس کا شوہر اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اس کے وضع حمل سے لے کر اب تک اس کے ایام حیض کے برابر ایام گزر جائیں۔ اور مزید برآں ایک دن استظہار و احتیاط کرے اور پھر اس کا شوہر اسے غسل کرنے کا حکم دے تو اس کے بعد اگر چاہے تو بے شک کر سکتا ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ عبداللہ بن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت کا خون بند ہو جائے مگر ہنوز اس نے غسل نہ کیا ہو۔ تو اگر اس کا شوہر چاہے تو اس سے مباشرت کر سکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت ہے جس پر (حیض و نفاس کی وجہ سے) نماز حرام ہے۔ پھر وہ پاک ہو جاتی ہے اور وہ صرف وضو کرتی ہے مگر ابھی غسل نہیں کرتی تو کیا اس کا شوہر اس سے ہمبستری کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ یہاں تک کہ غسل کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس حدیث کو کراہت پر اور اس سے پہلی کو جواز پر محمول کیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے یہ بات باب الحیض میں بیان کی ہے۔ مگر چونکہ دونوں کے احکام ایک جیسے ہیں اس لئے یہی حکم نفاس والی عورت پر بھی لاگو ہوگا۔

احتضار (جانکنی) اور اس کے متعلقہ ابواب

(اس سلسلہ میں کل انچاس باب ہیں)

تبصرہ منجانب مترجم

احتضار جسے نزع اور سکرات موت بھی کہا جاتا ہے یعنی جانکنی کا وقت یہ وہ مشکل اور کٹھن مرحلہ ہے۔ (خداعز وجل سب اہل ایمان کے لئے اسے آسان فرمائے بجاہ النبیؐ و آلہؑ) جس کا تصور بھی انسان کو لرزہ براندام کرنے کے لئے کافی ہے۔ اللہ اللہ وہ وقت بھی کتنا تکلیف دہ اور اندوہ ناک ہوگا جب ہاتھ پاؤں ہلنے چلنے سے قاصر' زبان بولنے سے عاجز اور دوسرے تمام اعضاء حس وحرکت سے واماندہ ہو جائیں گے' گھر بار چھوٹ رہا ہوگا' اہل وعیال اور احباب کی دائمی جدائی کا غم دامن گیر ہوگا' سفر آخرت کی دوری و درازی' زاد سفر کی کمی اور ان دیکھی منازل کا خوف دماغ کو پاش پاش کر رہا ہوگا' عزیز و اقارب' دوست و احباب سب موجود ہیں مگر سب بے بس و پریشان اور مرنے والے کی مدد و فریادرسی سے عاجز و ناتواں۔ بہرحال اس حالت زار میں مرنے والے کو اس کے عزیز و اقارب موت کے آہنی پنجوں سے بچا تو نہیں سکتے مگر اس کی سہولت کی خاطر کم از کم اتنا تو ضرور کر سکتے ہیں کہ اس کو روبقبلہ کر دیں اسے عقائد حقہ کی تلقین کریں' کلمات فرج پڑھائیں اگر وصیت کر سکتا ہے تو اسے وہ کرائیں۔ کلمہ پڑھائیں۔ اور اگر جان کنی میں کچھ زیادہ تکلیف محسوس ہو تو اس کے پاس سورہ یٰسین اور صافات کی تلاوت کر کے اس کی جان کنی کو آسان بنائیں باقی تفصیلات ذیل میں احادیث اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱

بیماری پر صبر و شکر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی انیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف سر بلند کیا اور تبسم فرمایا۔ آپؐ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا؟ فرمایا: میں نے دو فرشتوں کو دیکھ کر تعجب کیا ہے جو آسمان سے زمین پر اس لئے اترے تھے کہ ایک بندہ مؤمن کو

اس کے اس مصلائے عبادت پر تلاش کریں جس پر وہ عبادت کرتا تھا کہ اس کے شب و روز کی عبادت کا ثواب لکھیں۔ مگر جب اسے اس کی جائے نماز پر نہ پایا تو آسمان پر چلے گئے اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا بارالٰہا! ہم نے تیرے فلاں بندہ مؤمن کو اس کی جائے نماز پر تلاش کیا ہے۔ تاکہ اس کے شب و روز کے اعمال لکھیں مگر ہم نے اسے وہاں نہیں پایا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ تیری رسیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ (بیمار ہے) تو؟ اس پر خداوند کریم نے ان سے فرمایا ہے کہ اس کی بیماری کی حالت میں وہ تمام اعمال اس کے نامہ اعمال میں لکھتے رہو جو وہ اپنی صحت کے دوران شب و روز میں بجالاتا تھا کیونکہ جب میں نے اسے عمل صالح کے بجالانے سے روکا ہے تو مجھ پر لازم ہے کہ اس کے لئے بالکل وہی اجر و ثواب لکھوں جو وہ (صحت کی حالت میں) اس کے عمل کا لکھتا تھا۔ (الفروع)

۲۔ نیز عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ مؤمن بیمار ہو جائے تو خداوند عالم اس فرشتہ کو جو بندہ مؤمن کے ساتھ مؤکل ہے۔ حکم دیتا ہے کہ اس کے لئے وہ تمام اعمال لکھ جو اس کی صحت کے زمانہ میں لکھتا تھا۔ کیونکہ میں نے ہی اسے (بیماری) کی رسیوں میں جکڑا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوالصباح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی بیماری (یا کسی درد) کی وجہ سے رات کو جاگتے رہنا (خدا کے نزدیک) اجر و ثواب کے اعتبار سے ایک سال کی عبادت سے افضل و اعظم ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوعبداللہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخار موت کا پیش خیمہ ہے، زمین خدا کا قید خانہ اور اس کی گرمی جہنم کی آگ سے ہے اور یہی ہر مؤمن کا جہنم میں سے حصہ ہے۔ (الفروع، کذا فی ثواب الاعمال)

۵۔ درست بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی بندہ مؤمن بیمار ہو جاتا ہے تو خدائے کریم بائیں طرف والے فرشتہ کو وحی کرتا ہے کہ میرا بندہ جب تک میری قید و بند میں گرفتار ہے۔ اس کا کوئی گناہ نہ لکھنا۔۔۔ اور دائیں جانب والے فرشتہ کو وحی فرماتا ہے کہ اس کی صحت و سلامتی کے دوران اس کی نیکیاں جو لکھتا تھا اب بھی برابر لکھتے رہنا۔ (الفروع، کذا فی طب الائمہ)

۶۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب کوئی بندہ مؤمن بیمار ہو جاتا ہے تو خداوند عالم ایک فرشتہ کو اس پر مؤکل کرتا ہے۔ کہ اس کی بیماری میں وہ تمام نیکیاں لکھے جو وہ صحت کی حالت میں لکھا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنی بارگاہ میں اٹھالوں اور اس کی

روح کو قبض کرلوں [1]۔ (الفروع)

۷۔ محمد بن مروان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک رات کا بخار اس سے اگلے اور اس سے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (الفروع وثواب الاعمال)

۸۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک رات کا بخار (اجر وثواب میں) ایک سال کی عبادت کے برابر ہے۔ دو رات کا بخار دو سال کی عبادت کے برابر ہے۔۔۔ اور تین راتوں کا بخار ستر سال کی عبادت کے برابر ہے! راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ ستر سال کی عمر کو نہ پہنچ سکے تو؟ فرمایا: تو پھر اس کے ماں باپ کے لئے ہے عرض کیا اگر وہ بھی اس عمر کو نہ پاسکیں تو؟ فرمایا: پھر اس کے رشتہ داروں کے لئے ہے۔ عرض کیا کہ اگر وہ بھی اس عمر کو حاصل نہ کرسکیں تو؟ فرمایا: تو پھر اس کے پڑوسیوں کے لئے ہے۔ (الفروع)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے والد (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام اپنے وصیت نامہ میں فرمایا: یا علیؑ! مؤمن کا کسی سے ملنا خدا کی تسبیح، اس کی چیخ وپکار اس کی تہلیل، اس کا بستر بیماری پر دراز ہونا اس کی عبادت اور اس کا پہلو بہ پہلو کروٹ بدلنا اللہ کی راہ میں جہاد (کرنے کے برابر) ہے۔ پس اگر اس بیماری سے شفایاب ہوگیا تو اس حالت میں لوگوں کے درمیان چلے پھرے گا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ (الفقیہ)

۱۰۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خداوند عالم کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔۔۔ تو اس پر نظر کرم کرتا ہے اور جب کسی پر نظر کرم کرتا ہے تو اسے تین تحفوں میں سے ایک تحفہ ضرور دیتا ہے۔ (۱) یا دردسر۔ (۲) یا بخار۔ (۳) یا آشوب چشم۔ (الخصال)

۱۱۔ یوسف بن اسماعیل اپنے اسناد سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مؤمن بخار میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں اور اگر بستر بیماری پر پڑا ہے تو اس کا رونا تسبیح، چیخنا چلانا تہلیل۔ اور اس کا بستر پر کروٹیں بدلنا ایسا ہے جیسے کوئی شمشیر بکف ہوکر اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ پس اگر

---

[1] اس روایت شریفہ کا ابتدائی اور آخری حصہ اس طرح ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک بندہ مسلمان پر بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری غالب آجائے تو خدائے عزوجل فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اس حالت میں اس کے لئے وہی نیکیاں لکھ جو وہ شباب ونشاط کے عالم میں بجالاتا تھا۔۔۔ اور جب بیمار ہوجائے تو۔۔۔ (جس طرح متن میں مذکور ہے) آخر میں اس کا تتمہ یوں ہے "اسی طرح جب کافر بیمار ہوجائے تو خدا اس کے نامہ اعمال میں وہی برائیاں درج کرتا ہے جو وہ صحت کے زمانہ میں کرتا تھا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(شفایاب ہوگیا) تو اپنے بھائی بندوں کے ساتھ اس طرح خدا کی عبادت کرے گا وہ بخشا ہوا ہوگا۔۔۔ پس خوشخبری ہے اس کے لئے اگر توبہ کرلے۔ اور افسوس ہے اس کے لئے اگر پلٹ کر برائی کرے (پھر فرمایا) عافیت و سلامتی ہمیں زیادہ پسند ہے۔ (ثواب الاعمال)

زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا دکھ درد ایک سال تک بدن میں باقی رہتا ہے۔ (ثواب الاعمال وعلل الشرائع)

۱۲۔ محمد بن سنان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیماری مؤمن کے لئے (گناہوں سے) پاکیزگی اور (خدا کی) رحمت ہے اور کافر کے لئے عذاب اور لعنت ہے مؤمن اس وقت تک برابر بیمار رہتا ہے جب تک اس کے ذمہ کوئی گناہ رہتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۳۔ سعدان بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک رات کا درد سوائے کبیرہ گناہوں کے باقی تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ درست بن عبدالحمید حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیمار کو چار چیزیں عطا ہوتی ہیں (۱) بیماری میں اس سے قلم اٹھالیا جاتا ہے (اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا)۔ (۲) خدا فرشتہ کو حکم دیتا ہے اور وہ اس کے لئے ہر وہ عمل خیر لکھتا ہے جو وہ صحت کی حالت میں بجالاتا تھا۔ (۳) اگر مرگیا تو بخشا ہوا مرے گا۔ (۴) اور اگر زندہ رہا تو بخشا ہوا زندہ رہے گا۔ (ایضاً)

۱۵۔ عون بن عبداللہ بن مسعود اپنے باپ (عبداللہ) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار آنحضرتؐ مسکرائے! میں نے عرض کیا کہ آپؐ نے کیوں تبسم فرمایا ہے؟ فرمایا: مجھے مؤمن کی بیماری اور اس پر اس کی جزع فزع کرنے پر تعجب ہوا ہے۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ بیماری میں اس کے لئے کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ پسند کرتا کہ خدا کی بارگاہ میں اپنی حاضری وحضوری (موت) تک بیمار ہی رہے۔ (الآمالی)

۱۶۔ جناب حسین بن بسطام اور ان کے بھائی ابوعتاب باسناد خود عبیداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے جناب سلمان فارسی (محمدی) کی (ان کی بیماری میں) مزاج پرسی کی۔ اور فرمایا: اے سلمانؓ! جب بھی ہمارے کسی شیعہ کو کوئی درد لاحق ہوتا ہے تو وہ اس کے کسی سابقہ گناہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور یہ درد اسے اس گناہ سے پاک کر دیتا ہے۔ سلمان نے عرض کیا (اس کا

مطلب تو یہ ہوا کہ) اسے سوائے گناہ سے پاک ہونے کے اور کوئی اجر وثواب نہیں ملتا؟ فرمایا: اے سلمان تم اس درد پر جو صبر کرتے ہو اور اس کے ازالہ کے لئے بارگاہ ایزدی میں جو دعا و پکار اور تضرع وزاری کرتے ہو اس کا تمہیں اجر وثواب ملتا ہے لہٰذا اس کی وجہ سے تمہارے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور تمہارے درجات بلند و بالا ہوتے ہیں۔ ہاں البتہ جہاں تک صرف درد کا تعلق ہے تو وہ تو صرف گناہ کا کفارہ ہوتا ہے۔ اور اس سے پاک کرتا ہے۔ (طب الائمہ)

۱۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مؤمن کو جو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ رات بھر جاگتا رہتا ہے اس سے اسے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس کسی مؤمن کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ خدا کے اجر کی امید میں صبر کرے تو اس کے لئے منجانب اللہ ہزار شہید کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود اس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب کسی مسلمان کو کوئی جسمانی تکلیف پہنچتی ہے۔ تو خدا اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندہ کے لئے وہ افضل ترین اعمال لکھو جو وہ صحت وسلامتی کے وقت بجالاتا تھا۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۲ و ۳ و ۵ و ۲۳ وغیرہ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲

بیٹے کی بیماری پر اور نابیناپن پر اجر کی امید میں صبر کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیسٰی بن عبداللہ سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے چھوٹے بچے کی بیماری کے بارے میں فرمایا کہ وہ اس کے والدین کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس حال میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ بینائی سے محروم ہو۔۔۔ اور وہ اس پر صابر و شاکر اور آل محمد علیہم السلام سے محبت کرنے والا ہو۔ تو اس سے کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔ (بلا حساب جنت میں داخل کیا جائے گا)۔ (ایضاً)

۳۔ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ خدا کسی (مؤمن) کی دونوں آنکھوں یا ان میں سے ایک لے لے اور پھر اس سے کسی گناہ کا حساب بھی کرے؟ (یہ اس کے شایان شان نہیں ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (باب ۳، ۵ اور ۲۳ وغیرہ) میں آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳

بیماری کو چھپانا اور اس پر شکوہ شکایت نہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بشیر الدھان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے کہ میں جس بندے کو کسی بلا اور بیماری میں مبتلا کروں اور وہ پورے تین دن تک اپنی مزاج پرسی کرنے والوں سے اس تکلیف کو چھپائے تو میں اس کا گوشت ایسے گوشت سے بدل دیتا ہوں جو اس کے گوشت سے بہتر ہوتا ہے اور اس کے خون کو ایسے خون سے بدلتا ہوں جو اس کے خون سے بہتر اور اس کے پوست کو اس کے پوست سے بہتر پوست (اور اس کے بالوں کو اس کے بالوں سے بہتر بالوں سے) تبدیل کر دیتا ہوں۔ پس اگر اسے زندہ رکھا تو اس حال میں زندہ رکھوں گا کہ اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہے گا۔ اور اگر مر گیا (اس کی روح کو قبض کیا) تو اپنی رحمت کی طرف قبض کروں گا۔ (الفروع)

۲۔ عزرمی اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کو ایک رات کوئی تکلیف پہنچے۔ اور وہ اسے قبول کرے۔ اور خدا (کا شکوہ کرنے کی بجائے الثااس) کا شکر بجالائے۔ تو اس کا یہ عمل (اجر وثواب میں) ساٹھ سال کی عبادت کے برابر ہوگا۔ میرے باپ نے عرض کیا کہ تکلیف کو قبول کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس پر صبر کرے اور جو کچھ رات میں اسے پیش آیا نہ اس کی شکایت کرے اور نہ ہی کسی کو اس کی اطلاع دے اور جب صبح کرے تو جو کچھ ہوا اس پر خدا کی حمد وثنا کرے۔ (ایضاً)

۳۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: خدا آپ پر رحم فرمائے صبر جمیل کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ صبر ہے جس میں لوگوں کے سامنے (خدا کی نازل کردہ مصیبت کا) شکوہ وشکایت نہ کی جائے۔ (الاصول)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جو شخص صرف ایک شب وروز تک بیمار رہے مگر اپنی مزاج پرسی کرنے والوں سے اس کا شکوہ وشکایت نہ کرے تو خدا

قیامت کے دن اسے اپنے خلیل جناب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ محشور فرمائے گا یہاں تک کہ وہ پل صراط سے چمکتی ہوئی بجلی کی طرح جلدی گزر جائے گا۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز باسنادخود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ جس شخص کو کوئی درد لاحق ہو اور وہ برابر تین دن تک اسے لوگوں سے چھپائے اور فقط خدا کی بارگاہ میں شکوہ وشکایت کرے تو خدائے تعالیٰ پر لازم ہے کہ اسے اس درد سے شفا اور اس بلا سے عافیت عطا فرمائے۔ (الخصال)

۶۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسنادخود حسن بصری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو خبر نہ دوں ان پانچ خصلتوں کی جو نیکی میں سے ہیں اور نیکی آدمی کو جنت کی طرف بلاتی ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں (ضرور بتایئے)۔ فرمایا: (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) مصیبت کو چھپایا جائے اور اس پر پردہ ڈالا جائے۔ (المحاسن)

۷۔ احول وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی چیز کا اس کے مستحکم ومضبوط ہونے سے پہلے اظہار کرنا اس کو خراب کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیماری کو اس وقت تک ہمراہ لے کر چلو جب تک بیماری تمہارے ساتھ چلے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲و۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر ہو چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۵و۶ اور باب ۸ از جہاد النفس و باب ۴۱ از امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں) ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴

جب تک (بیماری پر) صبر ممکن ہو۔ اور کوئی خاص خطرہ نہ ہو خصوصاً زکام' دمّل' آشوب چشم اور کھانسی وغیرہ میں ان کا علاج نہ کرنا مستحب ہے اور کس چیز سے علاج کرنا چاہیئے؟ اور جب خطرہ ہو تو پھر علاج معالجہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عثمان احول سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی ایسی دوا نہیں ہے جو کسی اور بیماری کو برانگیختہ نہ کرے لہٰذا جسم کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نفع بخش نہیں ہے کہ سوائے سخت ضرورت کے علاج کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ (روضہ کافی)

۲۔ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت عیسیٰؑ فرمایا کرتے تھے کہ کسی زخمی کی

شفایابی کو نظر انداز کرنے والا لامحالہ زخم لگانے والے کے ساتھ (جرم میں) شریک ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی صحت اس کی بیماری پر غالب ہو اور وہ (خواہ مخواہ) کسی چیز سے اپنا علاج کرائے اور پھر مر جائے میں خدا کی بارگاہ میں اس سے بیزار ہوں۔ (الخصال)

۴۔ بکر بن صالح جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تک بیماری کے خود بخود رفع دفع ہونے کا امکان ہے تب تک طبیبوں سے علاج معالجہ کرانے سے بچو کیونکہ یہ بمنزلہ عمارت ہے کہ جس کے تھوڑے سے حصہ کی (مرمت) اس کے زیادہ حصہ کی طرف کھینچتی ہے۔ (علل الشرائع)

۵۔ جناب فاضل طبرسیؒ باسناد خود امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک تمہارا بدن بیماری کا متحمل ہو اس وقت تک دوا سے اجتناب کرو۔۔۔ ہاں جب بیماری کو برداشت نہ کر سکے تو تب دوا دارو کرو۔ (مکارم الاخلاق)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: کہ نبیوں میں سے ایک نبی بیمار ہوئے اور کہا میں علاج نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہی (خدا) مجھے شفا دے جس نے مجھے بیمار کیا ہے! خداوند عالم نے ان کو وحی فرمائی کہ جب تک تم علاج معالجہ نہیں کراؤ گے میں بھی تمہیں شفا نہیں دوں گا۔۔۔ بے شک شفا میری طرف سے ہے۔۔۔ (مگر عالم اسباب میں ہاتھ پاؤں تو ہلانے پڑتے ہیں)۔ (ایضاً)

باب ۵

اس شکوہ شکایت کی حد جو مریض کے لئے مکروہ تو ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ اس شکوہ کی حد کیا ہے جو مریض کے لئے جائز ہے؟ فرمایا: وہ یہ ہے کہ وہ کہے مجھے آج بخار ہو گیا ہے "میں گزشتہ رات جاگتا رہا۔۔۔" جبکہ اس بات میں سچا ہو۔۔۔ اور یہ (ممنوع) شکوہ نہیں ہے۔ ہاں وہ شکوہ (جو مکروہ ہے) یہ ہے کہ آدمی کہے میں ایسی تکلیف میں مبتلا ہوں جیسی تکلیف میں اور کوئی مبتلا نہ ہوا ہوگا۔۔۔ (یا یوں کہے) مجھے وہ مصیبت پیش آئی ہے جیسی کسی اور کو پیش نہ آئی ہوگی؟۔۔۔ ہاں البتہ یہ شکوہ (مکروہ) نہیں ہے کہ کہے میں رات بھر جاگتا رہا مجھے آج بخار ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ (الفروع، کذا فی معانی الاخبار)

۲۔ عبدالحمید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ایک بیمار بندہ کے دو فرشتے (کراماً کاتبین) ہر

شام کے وقت اس کا نامہ اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں تو خداوند عالم ان سے پوچھتا ہے میرے بندے کی بیماری کے دوران اس کے متعلق کیا لکھ کر لائے ہو؟ تو وہ عرض کرتے ہیں۔۔۔صرف شکوہ وشکایت۔تو خدا فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے سے انصاف نہیں کیا کہ اسے اپنی قید و بند میں محبوس کروں اور پھر اسے شکوہ وشکایت کرنے سے بھی روکوں؟ اس کے نامہ عمل میں وہی نیکیاں لکھو جو اس کی صحت کے دوران لکھا کرتے تھے۔اور جب تک میں اسے اپنی قید سے آزاد نہ کروں تم اس کی کوئی برائی نہ لکھو۔کیونکہ وہ اس وقت میری قید میں بند ہے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۶ میں) ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ (بیماری کی) شکایت کرنا حرام نہیں ہے۔

باب ۶

مؤمن کے سامنے (اپنی تکلیف کا) شکوہ وشکایت کرنا جائز ہے کسی اور کے سامنے نہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو مؤمن اپنی ضرورت یا اپنی تکلیف کی شکایت کسی کافر یا کسی مخالف مذہب کے سامنے کرے تو اس نے گویا کسی دشمن خدا کے سامنے خدا کی شکایت کی ہے اور جو کوئی مؤمن کسی اپنے جیسے مؤمن کے سامنے اپنی ضرورت یا تکلیف کی شکایت کرے تو اس کی یہ شکایت خدا کی بارگاہ میں شکایت متصور ہوگی۔(روضہ کافی)

۲۔ حسن بن راشد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے حسن! جب تم پر کوئی مصیبت نازل ہو۔تو مخالفین میں سے کسی کے پاس اس کی شکایت نہ کرو۔ہاں البتہ اپنے بعض مؤمن بھائیوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرو۔اگر ایسا کرو گے تو چار چیزوں میں سے کسی ایک سے محروم نہیں رہو گے۔(۱) یا تو تمہاری مالی مدد کی جائے گی۔(۲) یا جاہ وجلال سے تمہاری اعانت کی جائے گی۔(۳) یا تمہاری دعا قبول ہو جائے گی۔(۴) یا تمہیں کوئی صائب مشورہ مل جائے گا۔(الروضہ الاخوان للصدوق")

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔فرمایا: جو شخص اپنے دینی مؤمن بھائی کے سامنے اپنے حالات کا شکوہ وشکایت کرے تو گویا اس نے خدا کی بارگاہ میں اپنا شکوہ کیا۔۔۔اور جو کسی مخالف کے سامنے اپنے حالات کا شکوہ کرے تو گویا اس نے خدا کا شکوہ کیا ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۷

بیمار کے لئے چلنا مکروہ ہے بلکہ اسے حاجت (وضو وغیرہ کے لئے) اٹھانا چاہیئے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو یحییٰ واسطی سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار کے لئے پیدل چلنا دوبارہ بیمار ہونے کا موجب ہے۔ (پھر فرمایا) میرے والد ماجد جب بیمار ہوتے تھے تو ان کو کپڑے پر لٹا کر حاجت یعنی وضو کے لئے اٹھایا جاتا تھا اور آپؑ فرماتے تھے کہ بیمار کے لئے چلنا مرض کے عود کرنے کا باعث ہے۔ (الفروع)

باب ۸

بیمار کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کو اپنی بیماری کی اطلاع دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تم میں سے اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اپنے (دینی) بھائیوں کو اپنی بیماری کی اطلاع دے۔ تاکہ اسے ان کی وجہ سے اور ان کو اس کی وجہ سے اجر و ثواب مل سکے۔ عرض کیا گیا کہ ان لوگوں کو تو اس کی وجہ سے اجر و ثواب ملے گا کہ وہ چل کر اس کی مزاج پرسی کے لئے آئیں گے مگر اسے ان کی وجہ سے کیونکر ثواب ملے گا؟ فرمایا: ان لوگوں نے جو نیکیاں کمائی ہیں وہ اس کی وجہ سے کمائی ہیں۔ لہٰذا اس وجہ سے اس کے لئے بھی دس نیکیاں لکھی جائینگی۔ اس کے دس درجے بلند کئے جائینگے۔ اور اس کی دس برائیاں اس کے نامہ اعمال سے مٹائی جائینگی۔ (الفروع، السرائر)

باب ۹

بیمار کے لئے مستحب ہے کہ لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جب کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ لوگوں کو اذن عام دے کہ وہ اس کے پاس (عیادت کے لئے) آئیں کیونکہ ہر ایک شخص کی کوئی ایک دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے۔ (ہوسکتا ہے کہ اس کی برکت سے اس کی بیماری دور ہو جائے)۔ (الفروع)

۲۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود وشا سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص بیمار ہو تو اسے چاہیئے کہ لوگوں کو (عیادت کے لئے) اذن عام دے۔ کیونکہ ہر شخص کی کوئی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے! پھر فرمایا: آیا جانتے ہو کہ یہاں "لوگوں" سے مراد کون لوگ ہیں؟ راوی نے عرض کیا۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت! فرمایا: (نہ) بلکہ ان سے مراد صرف شیعیان علیؑ ہیں۔ (طب الائمہ)

باب ۱۰

مسلمان بیمار کی عیادت کرنا مستحب ہے اور اس کی مزاج پرسی نہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو حذف کر کے باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مسلمان بیمار کی بیمار پرسی کرے تو خداوند عالم ہمیشہ کے لئے ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کرے گا جو اس کی اقامت گاہ کے پاس رہ کر قیامت تک خدا کی تسبیح و تقدیس اور تہلیل و تکبیر کرتے رہیں گے اور ان کی نماز کا آدھا (ثواب) اس مزاج پرسی کرنے والے کو ملے گا۔ (الفروع)

۲۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی (مؤمن) بیمار کی مزاج پرسی کرے تو اس کے واپس اپنے گھر لوٹنے تک ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ مؤمن کسی بندہ مؤمن کی عیادت کرتا ہے تو وہ گویا رحمت ایزدی میں غوطہ لگاتا ہے۔ جب وہ (بیمار کے پاس) بیٹھتا ہے تو اسے رحمت پروردگار ڈھانپ لیتی ہے۔ اور جب واپس لوٹتا ہے تو خداوند کریم ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں تو مبارک ہے اور تجھے جنت مبارک ہے اور یہ سلسلہ دوسرے دن کے اسی وقت تک برابر جاری رہتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک خریف ہے؟ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! خریف کیا ہے؟ فرمایا: جنت کا ایک زاویہ ہے جس میں ایک (سبک سیر) گھڑ سوار چالیس سال تک چل سکتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ داؤد رقی "بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مؤمن کسی مؤمن کی اس کی بیماری میں محض خدا کی خوشنودی کے لئے عیادت کرے تو خداوند تعالیٰ مزاج پرسی کرنے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس کے لئے مؤکل کرتا ہے۔ جو قیامت تک قبر میں اس کی مزاج پرسی کرتا رہے گا اور اس کے لئے مغفرت بھی طلب کرتا رہے گا۔ (ایضاً)

ہوں۔ فرمایا: جوشخص شام کے وقت کسی بیمار کی عیادت کرے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنت میں ایک خریف بھی ہوگا۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۱۲ وغیرہ میں) آئینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

مزاج پرسی کرنے والے کا بیمار سے التماس دعا کرنا اور اس کے غیظ و غضب سے اور اسے تنگ کرکے اس کی بددعا سے بچنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیف بن عمیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی (دینی) بھائی کی بیمار پرسی کرنے کے لئے جائے تو اس سے اپنے لئے التماس دعا کرے۔۔۔ کیونکہ اس کی دعا (قبولیت میں) فرشتوں کی دعا کی مانند ہے۔ (الفروع)

۲۔ عیسیٰ بن عبداللہ القمی ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی (ضرور) دعا قبول ہوتی ہے (۱) حج کرنے والا۔ (۲) راہ خدا میں جہاد کرنے والا۔ (۳) اور بیمار۔ لہٰذا اسے غصہ نہ دلاؤ اور نہ ہی اسے تنگ کرو۔ (مبادا بددعا کردے)۔ (الاصول)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص محض خدا کی خوشنودی کے لئے کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے۔ تو بیمار اس کے لئے جو دعا بھی کرے گا خدا اسے ضرور قبول کرے گا۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ ابان بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان (محمدی) کی اس کی بیماری کے دوران مزاج پرسی کی۔ اور فرمایا: اے سلمانؓ! تمہیں اس بیماری کی وجہ سے تین چیزیں حاصل ہیں (۱) تو خدا کی یاد میں ہے۔ (۲) اس حالت میں تیری دعا قبول ہے۔ (۳) تیری یہ بیماری تیرا کوئی گناہ باقی نہیں چھوڑے گی (پھر دعا کرتے ہوئے فرمایا) خدا تجھے آخر عمر تک صحت و عافیت سے رکھے۔ (الآمالی)

۵۔ جناب علامہ حلیؒ یعقوب بن یزید سے اور وہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بیماروں کی بیمار پرسی کرو۔ اور ان سے التماس دعا کرو۔ کیونکہ بیمار کی دعا فرشتوں کی دعا کے برابر ہے۔ (منتہی الفقہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ج ۲ دعا کے باب ۵۱ میں) ایسی اور کئی حدیثیں بیان کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۱۳

آشوب چشم میں عیادت کرنا اور ایک بار عیادت کرنے کے بعد تین یا دو دن کے اندر اور بیماری کے طول پکڑ جانے کی صورت میں پھر عیادت کرنا مستحب مؤکد نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آنکھ کی تکلیف میں عیادت نہیں ہے۔ اور تین دن سے کم مدت میں عیادت[1] نہیں ہے اور جب (کسی وجہ سے) لازم ہو جائے تو پھر ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کرے۔ اور جب بیماری بہت طول پکڑ جائے تو پھر بیمار کو اس کے اہل و عیال کے حوالہ کر دیا جائے۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی آنکھ میں تکلیف ہوئی۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے دیکھا کہ آنجنابؑ (شدت درد سے) چیخ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ جزع فزع ہے یا درد کی شدت ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ سخت درد کبھی نہیں ہوا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث آنکھ کی تکلیف میں عیادت کرنے کے استحباب پر محمول ہے جبکہ پہلی روایت اس کے مستحب مؤکد ہونے کی نفی پر محمول ہے۔

باب ۱۴

چند مختصر تعویذات اور ادعیہ جات جو مختلف مرضوں اور دردوں کے لئے مفید ہیں۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسین بن بسطام اور اس کے بھائی عبداللہ باسناد خود ابوحمزہ الثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کوئی جسمانی درد و الم لاحق ہو تو وہ بطور تعویذ یہ دعا

---

[1] علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں اس حدیث کے یہ معنی کئے ہیں کہ جب کوئی آدمی پہلی بار بیمار ہو تو تین دن تک اس کی بیمار پرسی نہیں کرنی چاہئے اور اگر اس اثناء میں ٹھیک ہو گیا تو فبہا ورنہ اس کے بعد مزاج پرسی کی جائے گی۔ مگر علامہ فیض کاشانی نے الوافی میں اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک بار مزاج پرسی کرنے کے بعد تین دن تک پھر بیمار پرسی نہیں کرنی چاہئے۔ اور اگر ضرور کرنا ہی چاہے تو کم از کم ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کرے۔ علامہ مجلسی نے اس مطلب کو بطور احتمال ذکر کیا ہے۔ (دعوالاقرب) واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

شام کے وقت اس کا نامہ اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں تو خداوند عالم ان سے پوچھتا ہے میرے بندے کی بیماری کے دوران اس کے متعلق کیا لکھ کر لائے ہو؟ تو وہ عرض کرتے ہیں۔۔۔صرف شکوہ وشکایت۔ تو خدا فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے سے انصاف نہیں کیا کہ اسے اپنی قید وبند میں محبوس کروں اور پھر اسے شکوہ وشکایت کرنے سے بھی روکوں؟ اس کے نامہ عمل میں وہی نیکیاں لکھو جو اس کی صحت کے دوران لکھا کرتے تھے۔ اور جب تک میں اسے اپنی قید سے آزاد نہ کروں تم اس کی کوئی برائی نہ لکھو۔ کیونکہ وہ اس وقت میری قید میں بند ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ٦ میں) ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ (بیماری کی) شکایت کرنا حرام نہیں ہے۔

باب ٦

مؤمن کے سامنے (اپنی تکلیف کا) شکوہ وشکایت کرنا جائز ہے کسی اور کے سامنے نہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو مؤمن اپنی ضرورت یا اپنی تکلیف کی شکایت کسی کافر یا کسی مخالف مذہب کے سامنے کرے تو اس نے گویا کسی دشمن خدا کے سامنے خدا کی شکایت کی ہے اور جو کوئی مؤمن کسی اپنے جیسے مؤمن کے سامنے اپنی ضرورت یا تکلیف کی شکایت کرے تو اس کی یہ شکایت خدا کی بارگاہ میں شکایت متصور ہوگی۔ (روضہ کافی)

۲۔ حسن بن راشد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے حسن! جب تم پر کوئی مصیبت نازل ہو۔ تو مخالفین میں سے کسی کے پاس اس کی شکایت نہ کرو۔ ہاں البتہ اپنے بعض مؤمن بھائیوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو چار چیزوں میں سے کسی ایک سے محروم نہیں رہو گے۔ (۱) یا تو تمہاری مالی مدد کی جائے گی۔ (۲) یا جاہ وجلال سے تمہاری اعانت کی جائے گی۔ (۳) یا تمہاری دعا قبول ہو جائے گی۔ (۴) یا تمہیں کوئی صائب مشورہ مل جائے گا۔ (الروضۂ الاخوان للصدوق")

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص اپنے دینی مؤمن بھائی کے سامنے اپنے حالات کا شکوہ وشکایت کرے تو گویا اس نے خدا کی بارگاہ میں اپنا شکوہ کیا۔۔۔ اور جو کسی مخالف کے سامنے اپنے حالات کا شکوہ کرے تو گویا اس نے خدا کا شکوہ کیا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۷

بیمار کے لئے چلنا مکروہ ہے بلکہ اسے حاجت (وضو وغیرہ کے لئے) اٹھانا چاہیئے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو یحییٰ واسطی سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار کے لئے پیدل چلنا دوبارہ بیمار ہونے کا موجب ہے۔ (پھر فرمایا) میرے والد ماجد جب بیمار ہوتے تھے تو ان کو کپڑے پر لٹا کر حاجت یعنی وضو کے لئے اٹھایا جاتا تھا اور آپؑ فرماتے تھے کہ بیمار کے لئے چلنا مرض کے عود کرنے کا باعث ہے۔(الفروع)

باب ۸

بیمار کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کو اپنی بیماری کی اطلاع دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تم میں سے اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اپنے (دینی) بھائیوں کو اپنی بیماری کی اطلاع دے۔ تاکہ اسے ان کی وجہ سے اور ان کو اس کی وجہ سے اجر و ثواب مل سکے۔ عرض کیا گیا کہ ان لوگوں کو تو اس کی وجہ سے اجر و ثواب ملے گا کہ وہ چل کر اس کی مزاج پرسی کے لئے آئیں گے مگر اسے ان کی وجہ سے کیونکر ثواب ملے گا؟ فرمایا: ان لوگوں نے جو نیکیاں کمائی ہیں وہ اس کی وجہ سے کمائی ہیں۔ لہٰذا اس وجہ سے اس کے لئے بھی دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے۔ اور اس کی دس برائیاں اس کے نامہ اعمال سے مٹائی جائیں گی۔ (الفروع، السرائر)

باب ۹

بیمار کے لئے مستحب ہے کہ لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جب کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ لوگوں کو اذن عام دے کہ وہ اس کے پاس (عیادت کے لئے) آئیں کیونکہ ہر ایک شخص کی کوئی ایک دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے۔ (ہو سکتا ہے کہ اس کی برکت سے اس کی بیماری دور ہو جائے)۔(الفروع)

۲۔ جناب حسین بن بسطام باسنادخود وشّا سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص بیمار ہو تو اسے چاہیئے کہ لوگوں کو (عیادت کے لئے) اذن عام دے۔ کیونکہ ہر شخص کی کوئی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے! پھر فرمایا: آیا جانتے ہو کہ یہاں "لوگوں" سے مراد کون لوگ ہیں؟ راوی نے عرض کیا۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت! فرمایا: (نہ) بلکہ ان سے مراد صرف شیعیان علیؑ ہیں۔ (طب الائمہ)

باب ۱۰

مسلمان بیمار کی عیادت کرنا مستحب ہے اور اس کی مزاج پرسی نہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو حذف کرکے باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مسلمان بیمار کی بیمار پرسی کرے تو خداوند عالم ہمیشہ کے لئے ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کرے گا جو اس کی اقامت گاہ کے پاس رہ کر قیامت تک خدا کی تسبیح و تقدیس اور تہلیل و تکبیر کرتے رہیں گے اور ان کی نماز کا آدھا (ثواب) اس مزاج پرسی کرنے والے کو ملے گا۔ (الفروع)

۲۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی (مؤمن) بیمار کی مزاج پرسی کرے تو اس کے واپس اپنے گھر لوٹنے تک ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ مؤمن کسی بندہ مؤمن کی عیادت کرتا ہے تو وہ گویا رحمت ایزدی میں غوطہ لگاتا ہے۔ جب وہ (بیمار کے پاس) بیٹھتا ہے تو اسے رحمت پروردگار ڈھانپ لیتی ہے۔ اور جب واپس لوٹتا ہے تو خداوند کریم ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں تو مبارک ہے اور تجھے جنت مبارک ہے اور یہ سلسلہ دوسرے دن کے اسی وقت تک برابر جاری رہتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک خریف ہے؟ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! خریف کیا ہے؟ فرمایا: جنت کا ایک زاویہ ہے جس میں ایک (سبک سیر) گھڑ سوار چالیس سال تک چل سکتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ داؤد رقی "بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مؤمن کسی مؤمن کی اس کی بیماری میں محض خدا کی خوشنودی کے لئے عیادت کرے تو خداوند تعالیٰ مزاج پرسی کرنے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اس کے لئے مؤکل کرتا ہے۔ جو قیامت تک قبر میں اس کی مزاج پرسی کرتا رہے گا اور اس کے لئے مغفرت بھی طلب کرتا رہے گا۔ (ایضاً)

۵۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے تو آسمان سے ایک منادی اسے اس کے نام سے ندا کر کے کہتا ہے کہ تو پاک اور لائق تبریک ہے اور تیرا چلنا جنت کے ثواب سے خوشگوار اور مبارک ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی جو باتیں کی تھیں ان میں ایک بات یہ تھی کہ عرض کیا بارالہٰا! مریض کی عیادت کرنے کا ثواب کس قدر ہے؟ ارشاد ہوا کہ میں اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کروں گا۔ جو قیامت تک اس کی قبر میں اس کی عیادت کرے گا۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں چھ شخصوں کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ منجملہ ان کے ایک شخص وہ ہے جو کسی بیمار کی مزاج پرسی کے لئے اپنے گھر سے نکلے اور اس اثنا میں مر جائے تو اس کے لئے جنت ہے۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم بروز قیامت اپنے کسی بندے کو طعنہ دیتے ہوئے فرمائے گا کہ جب میں بیمار ہوا تھا تو تجھے میری بیمار پرسی کرنے سے کس چیز نے روکا تھا؟ وہ عرض کرے گا تو بندوں کا خدا ہے تو بیمار ہونے اور تکلیف زدہ ہونے سے پاک و پاکیزہ ہے! ارشاد ہوگا تیرا فلاں مؤمن بھائی جو بیمار ہوا تھا۔ مگر تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی تھی مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تو اس کی عیادت کے لئے جاتا تو مجھے وہاں پاتا۔ اور میں تیری حاجات کے پورا کرنے کا کفیل وضامن ہو جاتا۔۔۔ اور یہ جو کچھ ہے میرے نزدیک بندہ مؤمن کی عزت و احترام کا ثمر ہے اور مؤمن اصحاب ۔۔۔۔۔۔۔۔ (آمالی شیخ طوسیؒ)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: خداوند عالم (بروز قیامت اپنے بعض بندوں سے) فرمائے گا: اے فرزند آدمؑ! میں بیمار ہوا تھا مگر تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی تھی۔ بندہ عرض کرے گا تو رب العالمین ہے (بیمار ہونا تیرے شایان شان نہیں ہے پھر) میں کس طرح تیری بیمار پرسی کرتا؟ ارشاد ہوگا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا پس اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ پھر فرمائے گا: میں نے تجھ سے پینے کے لئے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہ پلایا؟ وہ عرض کرے گا: تو رب العالمین ہے میں کس طرح تجھے پانی پلاتا؟ فرمائے گا کہ فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تھا اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا اجر وثواب میرے پاس پاتا۔ پھر فرمائے گا کہ میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا مگر تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ فرمائے گا: میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا

اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا اجر و ثواب میرے پاس پاتا۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے لوگوں کو سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں کی مناہی فرمائی۔ ان کو حکم دیا کہ بیمار کی مزاج پرسی کریں۔ (الحدیث)[1]۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور بعض آئندہ (باب ۳۱ و باب ۳۲ وغیرہ) میں آئینگی انشاءاللہ۔

باب ۱۱

صبح اور شام کے وقت عیادت کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو مؤمن کسی بیمار مؤمن کی صبح کے وقت بیمار پرسی کرے تو ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت کرتے ہیں اور جب وہ (بیمار کے پاس) بیٹھتا ہے تو اسے رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ اور شام تک اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ اور اگر شام کے وقت مزاج پرسی کرے تو صبح تک یہی کاروائی ہوتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ میسر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی بیمار مسلمان کی مزاج پرسی کرے پس اگر صبح کرے تو شام تک اور اگر شام کو کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں اس کے علاوہ اس کو جنت میں ایک خریف ملے گا۔ (جس کی وضاحت سابقہ باب کی حدیث نمبر ۳ میں کی جا چکی ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسنادِ خود مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ حضرت امام حسن علیہ السلام کی عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ امامؑ نے دریافت فرمایا: آیا تو عیادت کے لئے آیا ہے یا ملاقات کے لئے؟ عرض کیا کہ عیادت کے لئے حاضر ہوا

---

[1] پوری حدیث کا خلاصہ اس کی افادیت کے پیش نظر یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں کی ممانعت فرمائی (۱) حکم دیا بیمار کی عیادت کرنے کا۔ (۲) جنازہ کی مشایعت کرنے کا۔ (۳) قسم کے پورا کرنے کا۔ (۴) چھینک والے کو دعا دینے کا۔ (۵) مظلوم کی نصرت کرنے کا۔ (۶) بکثرت سلام کرنے کا۔ (۷) اور دعوت قبول کرنے کا۔۔۔ اور ممانعت فرمائی (۱) سونے کی انگوٹھی پہننے کی۔ (۲) سونے چاندی کے برتن میں پانی پینے کی۔ (۳) سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار ہونے کی۔ (۴) موٹا ریشمی کپڑا پہننے کی۔ (۵) ریشم۔ (۶) نہایت سرخ رنگ کا کپڑا۔ (۷) اور کچے ریشم کا کپڑا پہننے کی۔۔۔ (قرب الاسناد، الخصال)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہوں۔ فرمایا: جو شخص شام کے وقت کسی بیمار کی عیادت کرے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنت میں ایک خریف بھی ہوگا۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۱۲ وغیرہ میں) آئینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

مزاج پرسی کرنے والے کا بیمار سے التماس دعا کرنا اور اس کے غیظ و غضب سے اور اسے تنگ کر کے اس کی بددعا سے بچنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیف بن عمیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی (دینی) بھائی کی بیمار پرسی کرنے کے لئے جائے تو اس سے اپنے لئے التماس دعا کرے۔۔۔ کیونکہ اس کی دعا (قبولیت میں) فرشتوں کی دعا کی مانند ہے۔ (الفروع)

۲۔ عیسیٰ بن عبداللہ قمی ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی (ضرور) دعا قبول ہوتی ہے (۱) حج کرنے والا۔ (۲) راہ خدا میں جہاد کرنے والا۔ (۳) اور بیمار۔ لہٰذا اسے غصہ نہ دلاؤ اور نہ ہی اسے تنگ کرو۔ (مبادا بددعا کردے)۔ (الاصول)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص محض خدا کی خوشنودی کے لئے کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے۔ تو بیمار اس کے لئے جو دعا بھی کرے گا خدا اسے ضرور قبول کرے گا۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ ابان بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان (محمدی) کی اس کی بیماری کے دوران مزاج پرسی کی۔ اور فرمایا: اے سلمانؓ! تمہیں اس بیماری کی وجہ سے تین چیزیں حاصل ہیں (۱) تو خدا کی یاد میں ہے۔ (۲) اس حالت میں تیری دعا قبول ہے۔ (۳) تیری یہ بیماری تیرا کوئی گناہ باقی نہیں چھوڑے گی (پھر دعا کرتے ہوئے فرمایا) خدا تجھے آخر عمر تک صحت و عافیت سے رکھے۔ (الآمالی)

۵۔ جناب علامہ حلیؒ یعقوب بن یزید سے اور وہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بیماروں کی بیمار پرسی کرو۔ اور ان سے التماس دعا کرو۔ کیونکہ بیمار کی دعا فرشتوں کی دعا کے برابر ہے۔ (منتہی الفقہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ج ۲ دعا کے باب ۵۱ میں) ایسی اور کئی حدیثیں بیان کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۱۳

آشوب چشم میں عیادت کرنا اور ایک بار عیادت کرنے کے بعد تین یا دو دن کے اندر اور بیماری کے طول پکڑ جانے کی صورت میں پھر عیادت کرنا مستحب مؤکد نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آنکھ کی تکلیف میں عیادت نہیں ہے۔ اور تین دن سے کم مدت میں عیادت [1] نہیں ہے اور جب (کسی وجہ سے) لازم ہو جائے تو پھر ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کرے۔ اور جب بیماری بہت طول پکڑ جائے تو پھر بیمار کو اس کے اہل و عیال کے حوالہ کر دیا جائے۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی آنکھ میں تکلیف ہوئی۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے دیکھا کہ آنجنابؑ (شدت درد سے) چیخ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ جزع فزع ہے یا درد کی شدت ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے اس سے زیادہ سخت درد کبھی نہیں ہوا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث آنکھ کی تکلیف میں عیادت کرنے کے استحباب پر محمول ہے جبکہ پہلی روایت اس کے مستحب مؤکد ہونے کی نفی پر محمول ہے۔

باب ۱۴

چند مختصر تعویذات اور ادعیہ جات جو مختلف مرضوں اور دردوں کے لئے مفید ہیں۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسین بن بسطام اور اس کے بھائی عبداللہ باسناد خود ابو حمزہ الثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کوئی جسمانی درد و الم لاحق ہو تو وہ بطور تعویذ یہ دعا

---

[1] علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول میں اس حدیث کے یہ معنی کئے ہیں کہ جب کوئی آدمی پہلی بار بیمار ہو تو تین دن تک اس کی بیمار پرسی نہیں کرنی چاہیئے اور اگر اس اثناء میں ٹھیک ہو گیا تو فبہا ورنہ اس کے بعد مزاج پرسی کی جائے گی۔ مگر علامہ فیض کاشانی نے الوافی میں اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ایک بار مزاج پرسی کرنے کے بعد تین دن تک پھر بیمار پرسی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اگر ضرور کرنا ہی چاہے تو کم از کم ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کرے۔ علامہ مجلسی نے اس مطلب کو بطور احتمال ذکر کیا ہے۔ (وھو الاقرب) واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

پڑھے:

اعوذ بعزة الله و قدرته على الاشياء اعيذ نفسي بجبار السماء اعيذ نفسي بمن لا يضر مع اسمه سم ولاداء۔ اعيذ نفسي بالذی اسمه بركة و شفاء۔

پس جب وہ یہ کلمات پڑھے گا تو اسے کوئی درد اور کوئی مرض ضرر وزیاں نہیں پہنچائے گا۔ (طب الائمہ)

۲۔ حارث اعور (ہمدانی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں اپنے جسم کے درد والم کی شکایت کی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تم میں سے جب کسی شخص کو کچھ تکلیف ہو تو یہ دعا پڑھے: **بسم الله و بالله وصلى الله على رسول الله واعوذ بعزة الله وقدرته على ما يشاء من شر ما اجد** ۔جب وہ یہ دعا پڑھے گا تو خدا اس سے ہر قسم کی بیماری کو رفع ودفع کردے گا انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحیم القصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے سر میں کچھ تکلیف (درد) ہو۔ تو وہ سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا سات بار پڑھے: **اعوذ بالله الذی سكن له ما فی البر و البحر وما فی السمٰوات و الارض وهو السميع العليم**۔ اس کے پڑھنے سے درد دور ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دردسر کی اور اس کی وجہ سے مجھے شب وروز جو تکلیف رہتی تھی اس کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: سر پر ہاتھ رکھ اور سات بار یہ دعا پڑھ کہ اس سے خدا کے حکم اور اس کی توفیق سے درد رک جائے گا۔ **بسم الله الذی لا يضر مع اسمه شئ فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم اللّٰهم انی استجير بك بما استجار به محمد صلى الله عليه وآله وسلم لنفسه**۔ (ایضاً)

۵۔ مفضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار جبرئیل امینؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبکہ آنحضرتؐ کو دردسر کی شکایت تھی۔ عرض کیا: یا محمدؐ! اپنے دردسر کا اس تعویذ کے ساتھ علاج کریں۔ خدا آپ کو افاقہ دے گا۔ (پھر کہا) یا محمدؐ! جس کسی شخص کو بھی کوئی جسمانی درد اور کوئی تکلیف ہو اور وہ اس جگہ ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ یہ دعا پڑھے تو خدا اسے اپنے اذن سے شفا عطا فرمائے گا۔ وہ دعا یہ ہے:

بسم الله ربنا الذی فی السماء تقدس ربنا الذی فی السماء و الارض امره نافذ ماض، كما ان امره فی السماء، اجعل رحمتك فی الارض واغفرلنا ذنوبنا و

خطایانا یا رب الطیبین الطاهرین انزل شفاء من شفائك و رحمة من رحمتك علٰی فلان بن فلانة۔ (اس جگہ مریض اور اس کی ماں کا نام لیا جائے)۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دردِ ناف کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: جاؤ اور مقامِ درد پر ہاتھ رکھ کر یہ (آیت) تین بار پڑھو باذن اللہ درد سے نجات مل جائے گی:

وانه لکتاب عزیز لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جس کسی مؤمن کو کوئی تکلیف ہو اور وہ خلوص نیت کے ساتھ تکلیف والی جگہ پر ہاتھ رکھے اور یہ آیت مبارکہ پڑھے تو یقیناً اسے اس تکلیف سے نجات مل جائے گی۔ کیونکہ خدا اس آیت میں فرماتا ہے کہ یہ قرآن اہل ایمان کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔ (وہ آیت یہ ہے):

وننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا۔ (ایضاً)

۸۔ ابوحمزہ (الثمالی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں درد کمر اور اس کی وجہ سے رات بھر جاگتے رہنے کی شکایت کی۔ فرمایا: مقامِ درد پر ہاتھ رکھو اور پھر تین مرتبہ یہ آیت پڑھ:

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللّٰه کتاباً مؤجلاً ومن یرد ثواب الدنیا نؤته منها ومن یرد ثواب الآخرة نؤته منها وسنجزی الشاکرین۔ (اس کے بعد سات مرتبہ سورہ انا انزلناہ پڑھے۔ تمام دردوں اور تکلیفوں سے نجات مل جائے گی انشاءاللہ۔ (ایضاً)

۹۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر قسم کے ورم پر سورہ حشر کی یہ آخری آیتیں تین بار پڑھو اور ورم پر لعاب دہن لگاؤ۔ خدا کے حکم سے وہ ورم ٹھیک ہو جائے گا۔ **لو انزلنا هذا القرآن علی جبل** ۔۔۔۔۔ تا آخر۔ (ایضاً)

۱۰۔ زکریا بن آدم حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام علل واسقام پر یہ دعا پڑھو: **یا منزل الشفاء و مذهب الداء انزل علی وجعی الشفاء۔** تمہیں شفاء حاصل ہو جائے گی انشاءاللہ۔ (ایضاً)

۱۱۔ خالد العبسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے یہ تعویذ تعلیم دیا اور فرمایا کہ اپنے مؤمن بھائیوں کو اس کی تعلیم دو جو ہر درد و الم کے لئے (مفید) ہے۔

اعیذ نفسی برب الارض و رب السماء اعیذ نفسی بالذی لا یضر مع اسمه داء اعیذ نفسی باللّٰه الذی اسمه برکة و شفاء۔ (ایضاً)

۱۲۔ حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا جن تعویذات کے ذریعہ ہم شفا طلب کرتے ہیں آیا یہ خدا کی قضاوقدر کو ٹال سکتے ہیں؟ فرمایا: یہ تعویذات خود قضاوقدر میں سے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ (اور جو مختصر مگر تمام علل واسقام کے لئے جامع ادعیہ جات نقل کر دیئے گئے ہیں فیھا کفایۃ لمن لہ درایۃ۔

باب ۱۵

بیمار کے پاس مختصر بیٹھنا مستحب ہے مگر یہ کہ خود بیمار زیادہ بیٹھنا پسند کرے یا اس کی خواہش کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار پرسی اتنی دیر کرنی چاہیئے جتنی دیر ناقہ کا دودھ دوہنے میں لگتی ہے یا جس قدر دیر ناقہ کے دو بار دودھ دوہنے کے درمیان لگتی ہے۔ (یعنی عیادت بالکل مختصر ہونی چاہیئے)۔ (الفروع)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے نزدیک تمام عیادت کرنے والوں سے زیادہ اجر و ثواب اس شخص کو ملے گا جو اپنے برادر (ایمانی) کی جب عیادت کرے تو وہاں مختصر بیٹھے۔ مگر یہ کہ خود بیمار اس کا بیٹھنا پسند کرے یا اس کی خواہش کرے اور فرمایا: مکمل عیادت یہ ہے کہ مزاج پرسی کرنے والا اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھے یا اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھے۔ (جو بیمار کی خاطر پریشان ہونے کی علامت ہے)۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۳۔ موسیٰ بن قادم ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عیادت کی تکمیل اس سے ہوتی ہے کہ تو اپنا ہاتھ بیمار کی کلائی پر رکھے۔ (اور اس کے حق میں دعا کرے۔ (مراۃ العقول) اور اس کے پاس سے جلدی اٹھ کر چلا جائے کیونکہ احمقوں کی مزاج پرسی (جو بلا وجہ بہت زیادہ بیٹھتے ہیں اور پھر دنیا جہان کی گپیں ہانکتے ہیں) بیمار کے لئے اس کی بیماری سے بڑھ کر اذیت کا باعث ہوتی ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بیمار کے پاس بیٹھنے کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۶

مزاج پرسی کرنے والے کا اپنے ہاتھ کو بیمار کے ہاتھ پر رکھنا اور اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر یا اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو یحییٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ مکمل مزاج پرسی یہ ہے کہ جب بیمار کے پاس جاؤ تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھو (اور اس کے حق میں دعا کرو اور اسے تسلی دو)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۷

مزاج پرسی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جب عیادت کے لئے جائے تو کچھ پھل فروٹ یا کچھ خوشبو یا بخور (دھونی دینے کی چیز) ہمراہ لے جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک غلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار امام علیہ السلام کا ایک غلام بیمار ہوا۔ اور ہم چند غلام اس کی مزاج پرسی کے لئے روانہ ہوئے۔ سر راہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا کہ فلاں کی بیمار پرسی کے لئے جا رہے ہیں! فرمایا: ذرا ٹھہرو چنانچہ ٹھہرے۔ پھر فرمایا: آیا تمہارے پاس کچھ سیب، بہی، ترنج یا کچھ خوشبو یا عود وغیرہ کا کچھ بخور ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ بیمار کو جو کچھ پیش کیا جائے اس سے اسے راحت وسکون ملتا ہے۔ (الفروع)

باب ۱۸

اندھے اور بیمار آدمی کی حاجت برآری میں کد وکاوش کرنا بالخصوص جبکہ وہ رشتہ دار بھی ہو مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث

مناہی میں فرمایا: جو شخص کسی اندھے شخص کی کسی دنیوی حاجت برآری میں کدو کاوش کرے یہاں تک کہ خدا اس کی حاجت برآری کرے تو خدا اسے نفاق اور جہنم سے برأت عطا فرما دیتا ہے۔ اور اس کی ستر دنیوی حاجتیں برلاتا ہے۔ اور اپنے واپس لوٹنے تک وہ برابر خدا کی رحمت میں غوطہ زن رہتا ہے۔ اور جو شخص کسی بیمار کی حاجت برآوری کی کوشش کرے خواہ پوری ہو سکے یا نہ! تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے شکم سے باہر آیا تھا۔ اس مقام پر انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہؐ! اگر وہ بیمار اس شخص کے عزیز و اقارب میں سے ہو تو آیا اس کی حاجت برآری کی کوشش کرنے کا اجر و ثواب اس سے زیادہ نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں! (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ فعل معروف کے بیان (باب ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸ وغیرہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

موت کو ناپسند کرنا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا تو انہوں نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا: پروردگار! تیرے نزدیک بندہ مؤمن کا کیا مقام ہے؟ فرمایا: یا محمدؐ! جو شخص میرے کسی دوست (مؤمن) کی توہین کرتا ہے تو وہ لڑنے کے لئے میرے مقابل ہوتا ہے۔ اور میں سب سے جلدی خود اپنے دوستوں کی نصرت کرتا ہوں۔ اور میں نے کبھی کسی کام کے کرنے میں اس قدر تردد نہیں کیا جتنا مؤمن کی موت کے وقت کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی ناراحتی کو ناپسند کرتا ہوں۔ (الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں ''تردد'' کا لفظ خدا کے لئے مجازاً استعمال کیا گیا ہے (کیونکہ درحقیقت اسے ہرگز تردد نہیں ہو سکتا؟) اور یہ تاخیر کرنے کا کنایہ ہے۔

۲۔ عبدالرحمٰن بن بشیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اصلحک اللہ! کیا یہ درست ہے کہ جو شخص خدا کی ملاقات (موت) کو پسند کرتا ہے خدا بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص خدا کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو خدا بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے؟ فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے! راوی نے عرض کیا: بخدا! ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں تو؟ (پھر ہمارا انجام کیا ہوگا؟) امامؑ نے فرمایا: اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو؟ یہ

اس وقت کے متعلق ہے جب آدمی (زندگی کے آخری لمحات میں سفر آخرت کے حقائق) کا معائنہ کرتا ہے تو وہ اس وقت جب کہ وہ منظر دیکھتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے تو اس کی نگاہ میں اس سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ چیز نہیں ہوتی کہ وہ آگے جائے یہ وہ وقت ہے کہ خدا اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور وہ خدا کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور اس وقت جب وہ ایسا منظر دیکھتا ہے جو اسے ناپسند ہوتا ہے تو اس کی نظر میں خدا کی ملاقات سے بدتر کوئی چیز نہیں ہوتی اس لئے وہ خدا کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور خدا اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ (الفروع، معانی الاخبار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمود بن لبید سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن کو فرزند آدم ناپسند کرتا ہے ایک موت حالانکہ مؤمن کے لئے موت ہر قسم کے فتنہ سے راحت کا باعث ہے۔ دوسرے قلت مال کو ناپسند کرتا ہے۔ حالانکہ مال کی قلت حساب کی قلت کا موجب ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۰ و ۳۲ میں) ایسی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۰

وباء اور طاعون والے مقام سے فرار جائز ہے سوائے اس جگہ کے کہ جہاں قیام کرنا واجب ہو جیسے مجاہد اور مرابط کے لئے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شہر کے ایک طرف کوئی وبا پھوٹ پڑے تو آدمی کا دوسرے شہر کی طرف منتقل ہو جانا یا اگر کسی شہر میں وبا پھوٹ پڑے تو اس شہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں چلا جانا کیسا ہے؟ فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس کی ممانعت فرمائی تھی تو وہ ان سپاہیوں ـــــ کو کی تھی جو دشمن کے مقابل میں ڈٹے ہوئے تھے کہ اس میں وبا پھوٹ پڑی تھی اور وہ وہاں سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے تھے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ جو اس جگہ سے فرار کرے گا تو وہ میدان قتال سے فرار کرنے والا متصور ہوگا۔ یہ اس لئے فرمایا تھا کہ وہ مرکز خالی نہ ہو جائے۔ (الروضہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن المغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ ایک شہر میں ہوتے ہیں اور وہاں (کسی وبا کی وجہ سے) موت شروع ہو جاتی

ہے۔ آیا ان کے لئے وہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہونا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: ہمیں تو یہ اطلاع ملی ہے کہ ایسا کرنے پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قوم کی سرزنش کی تھی۔ فرمایا: وہ دشمن کے بالمقابل (سرحد پر) مقیم تھے۔ اور آنحضرتؐ نے ان کو حکم دے رکھا تھا کہ بہرحال اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا اور ادھر ادھر نہ جانا۔ مگر جب ان میں (وبائی) موت پھوٹ پڑی تو وہ وہاں سے چلے گئے۔ تو ان کا وہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہو جانا گویا میدان جہاد سے فرار کرنے کی مانند تھا۔ (علل الشرائع، کذا فی معانی الاخبار)

۳۔ جناب علی بن جعفر اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی زمین میں کوئی وبا پھوٹ پڑے تو آیا وہاں سے فرار کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں ایسا کرنا جائز ہے۔ جب تک یہ وبا اس مسجد کے نمازیوں میں نہ پھوٹ پڑے جس میں یہ نماز پڑھتا ہے کہ اس صورت میں اس کے لئے فرار کرنا مناسب و موزوں نہیں ہے۔ (کتاب المسائل لعلی بن جعفر مندرجہ بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت کراہت پر محمول ہے اور وہ بھی صرف مسجد کے ساتھ مختص ہے۔

باب ۲۱

بخار والے آدمی کے لئے کپڑا اوڑھنا اور ٹھنڈ سے بچنا مکروہ ہے اور اس کا دعا، شکر اور ٹھنڈے پانی سے علاج معالجہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو جب بخار ہوتا تھا تو وہ ٹھنڈے پانی سے استعانت لیتے تھے۔ یعنی ان کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے۔ ایک ٹھنڈے پانی میں ہوتا تھا اور دوسرا ان کے جسم پر ہوتا تھا اور آپؑ یکے بعد دیگرے بدن پر ڈالتے رہتے تھے۔ (الروضہ)

۲۔ علی بن ابو حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم آپؑ پر قربان ہو جائیں کیا آپؑ کے پاس بخار کی کوئی دوا ہے؟ فرمایا: ہمارے پاس سوائے دعا اور ٹھنڈے پانی کے اس کی اور کوئی دوا نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب حسین بن بسطام اور ان کے بھائی عبداللہ باسناد خود عبداللہ بن بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپؑ کو بخار تھا۔ آپؑ کی ایک کنیز آئی اور آکر آپؑ کی مزاج پرسی کی! اس وقت امامؑ کے پاس ایک کہنہ کپڑا تھا جو آپؑ نے رانوں پر ڈالا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا: آقا! اگر آپؑ جسم پر چادر اوڑھ

لیتے تو آپؑ کو پسینہ آ جاتا۔ (اور اس طرح بخار اتر جاتا (مگر آپؑ نے تو ہوا کے سامنے جسم کھلا رکھا ہوا ہے۔ امامؑ نے فرمایا: یا اللہ! تو نے ان لوگوں کو کس طرح نبی کی مخالفت کا دلدادہ بنا دیا ہے! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ بخار جہنم کی گرمی میں سے ہے۔ لہٰذا اس کی گرمی کو ٹھنڈے پانی سے بجھاؤ۔۔۔(اور یہ کہتے ہیں کہ مجھ کو چادر اوڑھاؤ)۔ (طب الائمہ)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو بخار ہوتا تھا تو آپؑ دو کپڑے تر رکھتے تھے ایک کو جسم پر ڈالتے تھے اور جب وہ خشک ہو جاتا تھا تو دوسرا ڈال دیتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ ابو اسامہ شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے کہ ہمارے جد نامدار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخار کے لئے اس کے سوا اور کوئی دوا منتخب نہیں کی کہ دس (درہم) شکر (قریباً تین تولہ) ٹھنڈے پانی میں ملا کر نہار منہ صبح پی جائے۔ (ایضاً)

باب ۲۲

بیمار کا خود صدقہ دینا اور اس کے لئے صدقہ دیا جانا اور گھر میں بآواز بلند اذان کہنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسین بن بسطام اور ان کے بھائی جناب عبداللہ باسناد خود زرارہ بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اپنے بیماروں کا صدقہ دینے سے علاج کیا کرو۔ (طب الائمہؑ)

۲۔ نیز انہی حضرت سے مروی ہے فرمایا: صدقہ دینا حتمی بلا و مصیبت کو ٹال دیتا ہے لہٰذا اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کیا کرو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز انہی حضرت سے مروی ہے فرمایا: صدقہ دینا صدقہ دینے والے کو بری موت مرنے سے بچاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ میں دس عدد اہل و عیال رکھتا ہوں۔ اور ہم سب کے سب بیمار ہیں۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: ان کا علاج صدقہ سے کرو۔ کیونکہ صدقہ سے بڑھ کر کوئی چیز اجابت کے قریب نہیں ہے۔ اور نہ ہی صدقہ سے بڑھ کر کوئی چیز بیمار کے لئے مفید ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۳ و ۹ وغیرہ از صدقہ اور باب ۱۸ از اذان میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر اور گھر میں اذان دینے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

موت اور اس کے بعد والے واقعات کو بکثرت یاد کرنا اور اس کے لئے تیاری کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ حذاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس سے میں فائدہ اٹھاؤں! فرمایا: اے ابوعبیدہ! موت کو زیادہ یاد کر۔۔۔ کیونکہ کوئی بھی شخص موت کو زیادہ یاد نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ وہ دنیا میں زاہد (بے رغبت) ہو جاتا ہے۔ (الاصول، الفروع، الزہد)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص موت کو زیادہ یاد کرے گا تو خدا اس سے محبت کرے گا۔ (الاصول)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں وسواس (وسوسہ ڈالنے والے شیطان) کی شکایت کی! فرمایا: اے ابومحمد! قبر میں اپنے جوڑوں کے ایک دوسرے سے جدا ہونے، تمہیں گڑھے میں دفنانے کے بعد اپنے دوستوں کے واپس چلے جانے، اپنے ناک کے نتھنوں سے مینڈکوں کے نکلنے اور کیڑوں مکوڑوں کے تمہارے گوشت کھانے کو یاد کر کہ ایسا کرنا تمہیں وسوسہ بھلا دے گا۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ جب بھی میں نے ایسا کیا تو دنیا کے ہم و غم کو بھول گیا اور بے غم ہو گیا۔ (الفروع)

۴۔ ابن ابی شیبہ الزہری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موت کو یاد کرو، آگاہ ہو جاؤ کہ موت سے (بچنے کا) کوئی چارہ نہیں ہے (یہاں تک کہ فرمایا) جب کسی (بندہ پر) خدا کی حاکمیت اور سعادت کا غلبہ ہو جائے تو موت اس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے اور لمبی امید پشت کے پیچھے چلی جاتی ہے اور جب کسی بندہ پر شیطان کی حاکمیت اور شقاوت و بدبختی کا غلبہ ہو جائے تو لمبی امید آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے اور موت پس پشت چلی جاتی ہے۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب اہل ایمان سے بڑھ کر عقلمند کون ہے؟ فرمایا: جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرتا ہے۔ اور اس کے لئے سب سے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ (الفروع، الزہد)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عباس بن موسیٰؑ بن جعفرؑ اور دارم بن قبیصہ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس چیز (موت) کو زیادہ یاد کرو جو (تمہاری) لذتوں کے مٹانے والی ہے۔ (عیون الاخبار)

۶۔ احمد بن الحسن الحسینی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپؑ نے ایک ایسے شخص کو دیکھ کر جو اپنے بیٹے (کی موت) پر سخت جزع فزع کر رہا تھا۔ فرمایا: تو چھوٹی مصیبت پر تو جزع فزع کر رہا ہے۔ مگر بڑی مصیبت سے غافل ہے؟ جدھر تیرا بیٹا گیا ہے اگر تو اس (موت) کے لئے تیار ہوتا تو پھر اس قدر جزع فزع نہ کرتا۔ موت کے لئے تیاری کو ترک کرنے کی مصیبت تیرے بیٹے والی مصیبت سے بڑھ کر ہے۔ (العیون والآمالی)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: آیا کبھی تجھے حزن وملال، ہم وغم اور رنج والم بھی لاحق ہوتا ہے؟ عرض کیا: ہاں بخدا۔ (ہوتا ہے) فرمایا: جب کبھی ایسی صورت پیش آئے تو موت کو اور قبر میں اپنی تنہائی کو، آنکھوں کے رخساروں پر ابل پڑنے کو، جوڑوں کے جدا ہونے کو، کیڑوں کے گوشت کھانے کو اور اپنے گل سڑ جانے اور دنیا سے الگ تھلگ ہو جانے کو یاد کیا کرو کیونکہ ایسا کرنا تمہیں عمل خیر پر آمادہ کرے گا۔ اور دنیا کے بہت سے حرص وآز سے باز رکھے گا۔ (آمالی صدوقؒ)

۸۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے محمد بن ابوبکر کو جب مصر کا گورنر بنایا۔ تو ان کے اور اہل مصر کے نام جو حکم نامہ لکھا تھا اس میں لکھا: جب تمہارے نفس کی شہوت وخواہشات تم سے جھگڑا کریں تو موت کو زیادہ یاد کرو۔۔۔۔ وعظ ونصیحت کے لئے موت کافی ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کو موت کو یاد کرنے کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ موت کو زیادہ یاد کرو۔ کیونکہ وہ لذتوں کے مٹانے والی اور تمہارے اور تمہاری خواہشات کے درمیان حائل ہونے والی ہے۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (احکام خلوت باب ۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ میں جہاد النفس کے ابواب میں) ذکر کی جائینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

لمبی امیدیں باندھنا اور آنے والے کل کو اپنے وقت (زندگی) میں شمار کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس شخص نے موت کو اپنے حقیقی مقام پر نہیں رکھا جس نے آنے والے کل کو اپنے وقت میں سے شمار کیا ہے۔ پھر فرمایا: نیز حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے جب کوئی بندہ لمبی امید باندھتا ہے تو وہ اپنے عمل کو

خراب کرتا ہے (الغرض) طول امل کا نتیجہ سوء عمل ہے۔ نیز فرمایا کہ حضرت امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بندہ اپنی موت کو اور اپنی طرف اس کی تیز رفتاری کو دیکھتا تو طلب دنیا کے کام کو برا جانتا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے آنے والے کل کو اپنے وقت (زندگی) میں شمار کیا اس نے موت کے ساتھ اچھا نباہ نہیں کیا۔ (الفقیہ)

۳۔ عبداللہ بن الحسنؑ اپنی والدہ جناب فاطمہ بنت الحسینؑ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس امت کے پہلے لوگوں کی بھلائی اور بہتری زہد و یقین میں ہے اور اس کے آخری لوگوں کی ہلاکت و بربادی بخل اور لمبی امیدوں کی وجہ سے ہوگی۔ (الامالی)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص لمبی آرزو دراز کرتا ہے وہ اپنا عمل خراب کرتا ہے۔ (الخصال)

۵۔ جابر بن عبداللہ انصاریؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف دو بری عادتوں سے ہے۔ ایک خواہش نفس (کی پیروی) کرنا۔ دوسری لمبی امیدیں باندھنا۔ جہاں تک خواہش نفس (کی پیروی) کا تعلق ہے تو وہ آدمی کو حق سے باز رکھتی ہے اور جہاں تک لمبی امیدوں کا تعلق ہے تو وہ آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں حضرت امیر علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں جو شخص آرزو کی لگام پکڑ کر چلتا ہے وہ اپنی موت (کی ٹھوکر سے) گر پڑتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۷۔ نیز فرمایا: جب تم جا رہے ہو (موت کی طرف) اور موت آ رہی ہے (تمہاری طرف) تو پھر ملاقات بہت جلد ہو جائے گی۔ (ایضاً)

۸۔ نیز فرمایا: اگر انسان موت کو اور اپنے انجام کو دیکھے تو پھر یقیناً آرزو اور اپنے غرور و پندار کو برا سمجھنے لگے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد جہاد النفس کے ضمن میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ العزیز۔

باب ۲۵

یہ کہنا کہ "استأثر اللہ بفلان" (کہ خدا نے فلاں کو اٹھا لیا) مکروہ ہے اور یہ کہنا "فلان یجود بنفسہ" (کہ فلاں اپنے نفس کی سخاوت کر رہا ہے) جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسکین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے: "استأثر اللہ بفلان" (کہ خدا نے فلاں کو اٹھا لیا) تو؟ فرمایا: یہ مکروہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ اگر یوں کہا جائے کہ "فلان یجود بنفسہ" (کہ فلاں اپنی جان کی سخاوت کر رہا ہے) تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ مرنے والا آدمی دو یا تین مرتبہ اپنا منہ کھولتا ہے جب وہ خدا کا اجر و ثواب دیکھتا ہے۔ تو وہ اس جان کے دینے پر رضامند ہو جاتا ہے جس کے دینے پر پہلے وہ بخیل تھا۔ (الفروع)

باب ۲۶

آدمی کا کسی کو یہ کہنا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں جائز نہیں ہے جبکہ وہ زندہ بھی ہوں اور مؤمن بھی ہاں البتہ ان کی موت کے بعد جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا بیٹی سے یہ کہے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں یا یوں کہے میرے والدین تم پر فدا ہو جائیں تو؟ فرمایا: اگر اس کے ماں باپ زندہ ہوں اور مؤمن بھی ہوں تو میں اس کو عقوق اور استخفاف سمجھتا ہوں ہاں البتہ اگر وہ وفات پا چکے ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ والخصال)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خوش بخت ہے وہ آدمی جو اس وقت تک نہ مرے جب تک اپنے بعد اپنا بدل اور قائم مقام نہ دیکھ لے۔ (الخصال)

باب ۲۷

مصیبت زدہ آدمی کے لئے مستحب ہے کہ چادر اور جوتا اتار دے اور صرف قمیص پر (اور تہمند) پر اکتفا کرے۔ اور دوسرے کی مصیبت میں چادر اتارنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنازہ والے کو چاہیئے کہ چادر نہ اوڑھے بلکہ صرف قمیص پر اکتفا کرے تاکہ پہچانا جائے (کہ وہ صاحب مصیبت ہے)۔ (الفقیہ' الفروع' التہذیب' المحاسن' العلل)

۲۔ نیز فرمایا: ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو کسی اور کی مصیبت میں اپنی چادر اتارے۔ (الفقیہ)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سعد بن معاذؓ کی وفات پر ان کو غسل دینے کا حکم دیا اور پھر چادر اور جوتے کے بغیر اس کے جنازہ کی مشایعت فرمائی۔ آپؑ سے جب اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: کہ چونکہ فرشتوں نے اپنی چادریں اور جوتے اتارے ہوئے تھے تو میں نے بھی ان کی تاسی میں ایسا کیا ہے۔ (الآمالی)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کس کا اجر وثواب زیادہ ہے۔ ایک وہ ہے جو جنازہ کے ساتھ چادر کے بغیر چلتا ہے[۱]۔ (التہذیب)

۵۔ حسین بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل کی وفات ہوئی تو امام علیہ السلام جنازہ کے آگے آگے چادر اور جوتے کے بغیر چل رہے تھے۔ (التہذیب' اکمال الدین' الفروع)

۶۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مصیبت زدہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنی چادر اتار دے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ صاحب مصیبت ہے۔ (التہذیب' الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ بھی (باب ۴۷ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیںگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

---

[۱] دوسرا وہ ہے جو لوگوں سے کہتا ہے کہ مرنے والے کے ساتھ نرمی برتو۔ اور تیسرا وہ ہے جو لوگوں سے کہتا ہے کہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ خدا تمہارے گناہ معاف کرے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۸

مرنے والے کی طرف سے نماز پڑھنا' روزہ رکھنا' حج کرنا' صدقہ دینا' کارخیر کرنا اور اس کے لئے دعا کرنا اور رحمۃ اللہ کہنا مستحب ہے اور (مستحبی) دو رکعتوں میں اور صبح میں دو دو آدمیوں کو شریک کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میت کی طرف سے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ بعض اوقات مرنے والا تنگی میں ہوتا ہے اور اس نماز کی برکت سے خدا اسے کشائش عطا کر دیتا ہے۔ اور اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تنگی جو تم سے دور کی گئی ہے۔ یہ تمہارے فلاں (دینی) بھائی کی اس نماز کی وجہ سے ہے جو اس نے تمہاری طرف سے پڑھی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ آیا میں دو آدمیوں کو دو رکعتوں میں شریک کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ)

۲۔ فرماتے ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میت کے لئے مغفرت طلب کی جائے اور اس کے حق میں رحمۃ اللہ کہا جائے تو وہ اس سے اسی طرح خوش ہوتا ہے جیسے وہ زندہ آدمی خوش ہوتا ہے جسے کوئی ہدیہ پیش کیا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز فرمایا کہ مرنے والے کی قبر میں نماز' روزہ' حج' صدقہ و خیرات اور دعا داخل ہوتے ہیں۔ اور ان کا اجر و ثواب دونوں یعنی وہ کار خیر انجام دینے والے اور جس مرنے والے کے لئے وہ کام کیا گیا ہے کے لئے لکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز فرمایا: مسلمانوں میں سے جو کسی مرنے والے کے لئے کوئی نیک عمل بجا لائے تو خداوند عالم اسے بھی اس عمل کا دوگنا اجر عطا فرماتا ہے۔ اور مرنے والے کو بھی اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کسی کو اس سے کیا امر مانع ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرے خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ! یعنی ان کے لئے نماز پڑھے اور روزہ رکھے تو اس کا ثواب ان مرحومین کو بھی ملے گا اور اس عمل خیر کرنے والے کو بھی اس نیکی کرنے کی وجہ سے بہت اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ (عدۃ الداعی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ عمل کر کے ان کا ثواب مرنے والوں کو ہدیہ کیا جائے یا نماز طواف و زیارت کی ان کی طرف سے بجا لایا جائے۔

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مرنے کے بعد آدمی کو کس چیز کا ثواب پہنچ سکتا ہے؟ فرمایا: ایک تو اس پر اچھی سنت حسنہ کا جسے وہ قائم کر کے مرے کہ جب تک لوگ اس پر عمل کرتے رہیں گے تو ان سب عمل کرنے والوں کے برابر اسے بھی ثواب ملتا

رہے گا۔ بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع ہو۔ دوسرا وہ صدقہ جاریہ (جسے وہ جاری کر جائے اور) اس کی موت کے بعد بھی جاری وساری رہے۔ (جیسے مدرسہ، مسجد، ہسپتال یا رفاہ عامہ کا کوئی اور کام کر جائے) تیسرا وہ نیک اولاد جو والدین کی موت کے بعد ان کے حق میں دعائے خیر کرے۔ ان کے لئے نماز پڑھے، صدقہ دے اور ان کی طرف سے غلام آزاد کرے، نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ راوی نے عرض کیا: کیا میں ان کو اپنے حج (کے ثواب) میں شریک کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے مرحوم بیٹے (غالباً اسماعیل) کے لئے رات کے وقت اور اپنے والدین کے لئے دن کے وقت دو رکعت نماز بایں طور پڑھا کرتے تھے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ انا اعطینا ک الکوثر پڑھتے تھے۔ راوی نے عرض کیا کہ بیٹے کے لئے رات کیوں مقرر کی گئی؟ فرمایا: اس لئے کہ بستر اولاد کے لئے ہوتا ہے (جس پر ان کی مائیں بالعموم رات کو حاملہ ہوتی ہیں)۔ (التہذیب)

۸۔ جناب شیخ ورّام امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص مرنے والے کو ایصال ثواب کے لئے کوئی چیز صدقہ کرے تو خداوند عالم جبرئیل کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کی قبر میں ستر ہزار فرشتے لے کر جائیں۔ جن میں سے ہر ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ایک طبق ہوتا ہے جس میں وہ ثواب رکھ کر اس کی قبر میں لے جاتے ہیں اور جا کر کہتے ہیں السلام علیک یا ولی اللہ! یہ فلاں بن فلاں کا ہدیہ ہے۔ جس سے اس کی قبر چمکنے لگتی ہے اور خدا جنت میں اسے ایک ہزار شہر عطا کرتا ہے اور ایک ہزار حور العین کے ساتھ اس کی تزویج کرتا ہے۔ اسے ایک ہزار حلہ پہناتا ہے اور اس کی ایک ہزار حاجتیں برلاتا ہے۔ (مجموعہ شیخ ورّام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۴۰ تا ۴۵ باب الدعا) اور قضاء نماز (باب ۱۲) اور کتاب الحج (باب ۲۸ و ۳۰ و ۳۱ نیابت حج میں) اور کتاب الوقف اور دین (باب ۳۰) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

جس شخص کے ذمہ (خالق یا خلق کا) کوئی حق واجب الاداء ہو یا جس نے کسی شخص سے کوئی حق لینا ہو اس پر وصیت کرنا واجب ہے اور دوسرے عام لوگوں کے لئے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جب کسی مرنے والے کی موت کا وقت آتا ہے تو خداوند عالم اس کی عقل اور سمع و بصر کو وصیت کرنے کے لئے لوٹا دیتا ہے اب اس کی مرضی پر منحصر ہے کہ وصیت کرے یا نہ کرے؟ یہی وہ راحت ہے جسے راحۃ الموت کہا جاتا ہے یہ ہر مسلمان پر لازم ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وصیت کرنا برحق ہے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وصیت کی ہے لہٰذا بندۂ مؤمن کو بھی وصیت کرنی چاہیئے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوالصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وصیت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: وہ ہر مسلمان پر لازم ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ باب الوصایا (باب ۱) میں اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

نیک کاموں کے لئے کچھ مال کی وصیت کرنا اور کچھ وقف کرنا اور صدقہ دینا مستحب ہے اور صحت یابی کے بعد نیکی کا کام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ بعض آئمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے اے فرزند آدمؑ! میں نے تجھ پر تین احسان کئے ہیں (۱) میں نے تیرے ان گناہوں پر پردہ ڈالا ہے اگر تیرے گھر والوں کو ان کا پتہ چل جاتا تو تجھے دفن نہ کرتے۔ (۲) میں نے تجھے رزق وسیع عطا کیا اور پھر تجھ سے قرضہ مانگا مگر تو نے کوئی بھلائی آگے نہ بھیجی۔ (۳) میں نے تجھے موت کے وقت ایک ثلث مال میں وصیت کرنے کی مہلت دی مگر تو نے آگے کوئی خیرات نہ بھیجی۔ (الفقیہ، الخصال، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص (اپنے مال کے بارے میں) اس طرح وصیت کر جائے کہ نہ کسی (وارث) پر جفا کرے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچائے تو وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ جیسے زندگی میں اپنا مال صدقہ دے دیا۔ (ایضاً)

۳۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چھ چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی مرنے والے کو برابر ملتا رہتا ہے۔ (۱) وہ اولاد جو استغفار کرے۔ (۲) وہ قرآن جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ جائے (جس کی تلاوت کی جائے)۔ (۳) کوئی درخت جسے لگایا جائے (جس کے پھل یا سایہ سے فائدہ اٹھایا جائے)۔ (۴) کوئی کنواں کھود جائے (جس سے پانی پیا جائے)۔ (۵) کوئی

صدقہ جاریہ جاری کر جائے۔ (۶) وہ اچھا طریقہ جو قائم کر جائے جس پر لوگ عمل پیرا ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود احمد بن قاسم سے وہ اپنے والد قاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص بیمار ہو جائے پھر صحت یاب ہو جائے مگر اس کے باوجود نہ کوئی تازہ نیکی بجالائے اور نہ ہی کسی سابقہ برائی سے باز آئے تو فرشتے یعنی کراماً کاتبین جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو اس کا (روحانی) دوادارو کیا تھا۔ مگر اسے دوا نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب القضاء، باب الوصیۃ نمبر ۱ اور باب امر بالمعروف نمبر ۱۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

مرتے وقت خدا پر حسن ظن رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن الحسن الحسینی سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بعض ہم نشینوں کے متعلق پوچھا۔ (وہ کہاں ہے؟) عرض کیا گیا کہ وہ بیمار ہے! امام علیہ السلام اس کی مزاج پرسی کے ارادہ سے اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے کی جانب بیٹھ گئے۔ دیکھا کہ وہ بہت لاغر اور کمزور ہو چکا ہے۔ فرمایا: خدا کے متعلق اچھا گمان رکھو۔۔۔ اس نے عرض کیا کہ خدا کے بارے میں میرا گمان بڑا ہی اچھا ہے۔ (عیون الاخبار)

۲۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود انس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک نہ مرے جب تک خدائے عزوجل کے بارے میں حسن ظن نہ رکھے۔ کیونکہ خدا کے (عفو و صفح اور اس کے رحم و کرم) کے متعلق حسن ظن رکھنا جنت کی قیمت ہے۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد جہاد النفس (باب ۱۶) میں اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

انسان کا اپنے لئے موت کی خواہش کرنا مکروہ ہے اگرچہ کسی تکلیف کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح کسی اور مسلمان یا اپنی اولاد حتیٰ کہ لڑکیوں کی موت کی تمنا کرنا بھی مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود امام الفضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ (ایک بار) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بیمار کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ اس نے (اپنی بیماری سے دل برداشتہ ہو کر) مرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: موت کی خواہش نہ کر۔ کیونکہ اگر تو نیکوکار ہے تو مزید زندہ رہنے سے تیری نیکیوں میں اضافہ ہوگا۔ اور اگر تو گنہگار ہے تو تجھے اس تاخیر سے خدا کو راضی کرنے کا موقع ملے گا۔ (بہرحال) موت کی خواہش نہ کیا کرو۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ جناب علامہ حلیؒ منتہی الفقہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کبھی موت کی تمنا نہ کرے۔ بلکہ یوں کہے: "**اللّٰھم احینی ما کانت الحیوۃ خیراً لی و توفنی اذا کانت الوفاۃ خیراً لی**" (یا اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے۔ اور مجھے اس وقت موت دے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔ (منتہی الفقہ)

۳۔ یاسر (خادم امام رضاؑ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام (اپنی ولی عہدی کے دور میں) جب نماز جمعہ پڑھ کر جامع مسجد سے واپس تشریف لاتے تھے جبکہ آپ کا جسم نازنین پر پسینہ اور غبار ہوتا تھا تو بارگاہ ایزدی میں یوں دعا کرتے: "**اللّٰھم ان کان فرجی مما انا فیہ بالموت فعجلہ لی الساعۃ**" (یا اللہ میں جس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ اگر میری کشائش کا رموت میں ہے تو مجھے اسی وقت موت دے دے)۔ راوی کا بیان ہے کہ امامؑ برابر اسی طرح ہم و غم اور کرب و الم میں مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ انتقال فرما گئے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ امامؑ کی یہ تمنائے موت اس بات پر محمول ہے کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔ کتاب التجارہ میں بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسلمانوں کی موت کی تمنا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور کتاب النکاح (باب ۶ میں) اولاد کے احکام کے ضمن میں بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بیٹیوں کی موت کی خواہش کرنا جائز نہیں ہے۔[۱] انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ مخفی نہ رہے کہ قرآن مجید میں جو یہودکو ان کے اس دعویٰ پر کہ "صرف وہی محبان خدا ہیں" موت کی تمنا کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اور معنی میں ہے۔ کما لا یخفی علی اولی الافھام۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۳

کسی بیماری کے بغیر زبردستی اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرنا اور بغیر کسی مصیبت کے پراگندہ مُو ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود ابوالحسن واسطی سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ کا کیا خیال ہے آیا یہ سب لوگ انسان ہیں؟ فرمایا: ان میں سے درج ذیل لوگوں کو منہا کر دیں (۱) جو مسواک نہیں کرتا۔ (۲) جو تنگ مقام پر التی پالتی مار کر بیٹھتا ہے۔ (۳) جو لایعنی کاموں میں دخل دیتا ہے۔ (۴) جو ان باتوں کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے جن کا اسے علم نہیں ہے۔ (۵) جو بیماری کے بغیر اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرتا ہے۔ (۶) جو مصیبت کے بغیر پراگندہ مُوئی ظاہر کرتا ہے (باقی انسان ہیں)۔(المحاسن للبرقیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۲ باب ۱ از ملابس میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۳۴

جنازہ کی طرف جلدی جانا اور شادی اور ولیمہ میں دیر سے جانا مستحب ہے اور اگر تعارض ہو تو جنازہ کو ولیمہ پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن زیاد سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو بیک وقت ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے اور جنازہ پڑھنے کی طرف بھی اسے بلایا جاتا ہے تو ان میں سے کون سا کام افضل ہے؟ اور وہ ان میں سے کس پر لبیک کہے؟ فرمایا: جنازہ پڑھنے کی دعوت پر لبیک کہے کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتا ہے اور ولیمہ کو ترک کر دے کیونکہ وہ دنیا یاد دلاتا ہے۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہیں جنازہ کی طرف بلایا جائے تو اس میں جلدی کرو۔ اور جب کسی شادی کی تقریب کی طرف بلایا جائے تو دیر و درنگ کرو۔(الفقیہ' کذافی' قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴ از افعال نماز وغیرہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۵

محتضر (جان کنی والے شخص) کا اس طرح روبقبلہ کرنا واجب ہے کہ اس کا چہرہ اور دونوں قدموں کے تلوے قبلہ کی طرف کئے جائیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب میت (یعنی قریب المرگ) کو روبقبلہ کرو تو اس کے منہ کو قبلہ کی طرف کرو۔ اور اسے اس طرح عرض (چوڑان میں) نہ لٹاؤ جس طرح عامۃ الناس لٹاتے ہیں۔ کیونکہ میں نے اپنے بعض لوگوں کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور ابوبصیر بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا کرتے ہیں کہ جیسا کہ علی بن ابوحمزہ نے مجھے بتایا ہے۔ پس جب اس کی موت واقع ہو جائے تو پھر اس کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی مر جائے تو اسے روبقبلہ کر کے اس پر کپڑا ڈال دو اور جب اسے غسل دینے لگو تو اس کے لئے روبقبلہ گڑھا کھدوا جائے تاکہ جب (میت کو غسل کے لئے لٹایا جائے تو) اس کا منہ اور پاؤں کے تلوے قبلہ[1] کی جانب ہوں۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ ابراہیم الشعیری اور کئی راوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے میت کو روبقبلہ کرنے کے متعلق فرمایا کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف کرو (اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ) اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دو۔ (ایضاً)

---

[1] منجملہ ان مسائل کے جن کی وجہ سے مخالفین ہمیشہ ہم پر زبان اعتراض دراز کرتے رہتے ہیں ایک یہ مسئلہ بھی ہے کہ شیعہ کعبہ کی طرف میت کے پاؤں کر کے کعبہ کی توہین کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلہ میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ پہلے تعظیم و توہین کا معیار معلوم کرنا ضروری ہے! سو واضح رہے کہ تعظیم وہ ہوتی ہے جس کا شریعت میں حکم دیا گیا ہو اور توہین وہ ہوتی ہے جس سے شرع اقدس میں روکا گیا ہو۔ بنابریں ہم معترضین سے کہتے ہیں کہ اگر قبلہ کی طرف پاؤں کرنا کعبہ کی توہین ہے تو مہربانی فرما کر کائنات کی کسی کتاب سے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فرمان دکھائیں جس میں ایسا کرنے سے روکا گیا ہو؟ دوسری گزارش یہ ہے کہ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "**انما الاعمال بالنیات**" کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ بنابریں ہم کہتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ہمارا مقصد کعبہ کی تعظیم ہے نہ کہ توہین۔ کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مرنے والے کا چہرہ کعبۃ اللہ کی طرف ہو۔ اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے جو متن میں مذکور ہے۔ چنانچہ برادران اسلامی فقہی کتابوں جیسے جامع الرموز شرح وقایہ اور ھدایہ ج امیں اس بیمار کے متعلق جو لیٹ کر نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔ یہی طریقہ کار تجویز کیا گیا ہے کہ قبلہ رخ چارپائی بچھائی جائے اور اس پر مریض کو اس طرح روبقبلہ لٹایا جائے کہ اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں!

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟

(احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ جناب شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاد عبد المطلب میں سے ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جو نزع[1] کی حالت میں تھا اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں تھا۔ فرمایا: اس کو روبقبلہ کرو۔ جب ایسا کرو گے تو ملائکہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور خدا بھی اس کی طرف متوجہ ہوگا (اس پر رحمت نازل کرے گا) اور جب تک اس کی روح قبض نہ ہو جائے وہ برابر اسی حالت میں رہے (تاکہ خدا اور اس کے ملائکہ کی توجہ کا مرکز بنا رہے)۔ (الفقیہ، العلل، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۴، از احکام خلوت میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

محتضر کو شہادتین (شہادت توحید و رسالت) کی تلقین کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کسی مرنے والے کے پاس جاؤ تو اسے شہادتین کی تلقین کرو۔ یعنی اسے "**لا الٰه الا اللّٰه وحده لا شريك له وان محمدًا عبده و رسوله**" پڑھاؤ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم لوگ اپنے مرنے والوں کو **لا الٰه الا اللّٰه** کی تلقین کرتے رہو اور ہم اپنے مرنے والوں کو "**محمد رسول اللّٰه**" کی تلقین کرتے ہیں[2]۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ ابو خدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بھی شخص مرنے لگتا ہے تو ابلیس لعین اپنے شیطانوں میں سے کسی شیطان کو مقرر کر دیتا ہے جو اسے کافر بننے اور دین و ایمان میں شک کرنے کی رغبت دلاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ اس کے روح نکلنے تک برابر جاری رہتا ہے۔ پس جو شخص مؤمن ہوتا ہے تو اس پر شیطان تسلط حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے

---

[1] اس سلسلہ کی بعض حدیثوں میں "میت" اور "اذا مات" کے الفاظ وارد ہیں اور بعض میں "اسوق" اور "نزع" کے الفاظ وارد ہیں چنانچہ پہلے لفظوں کی جناب ملا محسن فیض نے الوافی میں "قریب المرگ" سے تاویل کی ہے اور علامہ مجلسیؒ نے اخبار و اقوال میں جمع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دونوں کا حکم یکسان ہے۔ یعنی "محتضر" اور "میت" دونوں کا یہی حکم ہے کہ انہیں روبقبلہ کیا جائے وھوالاحوط۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] مطلب یہ ہے کہ عام لوگ صرف توحید کی تلقین کرتے ہیں مگر اہل بیتؑ اس کے ساتھ رسالتؐ کی بھی تلقین کرتے ہیں۔ (مرآۃ العقول) یا یہ مطلب ہے کہ چونکہ توحید تو پہلے ہی ہمارے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوئی ہے۔ اس لئے ہم تلقین رسالتؐ کرتے ہیں جس میں ضمناً توحید بھی آجاتی ہے۔ (الوافی)۔ الاول اظہر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جب تم مرنے والوں کے پاس جاؤ تو انہیں مرتے دم تک شہادت توحید و رسالتؐ کی تلقین کیا کرو۔ (ایضاً)

۴۔ ھیثم بن واقد ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ملک الموت اوقات نماز کے وقت ہر روز پانچ بار لوگوں کو غور سے دیکھتا ہے پس جو شخص ہمیشہ پابندی وقت سے نماز پڑھتا ہے تو ملک الموت اسے مرتے وقت توحید و رسالت کی تلقین کرتا ہے اور شیطان کو اس کے پاس سے دور کرتا ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو (کلمہ توحید) "**لا الٰہ الا اللّٰہ**" کی تلقین کرو۔ کیونکہ جس شخص کا آخری کلام **لا الٰہ الا اللّٰہ** ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (الفقیہ، کذا فی، ثواب الاعمال والآ مالی بسند آ)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: مؤمن سب سے زیادہ عقلمند موت کے وقت ہوتا ہے (جب کہ غفلت کے پردے چاک ہو جاتے ہیں اور حقائق اس کے سامنے عیاں ہو جاتے ہیں)۔ (الفقیہ)

۷۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے مرنے والوں کو **لا الٰہ الا اللّٰہ** کی تلقین کرو۔ کیونکہ یہ گناہوں کو گراتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص صحت کی حالت میں یہ کلمہ پڑھے تو؟ فرمایا: یہ تو اور بھی زیادہ گناہوں کو گراتا ہے (فرمایا) کلمہ توحید "**لا الٰہ الا اللّٰہ**" مؤمن کے لئے اس کی زندگی، اس کی موت اور اس کے محشور ہوتے وقت دیکھیں تو دیکھیں گے کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے چہرے سفید ہوں گے اور **لا الٰہ الا اللّٰہ، اللّٰہ اکبر** پڑھ رہے ہوں گے اور کچھ لوگوں کے منہ کالے ہوں گے اور وہ یاویلاہ یا ثبوراہ (ہائے افسوس، ہائے ہلاکت) پکار رہے ہوں گے۔ (ثواب الاعمال، کذا فی، المحاسن)

۸۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے مرنے والوں کو "**لا الٰہ الا اللّٰہ**" کی تلقین کرو۔ کیونکہ یہ مؤمن کے لئے اس وقت باعث انس والفت ہوگا۔ جب قبر میں اس کے جسم کے ٹکڑے ہوں گے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۷، و باب ۳۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

محتضر کو نام بنام ائمہ اہل بیتؑ کی ولایت و امامت کا اقرار کرنے کی تلقین کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہیں)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر میں عکرمہ کو موت کے وقت (زندہ) پالیتا تو اسے فائدہ پہنچاتا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ وہ اسے کیا اور کس طرح فائدہ پہنچانا چاہتے تھے؟ فرمایا: وہ چاہتے تھے کہ اسے اس چیز کی تلقین کریں جس پر تم ہو (عقائد حقہ ایمانیہ)۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب، المحاسن ۔۔۔)

۲۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ عرض کیا گیا کہ عکرمہ دم توڑ رہا ہے! (جو کہ ابن عباسؓ کا غلام تھا اور) خارجی العقیدہ تھا۔ یہ سن کر امامؑ علیہ السلام نے ہم سے فرمایا تم لوگ میرے واپس آنے تک میرا انتظار کرو (اور خود تشریف لے گئے) چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد واپس تشریف لائے اور فرمایا: اگر میں عکرمہ کو اس کے سانس نکلنے سے پہلے پالیتا تو اسے کچھ ایسے کلمات کی تلقین کرتا جن سے اسے فائدہ ہوتا مگر میں اس وقت پہنچا جب نفس اپنے مقام پر پہنچ چکا تھا (وہ مر چکا تھا) راوی نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ کلمات کون سے ہیں؟ فرمایا: بخدا وہ وہی ہیں جن پر تم لوگ قائم ہو! (پھر فرمایا) تم اپنے مرنے والوں کو کلمہ توحید (و رسالت) اور (ہماری) ولایت کی تلقین کیا کرو۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ مرنے والے کو اس کا کلام بند ہونے تک برابر کلمات فرج، شہادتین اور نام بنام یکے بعد دیگرے تمام ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کی تلقین کیا کرو۔(الفروع)

۴۔ ابو بکر حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بخدا اگر کوئی بت پرست بھی مرتے وقت اس عقیدہ کا اقرار کرے جس کا تم برابر کرتے ہو تو دوزخ کی آگ کبھی اس کے جسم کے کسی حصہ کو نہیں کھائے گی (یعنی اسے نہیں جلائے گی)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۸ وغیرہ) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

محتضر کو کلمات فرج کی تلقین کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کی نزع کی حالت میں اس کے پاس جاؤ تو اسے کلمات فرج کی تلقین کرو۔ جو یہ ہیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔(الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ایک بار) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی ہاشم کے ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جو دم توڑ رہا تھا۔ تو آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: کہو "**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا بَيْنَهُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**" پس اس شخص نے یہ کلمات دہرائے جس پر آنحضرتؐ نے (خوش ہوکر) فرمایا: سب تعریف ہے اس خدا کے لئے جس نے اسے دوزخ سے چھڑا لیا۔(الفروع، الفقیہ)

۳۔ عبداللہ بن میمون (قداح) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام جب اپنے خانوادہ میں سے کسی فرد کی موت کے وقت اس کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو اسے (مذکورہ بالا) کلمات فرج کی تلقین فرماتے تھے جب وہ کلمات دہرا لیتا تھا تو اسے فرماتے تھے: "جا اب تجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی مؤمن اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا (اور سفر آخرت نہیں کرتا) جب تک اس میں اس کی رضا شامل نہیں ہوتی اور وہ اس طرح کہ اس کے سامنے سے اس طرح پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں کہ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اور وہ بھی دیکھتا ہے جو خدا نے (جنت میں) اس کے لئے مہیا کر رکھا ہے۔ اس کے بعد دنیا اپنی بہترین شکل وصورت اور وضع قطع کے ساتھ اس کی آنکھوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ پھر اسے ان دونوں میں سے ایک کے منتخب کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے چنانچہ اس وقت وہ جنت کو منتخب کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں دنیا اور اس کی بلاؤ مصیبت کو کیا کروں؟ پس تم اپنے مرنے والوں کو کلمات فرج کی تلقین کرو۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ میں) بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

محتضر کو توبہ واستغفار کرنے اور منقولہ دعا پڑھنے کی تلقین کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سالم بن ابوسلمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص جو قریب بمرگ تھا جب اس کی اطلاع حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی۔ تو آنحضرتؐ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ آپؐ کے ہمراہ کچھ اصحاب بھی تھے۔ اور سیدھے اس شخص کے پاس پہنچے تو اس وقت اس پر غشی طاری تھی۔ آپؐ نے فرمایا: اے ملک الموت! اسے اس قدر مہلت دے کہ میں اس سے کچھ حاصل کر سکوں۔ چنانچہ اسے کچھ افاقہ ہوا۔ آنحضرتؐ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا: بہت سی سفیدی اور بہت سی سیاہی دیکھی ہے! فرمایا: ان دو میں سے کون سی چیز تیرے زیادہ قریب تھی؟ عرض کیا: سیاہی! آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: ذرا یہ دعا پڑھ: "**اللّٰھم اغفرلی الکثیر من معاصیك واقبل منی الیسیر من طاعتك**" (یااللہ! میرے بہت سے گناہ معاف فرما۔ اور میری تھوڑی سی اطاعت قبول فرما) چنانچہ اس نے یہ دعا پڑھی اور پھر بیہوش ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے پھر ملک الموت سے فرمایا: اسے کچھ سہولت دے تاکہ میں اس سے کچھ دریافت کر سکوں! اسے پھر افاقہ ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا اب کیا دیکھا ہے؟ اس نے عرض کیا اب بھی بہت سی سفیدی اور بہت سی سیاہی دیکھی ہے! فرمایا: ان میں سے کون سی چیز تیرے زیادہ قریب تھی؟ عرض کیا: سفیدی! اس پر آنحضرتؐ نے (حاضرین سے) فرمایا: خدا نے تمہارے ساتھی کو بخش دیا ہے۔ (یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد) فرمایا تم جب کسی مرنے والے کے پاس جاؤ تو اسے یہی دعا پڑھایا کرو۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص اپنی موت سے ایک سال پہلے توبہ کرے گا۔ خدا اس کی توبہ قبول کرے گا۔ پھر خود ہی فرمایا: ایک سال بہت ہے لہٰذا جو شخص اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے توبہ کرے گا تو خدا اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ پھر فرمایا: ایک ماہ بھی زیادہ ہے اس لئے جو شخص اپنی موت سے ایک دن پہلے توبہ کرے گا خدا اس کی توبہ قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک دن بھی بہت ہے پس جو شخص اپنی موت سے ایک گھنٹہ پہلے توبہ کرے گا خدا اس کی توبہ بھی قبول کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک گھنٹہ بھی زیادہ ہے لہٰذا جو شخص اس وقت بھی توبہ کرے جب سانس یہاں تک پہنچ چکی ہو (یہاں آپ نے اپنے گلوئے اقدس کی طرف اشارہ کیا)۔ تب بھی خدا اس کی

توبہ کو قبول فرمائے گا۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مدینہ کے ایک شخص کی (مرض الموت میں) زبان بند ہوگئی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا پڑھ: **لا الٰہ الا اللّٰہ**۔ مگر وہ نہ پڑھ سکا۔ آپؐ نے مکرر فرمایا مگر وہ نہ پڑھ سکا۔ تین مرتبہ فرمایا مگر وہ پھر بھی نہ پڑھ سکا۔ اس مریض کے سرہانے ایک عورت بیٹھی تھی آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا کیا اس شخص کی ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ! میں ہی اس کی ماں ہوں! فرمایا: آیا تو اس سے راضی ہے؟ عرض کیا: نہ بلکہ ناراض ہوں۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ تو اس سے راضی ہو جا! اس نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپ کی خوشنودی کی خاطر میں اس سے راضی ہوتی ہوں۔ تب آنحضرتؐ نے مرنے والے سے فرمایا کہہ: "**لا الٰہ الا اللّٰہ**"۔ چنانچہ اس نے کہا: "**لا الٰہ الا اللّٰہ**"۔ پھر فرمایا: اب یہ دعا پڑھ: "**یا من یقبل الیسیر و یعفو عن الکثیر اقبل منی الیسیر واعف عنی الکثیر انک انت العفو الغفور**"۔ (اے وہ ذات جو تھوڑی سی نیکی کو قبول کرتی ہے اور بہت سے گناہوں سے درگزر کرتی ہے۔ میری مختصر سی نیکی کو قبول فرما اور میرے بہت سے گناہوں سے درگزر فرما کیونکہ تو بہت ہی معاف کرنے والا اور بہت ہی بخشنے والا ہے) چنانچہ اس شخص نے جب یہ کلمات پڑھے تو آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا کیا دیکھتا ہے؟ عرض کیا: دو[1] سیاہ رنگ والے میرے پاس آرہے ہیں۔ فرمایا: پھر اسی دعا کو پڑھ۔ اس نے پھر پڑھی۔ پوچھا: اب کیا دیکھ رہا ہے؟ عرض کیا: وہ دونوں چلے گئے ہیں اور اس قدر دور ہوگئے ہیں کہ نظر نہیں آرہے اور ان کی جگہ دو سفید رنگ والے آگئے ہیں جو میری روح قبض کر رہے ہیں۔ پس اسی وقت وہ وفات پا گیا (۲)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جہاد النفس (باب ۹۳ میں) ایسی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

جس شخص کی جانکنی سخت ہو جائے تو اس کا اس جگہ منتقل کرنا مستحب ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کی موت اور جانکنی سخت ہو جائے تو اسے اس جگہ منتقل کیا جائے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا۔ (الفروع)

---

[1] ان دو سفید و سیاہ رنگ والوں کے بارے میں سرکار علامہ مجلسی نے چند احتمالات ذکر کئے ہیں (۱) ممکن ہے کہ دو سفیدوں سے مراد دو فرشتے ہوں اور دو سیاہوں سے مراد دو شیطان۔ (۲) دونوں سے مراد ملائکہ ہوں جو اس کی حالت کے مطابق شکلیں بدل کر اس کے پاس آئے ہوں۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

التہذیب)

۲۔ زرارہ سے مروی ہے۔ کہا جب مرنے والے کی جانکنی سخت ہو جائے تو اسے اس جگہ منتقل کرو جہاں وہ نماز پڑھتا تھا یا اس جائے نماز پر رکھو جس پر نماز پڑھتا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ ذریح اور لیث مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ ابوسعید خدریؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے اور صحیح العقیدہ تھے جب ان کی موت سخت ہو گئی اور برابر تین دن تک نزع کی حالت میں مبتلا رہے۔ تو ان کے گھر والوں نے ان کو (صفائی ستھرائی کے لئے) غسل دیا اور (ان کے کہنے کے مطابق) ان کو ان کی جائے نماز کی طرف منتقل کیا جس کے بعد جلدی ان کی موت واقع ہو گئی۔ (الفروع، کذا فی الکافی والتہذیب)

۴۔ جناب حسین بن بسطام اور ان کے بھائی عبداللہ باسناد خود حریز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا: میرا بھائی تین دن سے نزع کی حالت میں ہے۔ اس کا معاملہ بہت سخت ہو گیا ہے۔ آپؑ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ چنانچہ امامؑ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: **"اللّٰھم سھل علیه سکرات الموت"**۔ (یا اللہ اس پر موت کے شدائد آسان فرما) پھر اسے حکم دیا کہ اس کے بستر کو اس جگہ منتقل کرو جہاں وہ نماز پڑھتا تھا پس اگر اس کی موت میں دیر ہے تو اسے افاقہ ہو جائے گا۔ اور اگر اس کی موت کا وقت آ چکا ہے تو پھر اس کی موت آسان ہو جائے گی انشاء اللہ۔ (طب الائمہ)

۵۔ حریز بن عبداللہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی مریض کے پاس جاؤ اور وہ سخت جانکنی کی حالت میں مبتلا ہو تو اس سے کہو کہ سات بار یہ دعا پڑھے خدا اسے آسانی عطا فرمائے گا: **"اعوذ باللّٰه العظیم رب العرش الکریم من کل عرق نفار ومن شر حر النار"**۔ اس کے بعد اسے کلمات فرج کی تلقین کرو اور مزید برآں اسے اس جگہ منتقل کرو جہاں وہ نماز پڑھتا تھا۔ اس سے باذن اللہ اس کا معاملہ آسان ہو جائے گا۔ اور اس کی حالت میں افاقہ ہو جائے گا۔ (ایضاً)

باب ۴۱

محتضر کے پاس سورہ صافات اور سورہ یٰسین پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم

علیہ السلام کو سنا جو اپنے بیٹے قاسم سے فرما رہے تھے بیٹا اٹھو اور اپنے (مرنے والے) بھائی کے سرہانے پوری سورہ صافات پڑھو۔ چنانچہ موصوف نے اسے پڑھنا شروع کیا جب وہ اس آیت تک پہنچے **"اھم اشد خلقاً امن من خلقنا"** تو نوجوان دم توڑ گیا اور اس پر چادر اوڑھا دی گئی اور لوگ باہر نکل گئے۔ (امام کے بھائی) یعقوب بن جعفرؑ متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ ہم تو یہ جانتے تھے کہ مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین والقرآن الحکیم پڑھنی چاہیئے! مگر آپؑ نے تو سورہ صافات پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: موت کی وجہ سے کسی بھی مصیبت زدہ آدمی کے پاس یہ سورہ پڑھی جائے تو خدا اس کی راحت کا جلدی انتظام کر دیتا ہے۔ (الفروع، کذا فی التہذیب)

باب ۴۲

میت کو تنہا چھوڑنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مرنے والا مر جائے اور اسے اکیلا رکھ دیا جائے تو شیطان اس کے پیٹ میں (گھس کر) کھیلتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز میت کو اکیلا نہ چھوڑو کیونکہ شیطان اس کے پیٹ میں کھیلتا ہے۔ (الفقیہ)

باب ۴۳

مرنے والے کی جانکنی کے وقت اور تلقین پڑھاتے وقت حائض اور جنب آدمی کا اس کے پاس موجود ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا حیض والی کوئی عورت کسی مریض کے سرہانے اس کی مرض الموت میں بیٹھ سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اگر تیمارداری کرنا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب اس کی موت بالکل قریب آ جائے اور اس کے مرنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس سے دور ہو جائے۔ کیونکہ (اس کی موجودگی سے) فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے۔ (الفروع، کذا فی قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حیض والی عورت میت کے پاس (اس کے مرتے وقت) اور جب آدمی تلقین کے وقت حاضر نہ ہوں ہاں البتہ اگر یہ (میت کو) غسل دینا چاہیں تو بے شک دے سکتے ہیں۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ علل الشرائع میں مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض والی عورت اور جب آدمی تلقین کے وقت حاضر نہ ہوں کیونکہ ان سے ملائکہ کو اذیت ہوتی ہے۔ (علل الشرائع)

باب ۴۴

روح کے نکلتے وقت میت کو مس کرنا مکروہ ہے اور روح نکلنے کے بعد اس کی آنکھوں کو بند کرنا، جبڑوں کو باندھنا اور کپڑے سے میت کو ڈھانپنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک بچہ کی حالت غیر ہوگئی۔ جبکہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بھی ایک گوشے میں تشریف فرما تھے۔ جب کوئی آدمی بچہ کے قریب جاتا تو امامؑ فرماتے اسے مس نہ کرنا۔ ورنہ (اس سے) بچہ زیادہ کمزور ہو جائے گا جو پہلے ہی بہت کمزور ہے۔ اور جو شخص اس حالت میں اسے مس کرے گا تو وہ اس کی موت میں شریک ہوگا۔ پس جب بچہ کا انتقال ہو گیا تو امامؑ کے حکم سے اس کی آنکھیں بند کر دی گئیں۔ اور اس کے جبڑے باندھ دیئے گئے الحدیث۔ (التہذیب)

۲۔ حارث بن یعلی بن مرہ اپنے اب وجد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال پر ملال ہوا تو ان کو ایک کپڑے میں ڈھانپ دیا گیا۔ پس آنحضرتؐ کپڑے کے پیچھے اور حضرت علی علیہ السلام ان کے کپڑے کے ایک طرف بیٹھے تھے۔ اور آنحضرتؐ کے دونوں رخساروں کو اپنی ہتھیلی پر رکھا ہوا تھا۔ اور ہوا جب کپڑے کو اڑاتی تھی تو وہ حضرت علی علیہ السلام کے چہرہ پر لگتا تھا۔ اور لوگ دروازہ پر اور مسجد میں آہ و بکا کر رہے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو کہمش بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل کی موت کا وقت قریب آیا تو امامؑ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پس جب وہ انتقال کر گئے تو امامؑ نے ان کے جبڑوں کو باندھ دیا، آنکھوں کو بند کر دیا اور ان پر چادر ڈال دی۔ (التہذیب، کذا فی، و اکمال الدین للصدوق")

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ کفن پر میت کا نام لکھنے کے باب (باب ۲۹ از تکفین اور دفن کے باب ۱۳) میں بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

رات کے وقت میت کے پاس چراغ روشن کرنا (بلکہ) اس گھر میں (جہاں اس کا انتقال ہوا) ہمیشہ چراغ جلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان بن عیسیٰ سے اور وہ چند مخصوص اصحاب سے روایت کرتے ہیں۔ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا انتقال ہوا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس گھر میں چراغ جلانے کا حکم دیا جس میں آپؑ (امام محمد باقر علیہ السلام) سکونت رکھتے تھے اور پھر یہ سلسلہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات تک برابر جاری رہا۔ پھر ایسا ہی حکم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات پر ان کے سکونتی مکان میں چراغ جلانے کے بارے میں دیا۔اور پھر امامؑ کے (قید ہو کر) عراق (بغداد) تشریف لے جانے تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد مجھے کچھ معلوم نہیں کہ اس (چراغ جلانے) کا کیا بنا۔(الفروع' التہذیب' الفقیہ)

باب ۴۶

جب بچہ ماں کے پیٹ میں مر جائے جبکہ اس کی ماں زندہ ہو یا ماں مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو؟ اس کا حکم؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس (حاملہ) عورت کے بارے میں جس کا انتقال ہو جائے اور اس کا (زندہ) بچہ پیٹ میں حرکت کر رہا ہو (بعض روایات میں یہ بھی وارد ہے کہ اس کے مرنے کا اندیشہ ہو تو؟) فرمایا: عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے پھر پیٹ کو سی دیا جائے۔

(الفروع' کذا فی' علی بن یقطین عن الکاظم علیہ السلام و کذا عن محمد بن مسلم عن الباقر علیہ السلام)

۲۔ وھب بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس عورت کے بارے میں جو مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو؟ فرمایا کہ اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے۔۔۔ اور اس عورت کے بارے میں جو خود زندہ ہو مگر اس کے پیٹ میں بچہ مر جائے۔اور اس کی وجہ سے عورت کی زندگی خطرہ میں ہو؟

فرمایا: اگر مرد (شوہر) (اندام کے اندر ہاتھ ڈال کر بچہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہر نکال [1] لے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع' التہذیب' قرب الاسناد)

۳۔ جناب کشی باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ میری نو بیاہتا لڑکی کو حمل ہوا جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو اسے سخت درد زہ شروع ہوا اور بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ مگر بچہ پیٹ میں زندہ ہے۔ اور ادھر ادھر آ جا رہا ہے (حرکت کر رہا ہے) اس کے بارے میں کیا کیا جائے؟ محمد بن مسلم نے کہا: اے اللہ کی کنیز! ایک ایسے ہی مسئلہ کے بارے میں' میں نے ان (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے سوال کیا تھا اور آپؑ نے فرمایا تھا: کہ لڑکی کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے۔(رجال الکشی)

باب ۴۷

کوئی مرنے والا خواہ رات میں مرے یا دن میں' بہر حال اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا مستحب ہے ہاں البتہ اس کی موت میں اشتباہ ہو تو پھر جلدی کرنا مستحب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ مردم! میں کسی ایسے شخص کو نہ ملوں (یا نہ پاؤں) جس کا کوئی آدمی رات کو مرے اور وہ (دفن کفن کے لئے) صبح کا انتظار کرے یا دن کو مرے اور وہ رات کا انتظار کرے۔ پس اپنے مرنے والوں کا طلوع آفتاب یا غروب آفتاب تک انتظار نہ کرو بلکہ جلد از جلد ان کو ان کی خوابگاہوں (قبروں) تک پہنچاؤ۔ اللہ! تم پر رحم و کرم فرمائے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! خداوند عالم آپؐ پر بھی رحمت نازل فرمائے۔(التہذیب' الفروع' الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن فضل ہاشمی اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے زیادہ مجرم کون ہے؟ (۱) ایک وہ جو کسی دوسرے آدمی کی مصیبت میں چادر کے بغیر جنازہ کے ساتھ چلتا ہے۔ (۲) یا وہ جو مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارتا ہے۔ (۳) یا وہ جو ایسے (بے صبرے) شخص کے ساتھ نرمی برتے اور اس پر رحمت کے نزول کی استدعا کرتا ہے۔(الخصال)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب نماز فریضہ کے وقت میں نماز جنازہ بھی تیار ہو جائے تو کون سی نماز پہلے پڑھوں؟ فرمایا: مرنے

---

[1] یہ بات اس دور میں تو مسئلہ تھی جبکہ یہ وسائل نہیں تھے مگر آج تو یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں رہا' ڈاکٹر حضرات بڑی آسانی سے زندہ اور مردہ بچہ آپریشن کر کے نکال لیتے ہیں۔ واللہ الموفق۔(احقر مترجم عفی عنہ)

والے کو جلدی قبر میں پہنچاؤ (یعنی نماز جنازہ پہلے پڑھو) مگر یہ کہ یہ اندیشہ ہو کہ ایسا کرنے سے نماز فریضہ قضا ہو جائے گی۔ (پھر فرمایا) نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں (نوافل مبتدۂ کے اوقات مکروہ جیسے) طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کی بھی پرواہ نہ کرو۔ (التہذیب)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص دن کے اگلے پہر فوت ہو تو چاہیئے کہ وہ قیلولہ (دوپہر کا سونا) قبر میں جا کر کرے۔ (التہذیب، الفروع)

۵۔ عیص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مرنے والا مر جائے تو اسی وقت تجہیز و تکفین شروع کر دو اور دفن میں جلدی کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے والے کا احترام اس میں ہے کہ اس کے تمام معاملات (از قسم غسل و کفن اور دفن) جلدی نمٹائے جائیں۔ (الفقیہ)

باب ۴۸

اگر مرنے والے کی موت میں اشتباہ ہو جائے تو پھر (دفن کرنے میں) تین دن تک تاخیر واجب ہے مگر یہ کہ اس سے پہلے موت کا کسی طرح یقین ہو جائے یا تین دن کے بعد بھی اشتباہ باقی رہے (تو پھر تدفین جائز ہے)۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس پر آسمانی بجلی گرے یا جو پانی میں ڈوب جائے (اور باہر نکالنے پر موت میں اشتباہ ہو) فرمایا: تین دن تک اس کا انتظار کیا جائے۔ مگر یہ کہ اس سے پہلے اس میں کوئی ایسا تغیر[1] واقع ہو جائے جس سے اس کی موت کا یقین ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ شہاب بن عبد ربہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ شخص ایسے ہیں کہ ان کا (دفن کے سلسلہ میں تین دن تک) انتظار کیا جائے گا مگر یہ کہ (اس سے پہلے) ان میں کوئی تغیر واقع ہو جائے۔ (۱) ڈوبا ہوا آدمی۔ (۲) بجلی زدہ آدمی۔ (۳) اسہال والا آدمی۔ (۴) جس پر دیوار گرے۔ (۵) یا جس کا دھوئیں کی وجہ سے دم گھٹ جائے۔ (الفروع)

---

[1] اس تغیر کی ہمارے فقہاء نے اس طرح تشریح کی ہے (۱) جسم میں بدبو پیدا ہو جائے۔ (۲) ناک کا سرا ٹیڑھا ہو جائے۔ (۳) کنپٹی اندر دھنس جائے۔ (۴) کف دست اپنے بند سے اکڑ جائے وغیرہ۔ اور موجودہ دور میں تو یہ کوئی مسئلہ نہیں رہا، جدید آلات کے ذریعہ سے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کچھ رمق حیات باقی ہے یا جسم و جان کا رشتہ ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

الخصال التہذیب)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص پانی میں ڈوب گیا ہو (اس کی بازیابی کے بعد) اسے غسل دیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں غسل بھی دیا جائے گا۔ اور جانچ بھی کی جائے گی (کہ مرگیا ہے یا زندہ ہے؟) راوی نے عرض کیا: اسے کس طرح جانچا جائے گا؟ فرمایا: دفن کرنے سے پہلے تین دن تک انتظار کیا جائے گا۔ اور یہی حکم اس شخص کا ہے جس پر بجلی گرے کیونکہ اس کے بارے میں بھی بعض اوقات لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ مرگیا ہے۔ حالانکہ وہ ہنوز مرا نہیں ہوتا۔ (الفروع التہذیب) حضرت شیخ کی ایک روایت میں اس کے ساتھ یہ بھی وارد ہے کہ مگر یہ کہ تین دن سے پہلے اس میں کوئی تغیر واقع ہو جائے (تو پھر پہلے دفن کیا جا سکے گا)۔

۴۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانی میں ڈوبے ہوئے آدمی کو اس وقت تک روکا جائے گا جب تک اس کے جسم میں کوئی تغیر واقع نہ ہو جائے اور اس کی موت کا یقین نہ ہو جائے پھر غسل وکفن دیا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے بجلی زدہ آدمی کے متعلق سوال کیا گیا؟ فرمایا: اسے دو دن تک روکا جائے گا۔ پھر غسل وکفن دیا جائے گا۔ (الفروع)

۵۔ علی بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سال مکہ مکرمہ میں لوگوں پر آسمانی بجلیاں بہت گریں جس سے بہت سے لوگ جاں بحق ہو گئے۔ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بغیر اس کے کہ میں سوال کرتا امامؑ نے از خود فرمایا: کہ ڈوبنے والے اور بجلی زدہ آدمی کا تین دن تک انتظار کیا جائے اور اس وقت تک انہیں دفن نہ کیا جائے جب تک ان سے ایسی بو نہ آئے جو ان کی موت پر دلالت کردے یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں گویا آپ مجھے یہ بتا رہے ہیں کہ بہت سے لوگ (جو انتظار کئے بغیر جلدی دفن کر دیئے گئے ہیں) وہ زندہ درگور کئے گئے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ اے علی! یقیناً بہت سے لوگ زندہ درگور کئے گئے ہیں جو اپنی قبروں میں جا کر مرے ہیں۔ (الفروع والتہذیب)

باب ۴۹

سولی پر لٹکائے ہوئے آدمی کو تین دن سے زیادہ تجہیز وتکفین کے بغیر چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سولی پر لٹکے ہوئے آدمی کو تین دن کے بعد سولی پر نہ چھوڑو۔ بلکہ اسے اتارا جائے اور (غسل وکفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر) دفن کیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد کتاب الحدود حد المحارب کے ضمن میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

﴿ غسل میت کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل چونتیس ابواب ہیں)

تبصرہ منجانب مترجم عفی عنہ

"غسل میت" بالاتفاق واجب ہے اوراس کے اندر بہت سے حکم ومصالح پوشیدہ ہیں ان میں سے ذیل میں بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

(۱) جدید طبی انکشافات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ موت کے بعد انسانی جسم پر مختلف قسم کے خطرناک جراثیم پھیل جاتے ہیں لہٰذا ان کا قلع قمع کرنے کے لئے غسل فرض کیا گیا ہے۔

(۲) بیماری اور تکلیف کی وجہ سے مرنے والے کے جسم پر بالعموم مختلف قسم کی کثافتیں جمع ہو جاتی ہیں جن کے ازالہ کے لئے غسل واجب قرار دیا گیا ہے تاکہ وہ جنت جیسے پاک وپاکیزہ مقام میں داخل ہونے کے قابل ہو سکے۔

(۳) چونکہ مرنے والا ملائکہ مقربین اور چہاردہ معصومینؑ وطاہرینؑ سے ملاقات کرنے والا ہے اس لئے غسل واجب ٹھہرایا گیا۔ تاکہ صاف ستھرا ہو کر ان طاہرین کی ملاقات کے لائق ہو سکے۔

(۴) چونکہ مرنے والا رب العالمین اور احکم الحاکمین کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو رہا ہے۔ اس لئے عقل سلیم وشرع قویم کا اقتضا یہ ہے کہ بندہ ہر قسم کی جسمانی وروحانی کثافت وغلاظت سے پاک وپاکیزہ ہو کر حاضری وحضوری دے۔

(۵) چونکہ انسان باوجود ضعیف البیان ہونے کے طبعاً متکبر مزاج واقع ہوا ہے تو شریعت مقدسہ میں اس کے نشۂ تکبر کو ہرن کرنے کے لئے غسل میت واجب قرار دیا گیا اور اسے بتایا گیا کہ اولہ نطفة وآخرہ جیفة' کہ تیری ابتداء ایک نطفہ گندیدہ ہے اور تیری انتہاء مردار ہے"۔

از: قوانین الشریعہ

مؤلفہ احقر مترجم عفی عنہ

باب ۱

غسل میت کا واجب ہونا (اور اس کی وجہ؟)

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: غسل جنابت واجب ہے (یہاں تک کہ فرمایا) اور غسل میت واجب ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن یعلیٰ بن مُرّہ سے اور وہ اپنے باپ (یعلیٰ) سے اور وہ اس کے جد (مُرّہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات واقع ہوئی تو ہم نے گھر میں ایک (شیطانی) آواز سنی کہ تمہارے نبی طاہر و مطہر ہیں لہٰذا ان کو دفن کر دو۔ اور غسل نہ دو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے (اس آواز پر) گھبرا کر اوپر سر اٹھایا اور فرمایا: اے دشمن خدا دور ہو جا! خود آنحضرتؐ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان کو غسل و کفن دوں۔ اور دفن کروں اور یہ سنت ہے۔ راوی کہتا ہے پھر ایک اور (رحمانی) منادی نے دوسرے لہجہ میں ندا دی: یا علی ابن ابی طالبؑ! اپنے پیغمبرؐ کی شرم گاہ کو ڈھانپیں اور ان کی قمیص نہ اتاریں۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے میرے مسائل کے جواب میں لکھا ہے کہ غسل میت کی علت یہ ہے کہ اسے اس لئے غسل دیا جاتا ہے کہ بیماری کی میل کچیل سے اور اس اثنا میں لگنے والی کثافت سے پاک و پاکیزہ ہو جائے۔ کیونکہ اب اس نے فرشتوں سے ملاقات کرنا ہے۔ اہل آخرت سے میل جول رکھنا ہے لہٰذا یہ بات پسند کی گئی کہ جب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ اور پاک و پاکیزہ مخلوق سے ملاقات کرے اور وہ اس کو چھوئیں اور یہ ان کو مس کرے تو یہ پاک و پاکیزہ ہوتا کہ اس بہانے خدا کو راضی کرے۔ اور اس کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کی جا سکے۔ نیز (اس کے وجوب کی) ایک اور علت یہ بھی ہے کہ (مرتے وقت) اس سے وہ مادہ[1] خارج ہوتا ہے جس

---

[1] علامہ محسن فیض کاشانی نے الوافی میں اس مادہ کی تاویل ان رطوبتوں سے کی ہے جو جسم و روح کی مفارقت کے وقت قوتِ ماسکہ کے فقدان کی وجہ سے بے ساختہ نکلتی ہیں اور ان رطوبتوں پر لفظ "نطفہ" کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ رطوبتیں آخرت کی طرف توجہ سے پہلے اس طرح بے ساختہ خارج ہوتی ہیں جس طرح نطفہ خواہش نفس کے وقت بے ساختہ خارج ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ رطوبتیں کبھی منہ سے خارج ہوتی ہیں اور کبھی آنکھوں سے اور کبھی کسی اور عضو سے، اسی وجہ سے حدیثوں میں مختلف تعبیریں وارد ہوئی ہیں۔ اور سرکار علامہ مجلسی نے یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد وہ پانی ہے جو آخری وقت میت کی آنکھ وغیرہ سے نکلتا ہے۔ یہ چونکہ اس نطفہ کی جنس سے ہے جس سے آدمی کی خلقت ہوئی ہے اس لئے غسل کی علت (دونوں) میں مشترک ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سے اس کی خلقت ہوئی ہے۔ اس لئے چونکہ وہ جب ہو جاتا ہے اس لئے اسے غسل دیا جاتا ہے۔ (عیون الاخبار و علل الشرائع)

۴۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (غسل میت کی علت بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ جب آدمی کا انتقال ہوتا ہے تو اس پر نجاست' کثافت اور اذیت و آفت کا غلبہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے غسل میت واجب ہوتا ہے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ ابواب کی اکثر حدیثیں اس (وجوب غسل) پر دلالت کرتی ہیں۔ اور تیمم کی حدیثوں میں آئندہ یہ بات آئے گی کہ جب میت' جب اور محدث اکٹھے ہوں اور پانی صرف ایک کے لئے کافی ہو تو (غسل میت اس قدر اہم ہے کہ اسے جب پر مقدم سمجھا جائے گا۔ اور جن بعض حدیثوں میں اس غسل کے بارے میں لفظ سنت وارد ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا وجوب قرآن سے نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ اور محمد بن سنان والی حدیث میں جو لفظ استحباب وارد ہے اس سے اس کے لغوی معنی (پسندیدہ فعل) مراد ہیں کہ اس غسل کی پسندیدگی اس کے وجوب کی علت ہے۔ یعنی چونکہ یہ غسل خدا کو پسند تھا اس لئے اسے واجب قرار دے دیا۔ واللہ اعلم۔

باب ۲

غسل میت کی کیفیت اور اس کے بعض احکام؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن مسکان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل میت کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: پہلے آبِ سدر سے غسل دو۔ اس کے بعد آبِ کافور سے۔ (جس میں ہو سکے تو کچھ ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو ہے) بھی ڈال دو اور آخر میں خالص پانی سے دو۔ راوی نے عرض کیا یہ تینوں غسل پورے جسم کو دینے ہیں؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا جب اسے غسل دیا جائے تو اس پر کپڑا ہو؟ فرمایا: اگر کپڑا ہو تو پھر اس کے نیچے سے غسل دو۔ پھر فرمایا: میں غسل دینے والے شخص کے لئے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ غسل دیتے وقت ہاتھ پر کپڑے کا ٹکڑا لپیٹ لے۔ (الفروع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (غسل میت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ (پہلے اس کی ظاہری نجاست دور کرنے کے بعد) جب غسل میت دینا چاہو تو پہلے تو اس کی شرم گاہ پر کوئی پوشش رکھو۔ خواہ قمیص ہو یا کوئی اور کپڑا اور جب اس کی شرم گاہ کو دھونا چاہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لو اور پوشش کے نیچے ہاتھ لے جا کر شرم گاہ پر نظر

کیے بغیر اسے دھوؤ اس کے بعد میت کے بند دست کو (مستحبی طور پر) دھونے کے بعد جب اصل غسل میت شروع کرو اور اس کے سر کو (منہ گردن سمیت) تین بار آبِ سدر سے دھوؤ اس کے بعد دائیں جانب کو اس کے بعد بائیں جانب کو۔۔۔ بعد ازاں اسی طرح آبِ کافور سے غسل دو۔ اور سب کے آخر میں مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ آبِ خالص سے غسل دو۔ اور جب تینوں غسلوں سے فارغ ہو چکو تو اسے پاک کپڑے (کفن) میں لپیٹ کر اس کے جسم کو خشک کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ یونسؒ بعض ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو غسل دینا چاہو۔ تو میت کو پچھے پر رو بقبلہ لٹاؤ۔ اور اگر اس کے بدن پر قمیص ہو تو میت کے ہاتھوں کو اس سے نکال کر اور اسے اکٹھا کر کے اس کی شرم گاہ پر رکھو۔ اور اسے اس کے گھٹنوں کے اوپر تک لیجاؤ۔ اور اگر قمیص نہ ہو تو کپڑے کا کوئی اور ٹکڑا اس کی شرم گاہ پر رکھو۔ اور کسی طشت میں بیری کے کچھ پتے رکھ کر اور اوپر پانی ڈال کر ہاتھ سے اس قدر ملو کہ جھاگ بلند ہو جائے۔ پھر جھاگ کو الگ کر کے باقی آبِ سدر کسی بڑے برتن میں دوسرے پانی سے ملا کر پہلے نصف کلائی تک اس طرح تین بار اس کے دونوں ہاتھ دھوؤ کہ جس طرح جب آدمی دھوتا ہے۔ پھر اس کی شرم گاہ کو دھوؤ (بعد ازاں غسل شروع کرو) اور جھاگ (اور آبِ سدر) سے پہلے سر کو خوب رگڑ کر (تین بار) دھوؤ۔ اور خیال رکھو کہ پانی اس کے کان اور ناک پر داخل نہ ہونے پائے۔ پھر اسے بائیں کروٹ لٹا کر اس کی دائیں جانب کو نیمۂ سر سے لے کر قدموں تک تین بار دھوؤ اور بدن کو اور پشت و پیٹ کو نرم نرم ملو اس کے بعد اسے دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح تین بار بائیں جانب کو دھوؤ اگر بڑے برتن میں کچھ آبِ سدر بچ جائے تو اسے انڈیل دو اور برتن کو آبِ خالص سے دھو کر اور اسی طرح کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کو دھو کر برتن میں کچھ کافور ڈال کر آبِ کافور تیار کرو۔ اور پھر بدستور سابق اسے اس پانی سے تین تین بار سر اور دائیں و بائیں جانب کو غسل دو۔ مگر پہلے میت کے ہاتھوں اور شرم گاہ کو دھوؤ اور پیٹ کو نرم نرم ملو اور کچھ (رطوبت وغیرہ) خارج ہو تو اسے صاف کرو۔

پھر برتن کو خالص پانی سے دھو کر نیز ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو کر اور اس میں آبِ خالص ڈال کر بدستور سابق اس سے غسل دو۔ اور غسل مکمل ہونے کے بعد بدن کو صاف ستھرے کپڑے (تولئے وغیرہ) سے خشک کرو۔ اور روئی پر کچھ حنوط لگا کر (یا رکھنے کے بعد) اس کی قُبل و دبر پر رکھو۔ اور لمبا سا خرقہ (ران پیچ) لے کر جس کا عرض قریباً ایک بالشت ہو اس کے تہمند باندھنے کی جگہ رکھ کر اس کے دونوں رانوں کو کس کر باندھ دو تاکہ میت کی دبر سے کوئی (غلاظت وغیرہ) باہر نہ نکل سکے۔ (ایضاً)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو تین غسل دیے جائیں۔ پہلا آبِ سدر سے دوسرا آبِ کافور سے اور تیسرا آبِ خالص سے۔ پھر اسے کفن پہنایا جائے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ

کاظم علیہ السلام سے غسل میت کے متعلق سوال کیا۔ کہ آیا اس میں نماز والا وضو ہے یا نہ؟ فرمایا: غسل میت کی ابتدا تو میت کے ہاتھوں سے کی جائے گی اور انہیں کہنیوں تک اُشنان (وغیرہ) سے دھویا جائے گا پھر پانی میں بیری کے کچھ پتے ڈال کر اس سے اس کا منہ اور سر دھو کر پھر تمام جسم تین بار دھویا جائے گا۔ اور قمیص کے ساتھ اس کے نیچے ہاتھ لے جا کر غسل دیا جائے گا۔ اور پانی اوپر ڈالا جائے گا۔ اور پیٹ کو نچوڑا نہیں جائے گا۔ ہاں اگر کسی چیز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو نرمی سے اسے ملا جائے گا۔ پھر پانی میں کچھ کافور ڈال کر (حسب سابق) غسل دیا جائے گا۔ (اس کے بعد آبِ خالص سے تو معلوم ہی ہے کہ غسل دینا ہے۔ مگر اس حدیث میں اس کا اور وضو کا کوئی ذکر نہیں ہے)۔ پھر غسل دینے والا تین بار کاندھوں تک اپنے ہاتھ دھوئے گا۔ پھر میت کو کفن دے کر خود غسل (مس میت) کرے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ موسیٰ بن عمار (ساباطی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل میت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو اس کی شرم گاہ پر کپڑے کا ٹکڑا (ستر پوش) ڈالا جائے۔ پھر اس کے سینہ اور گھٹنوں پر کچھ پانی ڈالا جائے۔ (اور شرم گاہ پر سے ظاہری نجاست دور کی جانے کے بعد) آبِ سدر سے اس کا سر اور داڑھی دھو کر اس کی دائیں جانب اور اس کے بعد بائیں جانب کو دھو دیا جائے۔ اور اگر اس کے سر اور داڑھی کو خطمی سے دھویا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ غسل دیتے وقت اس کی تمام پشت اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا جائے۔ اور یہ سب کچھ پانی کے ایک مٹکے سے کیا جائے۔ پھر ایک مٹکے میں قریباً آدھی ٹکیا کافور کی ڈال کر اس پانی سے حسب سابق پہلے میت کا سر و ریش پھر اس کی دائیں و بائیں جانب کو غسل دیا جائے۔ نیز اس کے سر کو قدرے بلند کیا جائے اور پیٹ کو قدرے مل لیا جائے تاکہ اگر سر یا پیٹ میں کچھ کثافت ہے تو وہ اپنے مخرج (ناک منہ اور مقعد) سے خارج ہو جائے۔ اور سب کے آخر میں خالص پانی کے ایک مٹکے سے بدستور سابق اسے غسل دیا جائے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پانی استعمال کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر (غسال) ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پاؤں کو گھٹنوں تک دھو کر میت کو کفن دے اور اس کی مقعد پر کچھ روئی اور ذریرہ[1] رکھ کر اوپر ران پیچ سے رانوں کو خوب کس کر باندھ دیا جائے۔ پس اس طرح تین مٹکوں سے تین غسل دیئے جائیں گے۔ پہلا آبِ سدر سے دوسرا آبِ کافور سے اور تیسرا آبِ خالص سے۔ (التہذیب الفقیہ)

۷۔ بنی عدی کا مؤذن مغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب غسل دیا تھا تو ابتداءً آبِ سدر سے کی تھی۔ پھر دوسرا غسل آبِ کافور سے دیا تھا جس میں تین

---

[1] ذریرہ ایک خوشبو ہے جو کئی چیزوں کو ملا کر بنائی جاتی ہے۔ بعضوں نے کہا وہ ایک جوف دار لکڑی کا ریزہ ہے جو ہندوستان سے آتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ نہاوند سے آتا ہے۔ (مجمع البحرین)

مثقال کافور ایک مثقال مشک ڈالا تھا۔ اور پھر تیسرے غسل کے لئے خالص پانی کا ایک مشکیزہ طلب فرمایا تھا جس کا منہ بند تھا۔ جسے ان پر انڈیل دیا تھا (یعنی پہلے سر پر پھر ترتیب وار دائیں بائیں جانب پر) اس کے بعد ان کو کفن دیا تھا۔ (التہذیب)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے غسل میت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ میت کے ناخنوں میں خلال نہ کرو۔ (الفقیہ)

۹۔ جناب علامہ حلی ابن عقیل سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ائمہ طاہرینؑ کے اخبار متواترہ میں وارد ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمیص میں غسل دیا تھا۔ (کتاب المختلف)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قمیص میں غسل دیا جا سکتا ہے۔ (اور یہ کہ شرمگاہ کا ڈھانپنا لازم ہے) اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۳، ۶ اور ۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

غسل میت (کیفیت میں) غسل جنابت کی مانند ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غسل میت غسلِ جنابت کی مانند ہے (فرمایا) اگر میت کے بال بہت زیادہ ہوں تو ان پر تین بار پانی ڈالو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سلیمان الدیلمی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ غسل میت غسل جنابت کی طرح کیوں کیا جاتا ہے؟ فرمایا: جب روح بدن سے خارج ہوتی ہے تو اس وقت وہ نطفہ[۱] بھی خارج ہوتا ہے جس سے آدمی کی خلقت ہوئی ہے۔ مرنے والا چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، اسی لئے اسے غسل جنابت کی طرح غسل دیا جاتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبداللہ القزوینی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے غسل میت کے متعلق سوال کیا کہ کس وجہ سے کیا جاتا ہے؟ اور غسل دینے والا کیوں غسل (مس میت) کرتا

---

[۱] اس نطفہ اور مادہ کی تشریح اس سلسلہ کے پہلے باب کی حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں کی جا چکی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے؟ فرمایا: جہاں تک غسل میت کا تعلق ہے تو وہ ایک تو اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ جب ہوتا ہے۔ دوسرا اس لئے کہ "پاک و صاف ہو کر ملائکہ سے ملاقات کر سکے اسی طرح غاسل اس لئے غسل کرتا ہے تاکہ (صاف ہو کر) مؤمنین سے ملاقات کر سکے۔ (علل الشرائع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کس وجہ سے میت کو غسل دیا جاتا ہے؟ فرمایا: اس سے وہ نطفہ جس سے اس کی خلقت ہوئی ہے۔ غلیظ پانی کی شکل میں اس کی آنکھ وغیرہ سے خارج ہوتا ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ اور باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

جو شخص پانی میں ڈوب کر مر جائے اس کو بھی غسل میت دینا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ڈوبنے والے کو اس وقت تک (دفن کرنے سے) روکا جائے گا۔ جب تک کہ اس میں کوئی تغیر واقع نہ ہو جائے اور معلوم نہ ہو جائے کہ اس کی موت واقع ہو گئی ہے۔ تب اسے غسل وکفن دیا جائے گا۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ڈوبنے والے شخص کو غسل دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خالد سے روایت کرتے ہیں کہ کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام مرنے والوں کو غسل میت دیا جائے گا۔ خواہ وہ ڈوب کر مریں یا انہیں درندوں نے کھایا ہو یا کسی اور طریقہ سے لقمۂ اجل بنے ہوں۔ ماسوائے اس کے جو کہ (معرکہ جہاد میں دوستوں اور دشمنوں کی) دونوں صفوں کے درمیان مارا جائے۔ (تہذیب الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (احتضار کے باب ۴۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (دفن کے باب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

غسل دیتے وقت جانکنی کی طرح میت کا روبقبلہ کرنا مستحب ہے مگر یہاں واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ذریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبلہ کی جانب کرو تو اس کا منہ قبلہ کی طرف کرو۔ اور اسے یوں عرض میں نہ رکھو جس طرح عام لوگ رکھتے ہیں۔ (التہذیب)

۲۔ یعقوب بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ میت کو غسل دیتے وقت کس طرح رکھا جائے؟ آیا اس طرح روبقبلہ کرکے (کہ اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں) یا دائیں کروٹ پر (عرض میں) لٹا کر اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے؟ فرمایا: جس طرح ممکن ہو اسی طرح رکھا جائے۔ اور جب پاک ہو چکے تو اس طرح رکھا جائے گا جس طرح قبر میں رکھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے غسل میت کی کیفیت (باب ۲ و ۳) اور احتضار (باب ۳۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جا چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶

غسل سے پہلے میت کو وضو کرانا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے پہلے تو میت کی شرمگاہ (دھونے) سے آغاز کیا جائے پھر اسے نماز والے وضو کی طرح وضو کرایا جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل میت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس (کی شرمگاہ) پر ستر پوش ڈال کر اسے دھویا جائے پھر اسے نماز والا وضو کرایا جائے۔ پھر اس کا سر (اور بدن) سدر و اشنان والے پانی سے دھویا جائے۔ بعد ازاں کافور والے پانی سے (غسل دیا جائے) اور (آخر میں) خالص پانی سے اور (آب سدر میں) صرف چھ سات پتے ڈالے جائیں (اس قدر زیادہ نہ ڈالیں کہ آب مضاف بن جائے۔ (ایضاً)

۳۔ انس بن مالک کی ماں روایت کرتی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب عورت کا انتقال ہو جائے اور اسے غسل دینا چاہیں تو اگر حاملہ نہ ہو تو پہلے اس کے پیٹ کو نرمی کے ساتھ دبائیں اور اگر حاملہ ہو تو پھر اسے حرکت نہ دیں۔ اور

اگر تو اسے غسل دینا چاہے تو پہلے شرم گاہ پر ستر پوش رکھ کر دھو۔ پھر ہاتھ پر تھیلی چڑھا کر اور اسے ستر پوش کے نیچے ہاتھ لے جا کر اس مقام کو خوب مل۔ پھر اسے پانی سے وضو کرا جس میں کچھ بیری کے پتے ڈالے گئے ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ ابو خیثمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) نے مجھے حکم دیا کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو میں ان کو غسل دوں۔ اور فرمایا: بیٹا! میں جو کچھ کہتا ہوں۔ اسے لکھ لے۔ تا کہ بعد میں اگر لوگ تمہیں اس کے خلاف کرنے کی بات کریں تو ان سے کہو یہ دیکھو میرے والد کی تحریر ہے۔ اور میں اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ (الغرض فرمایا) سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرانا پھر پانی اور سدر لینا (تا آخر حدیث)۔ (ایضاً)

۵۔ معاویہ بن عمار روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حکم دیا کہ میں (ان کی وفات کے بعد ان کو غسل دیتے وقت) ان کے شکم مبارک کو دباؤں پھر ان کو وضو کراؤں۔ پھر ان کو اشنان اور سدر کے (جس میں سات پتے ہوں) والے پانی سے سر اور بدن کو غسل دوں پھر کافور والے پانی اور آخر میں خالص پانی سے غسل دوں۔ (ایضاً)

۶۔ یعقوب بن یقطین والی حدیث اس سے پہلے (باب ۲ حدیث نمبر ۵ میں) گزر چکی ہے جس میں موصوف نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا ہے کہ آیا غسل میت کے ساتھ وضو ہے یا نہ؟ جواب میں امامؑ نے غسل کی کیفیت تو بیان کی ہے مگر وضو کا ذکر نہیں کیا (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو واجب نہیں ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (۱) اس سے قبل (جنابت کے باب ۳۳ میں) اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں کہ ہر غسل وضو سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ (۲) اوپر (باب ۲ میں) غسل میت کی کیفیت میں جو حدیثیں بیان کی گئی ہیں ان میں اکثر وضو کے تذکرہ سے خالی ہیں اور اسی طرح (باب ۴ میں) کئی حدیثیں اس مضمون کی گزر چکی ہیں کہ غسل میت غسل جنابت کی مانند ہے۔ (جبکہ غسل جنابت میں بالاتفاق وضو نہیں ہے) وغیرہ وغیرہ یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ میت کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ باقی رہا استحباب! تو اس پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگرچہ ان حدیثوں میں تقیہ اور ان کے منسوخ ہونے کا احتمال ہے۔ شیخ طوسی نے اپنی بعض کتابوں میں میت کے وضو کی نفی پر تمام علماء[1] امامیہ کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] فاضل کاشانی نے وافی میں بنا بر تسلیم ان حدیثوں کی ایک اور تاویل یہ کی ہے کہ ان میں وارد شدہ لفظ "وضو" سے مراد میت کا منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھونا مراد ہے (جس پر وضو کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسا کہ ابواب جنابت میں اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ فراجع)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۷

میت کو غسل دینا مستحب عینی ہے اسی طرح اسی کے لئے منقولہ دعا کرنا بھی مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سعد الاسکاف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی مؤمن کسی مؤمن کو غسل میت دیتا ہے اور اس کے الٹتے پلٹتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے: "**اللّٰهم ان هذا بدن عبدك المؤمن قد اخرجت روحه منه و فرقت بينهما فعفوك عفوك عفوك**"۔ تو خداوند کریم اس کے ایک سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے سوائے گناہان کبیرہ کے۔(الفقیہ، ثواب الاعمال، التہذیب)

۲۔ ابراہیم بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ مؤمن کو غسل دے اور غسل دیتے وقت کہے: "**یا رب عفوك عفوك**" تو اللہ سے معاف کر دیتا ہے۔(الفروع)

۳۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت موسیٰ بن عمران نے خدائے رحمٰن سے جو مناجات کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ عرض کیا بارالٰہی! جو شخص مردوں کو غسل دے تو اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا: میں اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہوں جیسے ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔(الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۸ میں) بھی ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ میت کا جو کچھ دیکھے اس کے دفن تک چھپائے اور ہر وہ چیز جو میت کو عیب دار بنائے اس کا اظہار جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سعد بن طریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مرنے والے کو غسل دے۔(دوسری روایت کے مطابق کسی مؤمن کو غسل دے۔(ثواب الاعمال) اور امانت کو ادا کرے وہ بخشا جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کس طرح امانت کو ادا کرے؟ فرمایا: میت سے جو کچھ دیکھے اس کی کسی کو خبر نہ دے۔(الفروع، المقنع، التہذیب)۔ ایک اور روایت میں خبر نہ دینے کی حد میت کی تدفین قرار دی گئی ہے۔(الفقیہ)

۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص میت کو غسل دے اور (جو کچھ

دیکھے اسے) چھپائے۔ وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جس طرح شکم مادر سے باہر آیا تھا (تو پاک) تھا۔ (ایضاً)

۳۔ صدوق باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک طویل خطبہ میں فرمایا: جو شخص میت کو غسل دے اور امانت کو ادا کرے تو اسے میت کے ہر ہر موئے بدن کے عوض ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور اس کے سو درجے بلند کئے جائیں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! کس طرح امانت کو ادا کرے؟ فرمایا: اس کے ستر کو اور عیب کو چھپائے اور اگر اس کے ستر اور عیب کو نہیں چھپائے گا تو دنیا و آخرت میں اس کا ستر کھولا جائے گا۔ (اور وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہوگا)۔ (عقاب الاعمال)

باب ۹

غاسل کے لئے مستحب ہے کہ میت کے ساتھ نرمی برتے اور سختی برتنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حمران بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اپنے کسی مرنے والے کو غسل دو تو اس کے ساتھ نرمی کرو۔ نہ تو اس کے پیٹ کو نچوڑو۔ اور نہ ہی اس کے جوڑوں کو (زور سے) دباؤ۔ (تہذیبین)

۲۔ عثمان (النوا) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مردوں کو غسل دیتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: آیا اچھی طرح دے سکتا ہے؟ عرض کیا: بس غسل دیتا ہوں امامؑ نے فرمایا: جب کسی میت کو غسل دو تو اس کے ساتھ نرمی برتو۔ اور اسے نہ دباؤ۔ اور کافور اس کے کانوں کے قریب نہ لے جاؤ۔ (الفروع والتہذیبین)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس چیز کے ساتھ بھی نرمی برتی جائے وہ اسے زینت دیتی ہے۔ اور جس سے نرمی ختم کر دی جائے (سختی کی جائے) وہ اسے عیب دار بناتی ہے۔ (اصول کافی)

۴۔ معاذ بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ نرمی مبارک ہے اور حماقت و اجڈ پن نحوست ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۰

آگ سے گرم شدہ پانی سے غسل دینا مکروہ ہے مگر یہ غاسل کو ٹھنڈے پانی سے جان کا خطرہ ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت (کے غسل) کے لئے پانی گرم نہ کیا جائے۔ (تہذیب الاحکام) دوسری روایت میں وارد ہے کہ گرم پانی کو میت کے قریب تک نہ لایا جائے۔ (ایضاً)

۲۔ یعقوب بن یزید چند اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے لئے پانی گرم نہ کیا جائے اس کے لئے دوزخ (کی گرمی) کی جلدی نہ کی جائے اور نہ ہی اسے کستوری سے حنوط دیا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک اور روایت میں وارد ہے کہ مگر یہ کہ سخت جاڑے کا موسم ہو تو پھر میت کو بھی اس (ٹھنڈ) سے بچاؤ جس سے اپنے آپ کو بچاتے ہو۔ (الفقیہ)

باب ۱۱

میت کے بال کاٹنا یا ناخن لینا جائز نہیں ہے اور اگر ایسا کرے تو ان کو کفن میں رکھ کر میت کے ہمراہ دفن کرے اور میت کے جوڑوں کو دبانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے نہ بال کاٹے جائیں نہ ناخن لئے جائیں اور اگر خود بخود کچھ گر جائیں تو ان کو کفن میں رکھ دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب اس بات کو مکروہ (ناپسند) سمجھتے تھے کہ میت کو غسل دیتے وقت زیر ناف بال مونڈے جائیں یا اس کے ناخن لئے جائیں یا بال کاٹے جائیں۔ (الفروع)

۳۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر میت کے بال بڑھے ہوئے ہوں تو مونڈ دیئے جائیں یا ناخن بڑے ہوں تو کاٹ لئے جائیں؟ فرمایا: کسی چیز کو نہ چھیڑا جائے بس اسے غسل دے کر دفن کر دو۔ (ایضاً)

۴۔ ابوالجارود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی مر جاتا ہے اور بیماری کی وجہ

سے اس کے زیر ناف بال بڑھے ہوئے ہیں تو آیا اس کے یہ بال اور زیر بغل بال مونڈے جا سکتے ہیں؟ اور اسی طرح اس کے ناخن کاٹے جا سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ! (الفقیہ' التہذیب)

۵۔ حمران بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اپنے کسی مرنے والے کو غسل دو تو اس کے ساتھ نرمی برتو اسے نہ نچوڑو۔ اور نہ ہی اس کے جوڑوں کو دباؤ۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرنے والی بعض حدیثیں آداب حمام (باب ۷۷) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

سقط شدہ بچہ اگر مکمل چار ماہ کا ہو تو اسے غسل دیا جائے گا۔ اور اگر کامل چھ ماہ کا ہو تو اس کا حکم دوسرے (بڑے) اموات والا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب ساقط شدہ بچہ کی خلقت مکمل ہو چکی ہو (یعنی کامل چار ماہ کا ہو) تو اس کے لئے غسل لحد اور کفن واجب ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جب خلقت مکمل ہو جائے تو یہ سب باتیں واجب ہو جاتی ہیں۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سقط شدہ بچہ چھ ماہ کا ہو تو وہ تام و تمام ہے اور یہ اس لئے ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب متولد ہوئے تو وہ چھ ماہ کے تھے۔ (تہذیب الاحکام)

۳۔ محمد بن الفضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ ساقط شدہ بچہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ سقط کو اس کے خون سمیت اسی جگہ دفن کر دیا جائے۔ (الفروع' التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو اس بچہ پر محمول کیا ہے جو چار ماہ سے پہلے ساقط ہو جائے۔ اس کے بعد بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جب کوئی احرام والا آدمی مر جائے تو اس کے جملہ احکام محل والے ہیں (اس شخص والے جس نے احرام نہ باندھا ہوا ہو) ہاں اسے حنوط نہیں کیا جائے گا اور کافور وغیرہ یا کوئی خوشبو اس کے قریب نہیں لائی جائے گی۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر محرم مر جائے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ فرمایا: امام حسین علیہ السلام سفر حج پر تشریف لے جا رہے تھے جبکہ ان کے ہمراہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر (طیار) بھی تھے۔ جب مقام ابواء (جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) پر پہنچے تو امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادے عبدالرحمٰن کا انتقال ہو گیا۔ جبکہ وہ حالت احرام میں تھے! تو امامؑ نے اس کے ساتھ (از قسم غسل وکفن وغیرہ) وہی سلوک کیا جو عام مرنے والوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ البتہ کسی قسم کی خوشبو (بشمول کافور) نہیں لگائی۔ اور اس کے چہرہ کو بھی کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ اور فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ اور بھی متعدد روایتوں میں یہ واقعہ مذکور ہے اور آخر میں درج ہے کہ اسے غسل وکفن دے کر اور اس کے سر اور چہرہ کو ڈھانپ کر دفن کر دیا مگر اسے حنوط نہیں کیا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ اگر محرم کا انتقال ہو جائے تو؟ فرمایا: اسے غسل دیا جائے گا اور مکمل کفن دیا جائے گا اور اس کا چہرہ ڈھانپ دیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ وہی کچھ کیا جائے گا جو محل کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے اسے خوشبو نہیں لگائی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ ابن ابوحمزہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس محرم کے متعلق جو حالت احرام میں مر جائے فرمایا: اسے غسل وکفن دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ ڈھانپا جائے گا۔ مگر اسے حنوط نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اسے کوئی اور خوشبو لگائی جائے گی۔ (الفروع)

۵۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت حالت احرام میں مر جاتی ہے اور وہ حائض بھی ہے؟ فرمایا: اسے خوشبو نہ لگائیں اگرچہ اس کے ہمراہ محل عورتیں بھی ہوں۔ (دوسرے احکام تمام وہی ہیں جو دوسری عام مرنے والی مسلمان عورتوں کے ہیں)۔ (ایضاً)

باب ۱۴

شہید (راہ خدا) کے احکام اور اس کے سوا باقی ہر مسلمان کے غسل میت کے واجب ہونے کا بیان۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابومریم انصاری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شہید (کو جب معرکہ جہاد سے اٹھایا جائے) اگر اس میں کچھ رمق حیات باقی ہوں (اور بعد میں جاں بحق ہو) تو اسے غسل وکفن دے کر اور حنوط کر کے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (پھر دفن کیا جائے گا) اور اگر اس میں کوئی رمق حیات باقی نہ ہو (بلکہ عین معرکہ جہاد میں جان بحق ہو جائے) تو اسے اپنے (خون آلود) کپڑوں میں کفن دیا جائے گا (اور نماز جنازہ پڑھنے کے بعد) اسے دفن کر دیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ جب جنگ احد میں جناب حنظلہ بن ابوعامر الراہب شہید ہوئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے غسل کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا کہ میں نے زمین وآسمان کے درمیان ملائکہ کو دیکھا جو اسے بارش کے پانی سے چاندی کے بڑے بڑے برتنوں میں غسل دے رہے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو ''غسیل الملائکۃ'' کہا جاتا تھا۔ (الفقیہ)

۳۔ ابوخالد راوی ہیں فرمایا: ہر مرنے والے کو غسل دو۔ خواہ پانی میں ڈوب کر مرے یا اسے درندے کھا گئے ہوں۔ سوائے اس شہید راہ خدا کے جو معرکہ قتال میں (دوست ودشمن کی) دوصفوں کے درمیان مارا جائے پس (جب اسے وہاں سے اٹھایا جائے اور باہر لایا جائے) اگر اس میں کچھ رمق حیات باقی ہوں تو اسے غسل (وکفن) دیا جائے ورنہ نہیں۔ (الفروع، التہذیبین)

۴۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب (جنگ صفین میں) جناب عمار بن یاسر اور ہاشم بن عتبہ المرقال شہید ہوئے تو حضرت امیر علیہ السلام نے ان کو غسل نہ دیا بلکہ ان کے کپڑوں میں ان کو دفن کر دیا۔۔۔ اور ان پر نماز نہیں پڑھی۔ (الفقیہ، التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد (۱) شیخ صدوقؒ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت تو اسی طرح مروی ہے مگر کسی مسلمان کو جنازہ کے بغیر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ (۲) اور شیخ طوسیؒ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ راوی کو اشتباہ ہوا ہے۔ ورنہ شہید سے نماز ساقط نہیں ہوتی۔ مؤلف علام فرماتے ہیں (۳) ممکن ہے مطلب یہ ہو کہ چونکہ دوسرے لوگوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھ دی تھی۔ اس لئے آپ نے بنفس نفیس نہیں پڑھی۔ (۴) مگر بعض روایات میں وارد ہے (جیسا کہ وسائل میں بھی اس باب کی آخری حدیث میں ہے) کہ آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ تو اس اختلاف کو اس طرح رفع کیا جا سکتا

ہے۔ کہ نہیں پڑھی (یعنی واجبی۔ کہ وہ دوسرے لوگوں نے پڑھی) اور پڑھی (یعنی مستحبی)۔ یا پڑھی۔ (یعنی پڑھنے کا حکم دیا تو گویا مجازاً خود پڑھی)۔ نہیں پڑھی حقیقتاً یعنی بنفس نفیس بوجہ دیگر مصروفیات واللہ اعلم۔

۵۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (امام محمد باقرؑ) سے اور وہ اپنے والد (امام زین العابدین علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ایک (مسلمان) عورت کو دشمن قید کر کے لے گئے۔ اور اس کو اس قدر اذیت پہنچائی کہ وہ جاں بحق ہوگئی۔ آیا وہ بمنزلہ شہید کے ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر یہ کہ اس نے (تکالیف سے تنگ آ کر) خودکشی کی ہو۔ (التہذیب)

۶۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے آیا اسے بھی غسل وکفن دیا جاتا ہے اور حنوط کیا جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر اسے اس کے (خون آلود) کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ (جب اس کو معرکہ سے اٹھایا جائے تو) اس میں کچھ رمق حیات باقی ہوں۔ اور بعد میں مرے۔ اسے غسل و کفن دیا جائے گا اور حنوط کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہ کو کفن دے کر اور نماز پڑھ کر دفن کیا تھا۔ کیونکہ ان کا لباس اتار لیا گیا تھا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیبین)

۷۔ دوسری روایت میں جو بروایت اسماعیل بن جابر و زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب حمزہ کو ان کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا تھا۔ ہاں اپنی طرف سے ایک چادر[1] کا اضافہ کیا تھا جو (طول میں چونکہ قدرے چھوٹی تھی لہذا جب) ان کے پاؤں تک نہ پہنچ سکی تو آپؐ نے ان پر "اذخر" نامی گھاس ڈال دی اور ان پر ستر بار نماز پڑھی اور ستر بار تکبیر کہی۔ (الفروع والتہذیب)

۸۔ زید بن علیؑ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: شہید کے جسم سے (۱) پوستین۔ (۲) موزہ۔ (۳) ٹوپی۔ (۴) پگڑی۔ (۵) کمربند۔ (۶) اور شلوار اتار لی جائے گی۔ مگر یہ کہ ان چیزوں کو خون لگا ہوا ہو۔ تو پھر ان کو اپنے حال پر رکھا جائے گا۔ (اور شہید کے ہمراہ ان کو دفن کیا جائے گا) البتہ کوئی بستہ چیز ہوگی تو اسے کھول دیا جائے گا (جیسے بٹن وغیرہ)۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال، التہذیب)

۹۔ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا: ان کو اپنے خون اور کپڑوں میں لپیٹ دو۔ (اور دفن کردو)۔ (مجمع البیان، طبرسی)

---

[1] ملا محسن فیض کاشانی مرحوم نے ان دو روایتوں کے درمیان اس طرح جمع کی ہے کہ شاید ان کے بعض کپڑے اتارے گئے تھے۔ اور اس کی آنحضرتؐ نے چادر کا اضافہ کر کے پورا کیا لیکن تمام کپڑے نہیں اتارے گئے تھے۔ ورنہ ان کو بطور کفن استعمال نہ کرتے (الوافی)۔ وھو فی محلہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۰۔ ابوالبختری وہب بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے عمار بن یاسر اور ہاشم بن عتبہ مرقال کو جنگ صفین میں غسل نہیں دیا تھا۔ بلکہ ان پر نماز (جنازہ) پڑھ کر ان کے (خون آلود) کپڑوں کے ساتھ دفن کر دیا تھا۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۵

جو شخص کسی گناہ میں مارا جائے اس کے غسل کے واجب ہونے کا بیان اور اس کے زخموں اور قطع شدہ سر کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علا بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کا سر اللہ کی نافرمانی (کسی گناہ کی وجہ سے) قطع کیا گیا تھا۔ آیا اسے غسل دیا جائے گا۔ یا اس کے ساتھ شہید والا سلوک کیا جائے گا؟ فرمایا: جب معصیت خدا میں مارا جائے پہلے تو اس کا خون دھو کر صاف کیا جائے گا۔ پھر اس پر خوب پانی ڈالا جائے گا۔ اور اس کے جسم کو ملا نہیں جائے گا۔ اس کے ہاتھوں اور دبر سے ابتداء کی جائے گی۔ اور اس کے زخموں کے اوپر کپاس رکھ کر دھاگوں سے باندھا جائے گا۔ اور کپاس رکھ کر اوپر پٹی باندھی جائے گی۔ اور جہاں سے سر کٹا ہوا ہے گردن کی اس جگہ کا بھی یہی حکم ہے کہ اس جگہ بہت سی کپاس رکھ کر اور اس پر حنوط (یعنی کافور) چھڑک کر اوپر سے اسے باندھ دیا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر سر دھڑ سے بالکل جدا ہو چکا ہو۔ مگر موجود ہو تو اسے کس طرح غسل دیا جائے گا؟ فرمایا: جب اس کے ہاتھ اور نچلے دھڑ کو غسل دیا جائے تو اس کی ابتداء سر سے کی جائے اور غسل کے بعد گردن پر کپاس رکھ کر اور اس کے ساتھ سر کو ملا کر کفن میں رکھا جائے۔ اسی طرح قبر میں اتارتے وقت بھی اسے جسم کے ساتھ لحد میں اتارا جائے اور اسے روبقبلہ رکھا جائے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی یا خصوصی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۶

جب میت کے جسم کے اجزاء کے بکھرنے کا اندیشہ ہو تو غسل میں صرف جسم پر پانی ڈالنا کافی ہے اور اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو پھر تیمم کافی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ضریس حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چیچک زدہ آدمی اور وہ شخص جس کے اعضا ٹوٹے

ہوئے ہوں۔اور جس کے جسم پر پھوڑے پھنسیاں ہوں (غسل میت) میں اس پر صرف پانی ڈالا جائے۔(یعنی بدن کو ملا نہیں جائے گا)۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ عمرو بن خالد جناب زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص آگ میں جل کر مر جائے تو اسے کس طرح غسل دیا جائے؟ فرمایا: اس پر پانی انڈیل دیا جائے اور نماز (جنازہ) پڑھ کر (دفن) کر دیا جائے۔(ایضاً' الفروع)

۳۔ عمرو بن خالد جناب زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمارا ایک ساتھی مر گیا ہے جسے چیچک کی بیماری تھی۔اگر ہم اسے غسل دیتے ہیں تو اس کی چمڑی ادھڑ جائے گی؟ فرمایا: اسے تیمم کرا دو۔(التہذیب)

باب ۱۷

جس شخص کا (زنا کاری کی وجہ سے) سنگسار کرنا (یا قتل کی وجہ سے) قصاص میں قتل کرنا واجب ہو اسے چاہیئے کہ غسل کر کے حنوط کرے اور کفن بھی پہن لے پس اس کے قتل کے بعد یہ امور ساقط ہو جائینگے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ مسمع کردین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس مرد اور جس عورت نے (زناء محصنہ میں) سنگسار کیا جاتا ہے وہ پہلے غسل کر لیں گے' حنوط کر لیں گے اور کفن پہن لیں گے پھر ان کو سنگسار کر کے اور ان پر نماز جنازہ پڑھ کے (دفن کر دیا جائے گا) اور جس شخص کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے اس کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ پہلے غسل کرنے کے بعد حنوط کر کے کفن پہن لے گا' پھر اسے قتل کیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھ کے (دفن کر دیا جائے)۔(الفروع' الفقیہ' التہذیب)

باب ۱۸

مسلمان کے لئے کافر کی میت کو غسل و کفن دینا اور دفن کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ کافر ذمی ہو یا مسلمان کا رشتہ دار حتیٰ کہ اس کا باپ بھی ہو اور یہی حکم باغیوں کا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار بن موسیٰ ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک نصرانی مسلمانوں کے ہمراہ سفر کر رہا تھا کہ مر گیا؟ فرمایا: کوئی مسلمان نہ اسے غسل دے اور نہ دفن کرے اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑا ہو (کر دعا کرے) اگرچہ وہ مرنے والا اس مسلمان کا باپ ہی ہو اور نہ ہی اس کی کوئی عزت و عظمت ہے۔(الفروع' الفقیہ'

دگدگی کے مقام پر۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو غسل دینے کے بعد (تولیہ وغیرہ سے) خشک کر چکو تو اسے کافور سے حنوط کرو۔ اس کے سجدہ کے آثار (اعضاء) پر اور تمام جوڑوں پر لگاؤ اور کچھ کافور اس کے منہ میں، کانوں میں، سر پر اور داڑھی پر بھی کرو۔ اور سینہ اور مقام ستر پر بھی! پھر فرمایا: مرد اور عورت کا حنوط ایک جیسا ہے۔ (ایضاً) ایسی ہی ایک اور روایت میں منہ اور کانوں میں کافور لگانے کا تذکرہ موجود ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جن حدیثوں میں منہ اور کانوں میں کافور لگانے کا تذکرہ ہے۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہاں حرف "فی" کو "علی" کے معنی میں لیا ہے یعنی منہ اور کانوں پر کافور لگایا جائے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ان کو تقیہ پر محمول کیا جائے۔۔۔ اور ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ ایسا کرنا صرف مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔۔۔ (واللہ العالم)

۶۔ شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! میت کے کانوں میں کوئی چیز نہ ٹھونسنا! اور اگر یہ خوف دامن گیر ہو کہ اس کے ناک کے نتھنوں سے کوئی چیز جاری ہوگی تو ان پر کچھ کپاس رکھ دو۔۔۔ اور اگر یہ خوف نہ ہو تو پھر کچھ نہ رکھو۔۔۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (غسل میت کے باب ۲۸ اور کفن و حنوط کے باب ۱۴ و ۱۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر ہو چکی ہیں۔

باب ۱۷

میت اٹھانے والے پلنگ یا تختے پر کافور لگانے کی کراہت۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پلنگ یا تختے پر کافور لگانے کی ممانعت فرمائی ہے جس پر میت کو اٹھایا جاتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ میت کو اس چیز کی دھونی دیتے تھے جس میں کستوری ہوتی تھی۔ اور بعض اوقات اس پلنگ یا تختے کو بھی حنوط کرتے تھے جس پر میت کو اٹھایا جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا نہیں کرتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا جواز پر محمول ہے (کہ حرام نہیں ہے ورنہ بنابر مشہور مکروہ ضرور ہے)۔

رکھو دو۔(مصباح شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں "الطین" سے مراد ایک خاص قسم کی مٹی ہے جو بطور تبرک قبر میں رکھی جاتی ہے اور وہ امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی مٹی ہے۔ اس کا قرینہ ظاہر ہے۔ جناب شیخ طوسیؒ نے بھی اس حدیث سے یہی معنی سمجھے ہیں اس لئے اس حدیث کو تربت حسینیہؑ کی حدیثوں میں درج کیا ہے۔ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۳

کفن میں سرخ رنگ کی مقام حبرہ کی بنی ہوئی یمنی چادر اور کپاس کا عمامہ اور اگر وہ نہ ہو تو سابری عمامہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سارا کفن بردِ یمانی کا ہونا چاہیئے اور اگر وہ نہ مل سکے تو پھر تمام کفن کپاس کا، اور اگر کپاس کا عمامہ نہ مل سکے تو پھر سابری[1] کا ہونا چاہیئے۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ ابو مریم انصاری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اسامہ بن زید کو سرخ رنگ کی بردِ یمانی میں کفن دیا تھا اور اس طرح حضرت امیر علیہ السلام نے سہل بن حنیف کو سرخ رنگ کی بردِ یمانی میں کفن دیا تھا۔ (الفروع، الکشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (مختلف ابواب میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۱۴ و ۳۰ میں) آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۴

میت کو کفن دینے اور حنوط کرنے کی کیفیت اور اس کے دوسرے بعض احکام۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو حنوط کرنا چاہو تو کافور اور اس سے سجدہ والے مقامات پر اور اس کے تمام جوڑوں پر اور سر و ریش اور سینہ پر بطور حنوط لگاؤ۔۔۔ اور فرمایا: مرد و عورت کے حنوط کرنے کا طریقہ ایک جیسا ہے۔۔۔ پھر فرمایا: میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میت کے پیچھے آتشدان لے جایا جائے۔ (الفروع، التہذیبین)

---

[1] باریک قسم کا ایک کپڑا جس میں کچھ ریشم کی بھی آمیزش ہوتی ہے۔ (مراۃ العقول)

۴۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (قبروں پر) پانی چھڑکنا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھا۔ اور دفن کے وقت قبروں پر تر و تازہ جریدہ رکھنا پہلے زمانہ میں رائج تھا۔ (پھر متروک ہوگیا۔۔۔ جسے آنحضرتؐ نے از سرِ نو زندہ کیا بہرحال) میت کے لئے جریدہ کا رکھنا مستحب ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے قبل (سابقہ ابواب میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے اطلاق کے ساتھ اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

تربت حسینیہؑ (خاک شفاء) کا میت کے ساتھ حنوط میں، کفن میں اور قبر میں رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری بیان کرتے ہیں کہ میں نے فقیہ (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں آپؑ سے قبر کی مٹی (خاک شفاء) کے متعلق دریافت کیا تھا کہ آیا میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی توقیع مبارک کو پڑھا ہے اور اسی سے یہ حدیث نقل کی ہے۔۔۔ اس کی قبر میں بھی رکھی جائے اور اس کے حنوط کے ساتھ بھی ملائی جائے انشاء اللہ۔ (التہذیب، الاحتجاج)

۲۔ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب منتھی المطلب میں مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تھی جو زنا کرتی تھی اور اس کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوتی تھی انہیں اس خوف و خدشہ کے پیش نظر کہ اس کے اہل خاندان کو پتہ نہ چل جائے آگ میں جلا دیتی تھی۔ اس کی اس ناشائستہ حرکت کا سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو علم نہ تھا۔ پس جب اس کی وفات ہوئی اور اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ قبر پھٹ گئی (اور لاش ظاہر ہوگئی)۔ پھر اسے دوسری جگہ دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر وہاں بھی وہی ماجرا پیش آیا۔ اس کے عزیز و اقارب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ امامؑ نے اس کی ماں سے پوچھا: یہ کیا کیا گناہ کرتی تھی؟ اس نے اس کا سارا کرتوت بتا دیا۔ فرمایا: اسی لئے زمین اسے قبول نہیں کر رہی۔ کیونکہ وہ مخلوق خدا کو خدا کے عذاب سے عذاب دیتی تھی۔ اس کی قبر میں تھوڑی سی تربت حسینیہؑ رکھو۔ چنانچہ جب ایسا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا دیا۔

۳۔ جعفر بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: تمہارا کیا نقصان ہوتا ہے اگر میت کو دفن کرتے اور خاک پر لٹاتے وقت اس کے چہرہ کے بالمقابل سر کے نیچے ایک خاص مٹی کی اینٹ

جریدہ رکھا جائے۔ (ایضاً)

۶۔ ایوب بن نوح بیان کرتے ہیں کہ احمد بن القاسم نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ ایک مؤمن کا انتقال ہو جاتا ہے۔ غاسل اسے غسل دیتا ہے مگر وہاں مرجۂ (حنفیہ) کی ایک جماعت موجود ہے۔ تو آیا اسے مخالفین کی طرح (تقیۃً) غسل دے اور عمامہ نہ بندھوائے اور نہ ہی اس کے ہمراہ جریدہ رکھے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: اگرچہ مخالف موجود ہوں۔ مگر غاسل کو چاہیئے کہ غسل بھی مؤمنوں والا دے۔ اور جریدہ بھی ضرور رکھے اگرچہ چھوٹا سا ہو۔ ان سے چھپا کر رکھے۔ جسے وہ نہ دیکھ سکیں۔ اس بارے میں اپنی پوری کدوکاش کرے۔ (تہذیب الاحکام)

۷۔ شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جب خداوند عالم نے جناب آدمؑ کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیجا۔ تو انہیں وحشت و گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ انہیں جنت کے درختوں میں سے کسی درخت کے ساتھ مانوس کیا جائے! تو خداوند عالم نے ان کے پاس کھجور کا درخت نازل کیا۔ تو آپ اس سے زندگی بھر مانوس ہوتے رہے اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنی اولاد سے فرمایا کہ میں زندگی بھر اس درخت سے مانوس رہا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ مرنے کے بعد بھی اس سے مانوس رہوں گا۔ لہٰذا جب میری وفات واقع ہو جائے تو اس کی ایک شاخ لے کر اسے دو نیم کر دینا اور اسے میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ ان کی اولاد نے ایسا ہی کیا۔ اور ان کے بعد والے انبیاءؑ بھی ایسا ہی کرتے رہے۔ پھر جاہلیت کے زمانہ میں یہ رسم ختم ہو گئی۔ تو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر اسے دوبارہ زندہ کیا پس اب وہ (قیامت تک) ایسی سنت قرار پا گئی جس کی اتباع و پیروی ہوتی رہے گی۔ (التہذیب والمقنعہ)

۸۔ موصوف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: جریدہ نیکوکار اور بدکار دونوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ آنے والے ابواب میں بھی ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

مستحب یہ ہے کہ جریدتین کھجور کے ہوں وہ نہ مل سکیں تو بیری کے، وہ نہ ملیں تو خلاف کے اور اگر وہ بھی دستیاب نہ ہوں تو پھر انار کے، ورنہ کسی بھی سرسبز درخت کے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن بلال نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو خط ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے شہر میں انتقال کر جائے جہاں کھجور نہ ہو تو آیا اس کی بجائے کسی اور درخت سے جریدہ بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ آپؑ کے آباء طاہرینؑ سے مروی ہے

باب ۷

دو سر سبز جریدے میت کے ہمراہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلم انداز کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میت کے ساتھ جریدہ نہ رکھا جائے تو کیا ہوتا ہے؟ امامؑ نے (جریدہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے) فرمایا: (اس کی برکت سے) مرنے والے سے عذاب و حساب دور ہو جاتا ہے جب تک وہ تر رہیں۔ (پھر) فرمایا: اور یہ عذاب (فشار قبر) اور حساب دونوں ایک ہی دن اور اس کی بھی ایک ساعت میں ہوتے ہیں اور صرف اس قدر دیر لگتی ہے جس قدر مرنے والا قبر میں داخل ہوتا ہے اور لوگ واپس جاتے ہیں۔ اسی لئے یہ شاخیں رکھی جاتی ہیں کہ اس وقت یہ (ٹل جائیں) اس کے بعد جب خشک ہو جائینگی تو نہ عذاب ہوگا اور نہ حساب و کتاب۔ (الفروع، الفقیہ، العلل، التہذیب)

۲۔ یحییٰ بن عبادہ مکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ سوال کرتے ہوئے سنا کہ میت کے ہمراہ سبز شاخیں کیوں رکھی جاتی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی موت کی اطلاع دی گئی اور آنحضرتؐ وہاں تشریف لے گئے۔ تو اس کے قرابتداروں سے فرمایا: اپنے ساتھی کی تخضیر کرو! (اس کے کفن میں سرسبز جریدہ رکھو)۔ پھر فرمایا: بروز قیامت سرسبز جریدے والے کس قدر کم ہوں گے؟ (کیونکہ اکثریت والے تو رکھتے ہی نہیں) اس نے عرض کیا: تخضیر کیا ہے؟ فرمایا: سرسبز شاخ ہے جو ہاتھوں سے لے کر ہنسلی کی ہڈی تک میت کے ہمراہ رکھی جاتی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، معانی الاخبار)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ روایت اسی طرح وارد ہوئی ہے مگر عملاً کھجور کی سبز شاخوں کے دو جریدے رکھنا واجب ہیں۔ اور مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک جریدہ پر بھی اکتفا کرنا جائز ہے۔

۳۔ حسن بن زیاد الصیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے ہمراہ دو شاخیں رکھی جاتی ہیں ایک اس کی دائیں طرف اور دوسری اس کی بائیں طرف۔ پھر فرمایا: یہ جریدہ مؤمن اور کافر دونوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حریز، فضیل اور عبدالرحمن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ میت کے ساتھ جریدہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ فرمایا: جب تک وہ تر رہتا ہے میت سے عذاب دور رہتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مستحب ہے کہ مرنے والے کے ہمراہ قبر میں تر و تازہ

حضرت علی علیہ السلام کے لئے اور تیسرا حصہ میرے لئے۔ (کشف الغمہ)

۵۔ عیسیٰ بن المستفاد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت میں سے یہ بھی تھا کہ مجھے کافور دیا جائے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے مجھے بلایا اور فرمایا: یا علیؑ! و یا فاطمہؑ! یہ میرا جنتی حنوط ہے جو جبرئیل میرے لئے لائے ہیں اور وہ تم دونوں کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں اسے باہم تقسیم کرو پس اس کا ایک ثلث میرے لئے ہے۔ باقیماندہ مقدار میں علیؑ نگران ہوں گے۔ یہ فرما کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے اور دونوں کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور فرمایا: یا علیؑ! کہو باقیماندہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپؑ نے عرض کیا: باقیماندہ میں سے نصف تو جناب سیدہ کے لئے ہے! اور باقی کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: وہ تمہارے لئے ہے۔ اسے اپنے قبضہ میں لے لو۔ (الطرف لابن طاؤس)

باب ۴

میت کو اس کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے جس میں وہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا تھا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو کفن دینا چاہو تو اگر ممکن ہو تو اس کے کفن میں اس پاک و پاکیزہ کپڑے کو بھی شامل کرو جس میں وہ نماز پڑھتا تھا۔ کیونکہ اس کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے جس میں وہ نماز پڑھتا تھا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن سہل اپنے والد (سہل) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جن کپڑوں میں مرنے والا نماز پڑھتا تھا اور روزہ رکھتا تھا۔ آیا اسے ان کپڑوں میں کفن دیا جائے؟ فرمایا: میں اس کفن کو (یعنی قمیص) کو پسند کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) نے میرے نام وصیت میں فرمایا تھا کہ میں ان کو تین کپڑوں میں کفن دوں جن میں سے ایک وہ یمنی چادر تھی جس میں وہ بروز جمعہ نماز پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

التہذیب)

۲۔ یحییٰ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے مسلمانوں کو اس بات کی ممانعت فرمائی کہ وہ اپنے رشتہ دار کافر ذمی یا مشرک کو غسل و کفن دیں یا اس پر نماز پڑھیں یا اس سے پناہ لیں (یا اسے دفن کر دیں)۔ (المعتبر)

۳۔ صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ ایک بار معاویہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم نے آپ کے باپ کے شیعہ حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ امامؑ نے فرمایا: تم نے ان سے کیا سلوک کیا؟ کہا: ہم نے پہلے انہیں قتل کیا۔ پھر ان کو کفن دیا پھر ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ امام حسین علیہ السلام معاویہ کی یہ بات سن کر مسکرائے اور فرمایا: معاویہ! یہ لوگ (بروز قیامت) تیرے دشمن ہوں گے (اور بارگاہ قہار میں مقدمہ پیش کرکے تمہیں لے ڈوبیں گے کہ (تو نے ان کو مسلمان سمجھتے ہوئے شہید کیا) مگر (یاد رکھ) اگر ہم تمہارے پیروکاروں کو قتل کرتے تو ان کو کفن نہ دیتے' نہ ان پر نماز جنازہ پڑھتے اور نہ ان کو دفن کرتے کیونکہ باغیوں کا کفن دفن جائز نہیں ہے۔ (احتجاج طبرسی)

باب ۱۹

جب کوئی مسلمان مر جائے اور کوئی مسلمان مرد یا کوئی مسلمان محرم عورت موجود نہ ہو۔ مگر نصرانی موجود ہو یا کوئی مسلمان عورت مر جائے اور کوئی مسلمان عورت یا محرم مرد موجود نہ ہو مگر نصرانیہ ہو تو اس کے غسل دینے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار بن موسیٰ ایک طویل حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خدمت امامؑ میں عرض کیا کہ ایک مسلمان مرد مر جاتا ہے مگر وہاں کوئی مسلمان مرد یا اس کی کوئی محرم مسلمان عورت نہیں ہے۔ ہاں البتہ نصرانی مرد اور نامحرم مسلمان عورتیں موجود ہیں؟ (اسے غسل کون دے؟) فرمایا: حالت اضطرار ہے۔ اس لئے نصرانی پہلے خود غسل کریں پھر اسے غسل دیں۔ پھر عرض کیا اگر کوئی مسلمان عورت مر جائے اور وہاں کوئی مسلمان عورت یا کوئی محرم مسلمان مرد موجود نہ ہو۔ ہاں نصرانی عورت یا نامحرم مسلمان مرد موجود ہو تو؟ فرمایا: نصرانیہ پہلے خود غسل کرے پھر اسے غسل دے۔ (الفروع' الفقیہ)

۲۔ عمرو بن خالد جناب زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ہمارے ہاں ایک (مسلمان) عورت مر گئی ہے مگر کوئی محرم مسلمان مرد موجود نہ تھا (اور نہ ہی کوئی مسلمان عورت؟) آنحضرتؐ نے پوچھا: پھر تم نے کیا کیا؟ عرض کیا:

ہم نے اس پر پانی ڈال دیا۔ فرمایا: تمہیں جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی کوئی عورت نہ مل سکی جو اسے غسل [1] دیتی؟ عرض کیا: نہ۔ فرمایا: پھر تم نے تیمم کیوں نہ دیا؟ (تہذیبین)

باب ۲۰

عورت اپنے محرم مردوں کو اور مرد اپنی محرم عورتوں کو غسل دے سکتے ہیں اور مستحب یہ ہے کہ کپڑے کے اوپر سے دیں۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی سفر پر نکلا۔ جبکہ اس کی زوجہ اس کے ہمراہ تھی۔ (جس کا انتقال ہو گیا) آیا وہ اسے غسل دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ بلکہ اپنی ماں، بہن اور ان جیسی دوسری محارم کو بھی دے سکتا ہے۔ البتہ ان کی شرم گاہ پر کپڑا ڈال دے۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا: ایک آدمی کا انتقال ہو گیا۔ مگر غسل دینے کے لئے سوائے عورتوں کے کوئی مرد نہیں ہے! فرمایا: اگر ان عورتوں میں اس کی زوجہ یا محارم موجود ہیں تو وہ اسے غسل دیں اور دوسری عورتیں اوپر پانی ڈالیں۔ (الفروع، تہذیبین)

۳۔ عمار بن موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک مسلمان مرد سفر کی حالت میں مر گیا۔ اور وہاں کوئی مسلمان مرد نہیں ہے۔ ہاں صرف نصرانی مرد موجود ہیں یا اس کی مسلمان خالہ اور پھوپھی موجود ہیں اس کے غسل کا کیا کیا جائے؟ فرمایا: اس کی خالہ اور پھوپھی قمیص کے اوپر سے غسل دیں اور نصرانی اس کے قریب نہ جائیں۔ پھر عرض کیا گیا: ایک مسلمان عورت مر جاتی ہے مگر اس کے ہمراہ کوئی مسلمان عورت نہیں ہے۔ وہاں صرف نصرانی عورتیں ہیں یا اس کا مسلمان ماموں اور چچا (اس کے غسل کا کیا کیا جائے؟) فرمایا: اس کا ماموں اور چچا اسے غسل دیں مگر جس طرح یہ اپنے محارم کو غسل دیتی ہیں مگر قمیص کے اوپر سے۔ اور نصرانیہ اس کے قریب نہ جائے۔ پھر قمیص کے اوپر پانی ڈالا جائے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

---

[1] یہ حکم اسی طرح ہمارے فقہاء میں مشہور ہے۔ اور اس کا مدرک یہی دو روایتیں ہیں جو اس باب میں مذکور ہیں اور یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔ کیونکہ ان میں سے پہلی روایت کے اکثر راوی فطحی (عبداللہ افطح بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کے قائل اور امام موسیٰ کاظمؑ اور ان کے بعد والے پانچ اماموں کی امامت کے منکر ہیں)۔ اور دوسری روایت کے اکثر راوی زیدی (جناب زید بن امام زین العابدینؑ کی امامت کے قائل اور امام محمد باقرؑ اور ان کے بعد والے اماموں کے امامت کے منکر) ہیں اور پھر یہ روایتیں اہل کتابؑ کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں۔ حالانکہ اظہر و اشہر قول یہ ہے کہ اہل کتاب مشرک ہونے کی بنا پر نجس ہیں۔ "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ"۔ اس لئے یہ حکم اشکال و تردد سے خالی نہیں ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی مرد مر جائے اور وہاں صرف عورتیں موجود ہوں تو اسے اس کی زوجہ غسل دے اور اگر وہ نہ ہو تو پھر میراث لینے میں جو سب سے زیادہ قریب ہے وہ دے مگر ہاتھوں پر کپڑے کا ٹکڑا لپیٹ لے۔ (تہذیبین)

۵۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت کا ایسی جگہ انتقال ہوتا ہے جہاں سوائے مردوں کے کوئی عورت موجود نہیں ہے؟ فرمایا: ان مردوں میں اگر اس کا شوہر یا کوئی محرم نہیں ہے تو بغیر غسل کے اسے اس کے کپڑوں سمیت دفن کر دیں (اور اگر شوہر یا کوئی محرم مرد موجود ہے تو وہ اس کی شرم گاہ پر نظر کئے بغیر اسے غسل دینگے)۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر کسی مرد کا سفر میں کسی ایسی جگہ انتقال ہو جائے جہاں سوائے عورتوں کے کوئی مرد موجود نہ ہو تو؟ فرمایا: اگر ان عورتوں میں کوئی ایسی عورت نہ ہو (جو اس کی بیوی یا محرم ہو) تو پھر بغیر غسل کے اپنے کپڑوں میں دفن کر دیا جائے۔ اور اگر کوئی ایسی عورت موجود ہو تو پھر اس کی قمیص کے اوپر سے بغیر اس کی شرم گاہ پر نظر ڈالے اسے غسل دیا جائے۔ (تہذیبین)

۶۔ عمرو بن خالد جناب زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی شخص سفر کی حالت میں مر جائے۔۔۔ اور اس کے ساتھ اس کی محرم عورتیں موجود ہوں تو وہ اسے تہمند بندھوا کر اس پر پانی ڈالیں گی۔ اور اس کے جسم کو مس بھی کرینگی مگر اس کے ستر کو مس نہیں کرینگی۔ (ایضاً)

۷۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی مرد مر جائے اور سوائے عورتوں کے وہاں کوئی مرد موجود نہ ہو تو؟ فرمایا: اگر ان میں کوئی اس کی محرم ہے تو وہ میت کے کپڑے اتارے بغیر غسل دے گی اور دوسری عورتیں اوپر سے پانی ڈالیں گی۔ اور اگر کوئی عورت مر جائے اور وہاں نہ کوئی عورت ہو اور نہ کوئی محرم مرد تو اسے بغیر غسل کے کپڑوں سمیت دفن کر دیا جائے۔ اور اگر کوئی محرم موجود ہو تو وہ اسے کپڑوں کے اوپر سے غسل دے۔ (ایضاً والفقیہ)

۸۔ ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی مرد کسی عورت کو غسل نہ دے مگر یہ کہ جب کوئی عورت موجود نہ ہو۔ (ایضاً)

۹۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی لڑکی مر جائے اور اس کے غسل کے لئے کوئی عورت نہ مل سکے تو اسے وہ مرد غسل دے گا جو (وراثت میں) سب سے زیادہ قریب ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۲ میں) آئینگی انشاءاللہ۔

باب ۲۱

جب کوئی عورت مر جائے اور کوئی عورت یا محرم مرد موجود نہ ہو یا مرد مر جائے اور کوئی مرد یا کوئی محرم عورت موجود نہ ہو تو غسل ساقط ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن علی الحلبی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی عورت سفر میں مر جائے اور وہاں کوئی عورت اور کوئی محرم مرد موجود نہ ہو؟ تو فرمایا: (بغیر غسل) اپنے کپڑوں میں دفن کی جائے گی۔ پھر عرض کیا: اگر کوئی مرد مر جائے اور وہاں نہ کوئی مرد ہو اور نہ ہی کوئی محرم عورت ہاں صرف نامحرم عورتیں ہوں تو؟ فرمایا: (بغیر غسل کے) کپڑوں سمیت اسے دفن کیا جائے گا۔ (الفقیہ، تہذیبین)

۲۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ سفر کی حالت میں ایک مرد مر جاتا ہے۔ اور سوائے (نامحرم) عورتوں کے وہاں کوئی مرد موجود نہیں ہے۔ وہ کیا کریں؟ فرمایا: وہ اسے اس کے کپڑوں میں لپیٹ دیں اور غسل دیئے بغیر اسے دفن کر دیں۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا اگر کوئی عورت مر جائے اور وہاں سوائے (نامحرم) مردوں کے اور کوئی موجود نہ ہو تو؟ فرمایا: اسے اپنے کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا اور اسے غسل نہ دیا جائے گا۔ (تہذیب)

۴۔ ابوالصباح الکنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو سفر میں یا کسی ایسی زمین میں مر جاتا ہے اور وہاں سوائے (نامحرم) عورتوں کے اور کوئی موجود نہیں ہوتا؟ فرمایا: اسے غسل کے بغیر دفن کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی عورت ایسی جگہ مر جائے جہاں سوائے (نامحرم) مردوں کے اور کوئی نہ ہو۔ تو اسے بھی بغیر غسل کے دفن کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ اس کا شوہر ہمراہ ہو۔۔۔ (تو وہ غسل و کفن وغیرہ فرائض ادا کرے گا)۔ (الفروع، تہذیبین)

۵۔ شیخ طوسی باسناد خود محمد بن احمد بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہا مروی ہے کہ جب کوئی لڑکی مر جائے جس کی عمر پانچ یا چھ سال سے کم[1] ہو اور وہاں سوائے (نامحرم) مرد کے کوئی موجود نہ ہو تو اسے غسل کے بغیر دفن کر دیا جائے گا۔ (تہذیب الاحکام)

---

[1] اس روایت کی وضاحت باب ۲۳ کی حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں آ رہی ہے۔ فانتظر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۲

جب کوئی عورت مرجائے اور وہاں کوئی عورت اور محرم مرد نہ ہو تو مستحب ہے کہ کپڑوں کے اوپر سے مرد اسے غسل دیں۔ یا اس کے منہ اور ہاتھوں کو دھوئیں یا اسے تیمم کرائیں اور یہی حکم اس مرنے والے مرد کا ہے جس کے پاس کوئی مرد یا محرم عورت نہ ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ اس مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ ایک عورت مردوں کے ہمراہ سفر کر رہی تھی جن میں نہ کوئی اس کا محرم تھا اور نہ ہی کوئی عورت۔ اس کا انتقال ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ فرمایا: اس کے جسم کے وہ حصے دھوئے جائیں گے جن پر خدا نے تیمم فرض کیا ہے۔ مگر اسے نہ ہاتھ لگایا جائے گا۔ اور نہ انؑ کے جسم کے ان حصوں سے کپڑا اٹھایا جائے گا جن کے چھپانے کا خدا نے حکم دیا ہے! راوی نے عرض کیا پھر کیا کیا جائے گا؟ فرمایا: پہلے اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں دھوئی جائیں گی پھر چہرہ' پھر اس کے ہاتھوں کی پشت۔ (کتب اربعہ)

۲۔ داؤد بن فرقد بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی تھے جنہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت چند مردوں کے ہمراہ تھی جو مر گئی۔ اور ان مردوں میں اس کا کوئی محرم نہیں ہے۔ آیا وہ اس کو کپڑوں کے اوپر سے غسل دے سکتے ہیں؟ فرمایا: یہ بات ان لوگوں کے لئے باعث عیب بن جائے گی۔ البتہ وہ اس کی دونوں ہتھیلیوں کو دھوئیں۔ (کتب الاربعہ)

۳۔ عمرو بن خالد جناب ابن علیؑ سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مرد سفر میں عورتوں کے ہمراہ ہو اور وہ مر جائے۔ اور ان عورتوں میں نہ اس کی کوئی بیوی ہو اور نہ ہی کوئی محرم! تو وہ اسے گھٹنوں تک تہمند بندھائیں۔ اور بغیر اس کے کہ اسے ہاتھ لگائیں اور بغیر اس کے کہ اس کے ستر کی طرف نگاہ کریں۔ اس کے اوپر پانی ڈالیں اور اسے پاک و صاف کریں۔ (تہذیبین)

۴۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مرد کے بارے میں فرمایا جس کا اس حال میں انتقال ہو کہ سوائے (نامحرم) عورتوں کے اس کے پاس کوئی مرد نہ ہو۔ کپڑے کے اوپر سے اس پر پانی ڈالیں اور اسے سینے کے نیچے سے کفن میں لپیٹ کر اور اس پر نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں دفن کر دیں۔ اور اگر کسی عورت کا اس حال میں انتقال ہو کہ اس کے پاس سوائے (نامحرم) مردوں کے کوئی عورت نہ ہو۔ تو وہ کپڑے کے اوپر سے اس پر پانی ڈالیں۔ اور اسے کفن میں لپیٹ کر

اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق سوال کیا جس کا سفر میں اس طرح انتقال ہوا کہ وہاں نہ کوئی عورت تھی اور نہ کوئی محرم مرد؟ فرمایا: اس کے وضو والے اعضاء کو دھویا جائے گا اور پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کے بعد اسے دفن کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی عورت (نامحرم) مردوں کے ہمراہ ہو اور مر جائے۔ اور غسل کے لئے کوئی عورت نہ مل سکے تو اسے بعض مرد کپڑوں کے اوپر سے غسل دیں گے (اوپر پانی ڈالیں گے) اور مستحب ہے کہ اپنے ہاتھوں پر دست پوش باندھ لیں۔ (ایضاً)

۷۔ ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی عورت کسی ایسے گروہ کے ساتھ ہو اور مر جائے۔ کہ جن میں اس کا کوئی محرم نہ ہو۔ (اور غسل کے لئے کوئی عورت نہ مل سکے) تو وہ مرد اس پر پانی ڈالیں گے اور جب کوئی مرد ایسی عورتوں کے ہمراہ ہو جن میں اس کی کوئی محرم نہ ہو۔ تو ابوحنیفہ نے کہا کہ وہ اس پر پانی ڈالیں گی! اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ان کے لئے جائز ہے کہ اس کے ان اعضاء (وضو) کو مس کریں جن کی طرف اس کی زندگی میں ان کے لئے نگاہ کرنا جائز تھی۔ اور جب جسم کے اس حصہ تک پہنچیں جس پر اس کی زندگی میں ان کے لئے نگاہ کرنا جائز نہ تھی اور نہ مس کرنا تو اس پر پانی ڈالیں گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔ اسی لئے فقہاء نے ان حدیثوں کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ جناب شیخ طوسیؒ اور بعض دوسرے علماء نے یہ بیان کیا ہے۔ اور آئندہ جہاں یہ ذکر کیا جائے گا تا کہ شوہر اپنی زوجہ پر نماز جنازہ پڑھانے میں سب سے مقدم ہے۔ وہاں کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیگی جو فی الجملہ اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۳

تین سال یا اس سے کم عمر کے بچہ کو عورت غسل دے سکتی ہے۔
اسی طرح تین سال یا اس سے کم عمر کی بچی کو مرد غسل دے سکتا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوالنمیر مولی الحرث النصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بچے کے متعلق فرمائیں کہ کس عمر تک اسے عورتیں غسل دے سکتی ہیں؟ فرمایا: تین سال تک۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا' کیا بچہ کو عورتیں غسل دے سکتی ہیں؟ فرمایا: ہاں بچوں کو عورتیں غسل دے سکتی ہیں۔ پھر بچی کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ مرگئی۔ مگر غسل دینے کے لئے کوئی عورت نہیں ملتی؟ فرمایا: اسے وہ مرد غسل دے گا جو (رشتہ میں) سب سے زیادہ اس کے قریب ہے۔ (التہذیب)

۳۔ شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جب پانچ یا چھ سال سے کم عمر کی بچی مرجائے اور صرف مرد موجود ہو۔ تو اسے بغیر غسل دفن کر دیا جائے گا۔ (ایضاً) (چونکہ روایت اور فتویٰ کے اعتبار سے مشہور یہ ہے کہ تین سال کی عمر تک غسل دینے میں ذکوریت و انوثیت میں مماثلت ضروری نہیں ہے اس لئے) مؤلف علامؒ اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس کی عمر تین سال سے زیادہ ہو۔ (گوکہ پانچ یا چھ سال سے کم ہو)۔ اور سید ابن طاؤسؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں لفظ ''اقل'' (پانچ یا چھ سال سے کم) کی لفظ اشتباہ ہے۔ اصل میں لفظ ''اکثر'' ہے (یعنی جب پانچ یا چھ سال سے زیادہ ہو)۔ جیسا کہ حضرت شیخ صدوقؒ نے الفقیہ میں اس روایت کو جس طرح نقل کیا ہے اس میں ''اقل'' کی بجائے ''اکثر'' کی لفظ وارد ہے۔ فراجع۔ اور اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ اگر بچی کی عمر پانچ سال سے کم ہو تو اسے غسل دیا جائے گا۔

باب ۲۴

شوہر کا اپنی مرحومہ بیوی کو اور بیوی کا اپنے مرحوم شوہر کو غسل دینا جائز ہے۔ ہاں مستحب یہ ہے کہ کپڑے کے اوپر سے ہو۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا شوہر کے لئے جائز ہے کہ اپنی مرحومہ بیوی پر نگاہ کرے اور اسے غسل دے اگر غسل کے لئے (عورت) موجود نہ ہو۔ اسی طرح آیا عورت کے لئے جائز ہے کہ اپنے مرحوم شوہر پر نظر کرے اور اسے غسل دے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ یہ کام عورت کے رشتہ داروں کو انجام دینا چاہیئے مبادا وہ اس بات کو پسند نہ کرتے ہوں کہ شوہر عورت کی کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ پسند نہ کرتے ہوں۔ (کتب اربعہ)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ آیا شوہر اپنی مرحومہ بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کپڑے کے اوپر سے! (الفروع' التہذیبین)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سے پوچھا گیا کہ اگر ایک مرد مرجائے۔ اور عورتوں

کے سوا کوئی غسل دینے والا نہ ہو تو؟ فرمایا: اگر اس کی زوجہ یا کوئی محرم عورت موجود ہو تو وہ غسل دے گی! اور دوسری عورتیں اس پر پانی ڈالیں گی۔ اور جب عورت مر جائے تو اس کے متعلق فرمایا کہ اس کا شوہر قمیص کے نیچے ہاتھ لے جا کر اسے غسل دے گا۔ (ایضاً)

۴۔ مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو کس نے غسل دیا تھا؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے۔ راوی کہتا ہے میں یہ جواب سن کر قدرے گھبرا گیا۔ آپؑ نے (حقیقت حال بھانپ کر) فرمایا: گویا کہ تم اس جواب سے تنگ دل ہو رہے ہو؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: دل تنگ نہ ہو۔ وہ صدیقہ تھیں اور ان کو سوائے صدیق کے کوئی غسل نہیں دے سکتا۔ چنانچہ جناب مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ نے ہی غسل دیا تھا۔ (الغرض یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو جناب امیر علیہ السلام نے ہی غسل دیا تھا)۔ (الفروع، العلل والتہذیب والاستبصار)

۵۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے اس مرد کے متعلق جو سفر میں یا زمین کے کسی ایسے حصے میں مر جائے کہ وہاں (نامحرم) عورتوں کے سوا کوئی مرد نہ ہو۔ فرمایا: اسے غسل کے بغیر دفن کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اس عورت کے متعلق فرمایا: جو کہیں مر جائے۔ اور سوائے (نامحرم) مردوں کے اور کوئی موجود نہ ہو تو اسے بھی بغیر غسل دفن کر دیا جائے گا مگر یہ کہ اس کا شوہر اس کے ہمراہ ہو۔ تو وہ قمیص کے اوپر سے غسل دے گا۔ اور اوپر سے پانی ڈالے گا۔ اسی طرح اگر زوجہ موجود ہو تو وہ اپنے شوہر کو غسل دے گی۔ (پھر فرمایا) عورت مرد کی مانند نہیں ہے۔ عورت جب مر جاتی ہے تو اس کا منظر بڑا بھیانک ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وفات سے لے کر قبر میں اتارنے تک (تمام احکام میں) شوہر اپنی بیوی کے متعلق سب سے زیادہ حقدار ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کوئی عورت مر جائے تو آیا اس کا شوہر اس کے منہ اور سر پر نگاہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۸۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ آیا شوہر اپنی مرنے والی زوجہ کو غسل دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کپڑے کے اوپر سے! اس کے بالوں اور دوسرے جسم پر (احتیاطاً) نظر نہ کرے! اور عورت اپنے شوہر کو (کپڑے کے بغیر بھی) غسل دے سکتی ہے! کیونکہ جب شوہر مر جائے تو عورت اس کی عدت میں ہوتی ہے بخلاف عورت کے کہ جب وہ مر جائے تو شوہر عدت نہیں رکھتا۔ (تہذیبین)

۹۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی مرد مر جائے اور سوائے عورتوں کے وہاں اور کوئی موجود نہ ہو تو اس کی زوجہ اسے غسل دے گی کیونکہ وہ ابھی کی عدت میں ہے۔ اور جب کوئی عورت مر جائے (اور وہاں کوئی عورت نہ ہو تو) اس کا شوہر اسے غسل نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ عدت میں نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ وہ کپڑے کے بغیر ننگے بدن اسے غسل نہیں دے سکتا۔ اور صاحب منتقی الجمان نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ یہ مخالفین کے مشہور مذہب کے موافق ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب عورتیں موجود ہوں تو اسے کراہت پر محمول کیا جائے۔

۱۰۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب سفر کی حالت میں میاں اور بیوی میں سے کوئی مر جائے اور کوئی مماثل موجود نہ ہو تو وہ ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ اسماء بنت عمیس بیان کرتی ہیں کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی وفات کے بعد میں اور حضرت علیؑ ہی ان کو غسل دیں چنانچہ میں نے اور حضرت امیر علیہ السلام نے انہیں غسل دیا۔ (کشف الغمہ)

۱۲۔ نیز مروی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اسماء کو حکم دیا وہ غسل دینے میں (شریک تھیں) اور حسنین شریفین کو حکم دیا وہ پانی لا رہے تھے۔ پھر راتوں رات ان کو (نماز جنازہ پڑھا کر) دفن کر کے قبر برابر کر دی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد نماز جنازہ (کے باب ۲۴ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

ام الولد کنیز اپنے آقا کو غسل دے سکتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے وصیت کی تھی کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو ان کی ایک ام ولد کنیز تھی وہ ان کو غسل دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بہت سی حدیثوں میں وارد ہے کہ امامؑ کو صرف امام ہی غسل دے سکتا ہے۔۔ بنابریں اس وصیت کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ (کنیز) امامؑ کے غسل میں شرکت کریں اور غسل دینے میں مدد کریں جس طرح اسماء بنت عمیس نے جناب سیدہؑ کے غسل میں جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ یا یہ جواز پر محمول ہے کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔ اگرچہ در باطن اس کار خیر کے متولی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہی تھے۔ جیسا کہ بعض اخبار میں اس کی صراحت مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۲۶

میت کو غسل وہ دے گا جو سب سے زیادہ قرابت دار ہوگا یا جسے وہ حکم دے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ غیاث بن ابراہیم الرزامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ (اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آنجناب نے فرمایا: میت کو وہ غسل دے جو سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو وہ غسل دے گا جو سب سے زیادہ اس کا قریبی قرابت دار ہوگا۔ یا جسے یہ ولی حکم دے گا۔ (الفقیہ)

باب ۲۷

غسل میت میں پانی کی کوئی مقدار معین نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ محمد بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن الحسن الصفار نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ دریافت کیا تھا کہ غسل میت کے لئے پانی کی کیا مقدار ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا غسل میت کی حد یہ ہے کہ اسے اس قدر غسل دیا جائے کہ پاک و پاکیزہ ہو جائے انشاء اللہ۔ (الفروع)

۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے (اسی روایت کو کچھ الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے کہ) صفار نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو لکھا جس طرح جب کے لئے چھ رطل، حائض کے لئے نو رطل پانی مقرر ہے۔ آیا اسی طرح غسل میت کے لئے بھی پانی کی کچھ مقدار مقرر ہے؟ آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: غسل میت کی حد یہ ہے کہ اسے اس قدر غسل دیا جائے کہ پاک و صاف ہو جائے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الفقیہ)

شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس امامؑ کا یہ کلام مبارک ان کی کچھ دوسری توقیعات کے ہمراہ موجود ہے۔ (زہے نصیب)۔

باب ۲۸

میت کو غسل دینے میں زیادہ حتیٰ کہ سات مشکیزوں تک پانی استعمال کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حفص ابن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حضرت علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! جب میری وفات ہو جائے تو ''غرس والے کنویں'' (جو مدینہ کے قرب و جوار میں تھا) سے سات مشکیزے بھر کر مجھے غسل دینا۔ (الفروع)

۲۔ فضیل سکرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آیا غسل میت کے لئے پانی کی کوئی حد معین ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ جب میری وفات ہو جائے تو ''غرس'' نامی کنویں سے چھ مشکیزے پانی منگوا کر مجھے اس سے غسل دینا پھر کفن دینا' حنوط کرنا اور جب میرے غسل وکفن اور حنوط سے فارغ ہو جاؤ تو میرے کفن سے پکڑ کر مجھے اٹھا بٹھانا۔ پھر جو جی چاہے مجھ سے سوال کرنا۔ بخدا! اس وقت آپ جو سوال بھی کریں گے میں اس کا ضرور جواب دوں گا۔ (الاصول' الفروع' التہذیبین)

باب ۲۹

غسل میت کا پانی گندی جگہ ڈالنے کی کراہت اور گھر کے سوراخ میں ڈالنے کا جواز۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ صفار نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا کہ آیا غسل میت کا پانی اس کنویں میں ڈالنا جائز ہے جس میں ہر قسم کی غلاظت ہوتی ہے یا آدمی اپنے وضو کا پانی ایسے کنویں میں ڈال سکتا ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس قسم کا پانی اپنے گھر کے سوراخوں میں ڈالنا چاہیئے۔ (الفروع)

باب ۳۰

کھلی فضا میں زیر آسمان غسل میت جائز ہے مگر زیر سقف یا زیر ستر ہو تو مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا میت کو کھلی فضا میں غسل دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اگر اوپر پردہ ڈالا جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ (الفروع)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان کے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ میت کو غسل دیتے وقت میت اور آسمان کے درمیان پردہ لگایا جائے۔ (التہذیب)

باب ۳۱

اگر میت جب ہو یا حائض و نفساء تو صرف ایک غسل کافی ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جنابت کی حالت میں مر گیا۔ اسے کس طرح غسل دیا جائے گا اور کس طرح پانی اس کے لئے کافی ہوگا؟ فرمایا: اسے ایک ہی غسل دیا جائے گا۔ جو غسل جنابت اور غسل میت ہر دو کے لئے کافی ہوگا کیونکہ یہ دو عبادتیں[1] ہیں جو ایک عبادت میں جمع ہو گئی ہیں۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ جب کوئی عورت نفاس کی حالت میں مر جائے تو اسے کس طرح غسل دیا جائے؟ فرمایا: اسی طرح جس طرح سے پاک عورت کو دیا جاتا ہے۔ اور حائض و جب کا بھی یہی حکم ہے۔ کہ ان کو صرف ایک غسل دیا جائے گا۔ (جو سب کے لئے کافی ہوگا)۔ (الفروع' الفقیہ' التہذیب)

۳۔ ابو بصیر امامین علیہما السلام میں سے ایک امام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص جنابت کی حالت میں مر جائے تو اسے صرف ایک غسل دیا جائے گا۔ (تہذیبین)

۴۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر جب آدمی مر جائے تو؟ فرمایا: اسے ایک ہی غسل دیا جائے گا۔ اس کے بعد (خود) غسل کرے گا۔ (ایضاً)

(نوٹ) اس مضمون کی تین حدیثیں متن میں درج ہیں باختلاف الفاظ سب کا مضمون یہی ہے۔ ایک میں یوں وارد ہے "پہلے جنابت سے غسل کرے گا پھر غسل میت کے بعد خود غسل کرے گا"۔ چونکہ اس سے سابقہ حدیثوں کے ساتھ اختلاف کی بو آتی تھی اس لئے

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سابقہ حدیثوں کے منافی نہیں۔ کیونکہ بقول شیخ طوسی تین تاویلوں میں سے ایک تاویل اختیار کی جائے گی۔ (۱) دوسرے غسل کا تعلق غسل دینے والے کے غسل مس میت سے ہے کہ میت کو ایک غسل دینے کے بعد خود غاسل غسل کرے گا۔ (۲) اگر دونوں غسلوں کا تعلق میت کے ساتھ ہے تو یہ استحباب پر محمول ہوگا۔ (۳) غسل جنابت سے مراد ظاہری مادہ منویہ کا دھونا۔۔۔ اور اس کے بعد صرف ایک غسل دینا مراد ہوگا۔

قبل ازیں (جنابت باب ۴۳ میں) یہ بات گزر چکی ہیں کہ کئی غسل واجب ہوں تو ایک ہی غسل کافی ہوتا ہے۔ (اور یہی حال باب وضو کا ہے کہ کئی اسباب جمع ہو جائیں تو صرف ایک وضو کیا جاتا ہے)۔

---

[1] عبادت کو قابل احترام ہونے کی وجہ سے "حرمت" کہا جاتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۲

غسل میت دینے کے بعد اگر میت سے کچھ نجاست نکل آئے تو صرف اس کا دھونا واجب ہے، غسل کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ روح بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو غسل دے چکنے کے بعد اگر کوئی چیز (نجاست) خارج ہو تو صرف اسی کو دھوڈالو۔ غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو غسل و کفن دینے کے بعد اگر میت سے کوئی چیز (نجاست) نکل آئے اور کفن کو لگ جائے تو کفن کو کاٹ دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب کفن کا دھونا کسی وجہ سے ممکن نہ ہو۔۔۔ اور بعض نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب میت کو قبر میں اتار دیا جائے۔ (ورنہ دھونا کافی ہے، کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے)۔

۳۔ عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میت کو غسل و کفن دینے کے بعد اگر اس کے ناک کے نتھنے سے خون وغیرہ کوئی نجاست نکل آئے اور میت کے عمامہ یا دوسرے کفن کو لگ جائے تو اس نجس جگہ کو قینچی سے کاٹ دیا جائے گا۔ (ایضاً)

باب ۳۳

غسل دیتے وقت اگر میت کے منہ کے بل گرنے کا خطرہ ہو تو اسے غسال کی دونوں ٹانگوں کے درمیان رکھ کر غسل دینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علا بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میت کے منہ کے بل گرنے کا اندیشہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کہ غسال میت کو دونوں ٹانگوں کے درمیان رکھ کر اوپر کھڑا ہو جائے اور اسے دائیں بائیں جانب الٹتے پلٹتے وقت اسے ٹانگوں سے مضبوط پکڑے رکھے۔ (الفقیہ، التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ میں) بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ جو بظاہر اس کے منافی ہیں (ان میں مذکور ہے کہ غسل دینے والا ایسا نہ کرے بلکہ میت کے ایک طرف کھڑے ہو کر غسل دے)۔ تو شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کو

کراہت پر اور اس روایت کو جواز پر محمول کیا ہے۔ اور یہ کراہت بھی اس صورت میں ہے کہ جب میت کے گرنے کا اندیشہ نہ ہو اور پھر اسے ٹانگوں کے درمیان رکھے۔ ورنہ اندیشہ کی صورت میں کراہت بھی نہیں ہے۔

باب ۳۴

جب آدمی اور حیض والی عورت میت کو غسل دے سکتے ہیں اور جس پر غسل مس میت واجب ہو وہ غسل سے پہلے مباشرت کرسکتا ہے ہاں البتہ دونوں جگہ پہلے وضو کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شہاب بن عبدربہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: آیا جب آدمی میت کو غسل دے سکتا ہے؟ یا جس شخص نے میت کو غسل دیا ہو۔ اور ہنوز غسل مس میت نہ کیا ہو وہ اپنی اہلیہ سے مباشرت کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے دونوں صورتیں برابر ہیں۔ البتہ جب جب ہو اور میت کو غسل دینا چاہے تو پہلے ہاتھ دھو کر وضو کر لے پھر غسل دے اور غسل دینے والا اگر غسل مس میت سے پہلے مباشرت کرنا چاہے تو پہلے وضو کرے پھر مباشرت کرے۔ بعد ازاں صرف ایک ہی غسل کافی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض اور جب تلقین پڑھتے وقت حاضر نہ ہوں۔ البتہ میت کو غسل دے سکتے ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

ابواب تکفین

(اس سلسلہ میں کل چھتیس (۳۶) باب ہیں)

باب ۱
کفن دینا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب علل الشرائع اور عیون الاخبار میں باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ کفن دینے کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ جب مرنے والا خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو تو پاک وصاف (اور نئے لباس میں ہو) اور تا کہ اس کا ستر اسے اٹھانے والوں اور دفن کرنے والوں پر ظاہر نہ ہو۔ اور تا کہ لوگ اس کی موجودہ (بدلی ہوئی) حالت اور منظر کی بدصورتی پر مطلع نہ ہوں۔ اور تا کہ اس قسم کا منظر اور اس کی حالت کا بگاڑ دیکھ کر ان کے دل سخت نہ ہو جائیں (بلکہ اس کا شان وشوکت سے کفن دفن دیکھ کر) زندوں کے دل خوش ہو جائیں (اور وہ بھی مرنے کے لئے آمادہ وتیار ہو جائیں) اور تا کہ (بغیر کفن) اس کی بدحالی اور منظر کی قباحت دیکھ کر اس کے دوست احباب اس کی یاد اور اس کی محبت کو بھلا نہ دیں اور اس کے پسماندگان اس کو اور اس کی وصیت اور اس کے فرمائشات اور پسندیدہ باتوں کو یکسر نظر انداز نہ کر دیں۔(العلل، العیون)

باب ۲
واجب اور مستحب کفن کی تعداد اور اس کے دیگر چند احکام۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا پگڑی بھی کفن کے اجزاء میں سے ہے؟ فرمایا: نہ! (مرد ہو یا عورت سب کے) واجبی کفن کے تین کپڑے ہیں (چادر، قمیص اور تہمند) یا (اگر تین میسر نہ ہوں تو پھر) ایک بڑی چادر اس سے کمتر نہ۔۔۔ جس سے اس کا تمام بدن ڈھپ جائے۔ اس سے زائد پانچ کپڑوں تک سنت ہے۔ اور جو اس سے زائد ہے وہ بدعت ہے۔ اور پگڑی بھی سنت بھی ہے۔ (ران پیچ بھی سنت ہے اور عورت کے لئے دو پٹہ اور

سینہ بند بھی سنت ہے)۔ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (میت کو) پگڑی باندھنے کا حکم دیا ہے۔ اور خود آنحضرتؐ کو بھی عمامہ بندھوایا گیا۔ جب ابوعبیدہ حذاء کا انتقال ہوا تو ہم مدینہ میں تھے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں (ان کی تجہیز و تدفین میں شرکت کرنے کے لئے بھیجا) اور ہمیں ایک دینار بھی دیا تاکہ ہم اس سے موصوف کے لئے حنوط اور عمامہ خریدیں۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ (تہذیب)

۲۔ ابومریم انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ (۱) سرخ رنگ کی مقام حبرہ کی بنی ہوئی یمنی چادر۔ (۲) اور مقام صحاریہ (یمن) کے دو سفید کپڑے۔ پھر فرمایا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اسامہ بن زید کو سرخ رنگ کی حبری یمنی چادر میں کفن دیا۔ اور حضرت امیر علیہ السلام نے سہل بن حنیف کو سرخ رنگ کی حبری یمنی چادر ہی کا کفن دیا تھا۔ (یعنی کفن کے کپڑوں میں ایک یمنی چادر بھی تھی)۔ (الفروع)۔ ایک اور روایت میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو بھی تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ (التہذیب)

۳۔ محمد بن سہل اپنے باپ (سہل) سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جن کپڑوں میں آدمی نماز پڑھتا تھا اور روزہ رکھتا تھا۔ آیا ان میں اسے کفن دیا جائے؟ فرمایا: میں اس کفن کو یعنی اس قمیص کو پسند کرتا ہوں۔ راوی نے عرض کیا اسے تین کپڑوں میں لپیٹا جائے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر مجھے قمیص سب سے زیادہ پسند ہے۔ (التہذیب)

۴۔ یونس بعض رجال سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ کفن کے مرد کے لئے فرض اجزاء تین ہیں۔ عمامہ اور ران پیچ سنت ہیں۔ مگر عورت کے لئے فرضی اجزاء پانچ ہیں۔ (سنت مؤکدہ پر محمول ہیں۔۔۔ ورنہ واجب وہی تین ہیں)۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کفن کس طرح دوں؟ فرمایا: ایک ران پیچ لیا جائے جس سے اس کے مقعد کو (اس پر کچھ کپاس رکھ کر) اور رانوں کو باندھا جائے راوی نے عرض کیا پھر لنگی کی کیا ضرورت ہے؟ (اس والا کام تو ران پیچ سے لے لیا گیا) فرمایا: ران پیچ کفن میں شمار نہیں ہوتا وہ تو صرف اس لئے باندھا جاتا ہے کہ مقعد وغیرہ سے کوئی چیز نہ نکلے اس لئے لنگی ضروری ہے پھر کفن اگر کپاس کا ہو تو افضل ہے۔ غسل دیتے وقت اس کا قمیص پھاڑ دیا جائے اور پاؤں کی طرف سے اتار لیا جائے۔۔۔ فرمایا: پھر کفن تو قمیص ہے (لنگی اور چادر کے علاوہ) جس کے نہ بٹن ہوں۔ اور نہ کف۔ اور ایک عمامہ جس سے اس کا سر باندھا جائے۔ اور (تین چار پیچوں کے بعد) اس کا باقی ماندہ

حصہ اس کے پاؤں پر ڈال دیا جائے۔ (الفروع' التہذیب)۔۔۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ روایت کے آخری حصہ میں (راوی سے) کچھ اشتباہ واقع ہوا ہے اصل یوں ہے کہ اس کا باقیماندہ سرا اس کے منہ (بلکہ سینہ) پر (قینچی کی مانند) ڈال دیا جائے۔۔۔ جیسا کہ صاحب منتقی الجمان نے کہا ہے۔

۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرد کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے اور عورت کو جبکہ وہ بڑے قد کاٹھ کی ہو۔ پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ (۱) قمیص۔ (۲) کمر بند۔ (۳) دوپٹہ۔ (۴ و ۵) دو چادریں۔ (الفروع)

۷۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد نے اپنی وصیت میں لکھا کہ "میں انہیں تین کپڑوں میں کفن دوں! ان میں سے ایک وہ سرخ یمنی چادر جس میں بروز جمعہ نماز پڑھتے تھے' ایک اور کپڑا۔ اور قمیص" میں نے اپنے والد کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ وصیت کیوں لکھوا رہے ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ لوگ آپ کو مجبور نہ کریں کہ چار پانچ کپڑوں میں کفن دیں' ایسا نہ کرنا۔ پھر آپؑ نے عمامہ بندھوایا۔ اور عمامہ کفن کے اجزاء میں سے شمار نہیں ہوتا۔ کفن صرف وہ شمار ہوتا ہے جس سے بدن لپیٹا جائے۔ (الفقیہ' الفروع)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ عمامہ اور ران پیچ کے سوا جس سے اس کے مقعد کو باندھا جائے تاکہ کچھ غلاظت خارج نہ ہو۔ ران پیچ اور عمامہ ہیں تو ضروری۔ مگر یہ اجزاء کفن میں سے نہیں ہیں۔ (الفروع' التہذیب)

۹۔ معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میت کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ (۱) قمیص جس کا بٹن نہ ہو۔ (۲) تہمند۔ (۳) ران پیچ جس سے اس کا درمیانی حصہ باندھا جائے۔ (۴) چادر جس سے اسے لپیٹا جائے۔ (۵) عمامہ جس کا باقیماندہ حصہ اس کے سینہ پر ڈالا جائے۔ (ایضاً)

۱۰۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میں نے اپنے والد (امام جعفر صادق علیہ السلام) کو ان دو شطوی[1] کپڑوں میں کفن دیا جن میں وہ احرام باندھا کرتے تھے۔ اور ان کی قمیصوں میں سے ایک قمیص میں۔ اور ایک عمامہ جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا تھا۔ اور ایک چادر میں جو میں نے چالیس دینار میں خریدی تھی جو اگر آج ہوتی تو چار سو دینار کی ہوتی۔ (الاصول' الفروع)

۱۱۔ سہل بعض اصحاب سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے معصومؑ سے دریافت کیا کہ عورت کو کس طرح کفن دیا

[1] مصر میں ایک جگہ کا نام "شطا" ہے اس کی طرف کپڑے منسوب کئے جاتے ہیں "شطوی کپڑے"۔ (صحاح جوہری)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جائے؟ فرمایا: جس طرح مرد کو دیا جاتا ہے! علاوہ بریں ایک سینہ بند سے اس کے پستان پشت سے باندھے جائیں گے اور اس کے آگے پیچھے پر مرد سے زیادہ کپاس رکھی جائے گی۔ اور اس پر ران پیچ کس کر باندھا جائے گا۔ (الفروع)

۱۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آیا میت کو بغیر قمیص تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔۔۔ فرمایا: ہاں۔ مگر قمیص مجھے زیادہ پسند ہے۔ (الفقیہ)

۱۳۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے استدعا کی کہ مجھے اپنی قمیصوں میں سے ایک قمیص دیں جس کا میں کفن بناؤں! چنانچہ امامؑ نے عطا فرمائی۔ میں نے عرض کیا اب میں اسے کس طرح استعمال کروں؟ فرمایا: اس کے بٹن اتار دو۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: آئندہ بھی (باب ۵ و باب ۷ و ۱۳ وغیرہ) میں اس قسم کی حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۳

مرنے والا مرد ہو یا عورت حنوط کے لئے مستحب یہ ہے کہ کافور کی مقدار تیرہ درہم اور ایک ثلث ہو اس سے زائد نہ ہو یا چار مثقال یا کم از کم ایک مثقال ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن ابراہیم اپنے والد (ابراہیم) سے اور وہ مرفوعاً معصومؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حنوط میں کافور کی جو مقدار سنت ہے وہ تیرہ درہم اور ایک ثلث ہے۔ فرمایا: جناب جبرئیلؑ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جو حنوط لائے تھے اس کی مقدار چالیس درہم تھی جسے آنحضرتؐ نے تین حصوں میں تقسیم فرمایا ایک حصہ اپنے لئے' دوسرا حصہ حضرت علیؑ کے لئے اور تیسرا حصہ جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے۔ (الفروع' التہذیب) دوسری روایت میں ہے کہ ایک اوقیہ لائے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ تو آنحضرتؐ نے اس کے تین حصے کئے۔۔۔ (الفقیہ)

۲۔ ابن ابی نجران بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کافور کی کمترین مقدار جو میت کے لئے کافی ہے وہ ایک مثقال ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی اور حسین بن المختار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کافور کی درمیانہ مقدار (اور دوسرے نسخہ کے مطابق مقدار فضیلت) چار مثقال ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت جبرئیلؑ جنت سے کافور لائے جس کی مقدار چالیس درہم تھی۔ آنحضرتؐ نے اسے تین حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک حصہ اپنے لئے رکھا' دوسرا

حضرت علی علیہ السلام کے لئے اور تیسرا حصہ میرے لئے۔ (کشف الغمہ)

۵۔ عیسیٰ بن المستفاد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت میں سے یہ بھی تھا کہ مجھے کافور دیا جائے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے مجھے بلایا اور فرمایا: یا علیؑ! و یا فاطمہؑ! یہ میرا جنتی حنوط ہے جو جبرئیل میرے لئے لائے ہیں اور وہ تم دونوں کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں اسے باہم تقسیم کرو پس اس کا ایک ثلث میرے لئے ہے۔ باقیماندہ مقدار میں علیؑ نگران ہوں گے۔ یہ فرما کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے اور دونوں کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور فرمایا: یا علیؑ! کہو باقیماندہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپؑ نے عرض کیا: باقیماندہ میں سے نصف تو جناب سیدہ کے لئے ہے! اور باقی کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: وہ تمہارے لئے ہے۔ اسے اپنے قبضہ میں لے لو۔ (الطرف لابن طاؤس)

باب ۴

میت کو اس کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے جس میں وہ نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا تھا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو کفن دینا چاہو تو اگر ممکن ہو تو اس کے کفن میں اس پاک و پاکیزہ کپڑے کو بھی شامل کرو جس میں وہ نماز پڑھتا تھا۔ کیونکہ اس کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے جس میں وہ نماز پڑھتا تھا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن سہل اپنے والد (سہل) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جن کپڑوں میں مرنے والا نماز پڑھتا تھا اور روزہ رکھتا تھا۔ آیا اسے ان کپڑوں میں کفن دیا جائے؟ فرمایا: میں اس کفن کو (یعنی قمیص) کو پسند کرتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) نے میرے نام وصیت میں فرمایا تھا کہ میں ان کو تین کپڑوں میں کفن دوں جن میں سے ایک وہ یمنی چادر تھی جس میں وہ بروز جمعہ نماز پڑھتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۵

اس کپڑے میں کفن دینے کا استحباب جس میں مرنے والا احرام باندھا کرتا تھا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ دو کپڑے جن میں آنحضرتؐ احرام باندھا کرتے تھے یمن کے مقام عبر و ظفار کے بنے ہوئے تھے اور انہی میں (ایک اور کپڑے سمیت) آنحضرتؐ کو کفن دیا گیا تھا۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد (امام جعفر صادق علیہ السلام) کو مصر کے مقام شطا کے بنے ہوئے دو کپڑوں اور ان کی (استعمال شدہ) قیصوں میں سے ایک قیص میں کفن دیا تھا۔(الاصول، الفروع، تہذیبین)

باب ٦

کفن کو دھونی دینا کافور و ذریرہ کے علاوہ میت کو کوئی خوشبو لگانا اور میت کے پیچھے آتشدان لے جانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو حنوط کرنا چاہو۔۔۔اور میں اس بات کو مکروہ جانتا (ناپسند کرتا) ہوں کہ میت کے پیچھے آتشدان لے جایا جائے۔(الفروع)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کفن کو دھونی نہ دی جائے۔(الفروع، التہذیبین)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے کہ جنازہ کے پیچھے آتشدان لے جایا جائے۔(ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن المغیرہ کئی ایک حضرات سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کافور ہی حنوط ہے۔(الفروع، التہذیب)

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: کفنوں کو دھونی نہ دو۔ اور مرنے والوں کو سوائے کافور کے اور کوئی خوشبو نہ لگاؤ۔۔۔کیونکہ مرنے والا بمنزلہ احرام باندھنے والے شخص کے ہوتا ہے۔(الفروع، العلل، الخصال و تہذیبین)

۶۔ یعقوب بن یزید چند اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے (غسل) کے لئے پانی گرم نہ کیا جائے۔ اور اس کے لئے آگ کی جلدی نہ کی جائے۔ اور اسے کستوری سے حنوط نہ کیا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ داؤد بن سرحان کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ الحذاء کے کفن کے سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ کافور ہی حنوط ہے مگر تم جاؤ اور اسی طرح کرو جس طرح عام لوگ کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۸۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا میت کو دھونی دی جاسکتی ہے اور کستوری لگائی جاسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اس بات پر محمول ہے کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔ بلکہ صرف مکروہ ہے۔ (وکل مکروہ جائز) یا محمول برتقیہ ہے۔

۹۔ نیز شیخ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور مروی ہے کہ کافور کے علاوہ آپؐ کو ایک مثقال کستوری سے بھی حنوط کیا گیا۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابراہیم بن محمد الجعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قمیص کی آستین کے ساتھ کفن سے کستوری کو جھاڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہ حنوط نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۱۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کے پاس آگ نہ لے جاؤ۔ یعنی انہیں دھونی نہ دو۔ (تہذیبین)

۱۲۔ یہاں دو حدیثیں ایسی نقل کی گئی ہیں جن سے دھونی دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے ایک بروایت عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: کفن کو دھونی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور مسلمان آدمی کو چاہیئے کہ جب بھی قدرت ہو اپنے کپڑوں کو دھونی دے۔۔۔ دوسری حدیث بروایت غیاث بن ابراہیم انہی حضرت سے مروی ہے کہ آپؐ کفن کو اس عود سے دھونی دیتے تھے جس میں کستوری بھی ہوتی تھی! اور بعض اوقات اس پلنگ یا تختہ پر بھی کافور ڈالتے تھے جس پر میت کو اٹھاتے ہیں اور بعض اوقات نہیں ڈالتے تھے اور جنازہ کے پیچھے آتشدان لے جانا مکروہ جانتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے ان دونوں روایتوں کو بوجہ مخالفین کے نظریہ کے موافق ہونے کے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں اس کفن پر محمول کیا جائے جسے انسان اپنے حینِ حیات میں پہنتا تھا اور اس میں نماز پڑھتا تھا۔

باب ۷

دو سر سبز جریدے میت کے ہمراہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلم انداز کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میت کے ساتھ جریدہ نہ رکھا جائے تو کیا ہوتا ہے؟ امامؑ نے (جریدہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے) فرمایا: (اس کی برکت سے) مرنے والے سے عذاب و حساب دور ہو جاتا ہے جب تک وہ تر رہیں۔ (پھر) فرمایا: اور یہ عذاب (فشار قبر) اور حساب دونوں ایک ہی دن اور اس کی بھی ایک ساعت میں ہوتے ہیں اور صرف اس قدر دیر لگتی ہے جس قدر مرنے والا قبر میں داخل ہوتا ہے اور لوگ واپس جاتے ہیں۔ اسی لئے یہ شاخیں رکھی جاتی ہیں کہ اس وقت یہ (ٹل جائیں) اس کے بعد جب خشک ہو جائینگی تو نہ عذاب ہوگا اور نہ حساب و کتاب۔ (الفروع، الفقیہ، العلل، التہذیب)

۲۔ یحییٰ بن عبادہ مکی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ سوال کرتے ہوئے سنا کہ میت کے ہمراہ سبز شاخیں کیوں رکھی جاتی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی موت کی اطلاع دی گئی اور آنحضرتؐ وہاں تشریف لے گئے۔ تو اس کے قرابتداروں سے فرمایا: اپنے ساتھی کی تخضیر کرو! (اس کے کفن میں سرسبز جریدہ رکھو)۔ پھر فرمایا: بروز قیامت سرسبز جریدے والے کس قدر کم ہوں گے؟ (کیونکہ اکثریت والے تو رکھتے ہی نہیں) اس نے عرض کیا: تخضیر کیا ہے؟ فرمایا: سرسبز شاخ ہے جو ہاتھوں سے لے کر ہنسلی کی ہڈی تک میت کے ہمراہ رکھی جاتی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، معانی الاخبار)

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ روایت اسی طرح وارد ہوئی ہے مگر عملاً کھجور کی سبز شاخوں کے دو جریدے رکھنا واجب ہیں۔ اور مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک جریدہ پر بھی اکتفا کرنا جائز ہے۔

۳۔ حسن بن زیاد الصیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے ہمراہ دو شاخیں رکھی جاتی ہیں ایک اس کی دائیں طرف اور دوسری اس کی بائیں طرف۔ پھر فرمایا: یہ جریدہ مؤمن اور کافر دونوں کو فائدہ دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حریز، فضیل اور عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ میت کے ساتھ جریدہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ فرمایا: جب تک وہ تر رہتا ہے میت سے عذاب دور رہتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مستحب ہے کہ مرنے والے کے ہمراہ قبر میں تر و تازہ

جریدہ رکھا جائے۔(ایضاً)

۶۔ ایوب بن نوح بیان کرتے ہیں کہ احمد بن القاسم نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ ایک مؤمن کا انتقال ہو جاتا ہے۔ غاسل اسے غسل دیتا ہے مگر وہاں مرجئہ (حنفیہ) کی ایک جماعت موجود ہے۔ تو آیا اسے مخالفین کی طرح (تقیۃً) غسل دے اور عمامہ نہ بندھوائے اور نہ ہی اس کے ہمراہ جریدہ رکھے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: اگرچہ مخالف موجود ہوں۔ مگر غاسل کو چاہیئے کہ غسل بھی مؤمنوں والا دے۔ اور جریدہ بھی ضرور رکھے اگرچہ چھوٹا سا ہو۔ ان سے چھپا کر رکھے۔ جسے وہ نہ دیکھ سکیں۔ اس بارے میں اپنی پوری کدوکاش کرے۔ (تہذیب الاحکام)

۷۔ شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جب خداوند عالم نے جناب آدمؑ کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیجا۔ تو انہیں وحشت و گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ انہیں جنت کے درختوں میں سے کسی درخت کے ساتھ مانوس کیا جائے! تو خداوند عالم نے ان کے پاس کھجور کا درخت نازل کیا۔ تو آپ اس سے زندگی بھر مانوس ہوتے رہے اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو اپنی اولاد سے فرمایا کہ میں زندگی بھر اس درخت سے مانوس رہا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ مرنے کے بعد بھی اس سے مانوس رہوں گا۔ لہٰذا جب میری وفات واقع ہو جائے تو اس کی ایک شاخ لے کر اسے دونیم کر دینا اور اسے میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ ان کی اولاد نے ایسا ہی کیا۔ اور ان کے بعد والے انبیاءؑ بھی ایسا ہی کرتے رہے۔ پھر جاہلیت کے زمانہ میں یہ رسم ختم ہو گئی۔ تو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر اسے دوبارہ زندہ کیا پس اب وہ (قیامت تک) ایسی سنت قرار پا گئی جس کی اتباع و پیروی ہوتی رہے گی۔ (التہذیب والمقنعہ)

۸۔ موصوف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: جریدہ نیکوکار اور بدکار دونوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آنے والے ابواب میں بھی ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

مستحب یہ ہے کہ جریدتین کھجور کے ہوں وہ نہ مل سکیں تو بیری کے، وہ نہ ملیں تو خلاف کے اور اگر وہ بھی دستیاب نہ ہوں تو پھر انار کے، ورنہ کسی بھی سرسبز درخت کے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن بلال نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو خط ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے شہر میں انتقال کر جائے جہاں کھجور نہ ہو تو آیا اس کی بجائے کسی اور درخت سے جریدہ بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ آپؑ کے آباء طاہرینؑ سے مروی ہے

کہ جب تک جریدتین سرسبز رہیں میت سے عذاب دور رہتا ہے اور یہ مؤمن و کافر دونوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ ہاں جب کھجور نہ مل سکے (اگرچہ وہ افضل ہے) تو پھر سرسبز درخت سے بنائے جاسکتے ہیں۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ سہل بن زیاد کئی اصحاب سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپؑ پر قربان ہو جائیں اگر کھجور کا جریدہ نہ مل سکے تو؟ فرمایا: بیری سے بنالو۔۔۔ عرض کیا: اگر وہ بھی دستیاب نہ ہو تو؟ فرمایا: پھر خلاف کی (سبز) لکڑی سے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علی بن ابراہیم قمی نے ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں معصومؑ نے فرمایا کہ اگر (کھجور) کا جریدہ نہ مل سکے تو پھر انار سے بنالیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۹

خشک جریدہ کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن علی بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کھجور کی وہ خشک شاخ جو آدمی نے اپنے ہاتھ سے کاٹی ہو بطور جریدہ میت کے ساتھ قبر میں رکھی جاسکتی ہے؟ فرمایا: خشک جائز نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ و ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

جریدہ کی مقدار (کہ کتنا لمبا ہونا چاہیئے) اور میت کے ساتھ اس کے رکھنے کی کیفیت؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ یہاں باب ۷ کی حدیث نمبر ۲ میں درج ہے جس میں ایک انصاری کی موت پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لے جانا اور اس کے ہمراہ جریدہ رکھنے کا حکم دینا مذکور ہے جس میں ہاتھوں کی ابتداء سے لے کر ہنسلی کی ہڈی تک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔۔۔ فراجع۔۔۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ جمیل بن درّاج معصومؑ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: جریدہ مقدار میں (کم از کم) ایک بالشت ہونا چاہیئے (اور ایک ہاتھ افضل ہے) ایک دائیں طرف قمیص کے اندر جلد کے ساتھ ہنسلی کی ہڈی کے پاس رکھ کر جہاں تک پہنچ جائے اور دوسرا بائیں طرف قمیص کے اوپر ہنسلی کی ہڈی سے لے کر جہاں تک پہنچے۔(الفروع' التہذیب)

۳۔ یحیٰی بن عبادہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سر سبز جریدہ بقدر ایک ہاتھ لیا جائے اور یہاں (ہنسلی کی ہڈی سے لے کر ہاتھوں تک اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) رکھا جائے۔ اور کفن کے کپڑوں سے لپیٹا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ یونس بن یعقوب بعض آئمہ طاہرینؑ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: میت کے لئے کھجور کی تر شاخ سے دو جریدے بقدر ایک ہاتھ بنائے جائیں ایک اس کی رانوں اور گھٹنوں کے درمیان اور دوسرا اس کی دائیں بغل کے نیچے رکھا جائے۔ (الفروع)

۵۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے لئے دو جریدے رکھے جائیں ایک اس کی دائیں جانب اور دوسرا اس کی بائیں جانب۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۴ میں) بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔۔۔ نیز یہاں جرید تین کے رکھنے کے متعلق جو اختلاف پایا جاتا ہے (جیسا کہ حدیث نمبر ۴ میں ہے) وہ اختیار پر محمول ہے کہ جس طرح چاہیں رکھ دیں (اگرچہ دائیں بائیں رکھنا افضل ہے)۔

باب ۱۱

جریدہ رکھنا مستحب ہے خواہ جس طرح رکھا جائے اگرچہ قبر میں رکھا جائے یا قبر پر۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سہل بن زیاد مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ معصومؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بعض اوقات مخالف موجود ہوتے ہیں جن کی وجہ سے صحیح طریقہ پر جریدہ رکھنا ممکن نہیں ہوتا تو؟ فرمایا: جس طرح ممکن ہو اسے کسی طرح داخل کر دو۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا جریدہ (اگر کفن میں نہ رکھا جا سکے تو) قبر میں بھی رکھا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی قبر کے پاس سے گزرے جس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپؐ نے کھجور کی شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کرکے ایک ٹکڑا اس قبر کے سرہانے کی جانب اور دوسرا اس کی پائنتی کی جانب نصب کر دیا۔۔۔ عرض کیا گیا کہ آپؐ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ فرمایا: جب تک یہ تر و تازہ رہیں گے اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔ (الفقیہ)

۴۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (قبروں پر) پانی چھڑکنا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھا۔ اور دفن کے وقت قبروں پر تر و تازہ جریدہ رکھنا پہلے زمانہ میں رائج تھا۔ (پھر متروک ہوگیا۔۔۔ جسے آنحضرتؐ نے از سرِ نو زندہ کیا بہرحال) میت کے لئے جریدہ کا رکھنا مستحب ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے قبل (سابقہ ابواب میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے اطلاق کے ساتھ اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

تربت حسینیہؑ (خاک شفاء) کا میت کے ساتھ حنوط میں، کفن میں اور قبر میں رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری بیان کرتے ہیں کہ میں نے فقیہ (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں آپؑ سے قبر کی مٹی (خاک شفاء) کے متعلق دریافت کیا تھا کہ آیا میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی توقیع مبارک کو پڑھا ہے اور اسی سے یہ حدیث نقل کی ہے۔۔۔ اس کی قبر میں بھی رکھی جائے اور اس کے حنوط کے ساتھ بھی ملائی جائے انشاءاللہ۔ (التہذیب، الاحتجاج)

۲۔ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب منتہی المطلب میں مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تھی جو زنا کرتی تھی اور اس کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوتی تھی انہیں اس خوف و خدشہ کے پیش نظر کہ اس کے اہل خاندان کو پتہ نہ چل جائے آگ میں جلا دیتی تھی۔ اس کی اس ناشائستہ حرکت کا سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو علم نہ تھا۔ پس جب اس کی وفات ہوئی اور اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ قبر پھٹ گئی (اور لاش ظاہر ہوگئی)۔ پھر اسے دوسری جگہ دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر وہاں بھی وہی ماجرا پیش آیا۔ اس کے عزیز و اقارب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ امامؑ نے اس کی ماں سے پوچھا: یہ کیا کیا گناہ کرتی تھی؟ اس نے اس کا سارا کرتوت بتا دیا۔ فرمایا: اسی لئے زمین اسے قبول نہیں کر رہی۔ کیونکہ وہ مخلوق خدا کو خدا کے عذاب سے عذاب دیتی تھی۔ اس کی قبر میں تھوڑی سی تربت حسینیہؑ رکھو۔ چنانچہ جب ایسا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا دیا۔

۳۔ جعفر بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: تمہارا کیا نقصان ہوتا ہے اگر میت کو دفن کرتے اور خاک پر لٹاتے وقت اس کے چہرہ کے بالمقابل سر کے نیچے ایک خاص مٹی کی اینٹ

رکھو دو۔(مصباح شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں ''الطین'' سے مراد ایک خاص قسم کی مٹی ہے جو بطور تبرک قبر میں رکھی جاتی ہے اور وہ امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی مٹی ہے۔اس کا قرینہ ظاہر ہے۔جناب شیخ طوسیؒ نے بھی اس حدیث سے یہی معنی سمجھے ہیں اس لئے اس حدیث کو تربت حسینیہؑ کی حدیثوں میں درج کیا ہے۔اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد(باب ۲۹ میں)ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۳

کفن میں سرخ رنگ کی مقام حبرہ کی بنی ہوئی یمنی چادر اور کپاس کا عمامہ اور اگر وہ نہ ہو تو سابری عمامہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سارا کفن بردیمانی کا ہونا چاہیئے اور اگر وہ نہ مل سکے تو پھر تمام کفن کپاس کا،اور اگر کپاس کا عمامہ نہ مل سکے تو پھر سابری[1] کا ہونا چاہیئے۔(الفروع،التہذیبین)

۲۔ ابو مریم انصاری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اسامہ بن زید کو سرخ رنگ کی بردیمانی میں کفن دیا تھا اور اس طرح حضرت امیر علیہ السلام نے سہل بن حنیف کو سرخ رنگ کی بردیمانی میں کفن دیا تھا۔(الفروع،الکشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے(مختلف ابواب میں)گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد(باب ۱۴ و ۳۰ میں)آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۴

میت کو کفن دینے اور حنوط کرنے کی کیفیت اور اس کے دوسرے بعض احکام۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو حنوط کرنا چاہو تو کافور اور اس سے سجدہ والے مقامات پر اور اس کے تمام جوڑوں پر اور سر وریش اور سینہ پر بطور حنوط لگاؤ۔۔۔اور فرمایا: مرد و عورت کے حنوط کرنے کا طریقہ ایک جیسا ہے۔۔۔پھر فرمایا: میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میت کے پیچھے آتشدان لے جایا جائے۔(الفروع،التہذیبین)

---

[1] باریک قسم کا ایک کپڑا جس میں کچھ ریشم کی بھی آمیزش ہوتی ہے۔(مراۃ العقول)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو عمامہ باندھو تو تحت الحنک رکھو۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بعض ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں انہوں نے میت کو کفن دینے اور حنوط کرنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: پہلے بڑی یمنی چادر بچھاؤ۔۔۔ پھر اس پر لنگی بچھاؤ۔ پھر اس پر اس طرح قمیص بچھاؤ (کہ اس کا بالائی حصہ سر کی جانب رکھو اور میت کو اس پر لٹانے کے بعد) اس کا وہ بالائی حصہ میت پر الٹ دو۔ پھر کافور لے کر اس کی پیشانی کے مقام سجدہ پر اور سر سے لے کر قدم تک تمام جوڑوں پر نیز سر و گردن، کاندھے، کہنیوں، ہاتھوں، پاؤں کے تمام جوڑوں، دونوں ہتھیلیوں کے وسط پر (پاؤں کے انگوٹھوں کے سروں پر) کافور لگاؤ۔۔۔ پھر میت کو اٹھا کر کفن پر لٹاؤ۔ اور قمیص کا بالائی حصہ سر کی جانب سے اٹھا کر اس پر الٹ دو۔۔۔ قمیص کے نہ بٹن ہوں اور نہ ہی کف۔ پھر کھجور کی شاخ کے دو تر و تازہ جریدے بقدر ایک ہاتھ کے بناؤ۔۔۔ پھر ایک کو اس طرح رکھو کہ آدھا رانوں میں اور آدھا دونوں گھٹنوں کے درمیان رہے اور دوسرے کو اس کی دائیں بغل کے نیچے رکھو۔۔۔ اور میت کے نتھنوں، آنکھوں، کانوں اور منہ پر نہ کپاس رکھو اور نہ کافور لگاؤ۔ پھر اس طرح میت کو عمامہ بندھاؤ کہ اس کے وسط سے پکڑ کر سر پر دو چار چکر دو پھر (قینچی کی طرح) دایاں سرا بائیں سرے پر اور بایاں سرا دائیں سرے پر ڈال کر دونوں کو اس کے سینہ پر ڈال دو۔ (الفروع، التہذیبین)

۴۔ حمران بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو غسل دو تو اس کے ساتھ نرمی کرو۔ نہ اس کے پیٹ کو نچوڑو۔ اور نہ ہی اس کے جوڑوں کو دباؤ۔۔۔ اور نہ ہی کافور اس کے کانوں کے قریب لے جاؤ۔۔۔ پھر عمامہ لے کر اس کے سر پر بندھاؤ۔۔۔ اور اس کے دونوں سروں کو اس کے سینہ پر ڈال دو۔ اور پیشانی کو کھلا رکھو۔ راوی نے عرض کیا اور حنوط کس طرح کروں؟ فرمایا: اس کے نتھنوں، مقام سجدہ اور تمام جوڑوں پر لگاؤ۔ عرض کیا اور کفن کس طرح دوں؟ فرمایا: ایک ران پیچ لے کر اس کے نچلے حصہ کو اور رانوں کو خوب کس کر باندھو۔ کفن کپاس کے کپڑے کا افضل ہے۔ پھر قمیص، بڑی چادر اور برد یمانی میں کفن دو کہ اس میں تمام کفن (اپنے واجبی اور مستحبی اجزاء کے ساتھ) جمع کر دیا گیا ہے۔ (تہذیبین)

۵۔ عبداللہ بن سنان اور ابان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: برد یمانی سے میت کو لپیٹا نہیں جائے گا۔ بلکہ اسے میت کے اوپر رکھ دیا جائے گا۔ پس جب اسے قبر میں داخل کیا جائے گا۔ تو اسے اس کے رخساروں اور پہلو کے نیچے رکھا جائے گا۔ (تہذیب)

باب ۱۵

میت اور کفن کو ذریرہ اور کافور کی خوشبو لگانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو کفن دینے لگو تو کفن کے ہر کپڑے پر کچھ ذریرہ اور کافور چھڑکو۔(الفروع' التہذیب)

۲۔ سماعہ کی دوسری روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ کچھ حنوط اس کے کانوں پر اور اعضاء سجدہ پر لگاؤ۔اور کچھ مقدار کفن کے اوپر بھی لگاؤ۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی اور کانوں پر کافور لگانے کی وجہ بھی بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

میت کے اعضاء سجدہ پر کافور لگانے کا وجوب اور کانوں پر کافور لگانے کی کراہت۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حنوط کہاں کرنا چاہیئے؟ فرمایا: اس کے اعضاء سجدہ پر کرو۔(الفروع)

۲۔ عثمان النوا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مردوں کو غسل دیتا ہوں! امامؑ نے پوچھا: آیا تو اچھی طرح غسل دے سکتا ہے؟ میں نے عرض کیا: بس غسل دیتا ہوں! فرمایا: جب غسل دو تو مردے سے نرمی کرو۔ اسے مت دباؤ۔ اور اس کے کانوں میں کافور نہ لگاؤ۔ اور جب اسے پگڑی بندھواؤ تو بدوؤں کی طرح نہ بندھاؤ۔ عرض کیا: کس طرح باندھوں؟ فرمایا: پگڑی کے وسط سے پکڑ کر میت کے سر پر رکھو اور آگے پیچھے (دو چار پیچ دے کر) اس کے دونوں سروں کو اس کے سینہ پر ڈال دو۔(الفروع' التہذیبین)

۳۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے کانوں میں حنوط نہ کرو۔(الفقیہ)

۴۔ کاہلی اور حسین بن المختار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کافور میت کے مقامات سجدہ پر لگایا جائے۔ اور وہ گدگی پر' پاؤں کے تلووں پر' دونوں پاؤں کی پشت پر' دونوں گھٹنوں پر' ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں پر' پیشانی پر اور

دگدگی کے مقام پر۔ (ایضاً)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو غسل دینے کے بعد (تولیہ وغیرہ سے) خشک کر چکو تو اسے کافور سے حنوط کرو۔ اس کے سجدہ کے آثار (اعضاء) پر اور تمام جوڑوں پر لگاؤ اور کچھ کافور اس کے منہ میں' کانوں میں' سر پر اور داڑھی پر بھی کرو۔ اور سینہ اور مقام ستر پر بھی! پھر فرمایا: مرد اور عورت کا حنوط ایک جیسا ہے۔ (ایضاً) ایسی ہی ایک اور روایت میں منہ اور کانوں میں کافور لگانے کا تذکرہ موجود ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جن حدیثوں میں منہ اور کانوں میں کافور لگانے کا تذکرہ ہے۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہاں حرف "فی" کو "علی" کے معنی میں لیا ہے یعنی منہ اور کانوں پر کافور لگایا جائے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ان کو تقیہ پر محمول کیا جائے۔۔۔ اور ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ ایسا کرنا صرف مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔۔۔ (واللہ العالم)

۶۔ شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! میت کے کانوں میں کوئی چیز نہ ٹھونسنا! اور اگر یہ خوف دامن گیر ہو کہ اس کے ناک کے نتھنوں سے کوئی چیز جاری ہوگی تو ان پر کچھ کپاس رکھ دو۔۔۔ اور اگر یہ خوف نہ ہو تو پھر کچھ نہ رکھو۔۔۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (غسل میت کے باب ۲۸ اور کفن و حنوط کے باب ۱۴ و ۱۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر ہو چکی ہیں۔

باب ۱۷

میت اٹھانے والے پلنگ یا تختے پر کافور لگانے کی کراہت۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پلنگ یا تختے پر کافور لگانے کی ممانعت فرمائی ہے جس پر میت کو اٹھایا جاتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ میت کو اس چیز کی دھونی دیتے تھے جس میں کستوری ہوتی تھی۔ اور بعض اوقات اس پلنگ یا تختے کو بھی حنوط کرتے تھے جس پر میت کو اٹھایا جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا نہیں کرتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا جواز پر محمول ہے (کہ حرام نہیں ہے ورنہ بنا بر مشہور مکروہ ضرور ہے)۔

باب ۱۸

عمدہ اور اچھا کفن دینے اور زیادہ قیمت ادا کر کے خریدنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ یونس بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) نے وفات کے وقت مجھے وصیت فرمائی کہ یا جعفرؑ! مجھے فلاں فلاں کپڑے میں کفن دینا اور میرے لئے ایک عمدہ چادر اور عمامہ خریدنا کیونکہ مردے (بروز قیامت) اپنے کفنوں پر فخر و ناز کریں گے۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کفن اچھے بناؤ کیونکہ مردے انہی کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔(ایضاً)

۳۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے مرنے والوں کو عمدہ کفن دو کہ یہ ان کی زینت ہیں۔(الفروع)

۴۔ یونس بن یعقوب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام جعفر صادق علیہ السلام) کو مقام شطا کے بنے ہوئے ان دو مصری کپڑوں میں جن میں آپ احرام باندھا کرتے تھے اور ان کی قمیصوں میں سے ایک قمیص میں کفن دیا۔ اور عمامہ وہ بندھوایا جو امام زین العابدینؑ کا تھا۔ اور ایک یمنی چادر میں جو میں نے چالیس دینار میں خریدی تھی اور اگر وہ آج ہوتی تو چار سو دینار کے برابر ہوتی۔(الفروع، التہذیبین)

۵۔ آئندہ (باب ۳۰ میں) وہ روایت ذکر کی جائے گی جس میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو اس چادر میں کفن دینے کا تذکرہ ہے جو اڑھائی ہزار دینار میں تیار کی گئی تھی۔ اور اس پر پورا قرآن لکھا ہوا تھا۔(عیون الاخبار)

باب ۱۹

مستحب ہے کہ کفن کا رنگ سفید ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سفید رنگ کا لباس پہنا کرو۔۔۔ یہ بہت پاک و پاکیزہ رنگ ہے۔ اور اسی رنگ میں اپنے مردوں کو کفن بھی دیا کرو۔(الفروع)

۲۔ جابر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارے تمام لباسوں میں سے سفید رنگ سے بہتر کوئی لباس نہیں ہے لہٰذا خود بھی یہی پہنا کرو۔۔۔ اور اپنے مردوں کو بھی اسی رنگ کا کفن دیا

کرو۔(ایضاً والتہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو کفن کے بعض کپڑوں کا رنگ سرخ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا وہ یا تو جواز پر محمول ہیں۔ یا پھر ان مذکورہ حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ یمنی چادر کے علاوہ کفن کے دوسرے کپڑے سفید ہونا چاہئیں (ہاں یمنی چادر سرخ ہی ہونی چاہیئے)۔۔۔ لباس مصلی میں بھی ذکر کیا جائے گا کہ نماز ہو یا اس کے علاوہ ہر حال میں سفید رنگ استعمال کرنا مستحب ہے۔

باب ۲۰

کفن کپاس کا ہونا مستحب ہے اور پٹ سن کا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوخدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پٹ سن بنی اسرائیل کے لئے تھا جس سے وہ اپنے مرنے والوں کو کفن دیا کرتے تھے مگر امت محمدیہ کے لئے کپاس مقرر کی گئی ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ یعقوب بن یزید چند اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میت کو پٹ سن کے کپڑے میں کفن نہ دیا جائے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس سے پہلے (باب ۱۳ و ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔ فراجع۔

باب ۲۱

سیاہ رنگ کا کفن مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حسین بن المختار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو سیاہ رنگ کے کپڑے میں کفن نہ دیا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز حسین بن مختار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص سیاہ رنگ کے کپڑے میں احرام باندھتا ہے تو؟ فرمایا: سیاہ رنگ کے کپڑے میں نہ احرام باندھا جائے۔ اور نہ ہی اس میں کفن دیا جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ میں) گزر چکی ہیں اور بعض (ج ۲ باب ۱۴ از لباس مصلی میں) آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ (سفید رنگ افضل ہے)۔

باب ۲۲

غلاف کعبہ میں کفن دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ مروان بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے غلاف کعبہ میں سے ایک ٹکڑا خریدا۔ اس میں سے کچھ کو تو اپنے کسی استعمال میں لایا۔ اور کچھ حصہ باقی بچ گیا۔ آیا اسے فروخت کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جسے چاہے فروخت کرے جسے چاہے ھبہ کرکے واپس نہ لے۔۔۔ اس سے کوئی اور استفادہ کرے اور برکت حاصل کرے! راوی نے عرض کیا: اس سے میت کو کفن بھی دے سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (کتب الاربعہ)

۲۔ حسین بن عمارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ ایک شخص نے غلاف کعبہ میں سے ایک ٹکڑا خریدا، آیا اس سے میت کو کفن دے سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۲۳ میں) ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ریشم کے کپڑے کا کفن جائز نہیں ہے۔

باب ۲۳

اس کپڑے میں کفن دینا جائز ہے جو ریشم کے ساتھ مخلوط ہو بشرطیکہ کپاس غالب ہو۔ ہاں خالص ریشم میں جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حسین بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے ان خاص کپڑوں کے متعلق سوال کیا جو بصرہ میں یمنی طریقہ سے تیار ہوتے تھے جن میں خالص ریشم بھی ہوتا تھا اور کپاس بھی۔ آیا ان میں مرنے والوں کو کفن دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: اگر کپاس غالب ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ اسماعیل بن ابی زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: بہترین کفن حلّہ (یمنی جوڑا) ہے۔ اور بہترین قربانی سینگوں والے دنبے کی ہے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں: شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ روایت مخالفین کے موافق ہے۔ اور ہم اس کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ کیونکہ ریشم کا کفن جائز نہیں ہے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہاں روایت میں تقیہ کیا گیا ہو کہ راوی مخالف مذہب ہے۔۔۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ "حلّہ" سے مراد ریشم اور کپاس سے مخلوط کپڑا ہو جس میں کپاس غالب ہو۔ کما تقدم۔

باب ۲۴
جب نجاست کفن کو لگ جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو کفن دینے کے بعد اس سے کچھ نجاست خارج ہو اور وہ کفن کو لگ جائے تو وہ حصہ کاٹ دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سہل بن زیاد بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً معصومؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میت کو غسل دے چکو۔ اور اس سے کچھ حدث صادر ہو۔ تو اس حدث کو دھویا جائے گا۔ اور غسل کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ کاہلی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو غسل و کفن دیئے جانے کے بعد اگر اس کے ناک کے نتھنے سے خون یا کوئی اور نجاست خارج ہو اور اس کے عمامہ یا کفن کو لگ جائے تو وہ حصہ کاٹ دیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: قبل ازیں غسل میت کے باب میں کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس باب کی دوسری حدیث کے موافق ہیں (کہ نجس جگہ کو دھویا جائے ہاں) ان میں کفن کو نجاست لگنے کی صراحت نہیں ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے ان دو قسم کی حدیثوں میں اس طرح جمع و توفیق دی ہے کہ جن میں دھونے کا تذکرہ ہے وہ دفن سے پہلے پر محمول ہیں اور جن میں کاٹنے کا حکم ہے وہ دفن کے بعد پر محمول ہیں۔ (واللہ العالم)

باب ۲۵
اس عورت کا حکم جو نفاس کی حالت میں مر جائے اور اس کا خون کثیر جاری ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی بروایت حسن بن محبوب مرفوعاً (معصومؑ سے) روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی عورت نفاس کی حالت میں مر جائے اور اس کا بکثرت خون جاری ہو۔ اسے ناف تک پاک چمڑے یا چمڑے کی طرح کسی (دبیز) چیز میں داخل کر کے اور اس کے آگے پیچھے پر کپاس رکھ کر اسے کفن دیا جائے گا۔ (تہذیب)

شیخ صدوقؒ نے یہ روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ اس میں اس عورت کو ناف تک چمڑے وغیرہ میں داخل کرنے کے بعد یہ اضافہ ہے کہ پھر اسے پاک صاف کرنے اور آگے پیچھے پر کپاس رکھنے کے بعد کفن دیا جائے گا۔ (الفقیہ)

شیخ کلینیؒ نے بھی یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے مگر اس میں کپاس رکھنے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (الفروع)

باب ۲۶

مؤمن میت کو قربۃ الی اللہ کفن دینے کا استحباب۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سعد بن ظریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کو کفن دے وہ (اجر وثواب میں) اس شخص کی مانند ہوگا۔ جو قیامت تک اس کے لباس کا ضامن بن جائے۔(الفروع‘ الفقیہ‘ التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن عباسؓ امیر المؤمنینؑ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد کی وفات کے سلسلے میں روایت کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرا یہ عمامہ اور یہ دو کپڑے لئے جاؤ۔ اور ان کو ان میں کفن دو۔ اور عورتوں کو حکم دو کہ وہ اچھی طرح ان کو غسل دیں۔(آمالی صدوقؒ)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمہ بنت اسد نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصیت کی تھی (کہ ان کو اپنے کپڑے میں کفن دینا‘ ان کی قبر میں لیٹنا۔۔۔) اور آنحضرتؐ نے اسے قبول بھی کر لیا تھا۔ چنانچہ آپ کی وفات ہوگئی تو آپؐ نے اپنی قمیص اتار کر دی اور فرمایا: ان کو اس میں کفن دو۔(علل الشرائع) دوسری روایت میں وارد ہے کہ آپؐ نے (حسب الوصیت) ان کو اپنی قمیص میں کفن دیا اور ان کی قبر میں اترے اور لحد میں خاک پر لیٹے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) برد یمانی کے متعلق اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام اپنے (مخلص) شیعوں کی طرف کفن بھیجا کرتے تھے۔

باب ۲۷

کفن تیار کر کے گھر میں رکھنے اور اسے بار بار دیکھنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنا کفن تیار کر کے (گھر میں) رکھ دے تو جب بھی وہ اس پر نگاہ ڈالتا ہے تو اسے اجر وثواب ملتا ہے۔(الفروع) یہی روایت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مروی ہے۔(آمالی)

۲۔ محمد بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کا (تیار شدہ) کفن گھر میں اس کے پاس موجود ہو وہ غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا۔ اور وہ جب بھی اس پر نظر کرتا ہے تو ماجور و مثاب ہوتا ہے۔(الفروع والتہذیب)

باب ۲۸

اگر استعمال شدہ قمیص کا کفن دیا جائے تو مستحب ہے کہ اس کے بٹن کاٹ دیئے جائیں مگر آستین نہ کاٹے جائیں۔ ہاں البتہ جو کفن کے لئے نیا قمیص تیار کیا جائے اس کے نہ آستین بنائے جائیں اور نہ اسے بٹن لگائے جائیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے استدعا کی کہ مجھے اپنی ایک قمیص عنایت فرمائیں جسے میں اپنے کفن کے لئے رکھ دوں۔ چنانچہ آپؑ نے مجھے ایک قمیص عنایت فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ کس طرح کروں؟ فرمایا: اس کے بٹن کاٹ دو۔(التہذیب، الکشی)

۲۔ محمد بن سنان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص کا قمیص ہے آیا اسے اس میں کفن دے دیا جائے؟ فرمایا: ہاں۔ البتہ اس کے بٹن کاٹ دو۔۔۔ راوی نے عرض کیا اور اس کے آستین؟ فرمایا: ان کے کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب نیا قمیص (کفن کے لئے) تیار کیا جائے تو پھر اس کے آستین نہ رکھے جائیں۔ اور اگر استعمال شدہ ہو تو پھر صرف اس کے بٹن کاٹ دیئے جائیں۔(الفقیہ، التہذیب)

۳۔ جناب شیخ صدوقؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے قمیص کے بٹن اور آستین نہیں ہونے چاہئیں۔(الفقیہ)

باب ۲۹

کفن پر میت کا نام اور کلمہ توحید کی شہادت لکھنے کا استحباب اور یہ تحریر خاک شفا سے ہونی چاہیئے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوکہمس بیان کرتے ہیں کہ میں اسماعیل (امام جعفر صادقؑ کے صاحبزادے) کی وفات کے وقت موجود تھا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی اس کے پاس موجود تھے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو امامؑ نے اس کے جبڑے باندھ دیئے، آنکھیں بند کیں اور ان پر چادر اوڑھا دی۔ پھر اس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو کفن طلب کیا اور اس کے ایک گوشہ پر لکھا "**اسماعیل یشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ**"۔(اکمال الدین، تہذیب الاحکام)

۲۔ نیز ابوکہمس بیان کرتے ہیں کہ میں شاہزادہ اسماعیل کی وفات کے وقت حاضر تھا۔ میں نے وہاں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ سر سجدہ میں رکھا اور طویل سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر اسماعیل کو دیکھا اور پھر سجدہ میں سر رکھ دیا اور اب کی بار پہلے سے

بھی زیادہ طویل سجدہ کیا پھر سر اٹھایا جبکہ شاہزادہ دم توڑ رہا تھا۔ امامؑ نے اس کی آنکھیں بند کیں' جبڑوں کو باندھا اور اس کے اوپر چادر اوڑھا دی۔ پھر اٹھے اور میں نے دیکھا کہ ان کے چہرہ کے اس قدر تیور بدلے ہوئے تھے کہ اللہ ہی اسے بہتر جانتا ہے۔ پھر اپنے بیت الشرف میں چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب باہر نکلے تو (حالت بدلی ہوئی تھی) یعنی سر پر تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا' کپڑے بھی بدلے ہوئے تھے اور چہرہ کا وہ پہلے والا رنگ بھی نہیں تھا۔ (خلاصہ یہ کہ اب ہشاش بشاش تھے)۔۔۔آنے کے بعد (دفن وکفن کے متعلق) بعض امور کا حکم دیا اور بعض سے روکا۔ جب ان کاموں سے فارغ ہو چکے تو کفن طلب فرمایا اور اس کے ایک گوشہ پر لکھا۔ ''**اسماعیل یشھد ان لا الٰہ الا اللہ**''۔ (اکمال الدین)

۳۔ طبرسی نے احتجاج میں عبداللہ بن جعفر حمیری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے جناب صاحب العصر والزمانؑ کی خدمت میں خط لکھا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کے کفن کی چادر پر لکھا تھا: ''**اسماعیل یشھد ان لا الٰہ الا اللہ**'' کیا ہمارے لئے بھی یہ جائز ہے کہ اس قسم کی تحریر مخصوص قسم کی مٹی (بظاہر خاک شفا مراد ہے) وغیرہ سے لکھیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ''ہاں یہ جائز ہے والحمدللہ''۔ (احتجاج طبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل (باب ۱۲ میں) ایسی بعض حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں) جو قبر میں خاک شفا رکھنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں اور آئندہ بھی اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیںگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

یمنی چادر پر پورا قرآن یا جس قدر ممکن ہو' لکھنے کا استحباب۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حسن بن عبداللہ الصیر فی اپنے والد (عبداللہ) سے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ایک ایسی یمنی چادر میں کفن دیا گیا جو ان کے لئے اڑھائی ہزار دینار میں تیار کرائی گئی تھی اور جس پر پورا قرآن لکھا ہوا تھا۔ (عیون الاخبار واکمال الدین)

باب ۳۱

کفن دینا واجب ہے اور اس کی قیمت (تقسیم سے پہلے) اصل ترکہ سے ادا کی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کفن کی قیمت تمام مال سے ادا کی جائے گی۔ (الفقیہ' التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو پہلے حکم (کفن کے واجب ہونے پر)

دلالت کرتی ہیں۔ اور آئندہ (ج ۶ باب ۷۷ میں) وصایا اور مواریث میں بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس دوسرے حکم (کہ اس کی قیمت اصل مال سے ادا کی جائے گی) پر دلالت کرتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

زوجہ کا کفن شوہر پر واجب ہے اور شہید کو (نیا کفن) دینا واجب نہیں ہے بلکہ اسے اپنے کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت مر جائے تو اس کا کفن اس کے شوہر پر واجب ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ دوسری حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے جو بروایت سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے توسط سے حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: بعض ایسی حدیثیں جو دوسرے حکم پر (کہ شہید کو کفن نہیں دیا جاتا بلکہ اسے اپنے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا جاتا ہے) دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے باب ۱۴ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

اگر مرنے والا مؤمن کچھ مال و متاع نہ چھوڑ جائے تو زکوٰۃ کے مال سے اس کی تجہیز و تکفین جائز ہے اور اگر اسے دو کفن مل جائیں تو دوسرا اس کے اہل و عیال کو دے دیا جائے گا اور اس سے اس کا قرضہ ادا نہیں کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ فضل بن یونس الکاتب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کوئی مؤمن مر جائے اور کفن کے لئے کوئی رقم وغیرہ نہ چھوڑ جائے تو کیا میں زکوٰۃ کے پیسے سے اس کے لئے کفن خرید سکتا ہوں؟ فرمایا: اس کے اہل و عیال کو اس قدر رقم دے دو جو اس کی تجہیز و تکفین کے لئے کافی ہو۔۔۔ تاکہ وہ خود انتظام کریں۔ میں نے عرض کیا: اگر مرنے والے کی نہ اولاد ہو اور نہ کوئی اور ایسا رشتہ دار جو یہ اہتمام کرے تو پھر میں زکوٰۃ کی رقم سے اس کی تجہیز و تکفین کر سکتا ہوں؟ فرمایا: میرے والد (امام جعفر صادق علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ مؤمن کی موت کے بعد اس کے جسم کا اسی طرح احترام ضروری ہے جس طرح اس کے عین حیات میں تھا! لہٰذا اس کے بدن اور ستر کو ڈھانپو، اس کی تجہیز کرو، کفن کرو، حنوط کرواور یہ

سب خرچہ زکوٰۃ کی رقم سے محسوب کرو۔ اور اس کے جنازہ کی تشیع کرو۔ میں نے عرض کیا کہ (ادھر میں یہ سب انتظام کروں) ادھر کوئی (دینی) بھائی اسے کفن دے دے اور اس مرنے والے کے ذمہ کچھ قرضہ بھی ہو! تو آیا یہ جائز ہے کہ ایک کفن تو اسے دے دیا جائے اور دوسرے (کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے) اس کا قرضہ ادا کیا جائے؟ فرمایا: نہ۔ یہ مال (کفن) کوئی اس کی چھوڑی ہوئی میراث نہیں ہے (جس سے اس کا قرضہ ادا کیا جائے) یہ تو ایک مال ہے جو اس کی وفات کے بعد اسے ملا ہے اس صورت میں یوں کیا جائے گا کہ جو کفن مؤمن بھائی نے دیا ہے وہ اس مرنے والے کو دیا جائے اور دوسرا اس کے مستحقین کو دے دیا جائے تاکہ وہ اس سے اپنی (مالی) پوزیشن کی اصلاح کر سکیں۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

باب ۳۴

کفن کے پاک و پاکیزہ مال سے ہونے کا استحباب۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ مروی ہے سندی بن شاھک (زندان بغداد میں داروغہ ہارون عباسی) نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کو کفن دوں؟ (تو گویا وہی قتل بھی کرتا ہے وہی لے ثواب الٹا)۔ فرمایا: ہم وہ خانوادہ ہیں جن کے حج کا زادِ سفر، عورتوں کا حق مہر اور کفن ہمارے پاک و پاکیزہ مال سے ہی ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

باب ۳۵

غسل دینے والا غسل مس میت کرنے سے پہلے کفن پہنا سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ پہلے کہنیوں یا کاندھوں تک تین بار ہاتھ دھولے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص مرنے والے کی آنکھیں بند کرتا ہے۔۔۔ جو شخص کسی میت کو غسل دیتا ہے وہ غسل کرے گا؟ فرمایا: ہاں! فرمایا: وہ شخص جو غسل دے وہ غسل مس میت کرنے سے پہلے کفن دے سکتا ہے؟ فرمایا: غسل دے کر کاندھوں تک ہاتھ دھو کر اسے کفن دے پھر غسل مس میت کر لے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ روایت یعقوب بن یقطین از امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، غسل میت کے (باب ۲ میں) گزر چکی ہے جس میں غسل میت کی کیفیت مذکور ہے۔۔۔ اس میں مذکور ہے کہ غسل دینے والا تین بار کاندھوں تک ہاتھ دھو کر کفن پہنائے اس کے بعد غسل مس

میت کرنے۔ (تہذیبین)

۳۔ عمار بن موسیٰ ساباطی از جعفر صادق علیہ السلام میں یوں وارد ہے کہ غسل دینے والا کفن دینے سے پہلے تین بار ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پاؤں کو گھٹنوں تک دھولے۔ پھر کفن دے دے۔ (التہذیب والفقیہ)

باب ۳۶

کفن کے خریدنے میں بائع سے جھگڑا کرنے کی کراہت۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علی! چار چیزوں میں قیمت کم کرنے کے لئے جھگڑا نہ کرو (۱) قربانی کا جانور۔ (۲) کفن۔ (۳) اور کسی جان (لونڈی اور غلام) کے خریدنے میں اور (۴) مکہ معظمہ (حج کے لئے) جانے کے کرایہ میں۔ (الفقیہ، الخصال)۔۔۔ یہی روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔

ابواب نماز جنازہ

(اس باب میں کل چالیس ابواب ہیں)

باب ۱

مرنے والے کی موت کی لوگوں کو اطلاع دینے بالخصوص اس کے (دینی) بھائیوں کو اور نماز جنازہ کے لئے اجتماع کا استحباب۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابو ولاد اور عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرنے والے کے سرپرستوں کو چاہیئے کہ مرنے والے کے (دینی) بھائیوں کو اس کی موت کی اطلاع دیں تا کہ وہ نماز جنازہ میں حاضر ہو کر اس پر نماز پڑھ سکیں اور اس کے لئے دعا و استغفار کر سکیں۔ تا کہ ان کے لئے اجر و ثواب اور میت کے لئے استغفار لکھا جا سکے اور وہ (مرنے والا) بھی ان کی وجہ سے (کہ ان کے اجر و ثواب کا باعث بنا ہے) اور اس کے لئے ان کی دعا و پکار اور استغفار کی وجہ سے اجر حاصل کر سکے۔(الفروع، التہذیب، والسرائر)

۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب امالی میں باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ چند یہودیوں نے بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہو کر چند مسائل دریافت کئے (منجملہ ان کے ایک سوال نماز جنازہ پڑھنے کے اجر و ثواب کے بارے میں تھا) آنحضرتؐ نے فرمایا: جو مؤمن جنازوں پر نماز پڑھتا ہے خدا اس کے لئے جنت واجب قرار دے دیتا ہے۔ مگر یہ کہ منافق ہو یا والدین کا نافرمان ہو۔(امالی)

۳۔ ذریح محاربی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز جنازہ کی لوگوں کو اطلاع دینی چاہیئے؟ فرمایا: ہاں۔(الفروع)

باب ۲

نماز کی کیفیت اور اس کے دیگر چند احکام

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مہاجر اپنی ماں ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے

ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی میت پر نماز جنازہ پڑھتے تو پہلی تکبیر کہہ کر شہادتین کی گواہی دیتے۔ پھر دوسری کہہ کر انبیاء و مرسلین پر درود وسلام بھیجتے' بعد ازاں تیسری تکبیر کہہ کر مؤمنین ومؤمنات کے لئے دعا و استغفار کرتے۔ اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر حاضر میت کے لئے دعا کرتے اور آخر میں پانچویں تکبیر کہہ کر نماز ختم کر دیتے تھے۔ جب خداوند عالم نے ان کو منافقوں پر نماز نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت فرمائی تو پہلی تکبیر کے بعد تشہد' دوسری کے بعد نبیوں پر درود وسلام' تیسری کے بعد مؤمنین کے لئے دعا اور پھر چوتھی تکبیر کہہ کر نماز ختم کر دیتے تھے۔ اور میت کے لئے کوئی دعا نہیں کرتے تھے۔ (الفروع' العلل' التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نماز جنازہ کی کیفیت کے متعلق فرمایا: تکبیر کہہ کر سرکار محمد (وآل محمد علیہم السلام) پر درود بھیجو اس کے بعد یہ دعا پڑھو: **اللّٰهم عبدك ابن عبدك ابن امتك لا اعلم (منه) الا خيراً وانت اعلم به (منا) اللّٰهم ان كان محسناً فزد فی احسانه (حسناته) وتقبل منه وان كان مسيئاً فاغفرله ذنبه وافسح له فی قبره واجعله من رفقاء محمد صلی اللّٰه عليه وآله وسلم** ۔ پھر دوسری تکبیر کہو اور یہ دعا پڑھو: **اللّٰهم ان كان زاكيا فزكه وان كان خاطئًا فاغفرله** پھر تیسری تکبیر کہو اور یہ دعا پڑھو: **اللّٰهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده** ۔ پھر چوتھی تکبیر کہو اور یہ دعا پڑھو: **اللّٰهم اكتبه عندك فی عليين واخلف علی عقبه فی الغابرين واجعله من رفقاء محمد صلی اللّٰه عليه وآله** ۔ پھر پانچویں تکبیر کہہ کر لوٹ جاؤ۔ (الفروع)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں (آپؑ نے نماز جنازہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا) پہلی تکبیر کہہ کر توحید ورسالت کی شہادت دو پھر یہ دعا پڑھو: **انا للّٰه وانا اليه راجعون الحمد للّٰه رب العالمين رب الموت والحياة صل علی محمد واهل بيته جزی اللّٰه عنا محمداً خير الجزاء بما صنع بامته وبما بلّغ من رسالات ربه** ۔ پھر یہ دعا پڑھو: **اللّٰهم عبدك ابن عبدك ابن امتك ناصيتهٗ بيدكَ خلا من الدنيا واحتاج الی رحمتك وانت غنی عن عذابه اللّٰهم انا لا نعلم منه الا خيراً وانت اعلم به (منا) اللّٰهم ان كان محسناً فزد فی احسانه وتقبل منه وان كان مسيئاً فاغفرله ذنبه و ارحمه وتجاوز عنه برحمتك اللّٰهم الحقه بنبيك وثبته بالقول الثابت فی الحيٰوة الدنيا وفی الاخرة اللّٰهم اسئلك بنا وبه سبيل الهدی' واهدنا واياه صراطك المستقيم' اللّٰهم عفوك**

عفوك۔ اس کے بعد دوسری تکبیر کہہ کر پھر یہی سابقہ دعا پڑھو یہاں تک کہ پانچویں تکبیر کہہ کر ختم کرو۔ (ایضاً)

۴۔ اسماعیل بن عبدالخالق بن عبدربہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے نماز جنازہ کے متعلق فرمایا: اس میں مرنے والے کے لئے یہ دعا پڑھو: اللّٰهم أنت خلقت هذه النفس وانت امتّها تعلم سرها وعلانيتها' اتيناك شافعين فيها شفعاء' اللّٰهم ولّها ما تولّت' واحشرها مع من احبّت۔ (ایضاً)

۵۔ ابوولاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میت پر کس قدر تکبیریں ہیں؟ فرمایا: پانچ ہیں۔ پہلی تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھو: اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له اللّٰهم صل على محمد وآل محمد۔ پھر یہ پڑھو: اللّٰهم ان هذا المسجّى قد امنا عبدك وابن عبدك' وقد قبضت روحه اليك' وقد احتاج الى رحمتك وانت غني من (عن) عذابه اللّٰهم انّا لا نعلم من ظاهره الا خيراً' وانت اعلم بسريرته اللّٰهم ان كان محسناً (فزد في احسانه) فضاعف حسناته وان كان مسيئًا فتجاوز عن سيّئاته۔ پھر دوسری تکبیر کہو اور اس کے بعد یہی سابقہ دعا پڑھو۔ اسی طرح (پانچویں تکبیر تک) ہر تکبیر کے بعد یہی دعا پڑھو۔ (اور پانچویں کہہ کر ختم کرو)۔ (الفروع' والتہذیب)

۶۔ سماعہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے نماز جنازہ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: پانچ تکبیریں ہیں (پہلی تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھو: اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله اللّٰهم صل على محمد وآل محمد وعلى ائمة الهدى' واغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان' ولا تجعل في قلوبنا غلاً للّذين آمنوا' ربنا انك رؤف رحيم' اللّٰهم اغفر لاحيائنا وامواتنا من المؤمنين والمؤمنات' والّف بين قلوبنا على قلوب اخيارنا' واهدنا لما اختلف فيه من الحق باذنك' انك تهدي من تشاء الى صراط مستقيم'۔ (فرمایا) اگر پیشنماز کی دوسری تکبیر تمہاری اس دعا کو قطع کر دے اور اسے مکمل نہ کرنے دے تو جس قدر پڑھ چکے ہو اسی پر اکتفا کرو اور اس کے بعد بھی دعا کا سلسلہ جاری رکھو۔۔۔ یا مطلب یہ ہے کہ اگر پیشنماز دوسری تکبیر بھی کہہ دے تو تم دعا کو قطع نہ کرو۔۔۔ اور برابر دعا پڑھتے جاؤ۔۔۔ بے شک امامؑ کی تکبیر کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا۔۔۔ (وہ دعا جو مسلسل جاری ہے یہ ہے) اللّٰهم هذا عبدك ابن عبدك وابن امتك انت

اعلم به افتقر الى رحمتك واستغنيت عنه' اللّٰهم فتجاوز عن سيّئاته' وزد فى حسناته واغفرله وارحمه' ونوّر له فى قبره' ولقّنه حجّتهٔ والحقه بنبيه صلى اللّٰه عليه وآلہ ولا تحرمنا اجره ولا تفتنّا بعدهٔ۔ یہ پوری دعا برابر ہر تکبیر کے بعد پڑھیں یہاں تک کہ پانچویں تکبیروں سے فارغ ہو جاؤ۔ پھر دائیں جانب سلام پھیرو۔ (ایضاً)

۷۔ کلیب اسدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ نماز جنازہ کی تکبیریں کس قدر ہیں؟ امامؑ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ پانچ ہیں! پھر عرض کیا نماز جنازہ میں کیا پڑھوں؟ فرمایا (ہر تکبیر کے بعد) پڑھو: اللّٰهم عبدك احتاج الى رحمتك' وانت غني عن عذابه' اللّٰهم ان كان محسناً فزد فى احسانه' وان كان مسيئاً فاغفر له۔ (التہذیب)

۸۔ علی بن سوید حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جہاں تک ہمیں معلوم ہے امامؑ نے فرمایا: نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھو۔ دوسری کے بعد سرکار محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھو۔ تیسری کے بعد مؤمنین و مؤمنات کے لئے دعا کرو۔ چوتھی کے بعد میت کے لئے دعا کرو۔ اور پانچویں کے بعد ختم کر دو۔ (ایضاً)

۹۔ اسماعیل بن ہمام حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نماز جنازہ پڑھی تو اس میں پانچ تکبیریں کہیں اور دوسرے پر پڑھی تو اس میں چار کہیں۔ جس پر پانچ پڑھیں اس میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد و ثنا کی' دوسری کے بعد نبی (اور ان کی آل) کے لئے دعا کی' تیسری کے بعد مؤمنین و مؤمنات کے لئے دعا کی اور چوتھی کے بعد میت کے لئے دعا کی اور پانچویں تکبیر کہہ کر نماز ختم کر دی۔۔۔ اور جس پر چار پڑھیں ان میں پہلی کے بعد خدا کی حمد و ثنا کی' دوسری کے بعد اپنے اور اپنی اہل بیتؑ کے لئے دعا کی۔ تیسری کے بعد مؤمنین و مؤمنات کے لئے دعا کی اور چوتھی کے بعد ختم کر دی اور میت کے لئے دعا نہ کی کیونکہ وہ منافق تھا۔ (ایضاً)

۱۰۔ یونس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنازہ پر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر سے تو اس کا آغاز کرے دوسری کے بعد پڑھے: اشهد ان لا اله الا اللّٰه وان محمداً رسول اللّٰه' تیسری کے بعد محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجے۔ چوتھی کے بعد میت کے لئے دعا کرے اور پانچویں کہہ کر سلام پھیرے اور اس قدر ٹھہرے جس قدر دو تکبیروں کے درمیان وقفہ ہوتا ہے اور جب تک اس کے سامنے سے جنازہ اٹھا نہ لیا جائے اس وقت تک اپنے مقام سے نہ ہٹے۔۔۔ (ایضاً)

۱۱۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز جنازہ کی کیفیت دریافت کی؟ فرمایا: پہلی تکبیر کہہ کر یہ پڑھو: انا لله وانا اليه راجعون، انّ الله وملائكته يصلّون على النبي، يا ايها الذين آمنوا صلّوا عليه وسلّموا تسليماً، اللّهم صل على محمد وآل محمد، وبارك على محمد وآل محمد كما صليت وباركت على ابراهيم وآل ابراهيم انّك حميد مجيد، اللّهم صل على محمد وعلى ائمة المسلمين، اللّهم صل على محمد وعلى امام المسلمين، اللّهم عبدك فلان وانت اعلم به، اللّهم الحقه بنبيه محمد وافسح له في قبره ونوّر له فيه، وصعّد روحه، ولقنه حجّته، واجعل ما عندك خيراً له، وارجعه الى خير مما كان فيه، اللّهم عندك نحتسبه فلا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده، اللّهم عفوك عفوك، اللّهم عفوك عفوك۔ یہ ساری دعا پہلی تکبیر کے بعد پڑھو اس کے بعد دوسری تکبیر کہو اور اس کے بعد پڑھو: اللّهم عبدك فلان اللّهم الحقه بنبيّه محمد صلى الله عليه وآله وافسح له في قبره، ونوّر له فيه، وصعّد روحه، ولقّنه حجّته، واجعل ما عندك خيراً له، وارجعه الى خير ممّا كان فيه، اللّهم عندك نحتسبه، فلا تحرمنا اجره، ولا تفتنا بعده، اللّهم عفوك اللّهم عفوك۔ یہ دعا دوسری، تیسری اور چوتھی تکبیر کے بعد پڑھو۔ اور جب پانچویں تکبیر کہو تو اس کے بعد پڑھو: اللّهم صل على محمد وآل محمد اللّهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والّف بين قلوبهم وتوفني على ملة رسولك اللّهم اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلّا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم، اللّهم عفوك۔ اور پھر سلام پھیرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آنے والے ابواب میں بھی ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اس مطلب پر بھی کہ نماز جنازہ میں کوئی معین دعا واجب نہیں ہے۔ پس یہ سابقہ حدیثوں میں دعاؤں کا اختلاف اختیار پر محمول کیا جائے گا کہ آدمی کو اختیار ہے ان میں سے جو چاہے دعا پڑھے۔۔۔ اور جن بعض حدیثوں میں نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے اور سلام پھیرنے کا تذکرہ ہوا ہے یہ تقیہ پر محمول ہے۔ جیسا کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دوسرے علماء نے ذکر کیا ہے۔ نیز دوسری حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں کہ میت مرد کی ہو یا عورت کی، عورت و مرد نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔۔۔ نیز مخفی نہ رہے کہ نماز جنازہ کی بعض حدیثوں سے اس کا بالجبر پڑھنا سمجھا جاتا ہے اور بعض سے بالاخفات اور باقی تمام حدیثیں یا عام ہیں یا مطلق۔

ظاہر یہ ہے کہ آدمی کو (جہر و اخفات میں) اختیار ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۳

مستضعف اور اس آدمی کی نماز جنازہ کی کیفیت جس کا مذہب معلوم نہ ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ اور محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مستضعف[1] اور وہ شخص جس کا مذہب معلوم نہ ہو اس کی اس طرح نماز جنازہ پڑھو کہ پہلے نبیؐ (اور آل نبیؐ) پر درود و سلام بھیجو۔ پھر مؤمنین و مؤمنات کی مغفرت کی دعا کرو۔ پھر اس کے بعد مستضعف کے لئے) کہو: **اللّٰهم اغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم**۔ اور جس کا مذہب معلوم نہ ہو اس کے لئے یوں دعا کی جائے: **اللّٰهم ان هذه النفس أنت احييتها وأنت أمتها، اللّٰهم ولها ما تولت، واحشرها مع من أحبّت**۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم اماميںؑ میں سے ایک امام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مستضعف اور اس شخص پر جس کا مذہب معلوم نہ ہو اس طرح نماز جنازہ پڑھو کہ پہلے نبیؐ (اور آل نبیؐ) پر درود و سلام بھیجو۔ پھر مؤمنین و مؤمنات کے حق میں دعا خیر کرو۔۔۔ پھر یہ پڑھو: **ربنا اغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم ربنا وادخلهم جنات عدن التى وعدتهم ومن صلح من آبائهم وازواجهم وذرّياتهم انك انت العزيز الحكيم**۔ (الفروع)

۳۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی مؤمن کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے دعا کرو۔ اور پوری جدوجہد سے کرو۔۔۔ اور اگر کسی متوقف و مستضعف پر پڑھو تو یہ پڑھو: **اللّٰهم اغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم**۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مستضعف کی نماز جنازہ پڑھو تو (جہاں چوتھی تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کی جاتی ہے وہاں) یہ پڑھو: **اللّٰهم اغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم**۔ اور اگر مرنے والے کی مذہبی حالت معلوم نہ ہو تو یہ پڑھو: **اللّٰهم ان كان يحبّ الخير واهله فاغفرله وارحمه وتجاوز عنه**، اور اگر وہ مستضعف ایسا ہو کہ جس کا آپ سے قرابتداری، پڑوس، لین دین یا کسی اور احسان کی وجہ سے خاص ربط و تعلق ہو تو اس کے لئے بطور (عمومی) سفارش کے مغفرت طلب کرو۔۔۔ محبت و مؤدت

---

[1] مستضعف اس شخص کو کہا جاتا ہے جو عقل کی کمزوری، علم کی کمی یا ماحول و معاشرہ کی تاریکی کی وجہ سے نہ اولیاء اللہ کی معرفت رکھتا ہو اور نہ عداوت۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(یا ولایت اہل بیتؑ) کے طریقہ پر (زیادہ کد و کاوش اور الحاح و زاری کے ساتھ) نہیں (کیونکہ بحکم قرآن غیر مؤمنوں سے قلبی محبت جائز نہیں ہے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ ابن فضال بعض اصحاب سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رحمت کی دعا کرنے کی دو قسمیں ہیں: (۱) ولایت و محبت والی (خاص)۔ (۲) شفاعت و سفارش والی (عام)۔ (الفروع)

۶۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مجہول الحال آدمی کے جنازہ میں دعا کے مقام پر) یہ دعا پڑھو: **اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله، اللّٰهم صل على محمد عبدك ورسولك، اللّٰهم صل على محمد وآل محمد وتقبل شفاعته، و بيض وجهه واكثر تبعه، اللّٰهم اغفرلي وارحمني وتب علّي، اللّٰهم اغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم۔** (پھر فرمایا) اگر وہ شخص (درحقیقت) مؤمن ہو تو اس عمومی دعا میں داخل ہو جائے گا۔ اور اگر مؤمن نہ ہو تو اس سے خارج ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۷۔ ثابت بن ابوالمقدام روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ امامؑ ایک جنازہ میں شریک ہوئے جو ان کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص کا تھا۔ میں نے سنا جبکہ میں ان کے قریب تھا کہ امامؑ (اس کے جنازہ میں) پڑھ رہے تھے: **اللّٰهم انك (انت) خلقت هذه النفوس وأنت تميتها وأنت تحييها، وأنت أعلم بسرائرها وعلانيتها (منا) ومستقرها ومستودعها، اللّٰهم وهذا عبدك ولا أعلم منه شراً وأنت أعلم به، وقد جئناك شافعين له بعد موته، فإن كان مستوجباً فشفعنا فيه، واحشره مع من كان يتولاه۔** (الفروع، التہذیب)

باب ۴

مخالف پر نماز جنازہ پڑھنے کی کیفیت اور جب وہ اسلام کا اظہار کرتا ہو تو اس کے جنازہ سے راہ فرار اختیار کرنے کی کراہت

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبیداللہ بن علی الحلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کسی دشمن خدا کا جنازہ پڑھو تو (دعا کی جگہ یوں بددعا کرو) **اللّٰهم انا لا نعلم منه إلا أنه عدوّلك ولرسولك، اللّٰهم فاحش قبره ناراً، واحش جوفه ناراً، وعجل به إلى النار، فإنه كان يوالي أعدائك، ويعادي**

أولیائك، ویبغض أهل بیت نبیك، اللّٰھم ضیق علیه قبرہٗ ۔۔۔اور جب اس کا جنازہ اٹھایا جائے تو یہ پڑھو: اللّٰھم لا ترفعه ولا تزکه۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ صفوان بن مہران جمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک منافق مر گیا۔ اور امام حسین علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں اپنا غلام کہیں جاتے ہوئے ملا۔ امامؑ نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا: راہ فرار اختیار کر رہا ہوں تاکہ اس منافق کا جنازہ نہ پڑھنا پڑے۔ امامؑ نے فرمایا: میرے پہلو میں کھڑا ہو جا اور مجھے جو کچھ کہتے ہوئے سنے وہی کہتا جا۔ چنانچہ امامؑ نے دست دعا بلند کر کے کہا: اللّٰھم أخز عبدك فی عبادك وبلادك، اللّٰھم أصله اشد نارك، اللّٰھم أذقه حرّ (احر) عذابك فإنه كان یتولّٰی اعدائك ویعادی اولیائك ویبغض اهل بیت نبیك۔ (الفروع، الفقیہ، قرب الاسناد)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جنازہ میں تشریف لے گئے۔ تو عمر بن الخطاب نے (اپنی روایتی تندی و تیزی کی بناء پر) کہا: یا رسول اللہ! کیا خدا نے آپ کو اس (منافق) کی قبر پر کھڑا ہونے (یعنی نماز جنازہ پڑھنے) سے منع نہیں کیا؟ (آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا) انہوں نے دوبارہ کہا: یا رسول اللہ! کیا اللہ نے آپ کو اس کی قبر پر کھڑا ہونے سے منع نہیں کیا؟ تب آنحضرتؐ نے فرمایا: افسوس ہے تم پر! تمہیں کیا معلوم کہ میں نے پڑھا کیا ہے؟ میں نے (اس کے لئے دعا تھوڑی کی ہے میں نے تو) کہا ہے: اللّٰھم احش جوفه ناراً، واملأ قبرہ ناراً، وأصله ناراً۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس طرح اس شخص نے (اپنے بے جا اعتراض پر اصرار کر کے) آنحضرتؐ سے وہ بات ظاہر کرا دی جس (کے اظہار) کو آپؐ ناپسند کرتے تھے (اور مصلحت کے خلاف جانتے تھے)۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امامؑ (مراد امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مرنے والا منکر حق ہو تو اس کی نماز جنازہ میں (دعا کی جگہ) کہو: اللّٰھم املأ جوفه ناراً وقبرہ ناراً وسلّط علیه الحیات و العقارب۔ امامؑ فرماتے ہیں: بنی امیہ کی ایک بری عورت مر گئی تھی اور اس کے جنازہ میں امام محمد باقر علیہ السلام نے بددعا کے یہی جملے کہے تھے اور ساتھ یہ بھی کہا تھا: واجعل الشیطان لها قریناً۔ (الفروع)

۵۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ بنی امیہ کی ایک عورت مر گئی جب لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ چکے اور لوگوں نے جنازہ اٹھایا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللّٰھم ضعها ولا ترفعها ولا تزکها۔ اور فرمایا: وکانت عدوۃ اللّٰه۔ راوی کہتا ہے مجھے یہی گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا: "ولـنـا" یعنی وہ عورت دشمن خدا تھی۔۔۔ اور ہماری بھی دشمن تھی۔ (الفروع)

باب ۵

نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں کا واجب ہونا (اور اس کی علت) اور تقیہ کی صورت میں' یا جب میت مخالف کی ہو تو چار تکبیروں کا پڑھنا

(اس باب میں کل چھبیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو حذف کر کے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حماد بن عثمان اور ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں پر پانچ تکبیر (نماز جنازہ) پڑھتے تھے اور کچھ لوگوں پر چار تکبیر۔۔۔ پس جب آپ کسی آدمی پر چار تکبیر پڑھتے تھے تو وہ نفاق کے ساتھ متہم ہو جاتا تھا۔ (الفروع' العلل' التہذیبین)

۲۔ سلیمان بن جعفر جعفری اپنے باپ (جعفر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں پر پانچ تکبیر (نماز جنازہ) پڑھتے تھے اور کچھ لوگوں پر چار تکبیر۔۔۔ پس جب آپ کسی آدمی پر چار تکبیر پڑھتے تھے تو وہ نفاق کے ساتھ متہم ہو جاتا تھا۔ (الفروع' العلل' التہذیبین)

۳۔ ابوبکر حضرمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابوبکر! جانتے ہو کہ نماز جنازہ میں کتنی تکبیریں ہیں؟ میں نے عرض کیا: نہ! فرمایا: پانچ ہیں! پھر فرمایا: جانتے ہو یہ پانچ کہاں سے لی گئی ہیں؟ میں نے عرض کیا: نہ! فرمایا: یہ پانچ تکبیریں پانچ نمازوں سے اس طرح لی گئی ہیں کہ ایک نماز سے ایک تکبیر۔۔۔ (الفروع' التہذیب' الخصال' العلل' المحاسن)

۴۔ اسماعیل بن سعد اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے نماز جنازہ کی تکبیروں کے متعلق سوال کیا کہ کتنی ہیں؟ فرمایا: مؤمن کے لئے پانچ اور منافق کے لئے چار۔ اور اس نماز میں سلام نہیں ہے۔ (التہذیب)

۵۔ متعدد احادیث میں جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہیں اس سوال کے کہ "تکبیرات جنازہ کس قدر ہیں؟ یہی جواب دیا گیا ہے کہ پانچ ہیں۔ (تہذیبین)

۶۔ قدامہ بن زائدہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھا: جنازہ کی تکبیریں کتنی ہیں؟ فرمایا: پانچ۔ پھر ایک اور شخص داخل ہوا اس نے آپ سے دریافت کیا کہ جنازہ کی دعائیں کتنی ہیں؟ فرمایا: چار۔ اس پہلے شخص نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں نے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: پانچ۔ اور اس شخص نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: چار۔ فرمایا: تو نے تکبیروں کے متعلق سوال کیا تھا تو میں نے جواب دیا پانچ۔ اور اس نے سوال کیا کہ دعائیں کتنی ہیں؟ میں نے جواب دیا: چار! فرمایا: حقیقت حال بھی یہی ہے کہ تکبیریں پانچ ہیں اور ان

کے درمیان دعائیں چار۔۔۔ پھر امامؑ نے ہتھیلی پھیلا کر دکھائی اور فرمایا: ان (پانچ انگلیوں کی طرح) تکبیریں پانچ اور ان کے درمیان دعائیں چار ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت آدمؑ کی وفات ہوئی اور نماز جنازہ پڑھنے کی نوبت آئی تو جناب ھبۃ اللہ نے جبرائیلؑ سے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! آگے بڑھ کر اللہ کے نبی پر نماز پڑھائیں! جبرئیل نے کہا خدا نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم آپ کے باپ کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ اس لئے ہم ان کی نیک اولاد کے آگے کھڑے نہیں ہوتے۔ اور آپ ان کی تمام اولاد سے زیادہ نیک ہیں! لہٰذا آپ ہی آگے بڑھ کر پانچ تکبیر جنازہ پڑھائیں کہ یہی ان نمازوں کی تعداد ہے جو خدا نے امت محمدیہ پر فرض کی ہیں۔ اور یہی (پانچ تکبیر) وہ سنت جاریہ ہے جو ان کی اولاد میں قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۸۔ حسین بن نضر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: میت پر پانچ تکبیر پڑھنے کی وجہ کیا ہے؟ عرض کیا لوگوں نے روایت کی ہے کہ یہ تکبیریں پانچ نمازوں سے مشتق ہیں۔۔۔ امامؑ نے فرمایا: یہ تو ظاہری مطلب ہے۔۔۔ اس کی ایک اور (باریک) وجہ یہ ہے کہ خدا نے بندوں پر پانچ فریضے فرض کئے ہیں (۱) نماز۔ (۲) زکوٰۃ۔ (۳) روزہ۔ (۴) حج۔ (۵) اور ولایت اہل بیتؑ۔ اس لئے خدا نے ہر فریضہ سے میت کے لئے ایک تکبیر مقرر کی۔ پس جس نے ولایت سمیت سب فرائض قبول کئے ہیں اس کے لئے پانچ تکبیریں اور جس نے ولایت قبول نہیں کی اس کے لئے چار تکبیریں مقرر فرمائی ہیں اس لئے تم لوگ پانچ تکبیریں اور تمہارے مخالف چار تکبیریں پڑھتے ہیں۔ (عیون الاخبار، علل الشرائع)

۹۔ ابراہیم بن محمد بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: (مرنے کے بعد) مؤمن و منافق کی پہچان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تکبیروں سے ہوتی تھی کیونکہ آپ مؤمن پر پانچ تکبیر اور منافق پر چار تکبیر پڑھتے تھے۔ (علل الشرائع، الخصال)

۱۰۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا کہ نماز جنازہ کی پانچ تکبیریں ہیں۔ جو اس سے کم کرے گا وہ سنت رسول کا مخالف متصور ہوگا۔ (پھر کہا) میت کو پائنتی کی طرف سے نرمی کے ساتھ قبر میں اتارا جائے۔ (عیون الاخبار)

۱۱۔ نیز فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جنازہ کا اس لئے لوگوں کو حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ (بارگاہ خداوندی) میں اس کی سفارش کریں اور اس کی مغفرت کی دعا کریں۔ کیونکہ مرنے والا اس وقت سے بڑھ کر کسی بھی وقت اس قدر سفارش اور دعائے مغفرت کا محتاج نہیں ہوا تھا۔ اور پانچ اس لئے مقرر کی گئیں ہیں اور چار یا چھ مقرر نہیں کی گئیں

کیونکہ یہ پانچ تکبیریں شب وروز کی نماز ہائے پنجگانہ سے لی گئی ہیں۔(العیون،العلل)

۱۲۔ سفیان بن السمط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت آدمؑ بیمار ہوئے۔۔۔جب خدا نے ان کی روح قبض کی تو ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔۔۔پھر جب ھبۃ اللہ کو حکم دیا گیا کہ وہ آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائیں تو آپ نے ایسا کیا اور ملائکہ ان کی اقتداء کر رہے تھے خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ پانچ تکبیر نماز جنازہ میں پڑھیں اور آرام سے قبر میں اتاریں اور پھر قبر برابر کریں۔۔۔۔پھر امامؑ نے فرمایا: تم بھی اپنے مرنے والوں کے ساتھ یہی سلوک کرو۔(الخصال،العلل، الشرائع)

۱۳۔ علی بن عیسیٰ اربلی نے کشف الغمہ میں روایت کی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا پر پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھی تھی۔اور پھر وہ راتوں رات دفن کی گئی تھیں۔(کشف الغمہ)

۱۴۔ شیخ مفید نے کتاب المقنعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل ایمان پر پانچ تکبیر اور اہل نفاق پر ماسوا ان کے جن پر نماز جنازہ کی ممانعت کی گئی تھی چار تکبیر پڑھتے تھے۔پس جب آنحضرتؐ کسی میت پر چار تکبیر پڑھتے تھے تو صحابہ کو اس شخص کے منافق ہونے کا قطع ویقین ہو جاتا تھا۔(المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی (وضو کے باب ۳۸ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور اس کے بعد بھی (باب ۶، ۹، ۱۰ و ۱۴ میں) اس طرح کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۶

پانچ تکبیر سے زیادہ تکبیریں کہنے کا جواز اور عام اموات پر کراہت کے ساتھ جنازہ کے اعادہ کا جواز۔ہاں البتہ صاحبان فضل وسلام پر اس کے استحباب کا تذکرہ

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو قلم انداز کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے سہل بن حنیف پر جو کہ جنگ بدر کے شرکاء میں سے تھے پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھی۔پھر جنازہ لے کر تھوڑی دیر چلے پھر جنازہ رکھ کر پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھی اسی طرح کیے بعد دیگرے پانچ بار ایسا کیا اس طرح پوری پچیس تکبیریں مکمل کیں۔(الفروع، التہذیبین)۔

(دوسری روایت کے مطابق اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ بدری ہیں)۔(المقنعہ)۔ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ جب آپ پانچ تکبیر پڑھ چکتے تو کچھ اور آدمی آجاتے اور عرض کرتے یا امیر المؤمنینؑ! ہم نماز جنازہ نہیں پڑھ سکے تو آنجناب ان کو پھر پڑھا دیتے اس طرح قبر تک پہنچتے پہنچتے پانچ بار نماز پڑھائی۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؓ پر (پانچ پانچ کر کے) ستر بار دعا کی اور ستر بار تکبیر کہی۔۔۔(الفروع)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے امالی میں ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ بنت اسد کی وفات پر اس طرح نماز جنازہ پڑھی جس طرح پہلے کبھی اس طرح نہیں پڑھی تھی۔ یعنی ان پر چالیس تکبیریں پڑھیں۔ جناب عمار نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان پر چالیس تکبیریں کیوں پڑھی ہیں؟ فرمایا: عمار! میرے دائیں طرف نگاہ کرو۔ ملائکہ کی چالیس صفیں موجود ہیں۔ اس لئے میں نے ہر صف کے لئے ایک تکبیر پڑھی۔ (امالی شیخ صدوق)

۴۔ سلیم بن قیس ہلالی جناب سلمان محمدی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے رہے تھے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے وصیت کی تھی کہ حضرت علیؑ کے سوا اور کوئی شخص ان کو غسل نہ دے الغرض جب آنجنابؑ آنحضرتؐ کو غسل و کفن دے چکے تو مجھے، ابوذر، مقداد، حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اندر بلایا۔ وہ ہمارے آگے کھڑے ہو گئے اور ہم ان کے پیچھے صف بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے اس طرح آپؑ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد مہاجرین و انصار میں سے دس دس کی ٹولی کو داخل کرتے رہے اور وہ نماز پڑھ کر باہر نکلتے رہے حتیٰ کہ اس طرح تمام[1] مہاجرین و انصار نے آنحضرتؐ پر نماز پڑھی۔ (احتجاج طبرسی)

۵۔ عیسیٰ بن المستفاد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (جناب امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان وصیتوں کے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ آپ کو اپنے گھر میں دفن کیا جائے اور انہیں تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ان میں سے ایک یمنی چادر ہو۔ اور ان کی قبر میں جناب امیر علیہ السلام کے سوا کوئی آدمی داخل نہ ہو۔۔۔ پھر فرمایا: یا علیؑ! تو اور فاطمہ اور حسنینؑ میری نماز جنازہ پڑھنا اور پچھتر (۷۵) تکبیر پڑھنا اور پانچ تکبیر کہہ کر لوٹ جانا۔ (یعنی پانچ پانچ کر کے پڑھنا) بعد اس کے کہ آپ کو نماز پڑھنے کی اطلاع دی جائے جناب

---

[1] اس قسم کی بعض روایات سے اہل خلاف اس بات پر استدلال کیا کرتے ہیں کہ حضرات شیخین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ حالانکہ ان حضرات کا حصول اقتدار کی رسہ کشی میں مشغول ہونا اور سقیفہ میں رہ کر آنحضرتؐ کی تجہیز و تدفین اور ان کی نماز جنازہ سے غائب رہنا ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کا کوئی صاحب علم و انصاف انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب تجلیات صداقت میں تبصرہ کر دیا ہے یہاں صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں (۱) تیسیر الباری ترجمہ بخاری طبع احمدی پریس لاہور پ ۷ ص ۴ کتاب الجنائز باب موت الاثنین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں ابوبکر صاحب کے پاس گئی۔ ابوبکر نے کہا: بیان کیجئے نبی صلعم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ بی بی عائشہ نے کہا: تین کپڑوں میں۔ پھر ابوبکر کہنے لگے: کس دن رسول فوت ہوئے۔ عائشہ صاحبہ نے کہا: پیر کے دن۔ (۲) کنز العمال ج ۲ ص ۱۴ طبع حیدر آباد میں ہے: "عن عروة قال ابوبكر و عمر رضی اللہ علیہما لم یشھدا "شھد دفن النبی کانا الانصار فدفن قبل ان یرجعا" یعنی عروہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر و حضرت عمر حضرت رسول خداؐ کے دفن کفن کے وقت حاضر نہ تھے بلکہ وہ سقیفہ کے اندر موجود تھے اور ان کی واپسی سے پہلے آنحضرتؐ دفن ہو گئے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

امیر علیہ السلام نے عرض کیا اور مجھے کون اطلاع دے گا؟ فرمایا: جبرئیل اطلاع دیں گے! پھر میرے خاندان کے مرد گروہ اندر گروہ ہو کر مجھ پر نماز پڑھیں پھر ان کی عورتیں اس کے بعد عام لوگ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (کتاب الطرف لابن طاؤس)

۶۔ حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھائی جب فارغ ہو چکے تو کچھ لوگ حاضر ہوئے تو جو نماز میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز کا اعادہ کریں (تا کہ ہم بھی پڑھ لیں) آنحضرتؐ نے فرمایا: نماز جنازہ تو ہو چکی اب تم اس کے لئے صرف دعا کرو۔ (قرب الاسناد)

۷۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نماز جنازہ میں کوئی معین چیز ہے؟ فرمایا: نہ۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گیارہ، نو، سات، پانچ اور چار تکبیریں پڑھی ہیں۔ (تہذیبین)

۸۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک میت کو سپرد خاک نہ کر دیا جائے اس وقت تک اس پر نماز پڑھی جا سکتی ہے اگرچہ پہلے پڑھی بھی جا چکی ہو۔۔۔ (ایضاً)

۹۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں ایک جنازہ پر نماز جنازہ نہیں پڑھ سکا۔ (جبکہ اور لوگوں نے پڑھی) یہاں تک کہ جنازہ قبر کے پاس پہنچ گیا۔ آیا اب میں اس پر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: دفن سے پہلے پہلے اگر چاہو تو پڑھ سکتے ہو۔ (ایضاً)

۱۰۔ عمرو بن شمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نجار کی ایک عورت کے جنازہ پر نماز پڑھائی۔۔۔ آپ نے دیکھا کہ ابھی اس کی قبر تیار نہیں ہوئی تو انتظار کرتے ہوئے جنازہ رکھ دیا۔ اس اثنا میں جب بھی کوئی گروہ آتا تو آنحضرتؐ اس سے فرماتے اس پر نماز جنازہ پڑھ لو۔۔۔ (ایضاً)

۱۱۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھائی جب فارغ ہو چکے تو کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم اس پر نماز نہیں پڑھ سکے (یعنی اب پڑھ لیں) آپؐ نے فرمایا: نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھی جاتی۔ بس تم اس کے لئے صرف دعا کرو اور اچھی بات کرو۔ (ایضاً)

۱۲۔ ایسی ہی ایک روایت بروایت وهب بن وهب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: **لا يصلى على جنازة مرتين**۔ ایک جنازہ پر دوبار نماز نہیں پڑھی جا سکتی! البتہ اس کے حق میں دعائے خیر کرو۔ (ایضاً وقرب الاسناد)

جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان دو روایتوں کو ایک قسم کی کراہت پر محمول کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بھی جائز ہے کہ نفی وجوب کے

لئے ہے۔ کہ (دوبارہ یاسہ بارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔۔۔ بلکہ ایک بار سے زائد بار پڑھنا مستحب و مرغوب ہے)۔۔۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں دراصل دو سندوں کے ساتھ وارد ہوئیں ہیں جو دراصل روایت ایک ہے۔۔۔ اس میں منسوخ ہونے کا بھی احتمال ہے۔۔۔ اور نقل روایت میں تقیہ پر بھی محمول ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس کا راوی عامی المذہب ہے۔ اور یہ روایت ان کے نزدیک زیادہ مشہور مذہب کے موافق ہے اور جو روایتیں ان کے بالمقابل (جنازہ کے بار بار پڑھے جانے کی عمدگی) پر دلالت کرتی ہیں وہ ان سے زیادہ قوی، تعداد میں زیادہ اور دلالت میں زیادہ واضح ہیں۔۔۔ واللہ اعلم۔۔۔

باب ۷

نماز جنازہ میں نہ (کسی سورہ کی) قرأت ہے اور نہ کوئی معیّن دعا

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم، زرارہ، معمر بن یحییٰ اور اسماعیل جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جنازہ میں نہ قرأت ہے اور نہ ہی کوئی مقرر و معیّن دعا ہے۔ جو چاہو دعا مانگو۔ اور جن لوگوں کے لئے دعا کی جاتی ہے ان سب سے زیادہ حقدار دعا مؤمن ہے (جو سامنے رکھا ہے) اور اس دعا کی ابتداء پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درود و سلام سے کی جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا میں بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ یہ نماز صرف تکبیر (اللہ اکبر)، تسبیح (سبحان اللہ)، تحمید (الحمد للہ) اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) ہی تو ہے (حقیقی نماز نہیں ہے۔ تاکہ وضو ضروری ہو)۔۔۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ میمون القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نماز جنازہ میں سورہ الحمد پڑھتے تھے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے تھے۔۔۔ (التہذیب)۔ اس سے ملتی جلتی ایک روایت امام رضا علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔ اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ میں) نماز جنازہ کی کیفیت تفصیلاً گزر چکی ہے۔ ان متعدد حدیثوں میں مختلف دعائیں تو مذکور ہیں مگر کسی میں بھی قرأت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ آئندہ دعائے قنوت کے سلسلہ میں بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۸

نماز جنازہ میں رکوع وسجود نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جنازہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ یہ رکوع وسجود والی نماز نہیں ہے (کہ اس کا کوئی وقت مقرر ہو)۔(الفروع)

۲۔ شیخ صدوقؒ باسناد خود بروایت فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جنازہ میں اس لئے رکوع وسجود نہیں ہے کہ اس نماز کا مقصد صرف (بارگاہ خدا میں) اس بندہ کی سفارش کرنا ہے۔ جو پیچھے چھوڑے ہوئے سے جدا ہو گیا ہے۔ اور آگے بھیجے ہوئے کا محتاج ہے۔ پھر فرمایا: اور ہم نے نماز جنازہ بغیر وضو پڑھنے کو اس لئے جائز قرار دیا ہے کیونکہ اس میں نہ رکوع ہے اور نہ سجود۔(عیون الاخبار، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب الوضو باب ۱ میں اور یہاں باب ۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

نماز جنازہ میں سلام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اسماعیل بن سعد اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے نماز جنازہ کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: مؤمن کے لئے پانچ تکبیریں اور منافق کے لئے چار ہیں اور اس میں سلام نہیں ہے۔۔۔(تہذیبین)

۲۔ حلبی اور زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جنازہ میں سلام نہیں ہے۔(الفروع، تہذیبین)

۳۔ شیخ حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا۔ نماز جنازہ، پانچ تکبیر ہے۔ اور اس نماز جنازہ میں سلام نہیں ہے۔ کیونکہ سلام صرف رکوع وسجود والی نماز میں ہوتا ہے۔ اور نماز جنازہ میں نہ رکوع ہے اور نہ سجود۔ اور میت کی قبر مربع (چوکور) بنانی چاہیئے، کوہان دار نہ بنائی جائے۔(تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل (باب ۲ و باب ۳ میں) نماز جنازہ کی کیفیت میں کئی ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں

مذکور ہے کہ نماز جنازہ میں سلام نہیں ہے۔ اور جن بعض حدیثوں میں اس کا تذکرہ ہے۔ ان کو شیخ طوسیؒ نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں سلام نماز جنازہ ختم کرنے سے کنایہ ہو۔۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نماز جنازہ کے علاوہ کوئی علیحدہ سنت ہو۔۔ جیسا کہ کتاب العشرہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب آدمی ایک دوسرے سے جدا ہونے لگیں تو اس وقت سلام کرنا مستحب ہے۔

باب ۱۰

نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں ہاتھ بلند کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحمٰن بن العرزمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی آپؑ نے پانچ تکبیریں پڑھیں اور ہر تکبیر کے وقت آپ ہاتھ (کانوں تک) بلند کرتے تھے۔ (تہذیبین)

۲۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! عام لوگ نماز جنازہ کی صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ بلند کرتے ہیں اور بعد والی تکبیروں میں بلند نہیں کرتے۔ تو میں بھی انہی کی طرح صرف پہلی تکبیر میں بلند کروں یا ہر تکبیر میں؟ فرمایا: ہر تکبیر میں ہاتھ بلند کر۔ (الفروع، والتہذیبین)

۳۔ بروایت غیاث بن ابراہیم اور اسحاق بن ابان الوراق از امام جعفر صادق علیہ السلام دو روایتوں میں وارد ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نماز جنازہ کی صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ بلند کرتے تھے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے ان دونوں روایتوں کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ یہ مخالفین کے مذہب کے مطابق ہیں۔۔۔ اور ان کے ایسا کرنے کو جواز پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ کہ ہر بار ہاتھ بلند کرنا واجب نہیں ہے۔

باب ۱۱

پیش نماز کے لئے مستحب ہے کہ جب تک جنازہ اٹھا نہ لیا جائے وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت علی علیہ السلام کسی جنازہ پر نماز پڑھاتے تھے تو اس وقت تک اپنی جاء نماز سے نہیں ہٹتے تھے جب تک جنازہ کو لوگوں کے ہاتھوں پر نہیں دیکھ لیتے تھے۔ (التہذیب)

۲۔ بروایت یونس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ پیش نماز اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹے جب تک جنازہ اس کے سامنے سے نہ اٹھا لیا جائے۔ (ایضاً)

باب ۱۲

بچہ کی نماز جنازہ میں کیا دعا پڑھنی چاہیئے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمرو بن خالد جناب زید سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بچہ کی نماز جنازہ میں (چوتھی تکبیر کے بعد) یہ دعا پڑھا کرتے تھے: **اللّٰھم اجعلہ لابویہ ولنا سلفاً وفرطاً و اجراً**۔(التہذیب)

باب ۱۳

اس بچہ پر نماز جنازہ واجب[1] ہے جس کی عمر چھ سال یا اس سے زائد ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو حذف کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ وعبداللہ بن علی حلبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ بچہ پر کب نماز جنازہ پڑھی جائے؟ فرمایا: جب اس میں نماز کو سمجھنے کی اہلیت پیدا ہو۔ فرمایا: خود بچہ پر نماز کب واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: جب اس کی عمر چھ برس ہو جائے[2]۔ اور روزہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب اس میں اس کے رکھنے کی طاقت ہو۔(کتب اربعہ)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک بچہ وفات پا گیا۔ امامؑ کو اس کی موت کی خبر دی گئیں۔ امامؑ نے اس کے غسل وکفن کا حکم دیا۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا۔ تو امامؑ اس کے جنازہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر چٹائی کا ایک ٹکڑا بچھایا گیا جس پر آپؑ کچھ دیر کھڑے رہے۔ پھر اس کی قبر پر کھڑے رہے۔ حتیٰ کہ جب وہاں سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اور ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ مجھ سے فرمانے لگے کہ اس عمر کے بچوں پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی تھی۔ یہ بچہ تین سال کا تھا۔ حضرت علیؑ اس قسم کے بچوں کے متعلق حکم دیا کرتے تھے اور (غسل وکفن کے بعد) ان کو دفن کر دیا جاتا تھا۔ اور ان پر نماز نہیں پڑھی جاتی تھی۔ مگر (بعد میں) لوگوں نے ایک کام کیا کہ اس قسم کے بچوں پر نماز شروع کر دی اب معاشرتی مجبوری کی بنا پر ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ بچہ پر کب نماز جنازہ واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: جب نماز کو سمجھنے لگے! یعنی چھ برس کا ہو جائے۔(الفروع)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ یہاں لفظ وجوب سے مراد ثبوت اور استحباب ہے کیونکہ چھ سال کے بعد تمرینی نماز مستحب ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اس سلسلہ میں مختلف اخبار وآثار میں جمع کرتے ہوئے سب سے بہتر نظریہ وہ ہے جو حضرت محدث فیض کاشانی نے الوافی میں پیش کیا ہے کہ جس (عاقل وبالغ) پر نماز پڑھنا فرض ہے اس کی نماز جنازہ بھی فرض ہے۔ اور جس (چھ سال کے بچے) پر اپنی تمرینی نماز مستحب ہے اس کی نماز جنازہ بھی مستحب ہے اور جس پر تمرینی نماز مستحب نہیں ہے (جیسے چھ سال سے کم عمر کا بچہ) اس پر نماز جنازہ بھی مستحب نہیں ہے وھو الاقوی۔ واللہ العالم۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ علی بن جعفرؑ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: جب پانچ سال کا بچہ مر جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے؟ فرمایا: جب نماز کو سمجھنے کے قابل ہو جائے تو پھر پڑھنی چاہیئے۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ چھ برس کا ہو جائے جیسا کہ سابقہ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

باب ۱۴

اس بچہ پر نماز جنازہ پڑھنا مستحب ہے جو چھ برس سے کم عمر کا ہو۔ بشرطیکہ زندہ پیدا ہوا ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ''منفوس'' پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اور منفوس سے مراد وہ نومولود ہے جو پیدائش کے بعد آواز نہ نکالے اور نہ ہی روئے اور چیخے اور نہ ہی وہ دیت (یا بروایت دیگر والدین) وغیرہ کا وارث بنے گا۔ اور اگر پیدائش کے بعد آواز نکالے تو اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور وارث بھی بنے گا۔ (التہذیبین)

۲۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ بچہ پر کس سن وسال میں نماز جنازہ پڑھی جائیگی؟ فرمایا: ہر حالت میں پڑھی جائے گی مگر یہ کہ ہنوز اس کی خلقت نامکمل ہو کہ سقط ہو جائے۔ (ایضاً)

۳۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ بچہ پر جب شریعت کا قلم جاری نہ ہو اس پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: نماز جنازہ صرف اس مرد وعورت پر واجب ہے جس پر قلم شریعت جاری ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت علامہ حلیؒ نے اپنی کتاب المختلف وغیرہ میں اس حدیث کے متعلق فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب بچے چھ سال کے ہو جائیں کیونکہ اس عمر میں تمرین (مشق کرانے) کا قلم جاری ہو جاتا ہے جیسا کہ (سابقہ باب میں) گزر چکا ہے۔

۴۔ قدامہ بن زائدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم پر پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھی۔ (التہذیب)

جبکہ دوسری روایت میں یہ تصریح موجود ہے کہ ابھی اس کی کل عمر اٹھارہ ماہ تھی اور خدا نے اس کی رضاعت کی مدت (دو سال) جنت میں مکمل کی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے اگلے باب (نمبر ۱۵) میں کچھ ایسی روایتیں آئینگی جو بظاہر اس کے منافی ہیں۔ تو وہ اس بات پر محمول ہیں کہ اس عمر کے بچہ پر نماز جنازہ واجب نہیں ہے۔

باب ۱۵

اس بچی، بچہ پر نماز جنازہ واجب نہیں ہے جس کی عمر چھ سال سے کم ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دومکررات کوقلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک بچہ جس کا دودھ چھوٹ چکا تھا اور وہ زمین پر چلتا تھا (تین سال کا تھا) (الفقیہ) وفات پا گیا۔ تو امام محمد باقر علیہ السلام (اپنے پوتے کی وفات پر) اس کے جنازہ کے ساتھ اس طرح نکلے کہ آپ صوف اور ابریشم زرد کا جبہ در بر اسی کپڑے کا عمامہ برسر تھا اور ایسی ہی چادر در بر تھی بچہ کی چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی پھر ان کے حکم سے اسے دفن کر دیا گیا۔۔۔ پھر ہاتھ سے پکڑ کر مجھے علیحدہ لے گئے اور فرمایا: اس قدر بچوں پر (عہد نبوی وعلوی میں) نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی تھی صرف جناب امیر علیہ السلام کے حکم کے مطابق ان کو (غسل و کفن دے کر) پس پردہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ میں نے صرف اہل مدینہ کی اس بات سے متاثر ہو کر نماز پڑھائی ہے کہ وہ کہیں گے کہ (بنی ہاشم) چھوٹے بچوں پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔(الفروع، التہذیب، والاستبصار)

(یہی مضمون دو اور حدیثوں میں بھی وارد ہے)۔

۲۔ یہاں ایک طویل روایت درج ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب زادے ابراہیم پر نماز جنازہ نہ پڑھنے کا تذکرہ کیا گیا۔ مگر وہ متعدد روایتوں کے منافی ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے۔ مؤلف علام نے بھی اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں مثلاً یہ کہ (۱) نفی وجوب پر محمول ہے۔(۲) منسوخ ہے۔(۳) شاید آپ نے خود نہیں پڑھی۔ مگر آپؐ کے حکم سے کسی دوسرے نے پڑھائی۔ اس روایت میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''خدا نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں صرف اس پر نماز جنازہ پڑھوں جو خود نماز پڑھتا ہے۔'' مؤلف علام نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ جس کی عمر از کم چھ سال ہو۔ کیونکہ وہی تمرین کا وقت ہے۔ بلکہ آئمہ طاہرینؑ تو پانچ سال کے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔(الفروع، المحاسن)

۳۔ ہشام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ ہمارے نظریہ کہ ''بچہ پر نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھنی چاہیئے کہ وہ خود نماز نہیں پڑھتا'' اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا صرف اس پر نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے جو خود نماز پڑھتا ہو؟ تو ہم کہتے ہیں ہاں! اس پر وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی یہودی، نصرانی اسلام لائے۔۔۔ اور (نماز پڑھنے سے پہلے) اسی وقت مر جائے تو؟ (اس کی نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھی جائے گی کہ اس نے خود نماز نہیں پڑھی؟) تو ہم اس کا کیا جواب دیں؟ فرمایا: ان سے کہو کہ یہی اسلام لانے والا یہودی یا نصرانی اگر کسی انسان پر بہتان تراشی کرے تو آیا اس پر حد واجب ہوگی؟ وہ یقیناً جواب میں کہیں گے کہ ہاں! تو پھر ان سے خود دریافت کرو۔ کہ اگر یہی بچہ جو ہنوز نماز نہیں پڑھتا۔ اگر کسی

انسان پر افترا پردازی کرے تو اس پر بھی حد واجب ہوگی؟ وہ جواب میں یقیناً کہیں گے کہ نہیں۔ تو ان سے کہا جائے کہ ہاں تم نے ٹھیک جواب دیا ہے۔ نماز جنازہ صرف اس پر پڑھنی واجب ہے جس پر نماز اور حد واجب ہے۔ اور جس پر نماز اور حد واجب نہیں ہے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی! (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اس حدیث کو چھ سال کے بچہ پر محمول کیا جائے جس کے لئے بطور تمرین نماز پڑھنا مستحب ہے۔۔۔ اور لفظ وجوب بھی ثبوت واستحباب کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اپنے مقام پر ایسی حدیثیں آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ طفل ممیز پر تعزیر اور سرقہ وغیرہ کی حد جاری کی جائے گی۔

باب ۱۶

ماموم کا تکبیر کہنے میں پیش نماز پر سبقت کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ایسا کرے تو اس کا اعادہ کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کسی نماز گزار کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ پیش نماز سے پہلے تکبیر کہے؟ فرمایا: وہ پیش نماز کے ساتھ ہی تکبیر کہے۔ اور اگر اس سے پہلے کہے تو اس کا اعادہ کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث اگر چہ نماز جنازہ کے ساتھ مختص نہیں ہے مگر اپنے عموم کے ساتھ اس پر بھی دلالت کرتی ہے۔ حمیری نے (قرب الاسناد میں) اسے احادیث جنازہ میں درج کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب علی بن جعفرؑ کی کتاب میں ایسا ہی تھا۔

باب ۱۷

جس شخص سے نماز جنازہ میں بعض تکبیریں چھوٹ جائیں وہ نماز ختم ہونے کے بعد مسلسل ان کی قضا کرے اور اگر جنازہ اٹھا بھی لیا جائے تو جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے پڑھتا جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص نماز جنازہ کی صرف ایک یا دو تکبیریں (جماعت کے ساتھ) پا سکے۔ تو بعد میں باقیماندہ تکبیروں کو پے در پے بجا لائے۔ (یعنی درمیان میں دعائیں نہ پڑھے)۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز جنازہ کی صرف

ایک تکبیر کو (پیشنماز کے ساتھ) پاتا ہے؟ فرمایا: باقیماندہ کو خود تمام کرے گا۔۔۔ (التہذیبین)

۳۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اگر نماز جنازہ کی ایک دو تکبیریں مجھ سے چھوٹ جائیں تو؟ فرمایا: جو چھوٹ جائیں ان کی قضا کرو۔۔۔! عرض کیا: کیا قبلہ رو ہوں؟ فرمایا: ہاں! بے شک جنازہ کے ساتھ ساتھ چلتے جاؤ۔ (ایضاً)

۴۔ خلف بن زیاد قلانسی ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی شخص پیشنماز کے ساتھ جنازہ کی صرف ایک یا دو تکبیریں پا سکے تو؟ فرمایا: وہ جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے باقیماندہ تکبیروں کو مکمل کرے گا۔۔۔ اور اگر کوئی ایک تکبیر بھی نہ پا سکے تو قبر کے پاس ہی (جنازہ پر) تکبیر کہے گا۔۔۔ اور اگر اس وقت پہنچے کہ جب میت کو دفن کیا جا چکا ہو تو قبر پر کھڑے ہو کر تکبیر کہے گا۔ (ایضاً)

۵۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جنازہ کی گزشتہ تکبیروں کی قضا نہیں کی جائے گی۔ (ایضاً)

شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح قضا نہیں کی جائے گی جس طرح ابتداء میں دعاؤں کے ساتھ یہ تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔۔۔ بلکہ پے درپے (بلا دعا) قضا کی جائے گی جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔۔۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ان تکبیروں پر محمول ہو جو پیشنماز پانچ سے زائد پڑھے کہ ان کی قضا لازم نہیں ہے۔۔۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مطلب یہ ہو کہ چونکہ دوسرے لوگوں کے پڑھنے سے واجب کفائی ادا ہو گیا ہے لہٰذا اس پر پڑھنا واجب نہیں ہے مگر اولیٰ احوط ہے۔۔۔

۶۔ علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص میت پر صرف ایک یا دو تکبیریں پاتا ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: باقیماندہ کو جنازہ اٹھنے سے پہلے مختصر طریقہ سے (پے درپے) کہہ دے۔ (المسائل)

باب ۱۸

جس شخص نے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو وہ دفن کے بعد پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر میت پر نماز پڑھی جا چکی ہو تو پھر مکروہ ہے۔۔۔ اور اس پڑھنے کی حد! اور یہ کہ غائب پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جا سکتی۔ ہاں صرف دعا کی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دفن کے بعد بھی کوئی شخص میت پر نماز پڑھنا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (تہذیب والاستبصار)

۲۔ عمرو بن جمیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب کسی جنازہ پر نماز فوت ہو جاتی تھی تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ (ایضاً والفقیہ)

۳۔ جعفر بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مکہ میں تشریف لائے اور عبداللہ بن اعین کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ تو وفات پا گئے ہیں! امامؑ نے (از راہ تعجب) فرمایا: ہیں وفات پا گئے ہیں؟ عرض کیا: ہاں۔۔۔ فرمایا: چلو ان کی قبر پر جا کر نماز پڑھیں! میں نے عرض کیا ٹھیک ہے! فرمایا (وہاں) نہیں۔ یہیں پڑھتے ہیں اس کے بعد دست دعا بلند کئے اور بڑی جدوجہد کے ساتھ اس کے لئے دعا[1] کی۔۔۔ اور طلب رحمت کی۔۔۔ (تہذیبین)

۴۔ محمد بن مسلم یا زرارہ روایت کرتے ہیں فرمایا: دفن کے بعد میت پر نماز پڑھنے کا مطلب اس کے لئے دعائے خیر کرنا ہے۔ عرض کیا: کیا نجاشی پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غائبانہ) نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی؟ فرمایا: نہ۔۔۔ صرف اس کے لئے دعا کی تھی۔ (ایضاً)

۵۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند کاموں کی ممانعت فرمائی ہے: (۱) قبر پر نماز پڑھنے کی۔ (۲) اس پر بیٹھنے کی۔ (۳) اس پر مکان بنانے کی اور (۴) اس پر تکیہ لگانے کی۔ (تہذیبین، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (چونکہ یہ روایت بحسب ظاہر سابقہ روایتوں کے منافی نظر آتی ہے۔ اس لئے کئی طرح اس کی تاویل کی جا سکتی ہے) (۱) یہ حکم منسوخ ہے۔ (۲) ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (۳) یہ حکم صرف نماز پنجگانہ کے ساتھ مخصوص ہے (کہ ان کا قبر پر پڑھنا مکروہ ہے)۔ (۴) جب میت پر نماز جنازہ پڑھی جا چکی ہو تو پھر قبر پر پڑھنا واجب نہیں ہے۔

۶۔ محمد بن اسلم اہل جزیرہ کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: دفن کرنے کے بعد مدفون پر نماز جنازہ جائز ہے؟ فرمایا: نہ! اگر ایسا کرنا کسی کے لئے جائز ہوتا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جائز ہوتا۔ پھر فرمایا: ایسا نہیں کرنا یعنی دفن کے بعد مدفون پر اور عریان (ننگے) پر نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: شیخ طوسیؒ نے ایک جگہ ان دونوں روایتوں کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب دفن کو ایک شب و روز گزر جائیں (جو بے مدرک ہے) اور دوسری جگہ تین دن گزر جانے پر محمول کیا ہے۔۔۔ چنانچہ انہوں نے کتاب خلاف میں یہ روایت نقل کی ہے کہ تین دن تک قبر پر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

---

[1] اس تتمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں "صلوٰۃ" سے مراد دعا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۷۔ یوسف بن محمد بن زیاد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرئیل نے آکر نجاشی (بادشاہ حبشہ) کی وفات کی خبر سنائی تو آنحضرتؐ غمزدہ آدمی کی طرح بہت روئے اور (صحابہ سے) فرمایا: تمہارے بھائی اصحمہ (نجاشی کا نام ہے) وفات پا گئے ہیں! پھر (حوالی مدینہ میں بمقام) جبانہ تشریف لے گئے اور وہاں ان پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کہیں اس وقت خدا نے ان کے لئے اس طرح ہر بلند چیز کو پست کر دیا کہ آپؐ نے حبشہ میں اس کے جنازہ کو بچشم خود دیکھ لیا (اور اس پر نماز پڑھی)۔ (الخصال شیخ صدوقؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ روایات کے خلاف ہے اس لئے اس کی کوئی مناسب تاویل کرنا پڑے گی۔ اور وہ یہ ہیں (۱) اس روایت میں تقیہ کیا گیا ہے۔ (۲) نماز سے مراد دعا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ (۳) یا یہ (غائبانہ نماز پڑھنا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ (دوسرے لوگوں کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے)۔ کیونکہ آپؐ نے (اعجاز نبوتؐ سے) نجاشی کو بچشم خود دیکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

باب ۱۹

میت کا سر نماز گزار کے دائیں طرف اور پاؤں اس کے بائیں طرف ہونے چاہئیں اور اگر اس کے برعکس ہو جائے تو نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ اگرچہ بوجہ جہالت ایسا ہوا ہو۔ مگر یہ کہ میت دفن ہو جائے۔

(اس باب میں دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔ جب پیشنماز فارغ ہوا تو پتہ چلا کہ میت الٹی تھی یعنی اس کے پاؤں اس کے سر کی جانب تھے؟ فرمایا: میت کو سیدھا کیا جائے اور نماز کا اعادہ کیا جائے؟ اگرچہ جنازہ وہاں سے اٹھایا بھی جا چکا ہو۔ جب تک دفن نہ کر دیا جائے اور اگر دفن ہو جائے تو پھر وہی پڑھی ہوئی نماز کافی ہے۔ مدفون پر نماز نہ پڑھی جائے۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ اس سے قبل (غسل میت کے باب ۵ میں) بروایت یعقوب بن یقطین حضرت امام رضا علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ مرنے کے بعد میت کو جس طرح ممکن ہو رکھا جائے مگر غسل و طہارت کے بعد اس طرح رکھا جائے جس طرح قبر میں رکھا جاتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ کئی جنازوں کے اجتماع کی صورت میں ان کے ترتیب وار رکھنے کے سلسلہ میں حلبی کی روایت ذکر کی جائے گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہے۔

باب ۲۰

نماز جنازہ طلوع آفتاب یا غروب آفتاب وغیرہ اوقات مکروہہ میں مکروہ نہیں ہے بلکہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے جب تک فریضہ کا وقت تنگ نہ ہو جائے اور یہی حکم ہر غیر موقت عبادت کا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبیداللہ بن علی حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غروب آفتاب یا طلوع آفتاب کے وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ نماز دراصل صرف (دعاء و پکار اور) استغفار ہے۔ (تہذیبین)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نماز جنازہ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ کیونکہ یہ رکوع و سجود والی (حقیقی) نماز نہیں ہے۔ طلوع و غروب آفتاب کے وقت وہ نماز مکروہ ہوتی ہے جس میں خشوع اور رکوع و سجود ہوتا ہے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے[1]۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نے غروب سے پہلے اور فجر کے بعد اس لئے نماز جنازہ کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ نماز (میت کی) حاضری اور حادثہ (موت) کے وقت واجب ہوتی ہے اور دیگر موقت نمازوں کے مانند نہیں ہے۔۔۔ بلکہ یہ ایسی نماز ہے جو کسی نئے واقعہ (موت) کے وقت واجب ہوتی ہے اور حادثہ پر انسان کا کنٹرول نہیں ہے یہ ایک حق ہے جو ادا کیا جاتا ہے اور حق کی ادائیگی ہر وقت جائز ہوتی ہے جب تک وہ حق موقت نہ ہو۔ (عیون الاخبار، علل الشرائع)

۴۔ عبدالرحمن بن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سورج (ڈوبنے کے لئے) زرد ہو جائے یا اس کے طلوع کے وقت نماز جنازہ مکروہ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ اس سے قبل (احتضار کے باب ۴۷ میں) تجہیز و تدفین کی جلدی والی حدیثوں میں ایسی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۳۱ میں) ایسی بعض حدیثیں آئینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاءاللہ۔

---

[1] سورج کے شیطان کے دو سینگوں یا اس کے سر کے دو کونوں سے نکلنے اور غروب ہونے کے علماء فریقین نے بطور تمثیل چند مطالب بیان کئے ہیں (۱) شیطان طلوع و غروب آفتاب کے وقت اپنا سر سورج کے قریب کر دیتا ہے تاکہ سورج پرستوں کا سجدہ اسی کے لئے قرار پائے۔ (۲) طلوع و غروب کے وقت شیطان حرکت کرتا ہے اور چست و چالاک اور خوش و خرم ہوتا ہے۔ (۳) شیطان کی پہلی اور پچھلی امتوں کے درمیان سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (۴) شیطان کے دو گروہوں کے درمیان ابھرتا اور ڈوبتا ہے جن کو شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف اطراف و جوانب میں بھیجتا ہے۔ الغرض یہ سب تمثیلات ہیں کہ سورج پرست چونکہ اس کے بہکاوے میں آکر سورج کو سجدہ کرتے ہیں تو گویا وہ شیطان کو سجدہ کرتے ہیں۔ (نہایہ ابن اثیر، نووی شرح مسلم، لغات الحدیث، مراۃ العقول)۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۱

نماز جنازہ طہارت کے بغیر پڑھی جاسکتی ہے۔ اور اسی طرح تکبیر و تسبیح وغیرہ بھی اگرچہ وضو یا تیمّم کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی کو اچانک نماز جنازہ پڑھنی پڑ جاتی ہے۔ جبکہ وہ باطہارت نہیں ہوتا؟ فرمایا: (اس حالت میں) تکبیر کہہ کر ان کے ساتھ شامل ہو جائے۔ (الفروع)

۲۔ عبدالحمید بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک جنازہ برآمد ہوتا ہے اور میں باوضو نہیں ہوں۔ اور اگر وضو کرنے جاتا ہوں تو نماز فوت ہوتی ہے۔ تو آیا بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: تمہارا باطہارت ہونا مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً، التہذیب)

۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں بغیر طہارت نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ یہ (نماز جنازہ) صرف تکبیر و تسبیح اور تحمید و تہلیل ہے۔ جس طرح تم اپنے گھر میں بغیر وضو کے تکبیر و تسبیح کر سکتے ہو۔ اسی طرح نماز جنازہ بھی پڑھ سکتے ہو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

دوسری روایت میں وارد ہے کہ اگر چاہے تو تیمم کر لے۔

۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کو نماز جنازہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اور وہ باوضو نہیں ہے۔ اور اگر وضو کرنے جائے تو نماز فوت ہو جائے گی؟ فرمایا: تیمم کر لے اور نماز جنازہ پڑھے۔ (ایضاً)

۵۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نے اس لئے وضو کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ اس میں رکوع و سجود نہیں ہے بلکہ یہ صرف دعا و سوال ہے اور ظاہر ہے کہ ہر حالت میں خدا سے دعا و پکار جائز ہے۔۔۔ وضو صرف اس نماز میں واجب ہوتا ہے جس میں رکوع و سجود ہوتا ہے۔ (العیون، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۲۲ میں) ایسی حدیث آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۲

حائض اور جنب کے لئے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ ہاں مستحب یہ ہے کہ وہ وضو کرلیں اور حائض صف سے الگ کھڑی ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا حیض والی عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں! لیکن دوسرے لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑی نہ ہو۔(الفروع' الفقیہ' التہذیب)

۲۔ حریز بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے (یہ حقیقی نماز نہیں ہے) کیونکہ اس میں رکوع و سجود نہیں ہے۔ فرمایا: جنب بھی تیمم کر کے پڑھ سکتا ہے۔(الفروع' التہذیب) دوسری روایت میں تیمم کا تذکرہ بھی نہیں ہے۔(التہذیب)

۳۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیض والی عورت اگر جنازہ پر حاضر ہو جائے تو تیمم کر کے اور صف سے الگ کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے۔(الفقیہ' الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۳

نماز جنازہ وہ پڑھائے جو میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو یا جسے وہ حکم دے اور امام اصل کے حضور کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو حذف کر کے باقی تینِ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنازہ پر وہ شخص نماز پڑھائے جو سب لوگوں سے زیادہ اس سے قرابت رکھتا ہو یا جسے وہ حکم دے۔(الفروع' التہذیب)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب امام علیہ السلام کسی جنازہ میں شریک ہو جائیں تو وہ نماز جنازہ پڑھانے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔(الفروع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کے مقرر کردہ شرعی سلطانوں میں سے کوئی سلطان (نبیؑ یا امامؑ) کسی جنازہ میں شامل ہوں تو وہ نماز جنازہ پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں۔۔۔لہٰذا اگر ولی نے ان

کو مقدم کیا تو فبہا ورنہ وہ غاصب متصور ہوگا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (باب ۲۴ میں) بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۴

شوہر اپنی مرحومہ بیوی کے معاملہ میں تمام رشتہ داروں حتیٰ کہ اس کے بھائی، اولاد اور باپ سے بھی زیادہ حقدار ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت مر جاتی ہے اس کی نماز جنازہ پڑھنے میں سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا: اس کا شوہر! میں نے عرض کیا: کیا شوہر عورت کے باپ، بھائی اور اولاد سے بھی زیادہ حقدار ہے؟ فرمایا: ہاں! (الفروع)

۲۔ دوسری روایت بھی اسی راوی اور انہی حضرت سے انہی الفاظ کے ساتھ مروی ہے مگر اس میں صرف اس قدر اضافہ ہے کہ "وہی اسے غسل بھی دے گا" (یعنی غسل دینے میں بھی وہ دوسرے رشتہ داروں پر مقدم ہے)۔ (کتب اربعہ)

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر اپنی زوجہ کے معاملہ میں (اس کی موت سے لے کر) اس کے قبر میں اتارنے تک سب سے زیادہ حقدار ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت مر جاتی ہے اور اس کا شوہر اور بھائی دونوں موجود ہیں۔ ان میں سے کون نماز جنازہ پڑھائے؟ فرمایا: بھائی نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے۔ (تہذیبین)

اسی مضمون کی ایک اور روایت بھی کتاب میں مذکور ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔۔۔ کہ جناب شیخ طوسیؒ نے ان دونوں حدیثوں کو تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ مخالفین کے موافق[1] ہیں۔ مؤلف علام نے چند اور احتمال بھی ذکر کئے ہیں: (۱) استفہام انکاری پر محمول ہو۔ (۲) شوہر صغیر السن ہو۔ (۳) زوجہ مطلقہ ہو۔ (۴) شوہر مخالف مذہب ہو وغیرہ۔ (والاول اقویٰ)۔

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج ۱ ص ۴۰۷ و ۴۰۸ طبع مصر۔ ائمہ اربعہ کا یہی فتویٰ ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۵

عورتوں کا نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اور عورت عورتوں کو نماز بھی پڑھا سکتی ہے ہاں البتہ اس کا آگے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ وہ صف میں ان کے درمیان کھڑی ہوگی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا عورت عورتوں کو نماز پڑھا سکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر اس میت پر جس کا اس سے بڑھ کر کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو۔ پھر بھی وہ ان کے درمیان صف میں کھڑی ہو۔ اور (پہلے وہ) تکبیر کہے اور پھر وہ بھی (اس کی اقتداء میں) کہیں۔(الفقیہ' التہذیب' الاستبصار)

۲۔ حسن بن زیاد الصیقل روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جب عورتیں ہی نماز جنازہ پڑھنے والی ہوں اور ان کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو تو وہ کس طرح پڑھیں؟ فرمایا: سب ایک صف میں کھڑی ہو جائیں اور کوئی عورت دوسری عورتوں سے آگے نہ بڑھے۔ عرض کیا گیا: آیا دوسری واجبی نماز میں بھی وہ ایک دوسرے کو نماز باجماعت پڑھا سکتی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔(الفقیہ)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرنے والے کے پاس (سوائے عورتوں کے) کوئی مرد نہ ہو۔ تو ایک عورت ان کے درمیان کھڑی ہو جائے گی اور دوسری اس کے دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی وہ تکبیر کہتی جائے گی۔ (اور وہ بھی اس کی اقتداء میں کہتی جائیں گی) یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوں۔(الفروع' الفقیہ' التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: آئندہ (ج ۳ باب ۲۰ نماز جماعت میں) کچھ ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۶

جوتا پہن کر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے ہاں موزہ پہن کر پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سیف بن عمیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوتا پہن کر نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ ہاں البتہ موزہ پہن کر پڑھی جا سکتی ہے۔(الفروع' التہذیب)

باب ۲۷

مستحب ہے کہ پیشنماز مرد کی میت کے وسط یا سینہ کے بالمقابل اور عورت کی میت کے سینہ یا سر کے بالمقابل کھڑا ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن المغیرہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص عورت پر نماز جنازہ پڑھے وہ اس کے وسط کے بالمقابل کھڑا نہ ہو۔ بلکہ اس کے سینہ کے قریب کھڑا ہو۔ اور جب مرد پر پڑھے تو اس کے وسط کے بالمقابل کھڑا ہو۔(الفروع، التہذیبین)

۲۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی عورت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے سر کے پاس کھڑے ہو اور جب کسی مرد پر پڑھو تو اس کے سینہ کے بالمقابل کھڑے ہو۔(ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں کے نماز جنازہ ان کی ناف کے بالمقابل اور عورتوں کی نماز میں ان کے سینہ کے بالمقابل کھڑے ہوتے تھے۔(تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں: جمع بین الاخبار کی وجہ یہ ہے کہ پیشنماز کو اختیار ہے کہ ان طریقوں میں سے جس طریقہ کو چاہے اختیار کرے۔

باب ۲۸

نماز جنازہ واجب کفائی ہے لہٰذا ایک یا دو آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھ لینا کافی ہے اس میں مستحب یہ ہے کہ اگر ماموم ایک ہو تو پیشنماز کے پیچھے کھڑا ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ الیسع بن عبداللہ قمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا صرف ایک آدمی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا: آیا دو شخص پڑھ سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں لیکن اگر مقتدی ایک ہو تو پیشنماز کے پیچھے کھڑا ہو اور (دوسری نماز باجماعت کی طرح) اس کے پہلو میں کھڑا نہ ہو۔۔۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۶ و ۱۷ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔ فراجع۔

باب ۲۹

نماز جنازہ میں آخری صف میں کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: عام نماز باجماعت میں پہلی صف افضل ہوتی ہے مگر جنازہ میں آخری صف افضل ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: اس میں عورتوں کی پردہ پوشی ہے۔ (الفروع، العلل، التہذیب)

۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: (پہلے دور میں) عورتیں نماز جنازہ میں مردوں کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتی تھیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ کیفیت دیکھ کر) فرمایا: نماز جنازہ میں بہترین جگہ آخری صف ہے۔ پس اس وجہ سے عورتیں خود بخود پچھلی صف میں چلی گئیں۔ اور اس صف کی فضیلت برقرار رہ گئی۔ جس طرح آنحضرتؐ نے بیان فرمائی تھی۔ (الفقیہ)

باب ۳۰

نماز جنازہ مسجد میں کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ فضل بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا آیا مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ، التہذیبین)

۲۔ ابوبکر بن عیسیٰ بن احمد علوی بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ وہاں ایک جنازہ لایا گیا۔ میں نے چاہا کہ وہیں اس پر نماز پڑھا دوں۔ کہ اس اثناء میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے اور اپنی کہنی میرے سینہ پر رکھی اور برابر مجھے پیچھے کی طرف دھکیلتے گئے یہاں تک کہ مجھے مسجد سے باہر نکال دیا۔ پھر فرمایا: اے ابوبکر! مسجد میں جنازوں پر نماز نہیں پڑھی جاتی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔

باب ۳۱

نماز فریضہ کے وقت میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اور تقدیم وتاخیر میں آدمی کو اختیار ہے جب تک ایک کا وقت تنگ نہ ہو جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ہارون بن حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نماز فریضہ (حاضرہ) کا وقت داخل ہو جائے۔ تو نماز جنازہ سے پہلے اسے ادا کرو۔۔۔ مگر یہ کہ مرنے والے کو اسہال کا مرض تھا۔ یا حالت نفاس میں اس کا انتقال ہوا ہے۔ (اور زیادہ دیر کرنے میں میت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے) پھر پہلے نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (یا امام محمد باقر علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا جب کسی نماز فریضہ کے وقت میں جنازہ آ جائے تو پہلے کون سی نماز پڑھنی چاہیے؟ فرمایا: میت کو جلدی قبر میں پہنچاؤ۔ مگر یہ کہ اندیشہ ہو کہ نماز فریضہ فوت ہو جائے گی۔ (پھر فرمایا) نماز جنازہ کے سلسلہ میں سورج کے طلوع یا اس کے غروب کا انتظار نہ کرو۔ (تہذیب والاستبصار)

۳۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب سورج سرخ ہو جائے (ڈوبنے لگے) اس وقت نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے یا نہ؟ فرمایا: ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز نہیں ہوتی۔ لہٰذا جب سورج ڈوبنے لگے تو پہلے نماز مغرب پڑھو اس کے بعد نماز جنازہ پڑھو۔ (التہذیب وقرب الاسناد)

باب ۳۲

ایک بار نماز جنازہ پڑھنا کئی جنازوں کیلئے کافی ہے اور ان کے رکھنے کی جو ترتیب مستحب ہے اس کا بیان

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر جنازہ میں کئی مرد اور کئی عورتیں اکٹھی ہو جائیں تو ان کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ فرمایا: مردوں کے جنازوں کو عورتوں کے جنازوں کے آگے پیشنماز کے طرف یکے بعد دیگرے رکھا جائے۔ (اور پھر ان پر مشترکہ نماز جنازہ پڑھی جائے)۔ (الفروع، التہذیب، والاستبصار)

۲۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص دو یا تین مرنے والوں پر نماز پڑھنا چاہے تو کس طرح پڑھے؟ فرمایا: مرنے والے تین ہوں، یا دو، دس ہوں یا اس سے زیادہ، ان سب پر ایک ہی نماز جنازہ پڑھے اور صرف پانچ تکبیر پڑھے جس طرح کہ ایک میت پر پڑھتا ہے۔ (پھر فرمایا) اور جو شخص ان سب پر

اکٹھی نماز پڑھنا چاہے وہ البتہ ان جنازوں کو پہلے اس ترتیب کے ساتھ رکھے۔ایک جنازہ کو رکھنے کے بعد دوسرے کے سر کو اس کے تہمند باندھنے کی جگہ کے بالمقابل رکھے پھر تیسرے کو دوسرے کی اسی کی جگہ کے بالمقابل رکھے۔ وھکذا۔ اسی ترتیب سے سب کو رکھ کر ان کے درمیان کھڑا ہو جائے اگر اس طرح پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھے جس طرح ایک پر پڑھتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اگر مردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟ فرمایا: پہلے پہلی صف میں سابقہ ترتیب کے ساتھ مردوں کے جنازہ رکھے جائیں پھر آخری مرد کے تہمند باندھنے والی جگہ کے بالمقابل عورت کے جنازہ کا سر رکھا جائے پھر دوسری عورت کے جنازہ کا سر پہلی کی اس جگہ کے بالمقابل رکھا جائے یہاں تک کہ جب سب کو اس طرح رکھنے سے فارغ ہو جائے۔ تو پھر مردوں کے جنازوں کے وسط میں کھڑے ہو کر اس طرح نماز جنازہ پڑھے جس طرح کہ ایک میت پر پڑھتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ ابن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر نماز جنازہ میں عورتیں، بچے اور مرد اکٹھے ہو جائیں تو عورتیں قبلہ کی طرف، ان کے اس طرف بچے اور ان کے اس طرف مرد رکھے جائیں گے اور پھر پیشنماز مردوں کے ساتھ کھڑا ہوگا۔(ایضاً)

۴۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت و مرد کے جنازے پر اکٹھی نماز پڑھی جائے تو عورت کو مقدم اور مرد کو مؤخر کیا جائے گا۔ اور جب غلام و آزاد کی میتیں اکٹھی ہو جائیں تو غلام کو مقدم اور آزاد کو مؤخر کیا جائے گا۔ اور جب چھوٹے اور بڑے پر اکٹھی نماز پڑھی جائے تو چھوٹے کو مقدم اور بڑے کو مؤخر کیا جائے گا۔(کتب الاربعہ)

۵۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مرد کے جنازہ کو (رکھنے میں) مقدم اور عورت کے جنازہ کو مؤخر یا عورت کو مقدم اور مرد کو مؤخر کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ اگر مردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو ان کو کس طرح رکھ کر ان پر نماز پڑھی جائے؟ فرمایا: مرد کے جنازہ کو عورت کے جنازہ سے تھوڑا سا آگے رکھا جائے اور عورت کو اس کی پائنتی کی طرف اور پیشنماز میت کے سر کے قریب کھڑا ہو کر دونوں پر اکٹھی نماز پڑھے۔(التہذیب)

۷۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے جنازہ پر کس طرح نماز پڑھی جائے؟ فرمایا: مردوں کو مردوں کے ساتھ ملا کر رکھو اور عورتوں کو مردوں کے پیچھے رکھو۔(الفروع والتہذیبین)

۸۔ ایک اور روایت میں ایک ماں بیٹے کی وفات کا تذکرہ ہے کہ نماز جنازہ کے پڑھاتے وقت بیٹے کو آگے اور ماں کو اس کے پیچھے رکھا گیا۔(الخلاف)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ اور دیگر علماء نے اس ترتیب کو استحباب پر محمول کیا ہے کیونکہ ہشام بن سالم والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی خلاف ورزی بھی جائز ہے (اور اگر یہ ترتیب واجب ہوتی تو اس کے خلاف کرنا جائز نہ ہوتا)۔

باب ۳۳

نماز جنازہ فرادیٰ بھی پڑھی جاسکتی ہے اور باجماعت بھی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ یحییٰ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ابوعلی! میں عنقریب موت کا ذائقہ چکھنے والا ہوں اور میری زندگی میں سے صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا ہے۔ پس میری موت کی خبر کو پوشیدہ رکھنا اور بروز جمعہ زوال کے وقت آنا اور تم اور میرے باقی موالی مجھ پر فرادیٰ نماز جنازہ پڑھنا۔(غیبۃ شیخ طوسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں۔۔۔ سابقہ میں اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

اگر ایک جنازہ کی نماز جنازہ کے اثناء میں دوسرا آ جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگ ایک جنازہ پر ایک یا دو تکبیریں پڑھ چکے تھے کہ ایک اور جنازہ لا کر وہاں رکھ دیا گیا اب وہ کس طرح کریں؟ فرمایا: اگر چاہیں تو پہلے جنازہ کو اسی جگہ باقی رکھیں یہاں تک کہ دوسرے جنازہ کی (باقیماندہ) تکبیروں سے فارغ ہو جائیں۔۔۔ اور اگر چاہیں تو اسے (اس کی تکبیریں مکمل ہو جانے کے بعد) اٹھالیں اور دوسرے کی (باقیماندہ تکبیریں) مکمل کریں۔ ہر طرح ٹھیک ہے! (الفروع' التہذیب' قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: فقہاء کی ایک جماعت نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ان کو اختیار ہے کہ اس نماز کو قطع کر کے از سر نو دونوں جنازوں پر اکٹھی نماز پڑھیں یا پہلے جنازہ کی نماز مکمل کر کے دوسرے پر از سر نو پڑھی جائے مگر شہید اول نے کتاب الذکریٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ روایت اس دعویٰ کے اثبات سے قاصر ہے۔ (یعنی اس سے یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوتا) کیونکہ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (جب دوسرا جنازہ آ جائے) تو (پہلے کی) باقی ماندہ تکبیریں دونوں کے لئے محسوب ہوں گی۔۔۔ اور جب پہلے کی مکمل ہو جائینگی تو انہیں اس بات کا اختیار ہے کہ دوسرے کی تکبیریں مکمل ہونے تک اسے وہیں رکھیں یا وہاں سے اٹھالیں۔۔۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اس حدیث کا یہ مطلب لیا جائے کہ یہاں تکبیر سے مراد دونوں جنازوں کی مجموعی تکبیریں یعنی دس تکبیریں مراد ہوں۔ یعنی پہلے جنازہ پر پانچ تکبیریں مکمل کر کے پھر دوسرے پر از سر نو پانچ تکبیریں پڑھیں اور یہی احوط ہے۔

باب ۳۵

سولی پر لٹکے ہوئے پر نماز جنازہ پڑھنے کی کیفیت؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابو ہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سولی پر لٹکے ہوئے آدمی پر نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق سوال کیا! فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میرے جد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) نے اپنے چچا (جناب زید شہید) پر نماز جنازہ پڑھی تھی! عرض کیا: اس کا اجمالی علم تو ہے۔ مگر اس کی کیفیت کا تفصیلی علم نہیں ہے۔ فرمایا: میں اسے کھول کر بیان کرتا ہوں۔ اگر مصلوب کا منہ قبلہ کی طرف ہو تو تم اس کے دائیں کاندھے کے پاس اور اگر اس کی گردن قبلہ کی طرف ہو تو پھر اس کے بائیں کاندھے کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھو کیونکہ مشرق و مغرب کے درمیان تمام قبلہ ہے۔۔۔ اور اگر اس کا بایاں کاندھا قبلہ کی جانب ہو تو تم اس کے دائیں کاندھے کے پاس اور اگر اس کا دایاں کاندھا قبلہ کی طرف ہو تو تم اس کے بائیں کاندھے کے پاس کھڑے ہو کر پڑھو۔ بہرحال وہ جس طرح بھی ٹیڑھا، ترچھا ہو تم اس کے کاندھوں کو اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤ۔ اور تمہارا منہ مشرق و مغرب کے درمیان ہونا چاہیے۔ نہ اسے بالکل سامنے رکھو اور نہ ہی اس کی بالکل پیٹھ پھیرو۔ ابو ہاشم کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اب میں سمجھ گیا ہوں انشاء اللہ بخدا سمجھ گیا[1] ہوں۔ (الفروع، التہذیب، العیون)

باب ۳۶

کفن دینے سے پہلے نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر کفن نہ مل سکے تو واجب ہے کہ اسے قبر میں اتار کر اور مقام ستر کو ڈھانپ کر نماز جنازہ پڑھی جائے پھر اسے دفن کیا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ سفر میں (کشتی کے ڈوب جانے کی وجہ سے) سمندر کے کنارے چل رہے تھے کہ اچانک ایک مردانی میت پر نظر پڑی (جسے سمندر نے باہر پھینکا تھا) اور وہ ننگی تھی۔۔۔ جبکہ یہ لوگ خود بھی ننگے تھے صرف کچھ رومال پاس تھے جن سے ستر کا کام لے رکھا تھا اور ان کے پاس کچھ فالتو کپڑا نہ تھا جس کا کفن دیتے۔ پس اس صورت میں وہ کس طرح اس کی نماز جنازہ پڑھیں جبکہ وہ ننگا ہے؟ فرمایا: جب کفن دینے پر قدرت نہیں رکھتے تو قبر کا گڑھا کھود کر اسے لحد میں اتاریں پھر کسی اینٹ یا پتھر یا مٹی وغیرہ سے اس کی شرم گاہ کو چھپائیں پھر اس پر نماز جنازہ پڑھیں بعد ازاں اسے دفن کر دیں۔ راوی نے عرض کیا آیا اسے دفن کر کے ہی نماز نہ پڑھیں؟

---

[1] شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "ھذا حدیث غریب نادر"۔(احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا: نہ۔ نہ دفن کے بعد پڑھیں اور نہ ننگے پر پڑھیں۔ (دوسری روایت کے مطابق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اگر کسی کے لئے ایسا کرنا روا ہوتا تو پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہوتا)۔ (الفروع' الفقیہ' التہذیب والمحاسن)

(نوٹ) یہی روایت بروایت محمد بن اسلم بالواسطہ امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔

باب ۳۷

ہر مسلمان شخص یا جو مسلمان کے حکم میں 'ہے' کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے اگرچہ شرابی' زانی' چور' فاسق' شہید' مخالف یا منافق ہی ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کوئی شرابخور' زناکار اور چور مر جائے (مگر ہو مسلمان) تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ' التہذیبین)

۲۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل قبلہ میں سے جو کوئی بھی مر جائے تم اس کی نماز جنازہ پڑھو باقی رہا اس کا حساب و کتاب تو وہ خدا کے ذمہ ہے۔ (ایضاً۔ و الآمالی)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت میں سے جس شخص کو (زناکاری کے جرم میں) سنگسار کر دیا جائے۔ اس پر نماز جنازہ پڑھو۔ اور میری امت میں جو شخص خودکشی کر کے مر جائے اس پر بھی نماز جنازہ پڑھو۔ الغرض میری امت میں سے کسی شخص کو نماز جنازہ کے بغیر نہ چھوڑو۔ (ایضاً)

۴۔ نماز باجماعت (کے باب ۱۳ از ج ۳) میں حضرت علی علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی جائے گی کہ فرمایا: جس شخص نے ختنہ نہ کرایا ہو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی مگر یہ کہ اس نے جان کے خوف سے ایسا نہ کیا ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسے اس شخص پر محمول کرنا چاہیئے جس کی نماز جنازہ پڑھی جا چکی ہو اگرچہ ایک شخص نے پڑھی ہو۔۔۔ یعنی اس صورت میں اس پر نماز جنازہ پڑھنے میں زیادہ رغبت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یا اسے اس شخص پر محمول کیا جائے گا جو شرعی ثبوت کے بعد ختنہ کے جائز اور مشروع ہونے کا انکار کرے اور مرتد ہو جائے۔۔۔ اس کے بعد کتاب الاطعمہ و الاشربہ (ج ۸ باب ۱۱) میں کچھ ایسی حدیثیں آئینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ شارب الخمر کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔۔۔ اور اس کی وجہ یہی ہے جو اوپر ہم نے ذکر کر دی ہے۔۔۔ یعنی شرعی ثبوت کے بعد اس کی حرمت کا انکار کرے۔

باب ۳۸

اگر میت کا بعض [1] حصہ مل جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو درندے یا پرندے کھا جائیں اور گوشت کے بغیر صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہ جائے۔ تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ فرمایا: اسے غسل و کفن دے کر اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اسے دفن کر دیا جائے۔ (الفقیہ)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کو ایک میت کے جسم کے کئی ٹکڑے ملے تو پہلے ان کو جمع کیا گیا۔ پھر آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی پھر انہیں دفن کر دیا گیا۔ (ایضاً۔التہذیب)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کو قتل کیا گیا۔ اور اس کے اجزاء متفرق مقامات سے ملے اب اس پر نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے؟ فرمایا: اس حصہ (سینہ) پر نماز پڑھی جائے جس میں دل ہے۔ (الفقیہ) دوسری روایت میں صراحت موجود ہے کہ اگر جسم کے دو حصے ہو جائیں تو اس حصہ پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی جس میں دل ہوگا۔ (التہذیب)

۴۔ فضل بن شاذان الاعور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں ان سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی قتل ہو گیا پس اس کا سر ایک قبیلہ سے اس کا وسط' سینہ اور ہاتھ دوسرے قبیلہ سے اور جسم کا باقی حصہ ایک اور قبیلہ سے دستیاب ہوا۔ (اب کیا کیا جائے؟) فرمایا: اس مقتول کی دیت اس قبیلہ پر واجب ہوگی۔ جس سے اس کا سینہ اور ہاتھ دستیاب ہوئے اور نماز جنازہ بھی اسی حصہ پر پڑھی جائے گی۔ (الفقیہ' التہذیب)

۵۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کے بدن کے کسی ایک عضو جیسے پاؤں' ہاتھ یا سر پر تنہا نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ ہاں اگر بدن موجود ہو اگرچہ ناقص ہو یعنی اس کے ساتھ سر یا ہاتھ یا پاؤں نہ ہوں تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص قتل ہو جائے اور اگر جسم میں سے صرف

---

[1] اس سلسلہ میں اخبار و آثار اور اقوال و آراء میں سے فی الجملہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان سب اقوال و اخبار میں غور و فکر کرنے سے جو امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر ہڈیوں کا پورا ڈھانچہ مل جائے یا بدن کا وہ حصہ مل جائے جس میں دل ہوتا ہے یعنی بدن کا نصف بالائی حصہ یا صرف سینہ تو اسے غسل و کفن دینا اور اس پر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرنا واجب ہے۔ باقی مختلف اعضاء و جوارح کے متعلق ناقابل جمع حد تک اختلاف پایا جاتا ہے واللہ العالم۔

(قوانین الشریعہ۔ مؤلفہ: احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی جوان عورت کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے باہر جائے۔ مگر یہ کہ وہ عورت بڑھاپے میں قدم رکھ چکی ہو۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل (باب ۲ وغیرہ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عورت کے نماز جنازہ میں شریک ہونے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور آداب حمام (باب ۱۶ میں) ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں کہ اگر مفسدہ کا اندیشہ ہو تو پھر باہر نہ نکلیں۔ اور آئندہ (جیسے باب ۴۰ میں) ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۰

اس جنازہ کی تشییع جائز ہے اور اس کی نماز جنازہ میں شرکت مستحب ہے جس کے ہمراہ چلاّنے والی عورتیں موجود ہوں۔ ہاں البتہ عورتوں کے لئے چیخنا چلاّنا ممنوع ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ قوم قریش کے ایک آدمی کے جنازہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تشریف لے گئے۔ جبکہ میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اور عطا (مشہور تابعی) بھی وہاں موجود تھے۔ اس اثناء میں ایک عورت چیخی اور چلاّئی (بلند آواز سے بین کیا) عطا نے اسے کہا خاموش ہو جا یا پھر ہم لوٹ جائیں گے! مگر وہ خاموش نہ ہوئی۔۔۔ پس عطا واپس چلے گئے۔ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عطا چلے گئے ہیں۔ امامؑ نے پوچھا کیوں؟ میں نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: چلو جنازہ کے ساتھ! اگر کسی باطل اور غلط کام کو دیکھ کر حق اور ٹھیک کام کو ترک کر دیں تو اس طرح تو ہم کسی مسلمان کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔ پس امامؑ نماز جنازہ پڑھ چکے تو میت کے ولی نے عرض کیا: مولا! اب آپ تشریف لے جائیں۔۔۔ خدا آپ کو اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ آپ جنازہ کے ہمراہ نہیں چل سکیں گے! مگر امامؑ نے واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔۔۔ میں نے عرض کیا: مولاً! جب خود ولی اجازت دے رہا ہے۔ اور مجھے ایک کام بھی ہے جس کے بارے میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ (یعنی واپس جائیں) مگر امامؑ نے فرمایا: (جنازہ کے ساتھ) چلو۔ ہم نہ ولی کی اجازت سے آئے ہیں اور نہ اس کی اجازت سے جائیں گے۔ ہم تو کسب فضیلت اور حصول اجر و ثواب کی خاطر آئے ہیں۔ جس قدر کوئی شخص جنازہ کی مشایعت کرے گا۔ اسی قدر اجر و ثواب پائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس نماز میں عورت شامل ہو وہ نماز جنازہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ ایسی نماز کامل نہیں ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بالکل نماز ہی نہیں ہے۔ یا کافی ہی نہیں ہے۔

گوشت کا لوتھڑا ملے جس میں ہڈی نہ ہو تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔۔۔اور اگر صرف ہڈی (ڈھانچہ) مل جائے اگر چہ گوشت نہ ہو تو اس پر نماز پڑھی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ڈھانچہ میں سینہ کی ہڈیاں موجود ہیں۔

۷۔ محمد بن خالد اپنے باپ (خالد) سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص قتل کر دیا جائے کہ اگر اس کے بدن کا کوئی مکمل جزء مل جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اسے دفن کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی کامل عضو نہ ملے تو اس پر نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ البتہ اسے دفن کر دیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ اگر سر کو بدن سے جدا کر دیا جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (الفروع)

۹۔ ابن المغیرہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ تک حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام کا یہ فرمان پہنچا ہے کہ آدمی کے بدن کے ہر عضو پر نماز جنازہ پڑھی جائے خواہ پاؤں ہو یا ہاتھ اور سر بھی ایک جزء ہے۔ اور جب یہ اعضاء بھی ناقص ہوں۔ مکمل نہ ہوں تو پھر ان پر نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور عضو تام پر نماز جنازہ پڑھنے والی حدیث (نمبر ۷) کو بعض علماء نے استحباب پر محمول کیا ہے۔ اور علامہ حلی نے ''عضو تام'' کو سینہ پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ حصہ اس (دل) پر مشتمل ہے جس پر کوئی اور حصہ مشتمل نہیں ہے۔ نیز اس کا تقیہ پر محمول کرنا بھی ممکن ہے۔

باب ۳۹

اگر کوئی مفسدہ (خرابی) نہ ہو تو عورتوں کا نماز جنازہ کے لئے گھروں سے باہر نکلنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ یزید بن خلیفہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ آیا عورتیں جنازہ پر نماز پڑھ سکتی ہیں؟ فرمایا: جب زینب بنت رسول اللہ کا انتقال ہوا تو دوسری عورتوں کے ساتھ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا[1] بھی تشریف لے گئیں اور اپنی بہن پر نماز جنازہ پڑھی۔ (تہذیب واستبصار)

۲۔ دوسری روایت میں اس سابقہ جنازہ کے لئے مہاجرین وانصار کی عورتوں کا اور حضرت خاتون قیامت سلام اللہ علیہا کا برآمد ہونا مذکور ہے۔ (الفروع)

---

[1] بنات رسول کا مسئلہ ایک معرکۃ الآراء اختلافی مسئلہ ہے۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب تجلیات صداقت میں مکمل تبصرہ کر دیا ہے۔ شائقین ادھر رجوع فرمائیں۔ یہاں وارد الفاظ ''بنت رسول'' یا ''اخت'' سے کچھ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ان لفظوں کے جہاں حقیقی معنی ہیں وہاں ان کے مجازی معنی بھی ہیں۔ اس کا دار ومدار تو تاریخی دلائل وشواہد پر ہے لہٰذا اگر ان سے ان کا صلبی بیٹیاں ہونا ثابت ہو گیا تو یہ الفاظ اس کے حقیقی معنوں پر محمول ہوں گے اور اگر یہ ثابت نہ ہو سکا بلکہ وہ ربیبہ ثابت ہوئیں تو یہ الفاظ مجازی معنوں پر محمول ہوں گے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

دفن اور اس کے متعلقہ امور کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اکانوے ابواب ہیں)

باب ۱
دفن کا وجوب اور اس کی علت

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے (دفن کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا) اگر یہ کہا جائے کہ میت کو دفن کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ تو جواباً کہا جائے گا کہ (اس میں کئی اسرار و رموز ہیں مثلاً یہ کہ) (۱) عام لوگ اس کے جسم کی خرابی، منظر کی قباحت اور بدبو پر مطلع نہ ہوں۔ (۲) زندہ لوگ اس کی بدبو اس کی آفت زدگی اور جسم کی خرابی وغیرہ سے اذیت نہ پائیں۔ (۳) دوستوں اور دشمنوں سے پوشیدہ ہو جائے تا کہ اس کی حالت دیکھ کر دشمن شماتت اور طعن و تشنیع نہ کریں اور دوست غمناک نہ ہوں۔ (علل الشرائع)

باب ۲
جنازہ کی مشایعت کرنے کا ثواب

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ میسر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کی مشایعت کرے اسے بروز قیامت چار سفارشیں نصیب ہوں گی۔ اور جو کچھ وہ (میت کے حق میں) کہے گا فرشتہ کہے گا: تیرے لئے بھی اس کے مانند ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان مناجاتوں کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند عالم سے کیں ایک یہ تھی۔ عرض کیا: بارالہا! جو شخص کسی (مؤمن) کے جنازہ کی مشایعت کرے اس کے لئے کس قدر ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا: اس کے لئے اپنے فرشتوں سے کچھ فرشتوں کو مقرر کروں گا جن کے پاس جھنڈے ہوں گے جو اس کی قبر سے لے کر میدان حشر تک اس کی مشایعت کریں گے۔ (الفروع)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مؤمن قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے ندا دی جاتی ہے تیرا پہلا عطیہ جنت ہے اور تیری مشایعت کرنے والوں کا پہلا عطیہ ان کے گناہوں کی بخشش ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے پہلا تحفہ مؤمن کو دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازہ کی مشایعت کرنے والوں کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: چھ شخص ایسے ہیں جن کی جنت کا میں ضامن ہوں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو کسی مسلمان کی جنازہ کی مشایعت کرے اور اگر مر جائے تو اس کے لئے جنت ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ عبداللہ بن عباس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک طویل خطبہ میں ارشاد فرمایا: جو شخص کسی (مؤمن) کے جنازہ کی مشایعت کرے اس کے لئے واپسی تک ہر ہر قدم پر ایک لاکھ نیکی لکھی جاتی ہے، ایک ہزار برائی مٹائی جاتی ہے۔ ایک لاکھ درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ اور اگر اس پر نماز جنازہ بھی پڑھے تو ایک لاکھ فرشتے اس کے جنازہ کی مشایعت کریں گے اور بروز محشر اس کے قبر سے برآمد ہونے تک برابر اس کے لئے طلب مغفرت کرتے رہیں گے۔ (ثواب الاعمال)

باب ۳

آدمی اگر دفن تک جنازہ کے ساتھ رہے اور تعزیت بھی کرے اور جس قدر دیر سے واپس آئے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں ولی میت کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اصبغ بن نباتہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جنازہ کی مشایعت کرتا ہے۔ خداوند عالم اسے اجر و ثواب کے چار قیراط عطا کرتا ہے۔ ایک قیراط مشایعت کے عوض، دوسرا نماز جنازہ پڑھنے کے عوض، تیسرا دفن تک انتظار کرنے کے عوض اور چوتھا تعزیت و تسلیت پیش کرنے کے عوض۔۔۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ داؤد رقی بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بندہ مؤمن کے جنازہ کی اس وقت تک برابر مشایعت کرے کہ وہ قبر میں دفن ہو جائے تو خداوند عالم ستر ہزار فرشتے مقرر کرے گا۔ جو اس کے مرنے کے بعد اس کے جنازہ کی مشایعت کریں گے۔ اور جب قبر سے باہر آئے گا تو اس وقت سے لے کر مقام حساب کے پہنچنے تک اس کے لئے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ (الفروع، الامالی)

۳۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی جنازہ کی

مشایعت کرے اور نماز جنازہ پڑھ کر واپس آئے۔ تو خداوند عالم اسے اجر وثواب کے دو قیراط عطا فرمائے گا۔ (فرمایا) ایک قیراط احد کے پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ تھا اور وہ اپنے کسی رشتہ دار کے جنازہ کے ساتھ تھے۔ جب آپؑ نماز جنازہ سے فارغ ہو چکے تو میت کے سرپرست نے عرض کیا: مولا! خدا آپ کو اجر وثواب عطا فرمائے۔ آپ واپس تشریف لے جائیں جنازہ کے ساتھ چلنے میں آپ کو تکلیف ہوگی۔۔۔ میں نے عرض کیا: مولا! جب ولی نے آپ کو اجازت دے دی ہے تو واپس تشریف لے جائیں۔۔۔ مجھے بھی آپ سے کچھ کام ہے۔ امامؑ نے فرمایا: یہ تو فضیلت اور ثواب کمانے کا مقام ہے۔ جس قدر کوئی شخص جنازہ کے ساتھ چلے گا۔ اتنا اسے اجر وثواب عطا کیا جائے گا۔ باقی رہی ولی کی اجازت! تو ہم نہ اس کی اجازت سے آئے ہیں اور نہ ہی اس کی اجازت سے جائیں گے۔ (الفروع)

۵۔ احمد بن ابوعبداللہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو شخص امیر ہیں (حالانکہ وہ درحقیقت) امیر نہیں ہیں (۱) جو شخص جنازہ کے ساتھ ہے وہ اس وقت تک واپس نہیں جاسکتا۔ جب تک نماز جنازہ نہ پڑھ لے۔ یا (میت کے سرپرست کی جانب سے) اسے اجازت نہ مل جائے۔ (لہٰذا ولی میت امیر ہے)۔ (۲) جو شخص عورت کے ساتھ حج کر رہا ہے وہ واپس نہیں جاسکتا۔ جب تک عورت اپنے مناسک حج مکمل نہ کرے۔ (لہٰذا وہ عورت بھی امیر ہے)۔ (الفروع)

۶۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص کسی میت پر نماز جنازہ پڑھتا ہے اس پر ستر ہزار فرشتے نماز جنازہ پڑھیں گے اور خدائے غفار اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اور اگر اس کے دفن ہونے اور قبر پر مٹی ڈالے جانے تک وہاں رہے تو اسے ہر ہر قدم کے عوض اجر وثواب کا ایک قیراط عطا فرمائے گا۔ جبکہ ایک قیراط کوہ احد کے برابر ہوتا ہے۔ (الفقیہ)

باب ۴

جنازہ کے پیچھے یا اس کے دائیں بائیں چلنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنازہ کے پیچھے چلنا اس کے آگے چلنے کی نسبت افضل ہے۔ (الفروع)

۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپ جنازہ کے پیچھے کیوں چل رہے ہیں؟ فرمایا: میں فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس کے آگے آگے چل رہے ہیں؟ تو ہم نے چاہا کہ ان کے پیچھے چلیں۔ (التہذیب)

۳۔ سدیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ جنازہ کے ساتھ کراماً کاتبین کی چال چلے تو اسے چاہیئے کہ جنازہ کے دائیں بائیں چلے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جنازہ کے پیچھے پیچھے چلا کرو۔ جنازہ کو اپنے پیچھے نہ چلاؤ۔ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ (التہذیب)۔ (کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے)۔ (المقنع)

باب ۵

جنازہ کے آگے چلنے کا جواز۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے دریافت کیا کہ جنازہ کے ہمراہ کس طرح چلنا چاہیئے؟ فرمایا: اس کے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں چل سکتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ نیز محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنازہ کے ساتھ اس کے آگے یا پیچھے چلو۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ جب میں جنازہ کے ساتھ چلوں تو کہاں چلوں؟ آگے، پیچھے یا دائیں بائیں؟ فرمایا: اگر جنازہ مخالف کا ہے تو اس کے آگے نہ چلو کیونکہ ملائکہ عذاب مختلف قسم کے عذاب وعقاب کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عارف حق مسلمان کے جنازہ کے آگے چل سکتے ہو۔ مگر منکر حق کے جنازہ کے آگے نہ چلو۔ کیونکہ مسلم عارف کے جنازہ کے آگے ایسے فرشتے ہوتے ہیں جو اسے جلدی جلدی جنت کی طرف لے جاتے ہیں اور منکر کے جنازہ کے آگے ایسے فرشتے ہوتے ہیں جو اسے جلدی جلدی جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ مروی ہے کہ جب میت مؤمن کی ہو تو اس کے آگے چلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ رحمت پروردگار اس کا استقبال کرتی

ہے۔ اور کافر کے جنازہ کے آگے نہ چلو کیونکہ لعنت خداوندی اس کا استقبال کرتی ہے۔ (المقنع)

۶۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی مشرک کے جنازہ کے ساتھ چلنا پڑے تو اس کے آگے نہ چلو (کیونکہ لعنت اس کا استقبال کرتی ہے) ہاں البتہ اس کی دائیں بائیں جانب چلو۔ (قرب الاسناد)

باب ۶

جنازہ کے ساتھ پیدل چلنے کا استحباب اور سوار ہونے کی کراہت۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انصار میں سے ایک شخص صحابی رسول کا انتقال ہو گیا تو آنحضرتؐ اس کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ بعض اصحاب نے عرض کیا: یا رسولؐ! آپ سوار کیوں نہیں ہو جاتے؟ فرمایا: میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں سوار ہوں جبکہ فرشتے پیدل چلے رہے ہوں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (امام محمد باقر علیہ السلام) سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ جنازہ کے ہمراہ جاتے وقت سوار ہونے کو مکروہ جانتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ واپسی پر آدمی سوار ہو سکتا ہے۔ (التہذیب)

۳۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی گروہ کو جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر شریک ہوتا دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ ان لوگوں کو شرم نہیں آتی جو اپنے ساتھی کے پیچھے خود سوار ہو کر جاتے ہیں جبکہ اس کو اس حالت کے حوالے کر دیا ہے۔ (الفروع)

باب ۷

جنازہ کو چاروں طرف سے اٹھانے کا ثواب

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جنازہ کو چاروں طرف سے کاندھا دے خدا اس کے چالیس گناہ کبیرہ بخش دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز یہی جابر انہی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک ایک بار چاروں طرف سے جنازہ کو کاندھا

دینا سنت ہے اور جو اس سے زیادہ بار اٹھاتا ہے وہ نیکی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن خالد ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جنازہ کی چارپائی کا صرف ایک پایا پکڑے خدا اس کے پچیس گناہ کبیرہ معاف کر دیتا ہے اور جو چاروں طرف سے کاندھا دے وہ تمام گناہوں سے خارج (پاک) ہو جاتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اسحاق بن عمار سے فرماتے ہیں: اگر تم میت کی چارپائی کو چاروں جانب سے اٹھاؤ۔ تو گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاؤ گے جیسے آج شکم مادر سے پیدا ہوئے ہو۔ (ایضاً)

۵۔ خداوند عالم کے اس ارشاد "**الذین آمنوا وکانوا یتقون لهم البشریٰ فی الحیوٰة الدنیا وفی الاخرة**" (جو لوگ ایمان لائے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ متقی و پرہیز گار بھی تھے ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں (جنت کی) بشارت ہے) اس کی تفسیر میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کے اس ارشاد "**وفی الاخرة**" کا مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت مؤمن کو یہ بشارت دی جاتی ہے کہ خدا نے تجھے بھی بخش دیا ہے اور اسے بھی جو تجھے اٹھا کر قبر تک لے جائے گا۔ (ایضاً)

باب ۸

جنازہ کو چاروں طرف سے کاندھا دینے[1] کی کیفیت اور اس کے مستحبات

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حسین بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (معصومؑ) کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا جب کوئی شخص میت کو چاروں طرف سے کاندھا دینا چاہے تو اس کی ابتداء کس خاص جانب سے کرے۔ یا جس جانب کو ہلکا محسوس کرے ادھر سے شروع کر دے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: جدھر سے چاہے ابتداء کرے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنازہ کو کاندھا دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ

---

[1] کاندھا دینے کی کیفیت میں فی الجملہ اختلاف ہے۔ اور اس کی وجہ بظاہر اختلاف اخبار و اثار ہے۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اس سلسلہ کی پہلی حدیث کو چھوڑ کر جس میں کاندھا دینے والے کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ جدھر سے چاہے ابتداء کرے۔۔۔ باقی چار حدیثوں میں سے تین میں جنازہ کی چارپائی کی اگلی دائیں جانب (جو میت کی اگلی بائیں جانب بنتی ہے) سے ابتداء اور چارپائی کی اگلی بائیں جانب پر (جو میت کی اگلی دائیں جانب بنتی ہے) اور اٹھانے والے کا بھی دایاں کاندھا بنتا ہے اختتام کرایا گیا ہے۔ مگر ایک روایت نمبر ۴ میں ابتداء میت کی اگلی دائیں جانب سے کرائی گئی ہے اور اٹھانے والے کا بھی دایاں کاندھا بنتا ہے مگر چارپائی کی بائیں جانب بنتی ہے روایت نمبر ۳ فضل بن یونس میں بھی اس مفہوم کا احتمال ہے۔ بنابریں اقویٰ پہلا طریقہ ہے اور یہی مشہور ہے اگرچہ دونوں طریقوں میں اختیار قوت سے خالی نہیں ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جنازہ کی دائیں جانب کے اگلے حصہ سے ابتداء کرے جبکہ اٹھانے والے کا بایاں کاندھا ہوگا۔ پھر اس کی دائیں پائنتی پھر اس کی پچھلی جانب سے چکر لگا کر اس کی بائیں پائنتی اور آخر میں اس کی اگلی بائیں جانب پر ختم کرے۔ (سرائرابن ادریس)

۳۔ فضل بن یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جنازہ کو کس طرح کاندھا دیا جائے؟ فرمایا: اگر ایسی جگہ ہو جہاں تقیہ کرنا ہے تو پہلے جنازہ کی اگلی دائیں جانب سے ابتداء کرے پھر اس کی پائنتی کی دائیں جانب پھر پچھلی طرف سے چکر نہ لگائے بلکہ جنازہ کے آگے کی طرف سے چکر کاٹ کر میت کی اگلی جانب کو کاندھا دے اور اس کی بائیں پائنتی پر جا کر ختم کرے۔۔۔ اور اگر مقام تقیہ نہیں ہے تو پھر جنازہ کو کاندھا دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کی اگلی دائیں جانب سے ابتداء کرے پھر اس کی دائیں بائیں۔۔۔ (پھر پچھلی جانب سے چکر کاٹ کر) پہلے بائیں پائنتی اور آخر میں اگلی بائیں جانب پر ختم کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جنازہ اٹھانے میں سنت یہ ہے کہ جنازہ کو چارپائی کے اگلے بائیں حصہ کو اپنے دائیں کاندھے پر اٹھاؤ۔ پھر اس کے پچھلے حصہ کو۔ پھر پچھلی جانب سے چکر کاٹ کر اس کی پچھلی دائیں جانب کو اپنے بائیں کاندھے سے اور آخر میں چارپائی کی اگلی دائیں جانب کو اپنے بائیں کاندھے سے اٹھاؤ۔ (ایضاً)

۵۔ علاء بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنازہ اٹھانے کی ابتداء اس کی اگلی دائیں جانب سے کرو۔ پھر چکی کی طرح چکر لگاتے جاؤ اور اختتام اس کی بائیں جانب پر کرو۔ (ایضاً)

باب ۹

جنازہ دیکھتے اور اٹھاتے وقت منقولہ دعا پڑھنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب کوئی جنازہ آتا ہوا دیکھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

"الحمد للّٰه الذی لم یجعلنی من السواد المخترم"۔ (الفروع، التہذیب)

ایک اور روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام کا بھی یہی دعا پڑھنا مروی ہے۔ (الفروع)

۲۔ عنبسہ بن مصعب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص کسی جنازہ کا استقبال کرے یا اسے دیکھے اور اس وقت یہ دعا پڑھے: "اللّٰه اکبر هذا ما وعدنا اللّٰه ورسوله وصدق اللّٰه ورسوله اللّٰهم زدنا ایماناً وتسلیماً الحمد للّٰه الذی تعزز

بالقدرۃ و قھر العباد بالموت" تو آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ باقی نہیں رہتا جو اس کی آواز پر ترس کھا کر رو نہیں پڑتا۔ (ایضاً)

۳۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جنازہ اٹھاتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیئے؟ فرمایا: یہ دعا پڑھو: "بسم اللّٰہ وباللّٰہ وصلی اللّٰہ علی محمد وآل محمد اللّٰھم اغفر للمؤمنین و المؤمنات"۔ (التہذیب)

باب ۱۰

جنازہ کے پیچھے آگ (آتشدان) لے کر چلنے کی کراہت اور جناب سیدہؑ کو راتوں رات دفن کرنے کا تذکرہ

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کے قریب آگ نہ لے جاؤ۔ یعنی ان کو دھونی نہ دو۔ (التہذیب)

۲۔ اس سے قبل غیاث بن ابراہیم والی حدیث گزر چکی ہے جس میں جنازہ کے ساتھ آتشدان لے جانے کی کراہت مذکور ہے۔۔۔ فراجع۔

۳۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا جنازہ کے ہمراہ آگ لے جانا کیسا ہے؟ فرمایا: جب دختر رسولؐ کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا تو ان کے ہمراہ چراغ تھے۔ (الفقیہ)

۴۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو دن کی بجائے رات کو کیوں دفن کیا گیا تھا؟ فرمایا: مخدومہؑ کائنات نے وصیت کی تھی کہ کچھ لوگ ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ (علل الشرائع)

باب ۱۱

مسلمان کے لئے قبر کھودنے کا ثواب

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سعد بن طریف جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میت کے لئے قبر کھودے وہ (اجر و ثواب میں) اس شخص کی مانند ہوگا۔ جو قیامت تک اسے اس کے مزاج کے مطابق رہائشی مکان مہیا کرے۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن عباس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک خطبہ میں فرمایا: جو شخص کسی

مسلمان کے لئے قربۃً الی اللہ قبر کھودے خدا اسے جہنم پر حرام قرار دے گا۔ جنت میں اس کے لئے مکان مہیا کرے گا اور اسے ایسے حوض کوثر پر وارد کرے گا جہاں آسمانی ستاروں کی تعداد کے برابر آبخورے موجود ہیں اور اس کی چوڑائی ایلہ اور صنعاء (یمن کے دو مشہور شہروں) کے درمیان فاصلہ کے برابر ہے۔ (ثواب الاعمال وعقاب الاعمال)

باب ۱۲

قبرستان کے لئے زمین دینے کا ثواب تاکہ وہاں اہل ایمان دفن کیے جائیں اور وہاں سے محشور ہوں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عقبہ بن علقمہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خورنق سے حیرہ اور وہاں سے کوفہ تک کچھ زمین خریدی اور دوسری روایت کے مطابق نجف اور کوفہ کے درمیان وہاں کے دہقانوں سے چالیس ہزار درہم میں خریدی۔ اور اس خریداری پر (کچھ لوگ) گواہ قرار دیے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آپ اس قدر رقم میں یہ (بے کار) زمین خرید رہے ہیں جو کچھ اگاتی ہی نہیں ہے؟ فرمایا: میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: اے کوفہ! اے کوفہ! اس کا پہلا اس کے آخری پر لوٹایا جائے گا۔ اس کی سرزمین سے ستر ہزار لوگ محشور ہوں گے جو بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ تو میں نے چاہا وہ میری مملوکہ زمین سے محشور ہوں۔ (فرحۃ الغری)

باب ۱۳

حرم میں دفن کرنے کا استحباب اور میت کو وہاں اور دوسرے مشاہد مقدسہ کی طرف منتقل کرنے کا حکم۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو حذف کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص حرم میں دفن ہو جائے وہ قیامت کی فزع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) سے محفوظ رہے گا۔ میں نے عرض کیا خواہ نیک لوگوں سے ہو اور خواہ بدکار لوگوں سے؟ فرمایا: ہاں نیکوکاروں میں سے ہو یا بدکاروں میں سے۔ (الفروع)

۲۔ حسن بن علی بن فضال جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ دنوں کے لئے بنی اسرائیل میں چاند نمودار نہ ہوا۔۔۔ خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ جناب یوسفؑ کی ہڈیاں مصر سے نکال کر (شام لے جاؤ) اور ان سے وعدہ کیا کہ جب وہ ایسا کریں گے تو چاند نمودار ہو جائے گا۔ پس انہوں نے دریائے نیل کے کنارے سے ان ہڈیوں کو نکالا جو سنگ مرمر کے ایک صندوق میں بند تھیں پس جب ایسا کیا تو چاند نکل آیا۔ اور جناب موسیٰؑ ان کو شام لے گئے۔ اسی لئے (آج تک) اہل کتاب اپنے مردوں کو شام لے جاتے ہیں۔ (الفقیہ، العلل، الخصال)

۳۔ شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں: میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل نہ کیا جائے ہاں اگر اسے مشاہد مقدسہ کی طرف نقل کیا جائے تو اس میں فضیلت ہے جب تک اسے دفن نہ کر دیا جائے (ہاں البتہ اس کے بعد جائز نہیں ہے)۔ ہاں ایک روایت ایسی بھی ہے جس سے اس وقت بھی بعض مشاہد کی طرف نقل کرنے کا جواز ظاہر ہوتا ہے مگر افضل پہلا قول ہے۔ (کہ دفن کے بعد نقل نہ کیا جائے)۔ (مصباح المتہجد)

۴۔ نیز جناب شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی میت کو کسی جگہ دفن کر دیا جائے تو اس کو کسی جگہ منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ایک روایت ایسی بھی وارد ہے جو ہم نے بطور مذاکرہ (شیوخ سے) سنی ہے۔ (کتابوں میں نہیں ملی) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حالت میں بھی بعض آئمہ کے مشاہد مقدسہ کی طرف منتقل کرنا جائز ہے۔ مگر درست وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ (دفن کے بعد نقل کرنا جائز نہیں ہے)۔ (النہایۃ)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے شہادت کے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلا کر فرمایا: میرے بھائی! میں آپ کو ایک وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھیں۔ جب میرا انتقال ہو تو مجھے تیار کر کے (یعنی غسل و کفن دے کر) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جانا تا کہ ان سے تجدید عہد کر لوں۔ پھر مجھے میری ماں کے پاس لے جانا۔ اس کے بعد جنت البقیع میں۔ (دوسری روایت کے مطابق "میری دادی فاطمہ (بنت اسد) کے پاس) (ارشاد مفید) دفن کر دینا۔ (اصول کافی)

۶۔ شہید اول نے کتاب الذکری میں جناب شیخ مفیدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے مسائل غرویہ میں فرمایا ہے کہ ایک حدیث وارد ہوئی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ میت کو آل رسولؐ کے بعض مشاہد کی طرف منتقل کرنا جائز ہے بشرطیکہ مرنے والا اس کی وصیت کر جائے[1]۔ (الذکریٰ)

۷۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب جناب یعقوبؑ کا انتقال ہوا تو جناب یوسفؑ نے ان کو ایک تابوت میں بند کر کے شام بھیجا اور وہاں بیت المقدس میں دفن کیا۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں کتاب الحج والزیارات (ج ۵ باب ۴۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] شریعت مقدسہ کا عمومی حکم یہ ہے کہ مرنے والا جہاں مرے اسے وہیں دفن کیا جائے۔ البتہ مشاہد مقدسہ کی طرف میت کے نقل کرنے کے جواز عدم جواز میں علماء اعلام اور فقہاء عظام میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگرچہ علماء متاخرین میں جواز والے قول کو شہرت حاصل ہے مگر بعض بڑے اکابر علماء اس کے عدم جواز کے بھی قائل ہیں۔ مگر انصاف یہ ہے کہ اس کے استحباب بلکہ جواز پر کوئی قابل اطمینان دلیل نہیں مل سکی۔ کوئی روایت مرسل ہے' کوئی صرف شیوخ سے بطور مذاکرہ منقول ہے اور کوئی مجہول ہے۔۔۔ بنابریں احوط و اولیٰ یہ ہے کہ جس شخص کا جہاں انتقال ہو اس کے جسد خاکی کو وہیں سپرد خاک کر دیا جائے اور جہاں تک مرنے والے کی روح کا تعلق ہے تو ہمارے متعدد اخبار و آثار میں وارد ہے کہ مؤمن کا جہاں بھی انتقال ہو اور جہاں بھی دفن کیا جائے اس کی روح کا مسکن بہرحال حضرت امیر علیہ السلام کی مقدس وادی (وادی السلام) ہوتی ہے پھر اس ظاہری تکلف کی ضرورت کیا ہے؟ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۴

قبر اور لحد کھودنے کی حد کا بیان۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین ہاتھ سے زیادہ گہری قبر کھودنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قبر کھودنے کی حد ہنسلی کی ہڈی تک ہے۔ اور بعض نے سینہ تک' بعض نے انسانی قد کاٹھ تک' حتیٰ کہ جو قبر میں کھڑا ہے۔ اس کے سر تک کپڑا کھینچا جاسکے۔ اور لحد تو صرف اتنی ہونی چاہیئے کہ آدمی اس میں بیٹھ سکے۔ فرمایا: جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی شہادت کا وقت قریب آیا تو فرمایا: میرے لئے اس قدر گہری قبر کھودنا کہ نمی تک پہنچ جاؤ۔ (الفروع' الفقیہ' التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد بھی (باب ۱۵ میں) کچھ ایسی حدیثیں آئینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵

شق اور لحد دونوں کے بنانے کا جواز مگر لحد بنانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ابوطلحہ انصاری نے لحد بنائی تھی۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ اسماعیل بن ہمام حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے احتضار کے وقت فرمایا: جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے لئے لحد دار یا شق دار قبر بنانا۔ اور اگر آپ سے کہا جائے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو لحد بنائی گئی تھی۔ تو وہ اس خبر میں سچے ہوں گے۔ (ایضا)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا۔۔۔ کہ میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے اپنی وصیت میں لکھا تھا چنانچہ میں نے ان کے لئے شق دار قبر بنائی کیونکہ وہ جسیم تھے' (لحد میں اتارنے سے ان کو تکلیف ہوتی)۔۔۔ (الفروع' التہذیب)

۴۔ ابوالصلت ہروی حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؑ نے ان سے فرمایا: میرے لئے یہاں قبر کھودی جائے گی۔ تم ان لوگوں کو حکم دینا وہ سیڑھی کے سات پلوں تک قبر کھودیں۔۔۔ اور اس کے وسط میں میرے لئے ضریح

بنائیں (خلاصہ یہ کہ شق دار قبر بنائیں) اور اگر وہ لحد بنانے پر اصرار کریں تو ان سے کہنا کہ وہ دو ہاتھ اور ایک بالشت بنائیں خداوند عالم پھر جس قدر چاہے گا اسے کشادہ کردے گا[1]۔ (عیون الاخبار، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں بیٹے کی قبر میں اترنے کے باب میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

میت کو قبر سے دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر رکھنا اور اسے دو بار نقل کرکے تیسری بار دفن کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو قبر کے قریب کچھ دیر رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد اسے دفن کرنا چاہیئے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ محمد بن عجلان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایسے سچے شخص سے سنا ہے جو خدا کے معاملہ میں سچ کہتا تھا یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب میت کو قبر کے پاس لے جاؤ۔ تو اسے اچانک قبر میں نہ جھونکو۔ بلکہ اسے دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر رکھو۔ تاکہ وہ قبر (اور اس کے سوال و جواب کے لئے) تیار ہو جائے۔ پھر اسے قبر میں اتارو۔ (ایضاً)

۳۔ یونس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک ایسی حدیث سنی ہے کہ جب بھی وہ مجھے کسی مکان میں یاد آئی ہے تو وہ مکان مجھ پر تنگ ہو گیا ہے۔ فرمایا: جب میت کو قبر کے کنارے لے جاؤ۔ تو اسے کچھ مہلت دو۔ تاکہ سوال و جواب کے لئے تیار اور آمادہ کار ہو جائے۔ (الفروع)

۴۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جب میت کو قبر کے پاس لے جاؤ تو اسے اچانک اور یکبارگی قبر میں داخل نہ کرو۔ کیونکہ قبر کے لئے بڑی ہولناکیاں ہیں اور قیامت کی ہولناکیوں سے پناہ مانگو۔ قبر کے کنارے کے قریب اسے کچھ دیر کے لئے رکھ دو۔ پھر اسے تھوڑا سا آگے اٹھاؤ اور پھر رکھ دو اور صبر کرو۔ تاکہ وہ تیاری کرلے اس کے بعد اسے قبر میں اتارو۔ (علل الشرائع)

---

[1] شق دار قبر بنانا افضل ہے یا لحد دار؟ اختلاف اخبار و آثار کی وجہ سے شرح صدر کے ساتھ اس کا فیصلہ کرنا آسان کام نہیں ہے مگر بایں ہمہ بعض متعدد وجوہ کی بنا پر ہماری نظر قاصر میں شق دار قبر کو ترجیح حاصل ہے۔ تفصیل کے لئے ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۷

جنازہ گزرے تو کھڑا ہونا مستحب نہیں ہے مگر یہ کہ جنازہ یہودی کا ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک انصاری شخص بھی وہاں موجود تھا۔ اس اثناء میں ایک جنازہ وہاں سے گزرا۔ چنانچہ وہ انصاری شخص کھڑا ہو گیا۔ اور جب تک جنازہ وہاں سے گزر نہیں گیا وہ برابر کھڑا رہا۔ پھر بیٹھا۔ مگر امام علیہ السلام نہ اٹھے اور میں بھی ان کے ہمراہ بیٹھا رہا۔ امامؑ نے اس شخص سے فرمایا: تجھے کس چیز نے اٹھنے پر امادہ کیا؟ عرض کیا کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے! امامؑ نے فرمایا: بخدا نہ امام حسین علیہ السلام نے یہ کام کیا۔ اور نہ ہی ہم اہل بیتؑ میں سے کبھی کوئی شخص کھڑا ہوا ہے۔ انصاری نے عرض کیا: آپؑ نے مجھے شک میں ڈال دیا ہے پہلے تو میرا یہی خیال تھا کہ میں نے ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ مثنی الحناط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دفعہ امام حسین علیہ السلام (اپنے اصحاب کے ہمراہ) بیٹھے تھے کہ وہاں سے ایک جنازہ گزرا تو سب لوگ کھڑے ہو گئے مگر امامؑ نہ اٹھے۔ (لوگوں کے پوچھنے پر کہ آپ کیوں نہیں اٹھے؟) جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھا کرتے تھے؟ فرمایا: ایک بار آنحضرتؐ اٹھے تھے اور وہ بھی اس لئے کہ یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا (اور دوسری روایت کے مطابق وہ جگہ بھی تنگ تھی)۔ (قرب الاسناد) تو اس لئے کھڑے ہو گئے کہ آپؐ کے سر اقدس پر یہودی کے جنازہ کا سایہ نہ پڑے۔ (ایضاً)

(نوٹ) یہی روایت قرب الاسناد میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے متعلق وارد ہوئی ہے۔ (فراجع)

باب ۱۸

جو شخص میت کو قبر میں اتارے اس کے لئے مستحب ہے کہ اپنے بٹن کھول دے اور جوتے' پگڑی' چادر' ٹوپی' سبز رنگ کی خاص اونی چادر اور موزہ اتار دے مگر ضرورت یا تقیہ کی بنا پر نہ اتارے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اس حالت میں قبر میں نہ اترو کہ تمہارے سر پر پگڑی' ٹوپی اور سبز رنگ کی خاص اونی چادر یا پاؤں میں جوتا ہو۔ اور اپنے بٹنوں کو کھول دو۔ یہی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ (الفروع)

۲۔ اسی سابقہ روایت کو حضرت شیخ صدوقؒ نے علل الشرائع میں بھی نقل کیا ہے۔ مگر اس میں اس قدر اضافہ ہے۔ راوی کا بیان ہے

کہ میں نے عرض کیا اور موزہ؟ (بھی اتار دے؟) فرمایا: میں اس کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا! راوی نے عرض کیا پھر جوتا کیوں مکروہ ہے؟ فرمایا: اس اندیشہ کے پیش نظر کہ اس کے پاؤں پھسلیں اور قبر گر جائے۔ (علل الشرائع)

۳۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی شخص کو یہ نہیں چاہیئے کہ دو جوتوں، دو موزوں اور پگڑی، چادر اور ٹوپی کے ساتھ قبر میں اترے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ ابوبکر حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس حال میں قبر کے اندر نہ اترو جبکہ تم پگڑی باندھے، ٹوپی پہنے، چادر اوڑھے اور جوتا پہنے ہوئے ہو! اور اپنے بٹن کھول دو۔ راوی نے عرض کیا اور موزہ؟ فرمایا: ضرورت اور تقیہ کے وقت ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

شیخ طوسیؒ کی روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی پوری کوشش صرف کرے۔ (تہذیبین)

۵۔ سیف بن عمیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوتا اور ٹوپی پہن کر، چادر اوڑھ کر اور پگڑی باندھ کر قبر میں داخل نہ ہو۔ راوی نے عرض کیا اور موزہ؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ موزہ اتارنے میں قباحت ہے۔ (التہذیب)

۶۔ محمد بن اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبر میں اترے ہوئے تھے مگر انہوں نے اپنے بٹن نہیں کھولے تھے۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت کو جواز پر محمول کیا ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ حرام نہیں ہے۔ نیز اس کے تقیہ پر محمول ہونے کا بھی احتمال ہے۔

باب ۱۹

کفن کی گرہیں کھولنے، مٹی کا تکیہ بنانے، میت کے پیچھے بڑا ساڈھیلا رکھنے اور چہرہ کو کفن سے باہر نکال کر اس کے رخسار کو زمین پر رکھنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آیا میت کے کفن کی گرہیں کھول دی جائیں؟ فرمایا: ہاں۔ اور اس کا چہرہ بھی کفن سے باہر نکال دیا جائے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر میں اتار دیا جائے تو کفن کو سر کی جانب سے پھاڑ دیا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پھاڑنے سے بند کفن کا کھولنا مراد ہے۔ یا اس صورت میں کفن کا پھاڑنا مراد ہے کہ جب کسی وجہ سے بند کفن کا کھولنا مشکل ہو جیسا کہ علامہ حلی وغیرہ علماء نے فرمایا ہے۔

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو لحد میں اتار چکو تو بند ہائے کفن کھول دو۔ (ایضاً)

۴۔ سالم بن مکرم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میت کے لئے مٹی کا تکیہ بنایا جائے، اور اس کی پشت کے پیچھے ڈھیلا رکھا جائے تاکہ چت نہ ہو جائے۔ اور اس کے تمام بند ہائے کفن کھول دیے جائیں۔ اور اس کا چہرہ کفن سے باہر نکال دیا جائے پھر اس کے لئے دعا مانگی جائے۔ (الفقیہ)

باب ۲۰

میت کو قبر میں رکھتے وقت سورہ حمد، معوذتین، اخلاص، آیۃ الکرسی پڑھنے، شہادتین کی تلقین اور نام بنام امام زمانہؑ تک سب کا اقرار کرانے کا استحباب۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے پگڑی باندھ کر قبر میں نہ اترے۔۔۔ اور اترنے والے کو چاہیئے کہ شیطان سے پناہ مانگے۔ (اعوذ باللہ الخ۔۔۔ پڑھے) سورہ فاتحہ، معوذتین، اخلاص اور آیۃ الکرسی پڑھے۔ اور اگر میت کے (دائیں) رخسار کو کفن سے باہر نکال کر زمین کے ساتھ ملا کر رکھ سکے تو رکھے۔ اور شہادتین پڑھے اور نام بنام اپنے صاحب الزمانؑ تک سب (ائمہ علیہم السلام) کا نام لے۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو لحد میں رکھو۔ تو آیت الکرسی پڑھو۔ اور اپنا ہاتھ میت کے دائیں کاندھے پر مار کر کہو۔ اے فلاں (یہاں میت کا نام لو) کہو: **رضيت بالله رباً وبالاسلام ديناً و بمحمد صلى الله عليه وآله وسلم نبياً و بعلي اماماً۔** (اس طرح تمام اماموں کے نام لو) امام زمانہؑ تک۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر میں اتارنے لگو تو کہو: "**بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله اللهم الى رحمتك لا الى عذابك**" اور جب اسے لحد میں رکھو تو اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جاؤ اور کہو: "**الله ربك والاسلام دينك و محمد نبيك والقرآن كتابك و على امامك**"۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ محفوظ الاسکاف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو دفن کرنا چاہو تو (تلقین پڑھانے

کے لئے) سب سے زیادہ عقلمند آدمی قبر میں میت کے سر کے پاس اترے اور میت کے دائیں رخسار کو کفن سے باہر نکال کر خاک پر رکھے۔ اور اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جا کر اسے تین بار کہے: "**اسمع افهم**" تین بار یہ تلقین دہرائے۔ **اللّٰه ربك و محمد نبيك والاسلام دينك و فلان (حضرت علیؑ) امامك اسمع افهم**"۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن عجلان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر میں اتارنے لگو تو نرمی کے ساتھ اتارو۔ اور جب لحد میں رکھ چکو تو میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار (قبر میں اتر کر اور) میت کے سر کے پاس بیٹھ کر پہلے خدا کا نام لے (بسم اللہ پڑھے) پھر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور ان کی آل) پر درود پڑھے۔ شیطان سے پناہ مانگے (اعوذ باللہ الخ پڑھے)۔ سورہ فاتحہ معوذتین قل ھو اللہ اور آیۃ الکرسی پڑھے۔ اور اگر اس کا رخسار کفن سے باہر نکال کر خاک پر رکھ سکے تو ایسا کرے۔ پھر شہادتین پڑھے اور نام بنام آئمہ طاہرین علیہم السلام کا صاحب الزمانؑ تک ذکر کرے۔ (الفروع، التہذیب، العلل)

۶۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسدؑ کو قبر میں اتارا تو پہلے آپؐ خود قبر میں اترے اور ان کے سر کے پاس جا کر فرمایا: "**يا فاطمة إن أتاك منكر و نكير فسألاك عن ربك فقولي الله ربي ومحمد نبي والاسلام ديني و القرآن كتابي و ابني إمامي و وليي**" پھر یہ دعا پڑھی: "**اللّٰهم ثبت فاطمة بالقول الثابت**" اس کے بعد قبر سے باہر نکل آئے اور اس پر کچھ مٹی ڈالی (امالی صدوقؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۱ میں بھی) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

میت کو قبر میں رکھتے وقت کی منقولہ دعائیں اور دفن کے چند احکام

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر کے پاس لے جاؤ۔ تو اسے نرمی کے ساتھ پائنتی کی جانب سے اتارو اور جب قبر میں رکھ چکو تو پہلے آیۃ الکرسی پڑھو بعد ازاں یہ دعا پڑھو: "**بسم الله و بالله وفي سبيل الله وعلى ملة رسول الله اللّٰهم صل على محمدٍ وآل محمد، اللّٰهم افسح له في قبره وألحقه بنبيه**" اس کے بعد وہ دعا ایک بار پڑھو جو نماز جنازہ میں پڑھی تھی: "**اللّٰهم ان كان**

محسناً فزد فی احسانه وان کان مسیئاً فاغفرله وتجاوز عنه ‘‘اور جس قدر ہو سکے اس کے لئے طلب مغفرت کرو (فرمایا) امام زین العابدین علیہ السلام جب کسی میت کو قبر میں اتارتے تھے تو اس کے لئے یہ دعا پڑھتے تھے:

’’اللّٰھم جاف الارض عن جنبیه و صاعد عمله ولقّه منك رضواناً‘‘۔ (الفروع والتہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو لحد میں رکھ دیا جائے تو یہ دعا پڑھو:

’’بسم اللّٰه وفی سبیل اللّٰه وعلٰی ملة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم اللّٰھم عبدك ابن عبدك نزل بك وانت خیر منزول به اللّٰھم افسح له فی قبره والحقه بنبیه اللّٰھم انا لا نعلم منه الا خیراً وانت اعلم به منا۔ اور جب اس پر اینٹیں رکھو (اور قبر بند کرنے لگو تو) پڑھو: اللّٰھم صل وحدته وآنس وحشته واسکن إلیه من رحمتك رحمةً تغنیه عن رحمة من سواك ‘‘اور جب قبر سے باہر نکلنے لگو تو یہ دعا پڑھو: ’’انا للّٰه و انا الیه راجعون والحمد للّٰه ربّ العالمین اللّٰھم ارفع درجته فی أعلی علّیین واخلف علی عقبه فی الغابرین و عندك نحتسبه یا رب العالمین‘‘۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جب کسی میت کو قبر میں اتاروں تو اس وقت کونسی دعا پڑھوں؟ فرمایا پڑھ ’’اللّٰھم ھذا عبدك فلاں وابن عبدك قد نزل بك وانت خیر منزول به قد احتاج إلی رحمتك‘ اللّٰھم ولا نعلم منه إلا خیراً‘ وأنت أعلم بسریرته ونحن الشّھداء بعلانیته‘ اللّٰھم فجاف الارض عن جنبیه‘ ولقّنه حجّته‘ واجعل ھذا الیوم خیر یوم اتی علیه‘ واجعل ھذا القبر خیر بیت نزل فیه‘ وصیّره إلی خیر ممّا کان فیه‘ ووسّع له فی مدخله‘ وآنس وحشته واغفر ذنبه‘ ولا تحرمنا أجره‘ ولا تضلّنا بعده۔ (الفروع)

۴۔ نیز سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر پر رکھو تو اس وقت یہ دعا پڑھو: ’’اللّٰھم عبدك ابن عبدك وابن امتك نزل بك وانت خیر منزول به ‘‘اور جب قبر کی پائنتی کی طرف سے میت کو قبر میں اتارنے لگو تو اس وقت یہ دعا پڑھو: ’’بسم اللّٰه وباللّٰه وعلی ملة رسول اللّٰه اللّٰھم الی رحمتك لا الی عذابك اللّٰھم افسح له فی قبره ولقّنه حجته وثبته بالقول الثابت وقنا وإیاه عذاب القبر ‘‘اور جب اس پر مٹی ہموار کرنے لگو تو تب یہ دعا پڑھو: ’’اللّٰھم جاف الأرض عن جنبیه‘ وصعّد روحه إلی ارواح المؤمنین فی علّیین وألحقه

بالصالحین"۔(ایضاً)

۵۔ سالم بن مکرم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میت کے لئے قبر میں مٹی کا تکیہ بنایا جائے۔ اور اس کے پس پشت ایک بڑا سا ڈھیلا رکھا جائے تا کہ وہ چت نہ ہو جائے اور اس کے بند ہائے کفن کھول دیئے جائیں اور اس کا چہرہ کفن سے باہر کرکے (اور دائیں رخسار کو خاک پر رکھ کر) یہ دعا پڑھی جائے: "**اللّٰهم عبدك وابن عبدك وابن أمتك نزل بك وأنت خير منزول به، اللّٰهم افسح له في قبره، ولقّنه حجّتهٗ وألحقه بنبيّه وقهٖ شرّ منكر و نكير**" پھر اپنا دایاں ہاتھ اس کے دائیں کاندھے کے نیچے اور بایاں ہاتھ اس کے بائیں کاندھے کے نیچے رکھ کر اور اسے خوب جھنجھوڑ کر کہو: "**يا فلان بن فلان الله ربك و محمد نبيك والاسلام دينك وعلي وليك و امامك**" یہاں یکے بعد دیگر تمام اماموں کے نام لے کر کہو: "**ائمتك ائمة هدى ابرار**"۔ پھر ایک بار اس تلقین کا اعادہ کرو۔ اور جب اس پر اینٹیں رکھنے لگو تو یہ دعا پڑھو: "**اللّٰهم ارحم غربتهٗ وصل وحدتهٗ وانس وحشتهٗ وآمن روعتهٗ واسكن اليه من رحمتك رحمةً يستغني بها عن رحمة من سواك واحشره مع من كان يتولاه**۔ (پھر فرمایا) جب بھی میت کی زیارت کے لئے آؤ تب بھی یہی مذکورہ دعا پڑھو۔ اور جب قبر سے باہر نکلو تو ہاتھوں سے مٹی جھاڑتے ہوئے یہ دعا پڑھو: "**اللّٰهم ايماناً بك و تصديقاً بكتابك هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله و رسوله**" فرمایا: جو شخص یہ کام کرے اور یہ کلمات پڑھے تو خداوند عالم ہر ہر ذرہ کے عوض اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھے گا۔ پس جب قبر برابر ہو جائے تو روبقبلہ ہو کر اور قبر کو سامنے رکھ کر قبر پر پانی چھڑکو کہ سر کی جانب سے شروع کرو۔ اور چاروں اطراف پر اس طرح چھڑکو کہ درمیان میں قطع نہ کرو۔ اور اگر کچھ پانی بچ جائے تو قبر کے وسط پر ڈال دو۔ بعد ازاں قبر پر ہاتھ رکھ کر میت کے لئے دعا و استغفار کرو۔ (الفقیہ)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے۔ جب قبر میں اترو تو یہ دعا پڑھو: "**بسم الله وبالله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم**" پھر میت کو قبر میں اتارو۔ پس جب اسے قبر میں رکھ چکو تو اس کے بند ہائے کفن کو کھولو اور یہ دعا پڑھو: "**اللّٰهم يا رب عبدك ابن عبدك نزل بك وانت خير منزول به، اللّٰهم ان كان محسناً فزدني احسانهٖ وان كان مسيئاً فتجاوز عنه والحقه بنبيه محمد صلى الله عليه وآله وسلم وصالح شيعته واهدنا واياه الى صراط لمستقيم، اللّٰهم عفوك عفوك**' پھر اپنا بایاں ہاتھ میت

کے بائیں کاندھے پر رکھ کر اسے خوب جھنجھوڑو اور کہو: "یا فلان بن فلان اذا سئلت فقل اللّٰہ ربی و محمد نبی والاسلام دینی والقرآن کتابی وعلی امامی " یہاں تمام اماموں کے نام گنواؤ اور ان جملوں کو دھراؤ۔۔۔ پھر کہو: "افھمت یا فلان "۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس موقع پر مرنے والا کہتا ہے: ہاں (سمجھ لیا)۔۔۔ پھر کہو: "ثبتك اللّٰہ بالقول الثابت وھداك اللّٰہ الی صراط مستقیم عرّف اللّٰہ بینك وبین اولئك فی مستقر من رحمتہ " پھر یہ دعا پڑھو: "اللّٰھم جاف الارض عن جنبیہ واصعد بروحہ الیك ولقنہ منك برھاناً اللّٰھم عفوك عفوك "۔ پھر اس پر مٹی اور اینٹیں اور جب تک یہ کام کرتے رہو یہ دعا پڑھتے رہو: "اللّٰھم صل وحدتہٗ وانس وحشتہٗ وآمن روعتہ واسکن الیہ من رحمتك رحمۃً تغنیہ بھا عن رحمۃ من سواك فانما رحمتك للظالمین " پھر قبر سے باہر نکلو اور اس وقت یہ پڑھو: "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اللّٰھم ارفع درجتہٗ فی اعلٰی علیین واخلف علی عقبہٖ فی الغابرین وعندك نحتسبہٗ یا رب العالمین "۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (کفن کے باب ۱۴ اور یہاں باب ۲۰ میں) کچھ دعائیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

اگر میت مرد کی ہو تو مستحب ہے کہ نرمی کے ساتھ قبر کی پائنتی کی جانب سے اور اگر عورت کی ہو تو قبلہ کی جانب سے اتاری جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر کے پاس لاؤ تو اسے پائنتی کی طرف سے قبر میں داخل کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے میت کے (قبر میں اتارنے کے) متعلق سوال کیا فرمایا: اسے قبر کی پائنتی کی طرف سے داخل کرو۔ اور پھر قبر کو زمین کے برابر کر دو صرف کھلی ہوئی چار انگلیوں کے برابر زمین کی سطح سے بلند کرو۔ (یا قبر کو چوکور بناؤ)۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر گھر کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور قبر کا دروازہ اس کی پائنتی والی جانب ہے۔ (ایضاً)

اپنے بیٹے کی قبر میں نہ اترے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن ابوحمزہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپؑ ان کی قبر میں نہیں اترے اور فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات کے وقت ایسا ہی کیا تھا (کہ قبر میں خود نہیں اترے تھے)۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت علیؑ کے حوالہ سے بیان کر رہے تھے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! قبر میں اتر کر میرے بیٹے کو لحد میں اتارو۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے قبر میں اتر کر ابراہیم کو لحد میں اتارا۔ اس پر لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ کسی باپ کو اپنے بیٹے کی قبر میں نہیں داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے ایسا نہیں کیا۔ (جب لوگوں کی یہ بات آنحضرتؐ کے گوش گزار ہوئی تو) فرمایا: ایھا الناس! تمہارے لئے بیٹوں کی قبروں میں اترنا حرام نہیں ہے۔ مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بیٹے (کے چہرہ) سے کفن ہٹائے تو شیطان اس سے کھیلنے لگے اور وہ جزع فزع کرنے لگے جس سے اس کا اجر و ثواب اکارت ہو جائے۔ (اس لئے باپ کا بیٹے کی قبر میں اترنا

۴۔ شیخ صدوقؒ باسنادِ خود اعمش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث ''شرائع الدین'' میں فرمایا: میت کو قبر کی پائنتی کی طرف سے اس طرح کھینچ کر اتارا جائے جس طرح اتارنے کا حق ہے اور عورت کی میت کو عرض میں لحد کی طرف سے اتارا جائے اور قبریں مربع (چوکور اور مسطح) بنائی جائیں نہ کہ کوہان دار۔ (الخصال)

۵۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور قبر کا دروازہ اس کی پائنتی والی جانب ہے۔ پس جنازہ رکھو تو پائنتی کی طرف اور میت کو قبر میں اتارو تو پائنتی کی طرف سے۔ اور اس کے قبر میں رکھتے وقت تک اس کے لئے برابر دعائے خیر کرتے رہو۔۔ اور پھر اس پر مٹی برابر کر دی جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (نماز جنازہ باب ۵ اور دفن کے باب ۲۰ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۳۱ و باب ۳۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

جو شخص قبر میں اترا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ قبر کی پائنتی کی طرف سے باہر نکلے

مکروہ ہے یہ فرما کر) آنحضرتؐ واپس لوٹ گئے۔ (الفروع، المحاسن)

۵۔ عبداللہ عنبری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا' کیا آدمی اپنے بیٹے کو دفن کر سکتا ہے؟ فرمایا: بیٹے کو مٹی میں دفن نہ کرے؟ پھر عرض کیا: کیا بیٹا باپ کو دفن کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ عبداللہ بن راشد بیان کرتے ہین کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل کا انتقال ہوا تو میں آپؑ کے ہمراہ تھا۔ جب آپؑ نے اسے قبر میں اتارا تو اپنے آپ کو قبر کی قبلہ کی طرف گرا دیا۔ (اور قبر میں داخل نہ ہوئے) اور فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم کی وفات پر ایسا ہی کیا تھا۔ پھر فرمایا: آدمی اپنے باپ کی قبر میں اتر سکتا ہے۔ مگر باپ اپنے بیٹے کی قبر میں نہ اترے۔ (الفروع، الاکمال)

باب ۲۶

مستحب ہے کہ عورت کی قبر میں شوہر اترے یا وہ شخص جو زندگی میں اسے دیکھ سکتا ہو (محرم) خلاصہ یہ کہ ولی خود اترے یا وہ جسے ولی حکم دے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت جاری ہو چکی ہے کہ عورت کی قبر میں صرف وہی شخص داخل ہو جو اس کے حین حیات میں اسے دیکھ سکتا تھا (شوہر یا محرم)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر اپنی زوجہ کے متعلق اسے قبر میں اتارنے تک سب سے زیادہ مستحق ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زید بن علی اپنے آباء کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کی یہ حدیث آئندہ (باب ۳۸ میں) ذکر کی جائے گی جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص عورت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے وہ اس کو پیچھے کی طرف سے پکڑے گا۔ (التہذیب)

۴۔ بروایت محمد بن عجلان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ مرنے والے کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار میت کے سر کے پاس بیٹھ کر (تلقین پڑھائے)۔ (الفروع، العلل)

کے بائیں کاندھے پر رکھ کر اسے خوب جھنجوڑ واور کہو: "**یا فلان بن فلان اذا سئلت فقل اللّٰہ ربی و محمد نبی والاسلام دینی والقرآن کتابی وعلی امامی** " یہاں تمام اماموں کے نام گنواؤ اور ان جملوں کو دھراؤ۔۔۔ پھر کہو: "**افھمت یا فلان** "۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس موقع پر مرنے والا کہتا ہے: ہاں (سمجھ لیا)۔۔۔ پھر کہو: "**ثبتك اللّٰہ بالقول الثابت وھداك اللّٰہ الی صراط مستقیم عرّف اللّٰہ بینك وبین اولئك فی مستقر من رحمتہ** " پھر یہ دعا پڑھو: "**اللّٰھم جاف الارض عن جنبیہ واصعد بروحہ الیك ولقنہ منك برھاناً اللّٰھم عفوك عفوك** "۔ پھر اس پر مٹی اور اینٹیں اور جب تک یہ کام کرتے رہو یہ دعا پڑھتے رہو: "**اللّٰھم صل وحدتہٗ وانس وحشتہٗ وآمن روعتہ واسکن الیہ من رحمتك رحمةً تغنیہ بھا عن رحمة من سواك فانما رحمتك للظالمین** " پھر قبر سے باہر نکلو اور اس وقت یہ پڑھو: "**انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اللّٰھم ارفع درجتہٗ فی اعلیٰ علیین واخلف علی عقبہٖ فی الغابرین وعندك نحتسبہٗ یا رب العالمین** "۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (کفن کے باب ۱۴ اور یہاں باب ۲۰ میں) کچھ دعائیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

اگر میت مرد کی ہو تو مستحب ہے کہ نرمی کے ساتھ قبر کی پائنتی کی جانب سے اور اگر عورت کی ہو تو قبلہ کی جانب سے اتاری جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر کے پاس لاؤ تو اسے پائنتی کی طرف سے قبر میں داخل کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے میت کے (قبر میں اتارنے کے) متعلق سوال کیا فرمایا: اسے قبر کی پائنتی کی طرف سے داخل کرو۔ اور پھر قبر کو زمین کے برابر کر دو صرف کھلی ہوئی چار انگلیوں کے برابر زمین کی سطح سے بلند کرو۔ (یا قبر کو چوکور بناؤ)۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر گھر کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور قبر کا دروازہ اس کی پائنتی والی جانب ہے۔ (ایضاً)

۴۔ شیخ صدوق" باسناد خود اعمش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث "شرائع الدین" میں فرمایا: میت کو قبر کی پائنتی کی طرف سے اس طرح کھینچ کر اتارا جائے جس طرح اتارنے کا حق ہے اور عورت کی میت کو عرض میں لحد کی طرف سے اتارا جائے اور قبریں مربع (چوکور اور مسطح) بنائی جائیں نہ کہ کوہان دار۔ (الخصال)

۵۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور قبر کا دروازہ اس کی پائنتی والی جانب ہے۔ پس جنازہ رکھو تو پائنتی کی طرف اور میت کو قبر میں اتارو تو پائنتی کی طرف سے۔ اور اس کے قبر میں رکھتے وقت تک اس کے لئے برابر دعائے خیر کرتے رہو۔۔۔ اور پھر اس پر مٹی برابر کر دی جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (نماز جنازہ باب ۵ اور دفن کے باب ۲۰ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۳۱ و باب ۳۸ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

جو شخص قبر میں اترا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ قبر کی پائنتی کی طرف سے باہر نکلے ہاں البتہ جدھر سے چاہے داخل ہو سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قبر میں داخل ہو۔ وہ جب باہر نکلے تو صرف اس کی پائنتی کی طرف سے نکلے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سہل بن زیاد مرفوعاً (معصومؑ) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص قبر میں داخل ہونے لگے تو جدھر سے چاہے داخل ہو سکتا ہے مگر نکلے صرف اس کی پائنتی کی طرف سے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۲۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

قبر میں داخل کرنے کا معاملہ ولی کے سپرد ہے۔ قبر میں ایک سے زائد آدمی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کرتے ہیں کہ قبر میں کتنے آدمی داخل ہوں؟ فرمایا: یہ ولی کی مرضی پر منحصر ہے! چاہے تو طاق داخل کرے اور چاہے تو جفت! (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو مریم انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفن دیا گیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام قبر میں اترے اور آنحضرتؐ کو اپنے ہاتھوں پر لیا۔ اور فضل بن عباس کو بھی اتارا۔ اس وقت بنی خیلا کے اوس بن حولی نامی انصاری شخص نے کہا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ہماری حق تلفی نہ کرو۔ تو حضرت علیؑ نے اس سے بھی فرمایا کہ تم بھی اتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اتر گیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے دریافت کیا کہ آنحضرتؐ کی چارپائی کہاں رکھی گئی تھی؟ کہا قبر کی پائنتی کی طرف اور پھر وہاں سے کھینچ کر قبر میں اتاری گئی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: آئندہ اس قسم کی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

باپ کا بیٹے کی قبر میں اترنا مکروہ ہے۔ گو حرام نہیں ہے مگر بیٹا باپ کی قبر میں اتر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حفص بن البختری وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی قبر میں اترے۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن راشد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی اپنے والد کی قبر میں اتر سکتا ہے مگر والد اپنے بیٹے کی قبر میں نہ اترے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن ابوحمزہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپؑ ان کی قبر میں نہیں اترے اور فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات کے وقت ایسا ہی کیا تھا (کہ قبر میں خود نہیں اترے تھے)۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت علیؑ کے حوالہ سے بیان کر رہے تھے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! قبر میں اتر کر میرے بیٹے کو لحد میں اتارو۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے قبر میں اتر کر ابراہیم کو لحد میں اتارا۔ اس پر لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ کسی باپ کو اپنے بیٹے کی قبر میں نہیں داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے ایسا نہیں کیا۔ (جب لوگوں کی یہ بات آنحضرتؐ کے گوش گزار ہوئی تو) فرمایا: ایھا الناس! تمہارے لئے بیٹوں کی قبروں میں اترنا حرام نہیں ہے۔ مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بیٹے (کے چہرہ) سے کفن ہٹائے تو شیطان اس سے کھیلنے لگے اور وہ جزع فزع کرنے لگے جس سے اس کا اجر و ثواب اکارت ہو جائے۔ (اس لئے باپ کا بیٹے کی قبر میں اترنا

مکروہ ہے یہ فرما کر) آنحضرتؑ واپس لوٹ گئے۔ (الفروع، المحاسن)

۵۔ عبداللہ عنبری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، کیا آدمی اپنے بیٹے کو دفن کر سکتا ہے؟ فرمایا: بیٹے کو مٹی میں دفن نہ کرے؟ پھر عرض کیا: کیا بیٹا باپ کو دفن کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ عبداللہ بن راشد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل کا انتقال ہوا تو میں آپؑ کے ہمراہ تھا۔ جب آپؑ نے اسے قبر میں اتارا تو اپنے آپ کو قبر کی قبلہ کی طرف گرا دیا۔ (اور قبر میں داخل نہ ہوئے) اور فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم کی وفات پر ایسا ہی کیا تھا۔ پھر فرمایا: آدمی اپنے باپ کی قبر میں اتر سکتا ہے۔ مگر باپ اپنے بیٹے کی قبر میں نہ اترے۔ (الفروع، الاکمال)

باب ۲۶

مستحب ہے کہ عورت کی قبر میں شوہر اترے یا وہ شخص جو زندگی میں اسے دیکھ سکتا ہو (محرم) خلاصہ یہ کہ ولی خود اترے یا وہ جسے ولی حکم دے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت جاری ہو چکی ہے کہ عورت کی قبر میں صرف وہی شخص داخل ہو جو اس کے حین حیات میں اسے دیکھ سکتا تھا (شوہر یا محرم)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر اپنی زوجہ کے متعلق اسے قبر میں اتارنے تک سب سے زیادہ مستحق ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زید بن علی اپنے آباء کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کی یہ حدیث آئندہ (باب ۳۸ میں) ذکر کی جائے گی جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص عورت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے وہ اس کو پیچھے کی طرف سے پکڑے گا۔ (التہذیب)

۴۔ بروایت محمد بن عجلان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث پہلے (باب ۲۰ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ مرنے والے کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار میت کے سر کے پاس بیٹھ کر (تلقین پڑھائے)۔ (الفروع، العلل)

باب ۲۷

ضرورت کے وقت قبر میں کپڑے یا ساگوان کی لکڑی کا فرش بچھانا یا اسے ساگوان کی لکڑی سے ڈھکنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن بلال نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ جب ہمارے ہاں کوئی شخص مرجاتا ہے اور قبر والی زمین میں نمی ہوتی ہے تو اس صورت میں جائز ہے کہ ساگوان کی لکڑی کا فرش بچھایا جائے۔ اس لکڑی کو میت کے اردگرد رکھا جائے اور اس سے اسے ڈھانپ دیا جائے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ہاں[۱] ایسا کرنا جائز ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ یحییٰ بن العلا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شقران نامی غلام نے آنحضرتؐ کی قبر میں چادر (کملی) بچھائی تھی۔(الفروع)

باب ۲۸

قبر پر کچی یا پکی اینٹ کا لگانا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر کچی اینٹ لگائی تھی! راوی نے عرض کیا: کہ اگر کوئی شخص قبر پر پختہ اینٹ لگائے تو آیا یہ میت کو نقصان پہنچاتی ہے؟ فرمایا: نہ[۲]۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (کفن کے باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

مستحب ہے کہ پشت دست سے تین بار قبر پر مٹی ڈالی جائے اور اس وقت یہ منقولہ دعا پڑھی جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ داؤد بن نعمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا جو (جنازہ کے ہمراہ جاتے ہوئے) پڑھ

---

[۱] اس باب کی حدیثوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ بعض ممالک میں (جو یہ رسم ہے کہ بعض امیرزادوں کی میت کو لکڑی کے بڑے سے صندوق میں بند کر کے دفن کیا جاتا ہے۔ایسا کرنا جائز ہے۔ہاں احوط یہی ہے کہ اس باب کی پہلی روایت کے مطابق بوقت ضرورت پر اکتفا کیا جائے واللہ العالم۔(احقر مترجم عفی عنہ)

[۲] اس باب اور اس سے پہلے باب کی حدیثوں کے پیش نظر ظاہر ہوتا ہے کہ قبر میں ساگوان کا فرش بچھانا یا قبر پر کچی یا پکی اینٹ لگانا مکروہ نہیں ہے بنا بریں ان چیزوں کی کراہت کی جو شہرت ہے وہ "الارب شھرۃ لا اصل لھا" کے زمرہ میں آتی ہے واللہ الموفق۔(احقر مترجم عفی عنہ)

رہے تھے: "ماشاء اللہ لا ما شاء الناس" جب قبر کے پاس پہنچے تو ایک طرف جا کر بیٹھ گئے اور جب میت کو لحد میں اتار دیا گیا (اور لوگ قبر بند کرنے لگے) تو آپ نے تین بار قبر پر مٹی ڈالی۔ (الفروع)

۲۔ عمر بن اذینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس طرح قبر پر مٹی ڈالتے ہوئے دیکھا کہ کچھ دیر مٹی کو ہاتھ میں رکھتے پھر قبر پر ڈال دیتے تھے اور تین مٹھی سے زیادہ نہیں ڈالتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس سلسلہ میں ان سے دریافت کیا (کہ کچھ دیر مٹی ہاتھ میں کیوں روکے رکھتے ہیں؟) تو آپ نے فرمایا: اے عمر! اس وقت میں یہ دعا پڑھتا ہوں: "**ایماناً بك و تصديقاً ببعثك هذا ما وعد (نا) الله و رسوله، وصدق الله و رسوله، اللهم زدنا إيماناً و تسليماً**" پھر فرمایا: کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کرتے تھے اور اسی طرح سنت جاری ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کے جنازہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ تھا جب لوگوں نے ان کو دفن کر دیا تو آپ اٹھ کر اس کی قبر کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے کے پاس تین مٹھی مٹی ڈالی پھر ہتھیلی پھیلا کر قبر پر رکھی اور یہ دعا پڑھی: "**اللهم جاف الارض عن جنبيه واصعد اليك روحه ولقه منك رضواناً واسكن قبره من رحمتك ما تغنيه به عن رحمة من سواك**" اس کے بعد تشریف لے گئے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت پر مٹی ڈالو تو یہ پڑھو: "**ايماناً بك و تصديقاً ببعثك هذا ما وعدنا الله و رسوله (وصدق الله و رسوله)**"۔ فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی میت پر مٹی ڈالے اور یہ کلمات پڑھے تو اللہ اسے ہر ایک ذرہ کے عوض ایک نیکی عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن اصبغ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ایک جنازہ کے ہمراہ دیکھا جو (دفن کے بعد) پشت دست[۱] سے قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ و باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

---

[۱] اس باب کی دوسری صحیح السند حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مٹھی بھر کر قبر پر مٹی ڈالتے تھے لہٰذا یہ طریقہ اگر افضل نہیں تو کم از کم جائز ضرور ہے۔ علامہ مجلسی نے مراۃ العقول میں ایسا ہی افادہ فرمایا ہے لہٰذا پشت کف اور کف دست سے دونوں طرح مٹی ڈالنا جائز ہے اور آدمی کو اختیار ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۰

بیٹے یا کسی قریبی رشتہ دار پر مٹی ڈالنے کی کراہت۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب کا بیٹا فوت ہوگیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی جنازہ میں شامل ہوئے جب اسے لحد میں اتارا گیا تو اس کا باپ آگے بڑھا اور قبر پر مٹی ڈالنے لگا۔ امامؑ نے اس کے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا: تو اس کی قبر پر مٹی نہ ڈال۔ اور جو بھی اس کا رشتہ دار ہے وہ اس پر مٹی نہ ڈالے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باپ کو بیٹے کی اور رشتہ دار کی قبر پر مٹی ڈالنے کی ممانعت فرمائی ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں صرف اس میت پر مٹی ڈالنے سے منع فرما رہے ہیں؟ (یا تمام رشتہ داروں پر؟) فرمایا: میں تمہیں ممانعت کرتا ہوں کہ اپنے تمام رشتہ داروں پر مٹی نہ ڈالا کرو۔ کیونکہ یہ چیز قساوت قلبی کا باعث بنتی ہے۔ اور جو قسی القلب ہوتا ہے وہ اپنے پروردگار سے دور ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۳۱

قبر کو مربع (چوکور) بنانے اور چار انگشت سے لے کر ایک بالشت تک بلند کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر میں دفن کیا جائے تو اس کے لئے دعا کی جائے اور قبر زمین کی سطح سے چار انگشت بلند کی جائے۔ (الفروع)

۲۔ قدامہ بن زائدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو کھینچ کر قبر میں اتارا اور اس کی قبر کو بلند کیا۔ (ایضاً)

۳۔ عقبہ بن بشیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا: یا علیؑ! مجھے اس جگہ دفن کرنا اور میری قبر کو چار انگشت تک زمین سے بلند کرنا۔ اور اس پر پانی چھڑکنا۔ (ایضاً)

۴۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد نے اپنی مرض الموت میں ایک دن مجھے حکم دیا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے غسل و کفن دینا اور میری قبر کو زمین کی سطح سے (کھلی) چار انگلیاں بلند کرنا۔ اور اس پر پانی چھڑکنا۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ اسی قسم کی دوسری روایت میں اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے فرمایا: جب کسی میت کو قبر میں اتارنا چاہو تو پہلے وضو کر لو۔ (التہذیب)

۶۔ ابراہیم بن علی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر زمین سے ایک بالشت بلند کی گئی تھی اور آنحضرتؐ نے قبروں پر پانی ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ (التہذیب العلل)

۷۔ عبدالاعلی مولیٰ آل سام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد نے اپنا مال واسباب میرے سپرد کرنے کے بعد جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا: کچھ گواہ بلاؤ۔ تو میں نے قوم قریش کے چار (ثقہ) آدمی بلائے اور (ان کی موجودگی میں) فرمایا: لکھو۔ **ھذا ما اوصی بہ یعقوب بنیہ یا بنی ان اللّٰہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون۔۔۔** پھر فرمایا: محمدؐ بن علیؑ جعفرؑ بن محمدؐ کو وصیت کرتے ہیں اور ان کو حکم دیتے ہیں کہ (ان کو غسل دینے کے بعد) ان کو اس چادر میں کفن دیں جس میں وہ نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ اور ان کو اپنا عمامہ بندھوائیں۔ ان کی قبر کو مربع (چوکور) بنائیں اور چار انگشت تک بلند کریں۔ اور پھر پرانے کپڑوں کے بند کو کھول دیں اور دفن کریں۔ (الاصول، الارشاد)

۸۔ عمر بن واقد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب مجھے مشہور مقبرہ قریش میں اٹھا کر لے جائیں تو وہاں مجھے لحد میں اتارنا اور میری قبر کو کھلی چار انگلیوں سے زیادہ بلند نہ کرنا۔ (عیون الاخبار)

۹۔ حسین بن ولید بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ راوی نے عرض کیا: کس وجہ سے قبر کو مربع (چوکور) بنایا جاتا ہے؟ فرمایا: خانہ کعبہ کی وجہ سے کیونکہ وہ مربع شکل میں اترا تھا۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (نماز جنازہ کے باب ۹ اور یہاں باب ۲۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۲

روبقبلہ ہو کر قبر پر سرہانے کی جانب سے چوکور طریقہ پر پانی چھڑکنا اور باقی ماندہ وسط میں ڈالنا اور برابر چالیس ماہ یا چالیس یوم تک ہر روز ایک ایک بار پانی چھڑکنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ موسیٰ بن اکیل نمیری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قبر پر پانی چھڑکنے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ روبقبلہ ہو کر سر کی جانب سے ابتداء کرو اور پائنتی کی طرف سے ہوتے ہوئے دوسری طرف سے پھر سر کی جانب آ جاؤ۔ پھر (باقیماندہ پانی) قبر کے وسط پر چھڑک دو۔ اسی طرح سنت ہے۔ (التہذیب)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے قبر پر پانی چھڑکنے کے متعلق فرمایا: اس کی وجہ سے جب تک مٹی میں نمی رہتی ہے تو میت سے عذاب دور رہتا ہے۔ (الفروع، العلل)

۳۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے دور میں قبر پر پانی چھڑکا جاتا تھا۔ (یعنی سنت ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قبر (پر مٹی ڈالنے سے) فارغ ہو جاؤ۔۔۔ تو اس پر پانی چھڑکو۔۔۔ پھر اس کے سرہانے کے پاس اس پر ہاتھ رکھ کر اور ہتھیلی داب کر رکھو۔ (اور سورہ انا انزلناہ سات بار اور دیگر مسنون دعائیں پڑھو)۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن ولید بیان کرتے ہیں کہ صاحب مقبرہ نے ان سے دریافت کیا کہ یونس بن یعقوب (امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے صحابی) کی قبر کہاں ہے؟ کیونکہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کو حکم دیا ہے کہ میں ان کی قبر پر چالیس ماہ یا چالیس یوم تک ہر روز ایک بار پانی چھڑکواؤں۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ و باب ۳۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۳ میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۳۳

قبر پر پانی چھڑکنے کے بعد قبر کے جانب سر رو بقبلہ ہو کر قبر پر انگلیاں کھول کر اور ہتھیلی دبا کر رکھنے (اور دعا پڑھنے) کا استحباب بالخصوص اس شخص کے لئے جو میت پر نماز جنازہ نہیں پڑھ سکا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب میت پر مٹی ڈالی جا چکے اور قبر برابر کی جا چکے تو اس کے سرہانے قبر پر ہاتھ رکھو اور انگلیاں پھیلا کر اور ہاتھ دبا کر رکھو اور یہ سب کچھ قبر پر پانی چھڑکنے کے بعد ہو۔ (التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب ایک عجیب کام کرتے ہیں یعنی جب کسی جنازہ میں شریک ہوں اور میت کو دفن کر دیا جائے تو وہ اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے جب تک قبر پر ہاتھ نہیں رکھ لیتے یہ فرمائیں کہ آیا یہ سنت ہے یا بدعت؟ فرمایا: ایسا کرنا اس شخص کے لئے تو واجب ہے جو اس میت کی نماز جنازہ میں شریک نہ تھا۔ (ایضاً)

۳۔ یہی سوال محمد بن اسحاق نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے کیا؟ فرمایا: یہ اس شخص کے لئے ہے جو میت پر نماز جنازہ نہ پڑھ سکا ہو اور جس نے نماز جنازہ میں شرکت کی ہو اس کے لئے نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور اس سے پہلے والی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص نماز جنازہ میں شامل نہ ہوسکا ہو تو اس کے لئے ایسا کرنا مستحب مؤکد ہے۔ اور جس نے نماز جنازہ میں شمولیت کی ہو اس کے لئے اس قدر مؤکد نہیں ہے۔

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر بنی ہاشم میں سے کوئی شخص وفات پا جاتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ وہ سلوک کرتے تھے جو اور کسی مسلمان کے ساتھ نہیں کرتے تھے! یعنی جب کسی ہاشمی پر نماز جنازہ پڑھ چکتے۔ اور (اسے دفن کرنے کے بعد) اس کی قبر پر پانی بھی چھڑک چکتے تو آنحضرتؐ اپنا کف دست اس طرح دبا کر قبر پر رکھتے تھے کہ مٹی پر انگلیوں کے نشان اس طرح نمایاں ہو جاتے تھے کہ جب کوئی اجنبی شخص یا مدینہ کا مسافر سفر سے واپس آتا اور (قبر پر حاضر ہوتا) تو تازہ قبر پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کف دست کا نشان دیکھ کر کہتا کہ آل محمدؐ میں سے کس کا انتقال ہوا ہے؟۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۴

قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کے لئے منقولہ دعائیں اور سورہ قدر سات بار اور آیت الکرسی پڑھنے اور ان کا ثواب میت کو ہدیہ کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن عجلان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شیعہ مرد کی قبر پر کھڑے ہو کر یوں دعا فرمائی: **"اللّٰهم صل وحدته وآنس وحشته واسكن اليه من رحمتك ما يستغني بها عن رحمة من سواك"**۔ (الفروع)

۲۔ عمرو بن ابی المقدام بیان کرتے ہیں کہ میں جنت البقیع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ ہم کوفہ کے ایک شیعہ مرد کی قبر کے پاس سے گزرے۔ امامؑ وہاں رکے اور یہ دعا پڑھی: **"اللّٰهم ارحم غربته وصل وحدته واسكن اليه من رحمتك ما يستغني بها عن رحمة من سواك والحقه بمن كان يتولاه"**۔ (ایضاً)

۳۔ شیخ طوسیؒ نے باسناد خود اس روایت کو حسن بن محبوب سے نقل کیا ہے اور اس میں ایک تو **"وصل وحدته"** کے بعد

"**وآنس وحشته**" کا اضافہ ہے۔ دوسرا اس میں یہ مذکور ہے کہ اس کے بعد امامؑ نے سورہ قدر سات بار پڑھی۔ (التہذیب)

۴۔ شیخ ورّام بن ابوفراس اپنی کتاب (مجموعہ شیخ ورّام) میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی بندہ مومن (قبرستان میں) آیت الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو ہدیہ کرے تو خداوند عالم اس کے ہر ہر حرف کے عوض ایک ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو قیامت تک خدا کی تسبیح و تقدیس کرتا رہے گا۔ (اور اس کا ثواب اس مؤمن کے نامہ اعمال میں درج ہوتا رہے گا)۔

باب ۳۵

لوگوں کے چلے جانے کے بعد مستحب ہے کہ ولی (دوبارہ) میت کو شہادتین اور ائمہ طاہرینؑ کے ناموں کی تلقین کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ یحییٰ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میت کے وارثوں کو کیا امر مانع ہے کہ اپنے مرنے والے سے منکر و نکیر کو دور کریں؟ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ کیا کریں؟ فرمایا: جب میت تنہا ہو جائے (لوگ واپس لوٹ جائیں) تو میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ (وہی رک جائے اور) اپنا منہ ان کے سر کے قریب لے جا کر بلند آواز سے کہے: **یا فلان بن فلان** (اگر مرد ہو) یا کہے: **یا فلانة بنت فلان** (اگر عورت ہو) **هل انت علی العهد الذی فارقتنا علیه من شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریك له وان محمداً عبده و رسوله سید النبین وان علیاً امیر المؤمنین و سید الوصیین وان ماجاء به محمد حق وان الموت حق و البعث حق (وان الساعة آتیة لا ریب فیها) وان الله یبعث من فی القبور**۔ اس وقت منکر و نکیر ایک دوسرے سے کہتے ہیں چلو واپس جائیں اس کو تو حجت و دلیل پڑھا دی گئی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ جابر بن یزید (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا کیا نقصان ہوتا ہے کہ جب میت کو قبر میں دفن کر کے اس پر مٹی برابر کر چکو اور واپس لوٹ جائیں تو تم میں سے کوئی (قریبی رشتہ دار) شخص اس کی قبر کے پاس ٹھہر جائے اور یوں تلقین پڑھے: "**یا فلان بن فلان هل انت علی العهد الذی عهدناك به من شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله صلی الله علیه وآله وان علیا امیر**

المؤمنین علیہ السلام امامك و فلان و فلان (یہاں پورے بارہ اماموں کے نام) آخری امامؑ تک گنوائے۔ فرمایا: جب یہ اس طرح تلقین پڑھاتا ہے تو ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے: اب ہمیں اس کے پاس جانے اور اس سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اسے اس کی حجت و دلیل بتا دی گئی ہے۔ چنانچہ وہ دونوں فرشتے واپس لوٹ جاتے ہیں اور اس کے پاس نہیں جاتے۔ (التہذیب)

۴۔ علی بن ابراہیم اپنے باپ (ابراہیم) سے اور وہ اپنے بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عام لوگوں کے واپس لوٹ جانے کے بعد میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار قبر کے پاس ٹھہر جائے اور دونوں ہاتھوں سے خاک قبر کو پکڑنے کے بعد آواز بلند اسے تلقین پڑھائے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو میت قبر میں (نکیرین کے) سوال و جواب سے بچ جائے گا۔ (العلل)

باب ۳۶

قبر پر اس قبر سے نکلی ہوئی مٹی کے سوا کوئی اور مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی ممانعت فرمائی ہے کہ قبر پر وہ مٹی ڈالی جائے جو اس قبر سے نہیں نکلی ہے۔ (الفروع والتہذیب)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: قبر کو اس کی مٹی کے سوا اور کسی مٹی سے لیپا پوچی نہ کرو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب شیخ صدوقؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر قبر کی مٹی کے علاوہ کچھ مٹی قبر پر ڈالی جائے تو وہ میت پر بوجھ ہوتی ہے۔ (الفقیہ)

باب ۳۷

قبر پر سنگریزے ڈالنا، اور قبر پر ایسی تختی نصب کرنا جس پر میت کا نام کندہ ہو جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابان بن تغلب بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر سرخ رنگ کے سنگریزے ڈالے گئے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (ایک بار زندان بغداد سے رہائی کے بعد) مدینہ واپس

تشریف لائے تو (مکہ کے راستہ میں) بمقام "فید" آپ کی ایک بچی کا انتقال ہوگیا۔ امامؑ نے اسے وہیں دفن کیا۔ اور اپنے بعض غلاموں کو حکم دیا کہ اس کی قبر کو چونہ گچ کر کے پختہ کرے اور کسی تختی پر اس کا نام لکھ کر اسے قبر پر آویزاں کرے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوعلی الخیرانی امام حسن عسکری علیہ السلام کی ایک کنیز سے روایت کرتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی والدہ (جناب نرجس خاتون) کا امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی میں انتقال ہوگیا اور ان کی قبر پر ایک تختی نصب کی گئی تھی جس پر لکھا تھا: "**هذا قبر ام محمد علیه السلام**"۔ (اکمال الدین)

باب ۳۸

عورت کی میت کو (قبلہ کی طرف سے) عرض میں داخل کرنا اور ولی کا اس کے پیچھے ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالصمد ہارون مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میت کو قبر میں داخل کرو۔ تو اگر مرد ہو تو اسے (قبر کی پائنتی کی جانب سے) کھینچ کر داخل کرو۔ اور اگر عورت ہو تو اسے عرض میں (لحد کی طرف) داخل کرو۔ کہ اس کے لئے زیادہ باعث ستر و پوشش ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عمرو بن خالد جناب زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرد کو (پائنتی کی طرف سے) کھینچ کر قبر میں داخل کیا جائے اور عورت کو قبلہ کی جانب سے داخل کیا جائے۔ اور عورت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار اس کے پیچھے ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۲۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

کافر کا دفن کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ کسی مسلمان کا باپ ہی کیوں نہ ہو سوائے اس کافرہ ذمیہ کے جو کسی مسلمان سے حاملہ ہو۔۔۔ اور اگر مسلمان و کافر میں اشتباہ ہو جائے تو صغیر الذکر کو دفن کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار بن موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی نصرانی سفر میں مسلمانوں کے ہمراہ ہو اور وہ مر جائے تو؟ فرمایا: اسے کوئی نہ غسل دے اور نہ دفن کرے اور نہ اس کی قبر پر کھڑا (ہو کر اس کے لئے دعا کرے) اور نہ ہی اس کے لئے کوئی عزت ہے۔ اگرچہ اس کا باپ ہی ہو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے (بذریعہ کتب) حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک (مسلمان) شخص کے پاس

یہودی یا نصرانی المذہب کنیز ہوتی ہے اور وہ اس سے مباشرت کرتا ہے اور وہ حاملہ ہو جاتی ہے اور وہ اسے دعوت اسلام بھی دیتا ہے مگر وہ انکار کر دیتی ہے۔ پھر اس کے وضع حمل کا وقت قریب آتا ہے اتفاقاً وہ دردِ زہ کی حالت میں مر جاتی ہے! جبکہ بچہ اس کے شکم میں ہے! اور وہ بھی مر جاتا ہے۔ اب آیا وہ بچہ اپنی نصرانی ماں کے ہمراہ ہی دفن کیا جائے یا اسے ماں کے شکم سے نکال کر اسلامی فطرت پر دفن کیا جائے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: "اس (ماں) کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے۔" (التہذیب)

۳۔ شہید اول نے اپنی کتاب الذکریٰ میں بروایت حماد لکام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر والے دن (جبکہ مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں آپس میں مخلوط ہوگئی تھیں) صغیر الذکر لوگوں کے دفن کا حکم دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ یہ صفت صرف شریف لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ (الذکریٰ، الخلاف، المبسوط)

باب ۴۰

جو شخص سمندر میں مر جائے اور زمین میں اس کا دفن کرنا ممکن نہ ہو تو اسے کسی بڑے برتن میں رکھ کر اور اس کا منہ بند کر کے اور اس کے ساتھ کوئی ثقیل چیز باندھ کر پانی میں ڈال دینا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ایوب بن الحر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کشتی سمندر میں تھی کہ اس میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ فرمایا: کسی بڑے سے مٹکے میں رکھ کر اور اس کا منہ بند کر کے پانی میں پھینک دیا جائے۔ (کتب الاربعہ)

۲۔ وھب بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص سمندر میں انتقال کر جائے تو اسے غسل وکفن دے کر حنوط کیا جائے۔ پھر اس پر نماز جنازہ پڑھ کے اور اس کے پاؤں کے ساتھ کوئی (وزنی) پتھر باندھ کر پانی میں پھینک دیا جائے۔ (التہذیب، الفقیہ، الاستبصار، قرب الاسناد)

۳۔ سہل بن زیاد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کشتی میں وفات پا جائے اور سمندر کے کنارے (زمین میں) اسے دفن کرنا ممکن نہ ہو تو اسے (غسل کے بعد) کفن دے کر اور حنوط کر کے اور نماز جنازہ پڑھ کر پانی میں ڈال دیا جائے۔ (الفروع، التہذیبین)

باب ۴۱

جب کسی شخص کے متعلق یہ خطرہ ہو کہ دشمن اسے قبر سے نکال کر جلا دے گا تو جائز ہے کہ اس کے ساتھ کوئی وزنی چیز باندھ کر سمندر یا دریا میں ڈال دیا جائے اگرچہ پانی کے باہر مرا یا قتل ہوا ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں میرے چچا (زید شہید) کو اس جگہ دفن کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔۔۔(یہاں تک کہ فرمایا) وہاں سے دریائے فرات کتنے فاصلہ پر تھا؟ عرض کیا: ایک پتھر کی مار! یہ سن کر (بطور تعجب) فرمایا: سبحان اللہ! تم نے ان کے جسم کے ساتھ لوہا (وغیرہ) باندھ کر اور انہیں بوجھل بنا کر دریا میں کیوں نہ ڈال دیا۔ ایسا کرتے تو یہ افضل ہوتا۔ (اور اس مظلوم کی لاش بے حرمتی سے بچ جاتی)۔ (الروضہ)

۲۔ نیز سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم لوگوں نے میرے چچا زید کے ساتھ کیا کیا؟ عرض کیا کہ (ان کو سولی پر لٹکانے کے بعد) بہت سے لوگ پہرہ دے رہے تھے۔ جب (رات کو پہرہ دار) لوگ کم ہو گئے۔ تو ہم نے ان کی لاش حاصل کر کے دریائے فرات کے کنارے جا کر دفن کر دی۔ جب صبح ہوئی تو وہ لوگ گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے۔ اور لاش نکال کر جلا دی! فرمایا: تم نے لوہا (وغیرہ) باندھ کر اور لاش کو بوجھل بنا کر فرات میں کیوں نہ ڈال دیا۔ (پھر فرمایا) خدا ان پر رحمت نازل فرمائے اور ان کے قاتل پر لعنت کرے۔ (ایضاً)

باب ۴۲

ایک چارپائی پر مرد اور عورت کا جنازہ اٹھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن الحسن الصفار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ آیا ضرورت اور لوگوں کی قلت کے وقت دو میتوں کو جبکہ ایک میت مرد کی ہو اور دوسری عورت کی ایک جنازہ (چارپائی) پر اٹھانا اور دونوں پر اکٹھی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ مرد و عورت دونوں کو ایک چارپائی پر نہ اٹھایا جائے۔ (التہذیب)

باب ۴۳

قبروں کو کھودنا (مردے اکھاڑنا) اور قبروں کا کوہان دار بنانا جائز نہیں ہے اور ایک قبر میں دو مردے دفن کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اصبغ بن نباتہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص قبر کی تجدید کرے یا کوئی مثال بنائے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (الفقیہ، المحاسن، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ اور دیگر علماء نے صفار سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو جیم کے ساتھ "جدّد" نقل کیا ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ جب ایک بار قبر کو مٹی سے لیپ دیا جائے اور مرور ایام کے بعد پھر کہنہ ہو جائے تو پھر اس کی تجدید اور مرمت اور از سر نو لیپنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب کوئی آدمی تازہ مرے اور اس کی قبر لیپی جائے تو اس بہانے دوسری قبروں کی مرمت بھی جائز ہے۔۔۔ اور سعد بن عبداللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو حاء مہملہ کے ساتھ "حدّد" روایت کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کوہان دار قبر بنائے۔۔۔ اور برقی نے اسے جیم اور ثاء کے ساتھ "جدث" روایت کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ جو شخص اس قبر کو دوبارہ کسی میت کے لئے قبر بنائے۔ کیونکہ "جدث" کے معنی قبر کے ہیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ لفظ "جدّد" جیم کے ساتھ ہی ہے اور اس کا مطلب قبر کا کھودنا ہے۔۔۔ اور شیخ مفیدؒ نے اسے خاء اور دو دالوں کے ساتھ "خدّد" پڑھا ہے۔ بنابریں اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ قبر کو اس لئے کھودا جائے تاکہ دوبارہ اس میں کوئی میت دفن کیا جائے۔۔۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ قبر کو کھودا جائے (مردے کو اکھاڑا جائے)۔۔۔ بعید نہیں کہ تمام معانی صحیح ہوں اور روایتیں متعدد ہوں۔۔۔ واللہ العالم۔

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مدینہ بھیجا اور فرمایا: جو تصویر نظر آئے اسے مٹا دو، جو (بلند) قبر نظر آئے اسے برابر کر دو اور جو کتا نظر آئے اسے مار دو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۱ میں) قبر کے چوکور بنانے والی حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ چوری کی حد کے بیان میں قبر کی حرمت بیان کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے قبور مقدسہ کے سوادوسری قبروں پر عمارت بنانے' ان پر بیٹھنے اوران کو چونہ گچ کرنے کی کراہت۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دومکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا قبر پر عمارت بنانا اوراس پر بیٹھنا ٹھیک ہے؟ فرمایا: نہ عمارت بنانا ٹھیک ہے اور نہ اس پر بیٹھنا اور نہ اسے چونہ گچ کرنا درست ہے اور نہ لیپاپوچی کرنا۔(تہذیبین)

۲۔ یونس بن ظبیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر نماز پڑھنے' اس پر بیٹھنے اوراس پر عمارت بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔(ایضاً والمقنع)

۳۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قبروں پر عمارت نہ بناؤ اور گھروں کی چھتوں پر تصویریں نہ بناؤ۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔(التہذیب والمحاسن)

۴۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں قبروں کو چونہ گچ کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔(الفقیہ' الامالی)

۵۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کو گرانے اور تصویروں کو توڑنے اور مٹانے کے لئے بھیجا۔(الفروع' المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) قبر کو چونہ گچ کرنے کا جواز آنحضرت کی قبر پر سرخ سنگریزے ڈالنے والی حدیث کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ وہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ ایسا کرنا حرام نہیں ہے۔۔۔ لہٰذا وہ کراہت کے منافی نہیں ہے۔ اوراس سے قبل یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ قبر کی مٹی کے سوااور مٹی سے قبر کو لیپنا مکروہ ہے۔ اور آنحضرت کی قبر اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی قبور مقدسہ پر عمارت کے بنانے کے جواز بلکہ استحباب پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد (ج ۵ باب ۲۶ باب المزار میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

جو شخص کسی جنازہ کی مشایعت کرے جب تک میت لحد میں رکھ نہ دی جائے اس کے لئے بیٹھنا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی جنازہ کی مشایعت کرنے کے لئے نکلے اسے چاہیئے کہ جب تک میت کو لحد میں نہ اتار دیا جائے اس وقت تک نہ بیٹھے۔ ہاں جب اسے لحد میں رکھ دیا جائے تو پھر بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۲۔ اس سے پہلے (باب ۲۹ حدیث نمبر ۱ میں) داؤد بن نعمان والی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ جب جنازہ قبر کے قریب پہنچا تو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جو جنازہ کے ہمراہ تھے۔۔۔ ایک طرف جا کر بیٹھ گئے اور جب میت کو لحد میں اتار دیا گیا تو اٹھے اور اس پر مٹی ڈالی۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ دوسری روایت دفن سے پہلے بیٹھنے کے جواز اور پہلی نہ بیٹھنے کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

باب ۴۶

مصیبت زدہ مرد و عورت' بالخصوص جوان پسر مردہ عورت کو تعزیت و تسلیت پیش کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار کو حذف کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی محزون (غم زدہ) شخص کو تسلی دے گا اسے موقف حساب میں (یعنی بروز قیامت) ایک حلّہ پہنایا جائے گا جس سے اس کو مزیّن کیا جائے گا۔(الفروع)

(نوٹ): ایک دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ اسے موقف حساب میں ایک حلّہ پہنایا جائے گا جو اسے عطا کیا جائے گا۔(ایضاً و ثواب الاعمال)

۲۔ وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تعزیت پیش کرے اس کو اس مصیبت زدہ شخص کی مانند اجر و ثواب دیا جائے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع ہو۔(ایضاً' قرب الاسناد' ثواب الاعمال)

۳۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان مناجاتوں کے جو حضرت موسیٰؑ نے اپنے

۳۔ احمد بن محمد بن خالد اپنے والد (محمد) سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تعزیت واجبہ دفن کے بعد ہوتی ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں وجوب سے مراد استحباب مؤکد ہے۔

۴۔ شیخ صدوقؒ نے بھی یہی روایت انہی جنابؑ سے نقل کی ہے۔ مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ تعزیت میں اس قدر کافی ہے کہ صاحب مصیبت تمہیں دیکھ لے (کہ تم اس کی مصیبت میں شریک ہو)۔ (الفقیہ)

باب ۴۹

تعزیت پیش کرنے کی کیفیت اور اہل مصیبت کے لئے تسلی اور بدل کی دعا کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ رفاعہ نخاس ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک شخص جس کا بیٹا مر گیا تھا۔ اس طرح تعزیت کی فرمایا: "خداوند عالم تیرے بیٹے کے لئے تجھ سے زیادہ بہتر (مہربان) ہے۔ اور تیرے لئے اللہ کا اجر و ثواب تیرے بیٹے سے بہتر ہے۔ بعد ازاں آپ کو اس بات کی اطلاع ملی کہ وہ شخص سخت جزع فزع کر رہا ہے تو آنجنابؑ دوبارہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے۔ کیا ان میں تیرے لئے نمونہ عمل نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا: میرا بیٹا نوجوان تھا (یا دوسری روایت کے مطابق کہا بدکار تھا۔ جس کے عذاب کا ڈر ہے) امامؑ نے فرمایا: اس کے آگے تین چیزیں ہیں (۱) شہادت توحید۔ (۲) اللہ کی رحمت۔ (۳) رسول اللہ کی شفاعت وسفارش۔ ان تینوں میں سے کوئی ایک تو اس سے فوت نہیں ہوگی۔ (اور ان میں سے ایک ہی اس کی نجات کے لئے کافی ہے)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، ثواب الاعمال)

۲۔ ابن مہران (مہزیار) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ایک شخص کو جس کا علی نامی بیٹا فوت ہو گیا تھا یوں تعزیت نامہ ارسال فرمایا: "مجھے تیرے بیٹے علی کی (موت کی) وجہ سے تیری مصیبت کی اطلاع ملی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ مرنے والا تمہارے تمام بیٹوں میں سے تمہیں زیادہ پیارا تھا۔۔۔ ہاں خداوند عالم کا یہی طریقہ ہے کہ وہ اولاد وغیرہ میں سے اسے ہی اٹھاتا ہے جو گھر والوں کو سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی وجہ سے مصیبت زدہ کو اجر و ثواب زیادہ دے۔ پس میری دعا ہے کہ خدا تیرے اجر کو عظیم کرے تجھے برداشت کا حوصلہ دے۔ اور تیرے دل کو ضبط کی توفیق دے۔ وہ ہر شئی پر قادر ہے اور تجھے جلدی اس کا قائم مقام دے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس (رحیم و کریم) نے ایسا کر دیا ہوگا انشاء اللہ"۔

(الفروع)

پروردگار سے کی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ عرض کیا: پروردگار! جو شخص کسی پسر مردہ عورت کو تعزیت و تسلیت دے اسے کیا ملے گا؟ فرمایا: میں اسے اس دن اپنے سایہ (رحمت) میں جگہ دوں گا جس دن میرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

(نوٹ): حضرت امیر علیہ السلام سے منقول روایت میں "سایہ عرش" کی لفظ موجود ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص کسی مؤمن کو تعزیت پیش کرے اسے موقف حساب میں حُلّہ پہنایا جائے گا جس سے اسے مزیّن (یا خوش) کیا جائے گا۔ (المقنع)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تعزیت و تسلیت پیش کرنا دخول جنت کا باعث ہے۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

باب ۴۷

دفن سے پہلے اور اس کے بعد تعزیت پیش کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ہشام بن الحکم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا جو دفن سے پہلے اور اس کے بعد (اہل عزا) کو تعزیت پیش کیا کرتے تھے۔ (کتب الاربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ و باب ۴۶ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم کے ساتھ اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

دفن کے بعد تعزیت کے مستحب مؤکد ہونے، اور قبر کے پاس سے جلد لوٹ آنے کا بیان اور یہ کہ تعزیت میں صرف اس قدر کافی ہے کہ صاحب مصیبت اسے دیکھ لے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تعزیت و تسلیت دفن کے بعد مصیبت زدہ لوگوں کو کی جاتی ہے۔ (الفروع، التہذیبین)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تعزیت نہیں ہے۔ مگر قبر کے پاس۔ پھر (جلدی) لوٹ جائیں تاکہ میت کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آئے کہ یہ اس کی آواز سنیں۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ شیخ صدوقؒ روایت کرتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک مصیبت زدہ جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: خدا تمہاری کمزوری کو پر کرے، تمہیں اس مصیبت کے برداشت کرنے کا عزم و حوصلہ دے اور تمہارے مرنے والے پر رحم فرمائے یہ فرما کر واپس چلے آئے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی تعزیتیں اپنے اصحاب وغیرہ کو بہت سی وارد ہیں۔ جو انہی مطالب و معانی پر مشتمل ہیں (اور سیر و تواریخ کی کتابوں میں مذکور ہیں)۔

باب ۵۰

اگر میت عورت کی ہو تو قبر کو کپڑے سے ڈھانپنا مستحب ہے اور اگر مرد کی ہو تو جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جعفر بن کلاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عورت کی قبر کو کپڑے سے ڈھانپا جائے (اس پر چادر ڈالی جائے) اور مرد کی قبر کو نہ ڈھانپا جائے۔ اور حضرت سعد بن معاذؓ (صحابی رسولؐ) کی قبر کو کپڑے سے ڈھانپا گیا تھا۔ آنحضرتؐ وہاں موجود تھے مگر انہوں نے اس پر ایراد نہیں کیا تھا۔ (تہذیب الاحکام)

باب ۵۱

جب کوئی شخص کسی تنگ کنویں میں گر کر مر جائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو اس کو بند کر کے اسے قبر بنانا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علا بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک تنگ کنویں میں ایک آدمی گر کر مر گیا ہے۔ اور اس کا نکالنا ممکن نہیں ہے۔ آیا اس کنویں سے وضو کیا جائے؟ فرمایا: اس سے وضو نہ کیا جائے اسے معطل (بند) کر کے قبر بنایا جائے۔ اور اگر اس کا نکالنا ممکن ہو تو پھر اسے ضرور نکالا جائے۔ اور غسل و کفن دے کر (اور نماز جنازہ پڑھ کر) اسے دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان کا مرنے کے بعد اس کے حین حیات کی طرح احترام لازم ہے۔ (التہذیب والمقنع)

باب ۵۲

میت کو اٹھانے کے لئے "نعش" (مخصوص قسم کی چارپائی) بنانا بالخصوص عورت کے لئے مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے نعش کس کے لئے بنائی گئی؟ فرمایا: دختر رسولؐ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لئے۔ (التہذیب)

۲۔ ابوعبدالرحمٰن حذاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسلام میں سب سے پہلے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لئے نعش بنائی گئی۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب آپؑ مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو ایک دن اسماء (بنت عمیس) سے فرمایا میں بہت کمزور ہوگئی ہوں کیا تم میرے لئے کوئی ایسی چیز نہیں بناتیں جو (مرنے کے بعد) مجھے چھپالے (میں کھلی ہوئی چارپائی پر اٹھایا جانا پسند نہیں کرتی)۔ اسماء نے عرض کیا جب میں حبشہ میں تھی تو میں نے وہاں ایک چیز دیکھی تھی۔ کیا میں آپ کے لئے وہی نہ بنادوں؟ اگر آپ کو پسند آ گئی تو پھر ایسا ہی کروں گی؟ فرمایا: ہاں (بنا کر دکھاؤ) چنانچہ اسماء نے ایک چارپائی منگوا کر اسے الٹا کر دیا۔ پھر کھجور کی شاخیں منگوائیں جن کو چارپائی کے چاروں پائیوں کے ساتھ باندھ دیا اور اوپر کپڑا ڈال دیا۔ کہا میں نے ان کو اس طرح بناتے ہوئے دیکھا ہے! مخدومہ نے اسے پسند فرمایا اور کہا میرے لئے اسی طرح بناؤ (دوسری روایت کے مطابق یہ دیکھ کر بی بی خوش ہوئیں اور تبسم فرمایا)۔ (کشف الغمہ)۔ (اور ایک روایت کے مطابق یہ نعش دیکھ کر بی بی نے خوش ہو کر فرمایا: یہ بڑی اچھی چیز ہے جس میں میت کو رکھنے کے بعد یہ پتہ نہیں چلتا کہ میت عورت کی ہے یا مرد کی۔ مجھے اسی پر اٹھانا۔ (ایضاً)۔۔۔ مجھے (لوگوں کی نظروں سے) پوشیدہ رکھنا' خدا تجھے آتش جہنم سے پوشیدہ رکھے گا۔ (التہذیب)

۳۔ تیسری روایت میں اس کے ساتھ یہ بھی وارد ہے کہ مخدومہ نے اسماء کو یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو تم مجھے غسل دینا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ اور اسماء دونوں نے مل کر بی بی کو غسل دیا تھا۔ (اور اسی قسم کی نعش میں جنازہ اٹھا کر اور نماز جنازہ پڑھا کر راتوں رات دفن کیا تھا)۔ (کشف الغمہ)

باب ۵۳

جو شخص میت کو قبر میں اتارے اس کے لئے باوضو ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب میت کو

قبر میں اتارنے لگو تو پہلے وضو کرلو۔ (التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم اماموںؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں۔ راوی نے عرض کیا جو شخص میت کو قبر میں اتارے اس پر وضو لازم ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ قبر کی مٹی کی وجہ سے وضو کرنا چاہیئے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ روایت وضو کے وجوب کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا یہ اس کے مستحب ہونے کے منافی نہیں ہے۔ علاوہ بریں ممکن ہے کہ یہاں وضو سے صرف قبر کی مٹی کی وجہ سے ہاتھ دھونا مراد ہو۔

باب ۵۴

قبور کی زیارت کرنے اور والدین کی قبروں کے پاس (خدا سے) طلب حاجات کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ صفوان بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ (مرنے والے) مؤمن کے پاس جو کوئی زائر جاتا ہے تو وہ اس سے مانوس ہوتا ہے۔ اور جب واپس چلا جائے تو اسے وحشت و گھبراہٹ ہوتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ اسے کوئی وحشت نہیں ہوتی۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا آپ مرنے والوں کی زیارت کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا: جب ہم لوگ ان کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو کیا ان کو اس کا علم ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں بخدا۔ وہ جانتے بھی ہیں اور خوش بھی ہوتے ہیں اور مانوس بھی۔ (ایضاً)

۳۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے زیارت قبور کے متعلق فرمایا کہ وہ تم لوگوں سے مانوس ہوتے ہیں اور جب تم ان سے دور ہو جاتے ہو تو وہ وحشت محسوس کرتے ہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: پہلی روایت میں عام زائر اور یہاں خاص زائر مراد ہیں لہٰذا ان دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا (مرنے والے) مؤمن کو اس کی قبر کی زیارت کرنے والے کا علم ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اور جب تک یہ اس کی قبر کے پاس رہتا ہے وہ اس سے مانوس رہتا ہے۔ اور جب وہاں سے اٹھ کر واپس چلا جائے تو اس کی واپسی سے اسے وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اپنے مرنے والوں کی زیارت کیا کرو۔ کیونکہ وہ تمہاری زیارت سے خوش و خرم ہوتے ہیں اور چاہیئے کہ تم اپنے ماں باپ کی

قبروں کے پاس جہاں ان کے حق میں دعا کرتے ہو وہاں اپنے لئے بھی (خدا سے) حاجات طلب کیا کرو۔ (الفروع' الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے قبل (باب ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۵۔ ۶۵ میں) اور قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے کے سلسلہ میں (ج ۵ باب ۴۱ میں) ذکر کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۵

سوموار' خمیس اور ہفتہ کے دن زیارت قبور مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جناب سیدہ (فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا) اپنے والد ماجد کے بعد پچھتر دن زندہ رہیں۔ اور اس دوران ان کو ہنستے اور مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا وہ ہفتہ میں دوبار شہداء (احد) کی قبور کے پاس تشریف لے جاتیں' سوموار اور خمیس کے دن اور فرماتیں: یہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور یہاں مشرکین تھے۔ (الفروع)

۲۔ یونس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہفتہ کی صبح شہداء (احد) کے قبور کے پاس تشریف لے جاتی تھیں اور جناب حمزہؑ کی قبر پر جا کر ان کے لئے رحمت کی دعا کرتیں اور ان کے لئے استغفار کرتیں۔ (الفقیہ' التہذیب)

۳۔ صفوان جمال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ خمیس کی شام کو بقیع المدینین (یعنی جنت البقیع) میں تشریف لے جاتے تھے اور جا کر فرماتے تھے **السلام علیکم یا اھل الدیار** (تین بار) **رحمکم اللہ**۔ تین بار۔ (المزار ابن قولویہ)

باب ۵۶

اہل قبور پر سلام کرنے اور ان کے لئے طلب رحمت کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اہل قبور پر کس طرح سلام کیا جائے؟ فرمایا: کہو "**السلام علی اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین انتم لنا فرط ونحن ان شا اللہ بکم لاحقون**"۔ (الفروع)

۲۔ منصور بن حازم (معصومؑ سے نقل کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ (اہل قبور پر سلام کرتے ہوئے) کہو: "السلام علیکم من دیار قوم مؤمنین وانا ان شاء الله بکم لاحقون"۔ (ایضاً)

۳۔ جراح مدائنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اہل قبور پر سلام کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: کہو "السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین رحم الله المستقدمین منا والمستأخرین وانا ان شاء الله بکم لاحقون"۔ (ایضاً)

۴۔ حسین بن علوان امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے اہل قبور پر سلام کرنے کے سلسلہ میں روایت کرتے ہیں فرمایا کہو: "السلام علیکم اهل الدیار من قوم مؤمنین و رحمة الله وبرکاته انتم لنا سلف و نحن لکم تبع رحم الله المستقدمین منکم والمستاخرین انا لله و انا الیه راجعون"۔ (قرب الاسناد)

۵۔ شیخ صدوق امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قبرستان میں داخل ہو تو کہو: "السلام علی اهل الجنة"۔ (الفقیہ)

باب ۵۷

مستحب ہے کہ زائر روبقبلہ ہو کر اور قبر پر ہاتھ رکھ کر سات بار سورہ قدر پڑھے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ (پہلی روایت میں چار مختلف طریقوں سے اور مختلف الفاظ سے مروی ہے ہم ان سب کو جمع کرکے ایک ہی روایت کی شکل میں درج کرتے ہیں)۔ محمد بن احمد بیان کرتے ہیں کہ میں مقام "فید" میں تھا (جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک قلعہ ہے) اور علی بن بلال کے ہمراہ محمد بن اسماعیل بن بزیع کی قبر پر گیا۔ اس موقع پر علی بن بلال نے بتایا کہ اس صاحب قبر (محمد بن اسماعیل) نے مجھ سے حضرت امام رضا علیہ السلام کی یہ حدیث نقل کی تھی فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی قبر پر جائے اور قبر پر ہاتھ رکھ کر سات بار سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھے وہ فزع اکبر والے دن (یا فرمایا فزع والے دن) یعنی قیامت والے دن امن میں ہو جائے گا۔ (الفروع)

دوسری روایت میں یوں مروی ہے فرمایا: جو اپنے مؤمن بھائی کی قبر پر جائے اور جس طرف سے چاہے قبر پر ہاتھ رکھ کر سورہ قدر سات بار پڑھے۔ الخ۔۔۔ (التہذیب)

تیسری روایت میں یوں وارد ہے کہ جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی قبر کی زیارت کے لئے جائے اور روبقبلہ بیٹھ کر اور قبر پر ہاتھ

رکھ کر سات بار سورہ قدر کی تلاوت کرے وہ فزع اکبر سے محفوظ و مامون ہو جائے گا۔ (الکشی النجاشی)

۲۔ شیخ صدوق حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص بھی کسی بندۂ مومن کی قبر کی زیارت کو جائے اور اس پر سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر سات بار پڑھے تو خدا اسے بھی اور صاحب قبر کو بھی بخش دے گا۔ (الفقیہ)

۳۔ احمد بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابراہیم بن ہاشم ایک قبرستان میں تھے کہ وہ ایک قبر کے پاس جا کر روبقبلہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اور پھر قبر پر ہاتھ رکھ کر سات بار سورہ قدر پڑھی پھر بیان کیا کہ اس صاحب قبر نے یعنی محمد بن اسماعیل بن بزیع نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سات بار سورہ انا انزلناہ پڑھے۔ خدا اسے اور صاحب قبر دونوں کو بخش دیتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

باب ۵۸

قبور کے پاس منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہے اور قبر کا طواف کرنا ناجائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ: آیا آپ مرنے والوں کی زیارت کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! ۔۔۔ عرض کیا: جب ہم قبرستان جائیں تو کیا پڑھیں؟ فرمایا: پڑھو "**اللّٰھم جاف الارض عن جنوبھم وصاعد الیک ارواحھم ولقھم منک رضواناً واسکن الیھم من رحمتک ماتصل بہ وحدتھم وتونس بہ وحشتھم انک علی کل شئ قدیر**"۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں پہلے (باب ۲۱، ۳۴ اور ۵۶ میں) گزر چکی ہیں اور قبر کے طواف کے ناجائز ہونے کے متعلق بعض حدیثیں آداب تخلی میں پانی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے ضمن میں (باب ۲۴ کے اندر) گزر چکی ہیں۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

باب ۵۹

جنازہ اٹھاتے وقت عبرت حاصل کرنا اور اس کے بعد گویا از سر نو عمل شروع کرنا مستحب ہے اور بال، ناخن، دانت، خون، مچھ دانی اور علقہ کے دفن کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عجلان بن ابو صالح بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو صالح! جب کوئی جنازہ اٹھاؤ۔ تو اس طرح سمجھو کہ گویا خود تمہارا جنازہ اٹھایا جا رہا ہے اور (جب واپس آؤ تو) یوں سمجھو کہ تم نے اپنے پروردگار سے دنیا

میں دوبارہ آنے کی استدعا کی جو قبول ہوگئی۔۔۔اب دیکھو از سر نو کیا عمل کرتے ہو؟ پھر فرمایا: ان لوگوں سے تعجب ہے جن پہلا (مرنے والا) آخری (زندہ) سے روک دیا گیا ہے۔ اور خود ان میں کوچ کا نقارہ بجا دیا گیا ہے مگر وہ ہنوز کھیل کود میں مشغول ہیں؟ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے آداب حمام (باب ۷۷ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مقصد پر فی الجملہ دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶۰

قبر وغیرہ تمام کاموں کو محکم اور مضبوط طریقہ پر بنانے کا استحباب اور یہ کہ اینٹوں کو ملا کر رکھا جائے اور سوراخ بند کیا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابن قداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرتؐ نے ان کی قبر میں ایک سوراخ دیکھا جسے آپؐ نے اپنے دست مبارک سے ٹھیک کیا پھر فرمایا: جب کوئی کام کرو تو محکم اور متقن کرو۔۔۔ پھر فرمایا: اپنے سلف صالح عثمان بن مظعون کے ساتھ شامل ہو جا۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن معاذؓ کی قبر میں خود اترے اور خود انہیں لحد میں اتارا اور خود لحد پر اینٹیں لگائیں وہ برابر فرماتے جاتے تھے۔ اب مجھے پتھر دو اب مجھے گیلی مٹی دو۔ وہ اس سے دو اینٹوں کے درمیانی سوراخ کو بند کرتے تھے۔ جب اس سے فارغ ہو چکے اور قبر پر مٹی بھی ڈال چکے تو فرمایا: میں جانتا ہوں کہ کچھ وقت کے بعد یہ قبر کہنہ و بوسیدہ ہو جائے گی۔ مگر خدا اس بندہ سے محبت کرتا ہے جو کوئی کام کرے تو محکم و مضبوط کرے۔ (العلل، الآمالی)

باب ۶۱

قبر میں میت کو بایں طور رو بقبلہ کرنا واجب ہے کہ اسے دائیں کروٹ پر لٹایا جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: براء بن المعرور انصاری وفات کے وقت مدینہ میں تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے مسلمان مکہ میں تھے اور اس وقت آپ بیت المقدس کی طرف

منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے وصیت کی کہ ان کا منہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (یعنی بالواسطہ قبلہ کی) طرف کر دیا جائے۔۔۔ اور اپنے مال میں سے ایک ثلث (۱/۳) حصہ میں وصیت کی (کہ فلاں فلاں مصرف میں صرف کیا جائے) پس (اس واقعہ کے بعد) اس کے مطابق سنت جاری ہوگئی۔ (آنحضرتؐ نے حکم ایزدی کے مطابق اسے نافذ العمل قرار دے دیا۔ (الفقیہ)

۲۔ شیخ کلینیؒ نے بھی اسی طرح اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ مگر اس میں مکہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ براء نے کہا کہ ان کا چہرہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یعنی قبلہ) کی طرف کر دیا جائے اور اپنے مال میں سے ایک تہائی وصیت کی۔ پس اسی کے مطابق قرآن بھی نازل ہوا۔ اور سنت بھی جاری ہوگئی۔ (الفروع، العلل)

۳۔ علا بن سیابہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ جب کسی مقتول کا سر تن سے جدا کر دیا جائے تو جب اسے قبر میں اتارو تو سر کو بدن کے ساتھ پکڑ کر لحد میں داخل کرو۔ اور اس کا چہرہ قبلہ کی جانب کرو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۳۲ آداب تخلی اور غسل میت کے باب ۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶۲

مؤمن کی قبر ہو یا منافق کی اس کا روندنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قبرستان میں داخل ہو تو قبروں کو پاؤں کے نیچے روندو پس اگر مؤمن کی قبر ہے تو اسے راحت حاصل ہوگی اور اگر منافق کی ہے تو وہ اس سے رنج والم محسوس کرے گا۔ (الفقیہ)

باب ۶۳

قبروں کے درمیان اور جنازہ کے ہمراہ ہنسنے کی اور لوگوں کے گھروں میں جھانکنے کی کراہت۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام اپنی وصیت میں

فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امت کے لئے دو چیزوں کو مکروہ (ناپسند) کیا ہے۔ قبروں کے درمیان ہنسنا اور لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عالم نے چھ چیزوں کو میرے لئے ناپسند کیا ہے اور میں ان کو اپنے بعد اپنے اوصیاء اور ان کے اتباع کے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ (۱) نماز میں کھیلنا (اعضا کو بے جا حرکت دینا)۔ (۲) روزہ میں فحش گوئی کرنا۔ (۳) صدقہ دے کر احسان جتلانا۔ (۴) جنابت کی حالت میں مساجد میں جانا۔ (۵) لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ (۶) اور قبروں کے درمیان ہنسنا۔ (الفقیہ، الامالی)

۳۔ شیخ ورّام اپنے مجموعہ میں نقل فرماتے ہیں کہ معصومؑ نے فرمایا: جو شخص جنازہ کے ہمراہ ہنسے خدائے قہار بروز قیامت تمام خلائق کے سامنے اس کی توہین کرے گا۔ اور اس کی دعا قبول نہیں کرے گا۔ اور جو شخص قبرستان میں ہنسے تو اس حالت میں واپس لوٹے گا کہ اس پر احد کی پہاڑی کے برابر وزر و وبال ہوگا۔ اور جو مرنے والے کے لئے رحمت کی دعا کرے گا وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔ (مجموعہ ورّام)

(نوٹ): باقی تینوں علاوہ مکرر ہونے کے پہلی جلد کے غسل جنابت کے باب ۱۵ میں ذکر بھی ہو چکی ہیں۔

باب ۶۴

میت کے ساتھ نرمی کرنا اور جنازہ کے ہمراہ چلنے میں میانہ روی سے کام لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ لیث بن ابو بردہ ابو موسیٰ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جب اپنے جنازوں کے ہمراہ جاؤ تو تم پر سکینہ و وقار اور چلنے میں میانہ روی (نہ بہت تیزی اور نہ ہی بہت سستی) لازم ہے۔ (امالی طوسی)

مولف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے غسل میت (باب ۹ میں) ذکر کی جا چکی ہیں اور اس کے بعد جہاد نفس کے ذیل میں (ج ۶ باب ۲۷) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۵

قبروں کے پاس مساجد بنانے کی کراہت۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زیارت قبور اور قبروں میں مساجد تعمیر کرنے کے متعلق سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا: جہاں تک زیارت قبور کا تعلق ہے۔ تو اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (بلکہ مستحب

ہے)۔۔۔اور جہاں تک مساجد بنانے کا تعلق ہے تو وہ قبروں میں نہیں بنانی چاہئیں۔(الفروع' الفقیہ)

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری قبر کو قبلہ اور مسجد نہ بنانا (نہ ادھر منہ کرکے نماز پڑھنا اور نہ اس پر سجدہ کرنا)۔ خدا یہودیوں پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنایا (جن پر سجدے کرتے تھے)۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد مکان مصلی (ج ۲' باب ۲۵) میں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۶۶

انسان کی موت اس کے اہل وعیال اور اس کی زوجہ سے چھپانے کی کراہت۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحمٰن بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرماتے تھے: کسی مؤمن کی موت کو نہ چھپاؤ۔ جو کہیں دور فوت ہوا ہو۔ تاکہ اس کی زوجہ عدت گزار سکے اور اس کی میراث تقسیم ہو سکے۔(علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۶۷

تین دن تک مصیبت زدہ لوگوں کے پاس طعام تیار کر کے بھیجنے کا استحباب اور ان کے ہاں کھانا کھانے کی کراہت

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حفص بن البختری اور ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت جعفر طیارؓ (جنگ موتہ) میں شہید ہوئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو حکم دیا کہ اسماء بنت عمیس (جناب جعفر طیارؓ کی زوجہ) کے لئے تین دن تک طعام تیار کر کے بھیجیں اور خود اپنی (بنی ہاشم کی) عورتوں کے ہمراہ وہاں ان کے ہاں جائیں اور تین دن تک وہاں قیام کریں۔ پس اس طرح یہ سنت جاری ہوگئی کہ اہل مصیبت کے لئے تین دن تک طعام کا انتظام کیا جائے۔(الفروع' المحاسن' الفقیہ' المجالس)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس دن آدمی کا انتقال ہو اس سے لے کر تین دن تک میت والوں کے لئے (اپنی عورتیں بھیج کر) ماتم[۱] کا اہتمام کیا جائے (یا کھانے کا انتظام کیا جائے)۔(الفروع)۔ شیخ صدوقؒ نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ میت کے لئے تین دن تک ماتم کا انتظام کیا جائے۔(الفقیہ)

۳۔ محاسن برقی میں انہی راوی سے اور انہی حضرت سے یہ حدیث بایں الفاظ مروی ہے۔ مرنے والے کے سوگ میں جمع ہونے

---

[۱] لغت عرب میں ماتم کے معنی اس مجمع کے ہیں جو رنج وغم یا فرحت وسرور کے اظہار کے لئے کیا جائے۔ پھر اس کا اصل استعمال صرف اس مجمع پر ہونے لگا جو رنج وغم کے اظہار کے لئے کیا گیا ہو۔ اور آخر میں اس کا غلبہ عورتوں کے اس مجمع پر ہو گیا جو رونے کے لئے اکٹھی ہوں۔(لغات الحدیث وغیرہ)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

والوں کے لئے تین دن تک طعام کا انتظام کیا جائے۔ (المحاسن)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صاحب مصیبت کے پڑوسیوں کو چاہیئے کہ اس کی طرف سے تین دن تک (اس کو اور اس کے مہمانوں کو) کھانا کھلائیں۔ (الفروع' المحاسن' الفقیہ)

۵۔ جناب شیخ صدوق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل مصیبت کے ہاں کھانا کھانا جاہلیت کی رسم ہے۔ سنت یہ ہے کہ ان کے گھر کھانا بھجوایا جائے جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جعفر طیارؓ کی خبر شہادت آنے پر حکم دیا تھا (کہ تین دن تک ان کے گھر طعام بھیجا جائے)۔ (الفقیہ)

۶۔ مرازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب جناب جعفر طیارؓ کی شہادت ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسماء بنت عمیس کے ہاں تشریف لے گئے ۔۔۔ فرمایا: جناب جعفرؓ کے اہل و عیال کے لئے طعام تیار کرو۔ پس اس سے یہ انتظام کرنے کی سنت جاری ہوگئی جو آج تک جاری ہے۔ (المحاسن' الفقیہ)

۷۔ حسین بن زید عمر بن علی بن الحسینؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو بنی ہاشم کی مستورات نے سیاہ اور کھردراونی لباس پہنا تھا اور گرمی و سردی کی شکایت نہیں کرتی تھیں۔ اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ان کے لئے طعام کا انتظام کرتے تھے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں یہاں (باب ۶۱ میں) اور باب الاطعمہ میں بھی آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۸

مرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ ماتم کے لئے کچھ مال کی وصیت کر جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ماتم کے لئے آٹھ سو درہم کی وصیت کی تھی۔ اور وہ اسے سنت جانتے تھے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جعفر طیارؓ کے اہل وعیال کے لئے طعام کا انتظام کیا تھا اس لئے کہ وہ (ماتم داری میں) مشغول تھے۔ (الفروع' الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد بھی کچھ حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶۹

عورتوں کا (اسلامی) حقوق کی ادائیگی اور ندبہ کی نیت سے ماتم کے لئے جانا جائز ہے۔ اس کے علاوہ مکروہ اور اگر جانے میں کوئی مفسدہ وخرابی ہو تو پھر حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ کاہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی اور محمد بن مارد کی بیوی ماتم کے لئے باہر جاتی ہیں اور میں ان کو منع کرتا ہوں کہ نہ جائیں مگر میری بیوی کہتی ہے کہ اگر جانا حرام ہے تو آپ حتمی طور پر ہمیں مطلع کر دیں ہم نہیں جائینگی! اور اگر حرام نہیں ہے تو پھر ہمیں کیوں روکتے ہیں؟ (اگر آج ہم نہیں جائینگی تو) کل کلاں جب ہمارا کوئی آدمی مر جائے گا تو ہمارے ہاں بھی کوئی نہیں آئے گا۔ (یہ سن کر) امامؑ نے فرمایا: کیا تو لوگوں کے حقوق (کی ادائیگی) کے متعلق سوال کر رہا ہے؟ (تو سن) میرے والد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) میری ماں (حمیدہ خاتون) اور ام فروہ[1] کو بھیجتے تھے جو (موت فوت کے موقع پر) مدینہ والوں کے حقوق ادا کرتی تھی۔ (الفروع، الفقیہ)۔

۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے وصیت کی تھی کہ دس سال تک حج کے موسم میں ان پر بلند آواز سے گریہ وبکا کیا جائے (اور ان کی مظلومیت اور ظالموں کے ظلم وجور کو ظاہر کیا جائے)۔ (الفقیہ)

۳۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں عورتوں کے جنازوں کے ہمراہ جانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ، الامالی)

۴۔ انس بن محمد اپنے والد (محمد) سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امیر علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: عورتوں کے لئے مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے ہمراہ جانا اور قبر کے پاس ٹھہرنا ضروری نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ عباد بن صہیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے جناب محمد بن الحنفیہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں چند عورتیں بیٹھی دیکھیں۔ ان سے پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ عرض کیا کہ ایک جنازہ

---

[1] ام فروہ دو مستورات کی کنیت ہے (۱) امام جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی۔ (۲) امام زین العابدینؑ کے فرزند حسین کی بیٹی فاطمہ کی بچی کی۔ (مرآۃ العقول) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک لڑکی کا نام بھی ام فروہ ہے۔ (منتہی الآمال وغیرہ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(میں شامل ہونے) کے لئے! فرمایا: آیا تم اٹھانے والوں کے ساتھ جنازہ اٹھاؤ گی؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا غسل دینے والوں کے ساتھ اسے غسل دو گی؟ عرض کیا: نہیں! آیا قبر میں اتارنے والوں کے ساتھ اسے قبر میں اتارو گی؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: پھر اس حالت میں واپس چلی جاؤ کہ تم پر وزر و وبال تو ہے مگر تمہارے لئے اجر و ثواب نہیں ہے۔ (امالی طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (آداب حمام باب ۱۶ و نماز جنازہ باب ۳۹ و ۴۰ میں) بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو عورتوں کے ان امور میں شرکت کے جواز پر دلالت کرتی ہیں نیز آداب حمام میں کچھ ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو عورتوں کی شادی و غم کی محافل میں شامل ہونے کی مناہی پر مشتمل ہیں۔ تو یہ اس صورت پر محمول ہیں جب جانے میں کوئی مفسدہ اور خرابی ہو۔۔۔

باب ۷۰

مرنے والے پر گریہ و بکا اور نوحہ کرنے کا جواز اور اس موقع پر اچھی بات کہنے اور دعا کرنے کا بیان

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ مفضل بن عمر و محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اپنے کنبہ والوں سے کہو کہ اپنے مرنے والوں پر اچھی بات کہیں (یعنی ان کی خوبیاں گنواتے ہوئے جھوٹ نہ بولیں) کیونکہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے والد ماجد (حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جب رحلت فرمائی تو بنی ہاشم کی مستورات نے (گریہ و بکاء اور آنحضرت کی خوبیاں بیان کرنے میں) ان کی مساعدت (اور امداد) کی تھی۔ جناب سیدہؑ نے ان سے فرمایا تھا فضائل گنوانا چھوڑو تمہارے لئے ضروری ہے کہ ان کے حق میں دعا کرو۔ (الفروع، الخصال)

۲۔ حسین بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک بیٹی فوت ہو گئی۔ آپؑ نے ایک ماہ تک اس پر نوحہ کیا (چلا کر روئے) پھر ایک بیٹا فوت ہو گیا تو ایک سال تک اس پر نوحہ کیا۔ پھر جب اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپؑ نے سخت جزع کا اظہار کیا اور (تھک کر) نوحہ خوانی بند کر دی۔ آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آیا آپ کے گھر میں (ان پر) نوحہ کرایا جائے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؓ کی شہادت پر فرمایا تھا کہ کیا میرے چچا حمزہؓ پر رونے والی کوئی عورت نہیں رہ گئی؟ (مطلب یہ کہ جب انہوں نے اس امر کی خواہش کی تھی تو میں کیوں نہیں کروں گا؟)۔ (اکمال الدین)

۳۔ محمد بن الحسن الواسطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب ابراہیم خلیل اللہ نے خداوند عالم سے دعا کی تھی کہ وہ ان کو ایک بیٹی عطا فرمائے جو ان کی موت پر گریہ و بکا کرے۔ (التہذیب)

۴۔ شہید ثانی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے موقع پر جناب سیدہؑ نے ان پر نوحہ[1] کیا۔ اور جناب حمزہ کی شہادت پر آنحضرتؐ نے نوحہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ (مسکن الفواد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۷ و باب ۶۹) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۱

رات کے وقت نوحہ کرنا، یا نوحہ کرنے والی کا فضول اور بیہودہ بات کرنا مکروہ ہے مگر باطل و غلط نوحہ کے سوا ویسے نوحہ کرنا حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ خدیجہ بنت عمر بن علی بن الحسینؑ بن علی بن ابی طالبؑ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے چچا امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، فرماتے تھے: عورت ماتم میں اس لئے نوحہ کرتی ہے کہ اس کے آنسو بہہ نکلیں۔ لہٰذا اسے لغو اور بیہودہ بات نہیں کہنی چاہیئے۔ اور جب رات داخل ہو جائے تو اسے نوحہ کر کے فرشتوں کو اذیت نہیں پہنچانی چاہیئے۔ (اصول کافی)

۲۔ شیخ صدوقؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ جو عورت نوحہ کر کے اجرت لیتی ہے وہ جائز ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی نوحہ کیا گیا تھا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں باب التجارہ (ج ۶ باب ۱۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] مرثیہ اور نوحہ کیا ہے؟ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں نظم میں بیان کر کے اس پر گریہ و بکا کیا جاتا ہے! ظاہر ہے کہ کسی عزیز کی جدائی پر رونا ایک فطری امر ہونے کی وجہ سے بلاشبہ جائز ہے اسی طرح کلام خواہ نثر ہو یا نظم، اگر اس میں غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے بلکہ صحیح حقائق کا اظہار کیا جائے تو یہ بھی بلا اشکال جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک حرمت کی قطعی دلیل قائم نہ ہو جائے۔ بعض منصف مزاج علمائے اہل سنت نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے

(۱) چنانچہ علامہ وحید الزمان اپنی کتاب تیسیر الباری ترجمہ بخاری پ ۵ ص ۶۴ پر لکھتے ہیں: ''اور اصل یہ ہے کہ فی نفسہ مرثیہ کہنا کچھ ممنوع نہیں ہے۔۔۔۔ نفس مرثیہ کی تالیف صحابہ سے ماثور ہے حضرت فاطمہ فرماتی ہیں۔ **ماذا علی من شم تربة احمد = ان لا یشم مدی الزمان غوالیا = صبّت علیّ مصائب لوانها = صبت علی الایام صرن لیالیا**۔ (۲) تاریخ طبری ج ۴ ص ۴۹ (حوادث سنہ ۱۳ھ میں) روایت موجود ہے کہ **لما توفی ابو بکر اقامت علیه عائشة النوح** ''یعنی جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو جناب عائشہ نے ان پر نوحہ گر عورتوں سے نوحہ کرایا۔۔

(۳) کتب سیر و تواریخ میں صحابہ کرام کے مراثی اور نوحے موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو سیرۃ ابن ہشام، عقد فرید، اور استیعاب وغیرہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۴۷

اولاد کی موت پر خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابو اسماعیل سراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص اپنا ایک بیٹا اپنی زندگی میں آگے بھیج دے تو وہ (اجر و ثواب میں) اس کے ان ستر بیٹوں سے افضل ہے جن کو اپنے بعد چھوڑ جائے اور وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کریں۔ (الفروع)

۲۔ ابن مہران (مہزیار) نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو خط لکھا جس میں اپنے بیٹے کی وفات کی اطلاع اور اپنی شدت رنج و غم کی شکایت درج کی تھی! امامؑ نے جواب میں لکھا: "کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ خداوند عالم مؤمن کے مال اور اس کی اولاد میں سے اسے منتخب کرتا ہے جو زیادہ قیمتی اور نفیس ہوتا ہے تا کہ اسے اس پر (زیادہ) اجر و ثواب عطا فرمائے۔ (ایضاً)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب خدیجہؓ کے پاس اس وقت گئے جب کہ ان کا بیٹا قاسم وفات پا چکا تھا دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں! آنحضرتؐ نے فرمایا: اے خدیجہؓ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ جب قیامت کے دن آپ جنت کے دروازہ پر پہنچیں تو آپ کا بیٹا وہاں موجود ہو جو آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کرے اور وہ بھی اس کے افضل ترین حصہ میں؟ (پھر فرمایا) اور یہ (ثواب) ہر مؤمن کے لئے ہے (جس کا کوئی بچہ مر جائے)۔ خداوند عالم اس سے بہت اجل و اکرم ہے کہ کسی بندہ کے دل کے پھل کو اس سے چھین لے اور پھر اسے عذاب بھی کرے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدا جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبوب ترین اولاد کی روح قبض کر لیتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند طاہر (جو جناب خدیجہؓ کے بطن سے تھا) وفات پا گیا تو آنحضرتؐ نے جناب خدیجہؓ کو (از راہ تسلی) رونے سے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ٹھیک ہے! ۔۔۔ پر کیا کروں بے ساختہ آنسو بہہ نکلے تو میں رو پڑی۔ فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم اسے جنت کے دروازہ پر (اپنی انتظار میں) کھڑا ہوا پاؤ۔ اور جب وہ آپ کو دیکھے تو آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت کے سب سے زیادہ طیب و طاہر (اور عمدہ و اعلیٰ) مقام میں داخل کرے! (یہ بشارت سن کر) جناب خدیجہؓ نے عرض کیا: آیا ایسا ہی ہے؟ فرمایا: خداوند عالم اس سے بہت اعز و اکرم ہے کہ کسی بندہ کے دل کا پھل اس سے چھین لے اور وہ خالص اس کی رضا جوئی کی

خاطر صبر کرے اور اس کی حمد وثنا کرے اور وہ پھر بھی اسے عذاب کرے؟ (ایضاً)

۶۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی زندگی میں دو بچے آگے بھیج دے اور پھر خدا کی رضا جوئی کے لئے صبر کرے تو وہ خدا کے حکم سے اس شخص اور آتش جہنم کے درمیان حجاب (پردہ) بن جائیں گے۔ (ایضاً)

۷۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس مؤمن کا بیٹا مر جائے وہ خواہ صبر کرے یا نہ کرے اس کا ثواب بہرحال جنت ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۸۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی زندگی میں اپنی کچھ اولاد آگے بھیج دے تو وہ خدائے عزوجل کے حکم سے اس کے اور آتش جہنم کے درمیان حائل وحاجب ہو جائینگے۔ (ایضاً، الامالی، ثواب الاعمال)

۹۔ علی بن میسر اپنے والد (میسر) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ ایک بیٹا جو کوئی شخص اپنے آگے بھیج دے وہ ان ستر بیٹوں سے افضل ہے جنہیں وہ اپنے بعد چھوڑ جائے اور وہ سب کے سب حضرت قائم آل محمد علیہ السلام کا شرف صحبت حاصل کریں۔ (ثواب الاعمال)

۱۰۔ انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ عثمانؓ بن مظعون کا بیٹا انتقال کر گیا۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات! کیا تمہیں یہ بات خوش آئند نہیں لگتی کہ جنت کے جس دروازہ پر جاؤ تو اپنے بیٹے کو اپنے پہلو میں کھڑا ہوا پاؤ۔ جو آپ کے دامن سے پکڑ کر بارگاہ خدا میں تمہاری سفارش کرے؟ جناب عثمان نے (یہ خوشخبری سن کر) عرض کیا: ہاں (یقیناً یہ بات بہت خوش آئند ہے)۔۔۔ اس پر دوسرے مسلمانوں نے عرض کیا: ہمیں بھی اپنی فوت شدہ اولاد پر وہی اجر وثواب ملے گا جو عثمان کو ملے گا؟ فرمایا: ہاں جو بھی خالص خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کرے۔ اسے بھی یہی ثواب ملے گا۔ (امالی طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد بھی (آنے والے ابواب جہاد النفس باب ۱۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۷۳

بیٹا مرنے پر دیگر مصائب وشدائد کے وقت کلمۂ استرجاع (انا للہ۔۔۔الخ) پڑھنے، نعم البدل کی دعا کرنے اور خدا کی حمد وثنا کرنے کا استحباب۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

جب کسی بندۂ مومن کے بیٹے کی روح قبض کی جاتی ہے تو اگرچہ خدا جانتا ہے کہ بندہ نے کیا کہا ہے مگر وہ فرشتوں سے پوچھتا ہے تم نے فلاں کے بیٹے کی روح قبض کی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں۔ ہاں پروردگارا! خدا فرماتا ہے پھر میرے بندے نے کیا کہا! فرشتے کہتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور کلمہ استرجاع (**انا لله وانا اليه راجعون**) پڑھا ہے۔ اس وقت خداوند عالم فرماتا ہے کہ میں نے اس کے دل کا پھل اور اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اس سے لے لی اور وہ پھر بھی میری حمد کر رہا ہے اور انا لله پڑھ رہا ہے؟ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ۔ اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھو۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ عبدالحمید بن ابوجعفر الفراء بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک دانت گر گیا امامؑ نے اسے ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا: الحمدللہ۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہو جائے اور وہ خدا کی حمد کرے تو خدا کو اس سے تعجب ہوتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ دیکھو میں نے اس کی جان کو قبض کیا مگر وہ پھر بھی میری حمد کر رہا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہاں لفظ تعجب جو خدا کے بارے میں استعمال ہوا ہے یہ بطور مجاز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اس کے اس کارنامہ کو بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو کہ وہ فرشتوں کو تعجب کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

۴۔ مثنی الحناط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی خوش آئند امر پیش آتا تھا تو کہتے تھے "**الحمد لله على هذه النعمة**" اور جب غم آور معاملہ پیش آتا تو کہتے: "**الحمد لله على كل حال**"۔ (الاصول من الکافی)

۵۔ علی بن اسباط مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مصیبت کے وقت کہتے تھے: "**الحمد لله الذی لم يجعل مصيبتي فی دينی و الحمد لله الذی لو شاء ان يجعل مصيبتي اعظم مما كانت و الحمد لله على الامر الذی شاء ان يكون فكان**"۔ (الفروع)

۶۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین بار فرمایا: مؤمن خدا کے نزدیک بڑے افضل واعلیٰ مقام پر فائز ہے! خدا اسے مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ پھر اس کے ایک ایک عضو سے روح کھینچتا ہے مگر وہ پھر بھی برابر اس کی حمد و ثنا کرتا رہتا ہے۔ (اصول کافی)

۷۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص (کسی مصیبت کے وقت) صبر کرے اور **انا لله وانا اليه راجعون** پڑھے اور خدا کی حمد و ثنا کرے تو گویا وہ خدا کے فیصلے پر راضی ہو گیا

اور اس کا اجر و ثواب خدا کے ذمہ لازم ہو گیا۔ اور جو ایسا نہیں کرے گا خدا کی قضاوقدر تو جاری ہو کر رہے گی مگر وہ بندہ مذموم سمجھا جائے گا اور اس کا اجر و ثواب حبط ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں: کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ چار صفتیں پائی جائیں وہ خدا کے نور اعظم میں ہو جائے گا۔ (۱) جس کا بچاؤ شہادت توحید و رسالت ہو۔ (۲) مصیبت کے وقت کہے: **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون**۔ (۳) جسے کوئی خوشی نصیب ہو تو کہے: **الحمد للّٰہ رب العالمین**۔ (۴) جس سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو کہے: **استغفر اللّٰہ و اتوب الیہ**۔ (الفقیہ)

۹۔ علی بن سیف اپنے بھائی حسین سے اور وہ اپنے باپ سیف بن عمیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو مصیبت کے وقت کلمہ استرجاع (**انا للّٰہ وانا الیہ راجعون**) پڑھنے کا القاء و الہام ہو جائے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۷۵ میں) بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۴

جب بھی مصیبت یاد آئے اگرچہ اسے گزرے ہوئے عرصہ دراز گزر گیا ہو تو کلمہ استرجاع اور منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ معروف بن خربوذ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس بندہ پر جو بھی مصیبت نازل ہو اور وہ اس مصیبت کو یاد کرتے وقت کلمہ استرجاع پڑھے اور جب ناگہانی مصیبت پیش آئے تو صبر کرے تو خدا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے اور پھر جب بھی اسے وہ مصیبت یاد آئے اور پھر کلمہ استرجاع پڑھے تو اس سے پہلے کلمہ اور اس آخری کلمہ کے درمیان اس کے کئے ہوئے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ داؤد بن زربی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی مصیبت کو یاد کرے اگرچہ مدت کے بعد کے بھی ہو اور پڑھے: "**انا للّٰہ وانا الیہ راجعون و الحمد للّٰہ رب العالمین اللّٰھم اجرنی علی مصیبتی واخلف علی افضل منھا**" تو اسے اس قدر ثواب ملے گا جس قدر اس مصیبت کے نازل ہونے کے وقت ملا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس بندۂ مؤمن کو کوئی مصیبت

درپیش آئے اور وہ اس مصیبت کے ناگہانی درپیش آنے پر صبر بھی کرے اور کلمہ استرجاع بھی پڑھے تو خدا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے سوائے گناہان کبیرہ کے جن پر خدا نے جہنم کی وعید فرمائی ہے۔ پھر اپنی آئندہ زندگی میں جب بھی اسے وہ مصیبت یاد آئے تو وہ کلمہ استرجاع پڑھے اور خدا کی حمد بھی کرے تو اس سے خدا اس کے وہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس نے پہلے اور اس کلمہ استرجاع کے درمیان کئے ہوں سوائے گناہان کبیرہ کے۔ (الفقیہ' ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۷۳ میں) بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۷۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۷۵

خدا کی قضاوقدر پر راضی رہنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے مسلمان آدمی سے تعجب ہے کہ خداوند عالم اس کے لئے کوئی فیصلہ نہیں کرتا مگر یہ کہ اس میں بندہ کی بہتری ہوتی ہے۔ اگر اسے قینچیوں سے کاٹا جائے تو بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر مشرق و مغرب کا بادشاہ بن جائے تب بھی اس میں اس کی بہتری ہوتی ہے۔ (اصول کافی)

۲۔ عمرو بن نہیک بیاع ھروی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ میں اپنے بندۂ مؤمن کو جس حالت میں بھی الٹا پلٹتا ہوں اسی کو اس کے لئے بہتر بنا دیتا ہوں۔ پس اسے چاہیئے کہ میری قضاو قدر پر راضی رہے' میری بلاو مصیبت پر صبر کرے اور میری نعمتوں کا شکر ادا کرے' اے محمدؐ! میں اسے اپنے نزدیک صدیقین میں سے لکھ دیتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ لیث مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے زیادہ خدا کا علم اور اس کی معرفت رکھنے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ اس کی قضاوقدر پر راضی رہنے والا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبر اور رضا بالقضا ہر اطاعت کا راس رئیس ہے۔ اور جو شخص (مصیبت پر) صبر کرے اور ہر پسندیدہ امر میں خدا کی قضاوقدر پر راضی رہے۔ تو پھر خدا بھی اس کے پسندیدہ یا ناپسندیدہ معاملہ میں جو بھی فیصلہ کرے گا وہ اس کے لئے بہتر ہی ہوگا۔ (ایضاً)

۵۔ صفوان جمال حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو بھی خدا کی جانب سے عقل و معرفت کی دولت ملی ہے اسے چاہیئے کہ روزی کے معاملہ میں اس پر تاخیر کا الزام نہ لگائے اور قضاوقدر کے متعلق اس پر تہمت نہ

لگائے۔(ایضاً)

۶۔ علی بن اسباط بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام جناب عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ملے اور ان سے فرمایا اے عبداللہ! وہ شخص کس طرح مؤمن ہو سکتا ہے جو اپنی قسمت پر ناراض ہوتا ہے اپنی قدر و منزلت کو حقیر جانتا ہے حالانکہ اس پر حکم لگانے والا خدا ہے۔ (فرمایا) جس شخص کے دل میں اللہ کے کسی فیصلہ پر سوائے رضا کے اور کوئی خیال فاسد پیدا نہیں ہوگا تو وہ جو بھی خدا سے دعا کرے گا وہ ضرور مستجاب ہوگی۔(ایضاً)

۷۔ ابن سنان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ راوی نے آپؑ سے پوچھا کہ مؤمن کو کس طرح معلوم ہو کہ واقعی وہ مؤمن ہے؟ فرمایا: ہر معاملہ میں خدا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور خوشی و غم میں راضی برضائے خدا رہنے سے۔(ایضاً)

۸۔ عبداللہ بن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی معاملہ کے متعلق جو گزر جاتا تھا یہ نہیں کہتے تھے کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔(ایضاً)

۹۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان وحیوں کے جو خداوند عالم نے جناب موسیٰ بن عمران کو فرمائیں ایک یہ بھی تھی۔ کہ اے موسیٰ! میں نے اپنے بندۂ مؤمن سے زیادہ پیاری کوئی مخلوق خلق نہیں کی۔ اور میں اسے جب کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہوں تو اس میں اس کی بہتری ہوتی ہے اور جب اسے عافیت عطا کرتا ہوں تو اس میں بھی اس کی بہتری ہوتی ہے۔ اور میں اس سے جو (دولت و نعمت) روک لیتا ہوں تو اس میں بھی اس کی بہتری ہوتی ہے۔ میں بہتر جانتا ہوں کہ میرے بندہ کی صلاح و فلاح کس بات میں ہے؟ پس اسے چاہیئے کہ وہ میری بلاء و مصیبت پر صبر کرے میری نعمتوں پر شکر ادا کرے اور میری قضاو قدر پر راضی رہے جب بندہ میری رضا کے مطابق عمل کرے گا اور میرے حکم کی اطاعت کرے گا تو میں اسے صدیقین میں سے لکھ دوں گا۔(ایضاً)

۱۰۔ زید زراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بڑی مصیبت کی جزا بھی بڑی ہوتی ہے۔ پس جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے فیصلہ پر راضی ہو جائے اس کے لئے خدا کے نزدیک رضامندی ہے اور جو ناراض ہو جائے اس کے لئے ناراضی ہے۔(ایضاً والخصال)

۱۱۔ عبداللہ بن محمد جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ کی تمام مخلوق میں سے جو شخص سب سے بڑھ کر اس کا حقدار ہے کہ خدا کی قضاو قدر کو تسلیم کرے وہ جو خدا کی معرفت رکھتا ہے۔ (پھر فرمایا) جو شخص قضاو قدر پر راضی ہوتا

ہے اس پر قضا اس حال میں جاری ہوتی ہے کہ خدا اس کے لئے اجر وثواب کو عظیم قرار دیتا ہے اور جو خدا کی قضا وقدر پر ناراض ہوتا ہے۔ تو اس پر قضا اس حال میں جاری ہوتی ہے کہ خدا اس کے اجر وثواب کو حبط کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ جمیل بن صالح بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر اطاعت کا راس رئیس پسند و ناپسند میں صبر ورضا ہے۔ اور جو بندہ اپنی پسند و ناپسند میں خدا کے ہر فیصلہ پر راضی ہوتا ہے تو یہ ہر حال میں اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ علی بن ہاشم بن البرید اپنے باپ (ہاشم) سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زہد کے دس اجزاء میں زہد کا اعلیٰ ترین درجہ ورع کا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔ پھر ورع کا اعلیٰ ترین یقین کا ادنیٰ ترین درجہ ہے اور یقین کا اعلیٰ ترین درجہ رضا (بالقضا) کا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ حسن بن علی بن الناصر اپنے باپ (علی) سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (امام علی رضا علیہ السلام) سے اور وہ اپنے باپ (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ان کے فرزند اسماعیل کی وفات کی خبر سنائی گئی جو کہ ان کی اولاد میں سے سب سے بڑے (اور لائق وفائق) تھے تو آپؑ کھانا کھانے کا ارادہ فرما رہے تھے اور آپؑ کے ساتھ کھانا کھانے والے حضرات دسترخوان پر بیٹھ چکے تھے۔ تو امامؑ نے تبسم فرمایا اور پھر کھانا طلب فرمایا اور پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس طرح آرام واطمینان سے اور احسن طریقہ سے کھانا تناول فرمایا جس طرح سکون کے دنوں میں بھی کبھی نہیں کھایا تھا۔ دوسرے ساتھیوں کو بھی کھانے پر آمادہ کرتے اور ان کے سامنے کھانا رکھتے اور وہ ساتھی امامؑ کی اس حالت سے تعجب کرتے۔ اور وہ ان کے چہرہ پر حزن وملال کا کوئی اثر ونشان نہ دیکھتے بالآخر جب آپؑ کھانے سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہؐ! ہم نے عجیب ماجرا دیکھا ہے! اسماعیل جیسے بیٹے کا صدمہ اور آپؑ کی یہ حالت؟ فرمایا: بھلا میں کیونکر ایسا نظر نہ آؤں جس طرح تم دیکھ رہے ہو۔۔۔ جبکہ سب سچوں سے بڑے سچے (خدا) کی خبر میرے پاس آچکی ہے کہ میں بھی مرنے والا ہوں اور تم بھی۔ (پھر فرمایا) وہ قوم جس نے موت کو خوب پہچانا ہے وہ انکار نہیں کر سکتی کہ موت کس طرح ان کی حفاظت کرتی ہے؟ اس لئے وہ سب معاملات کو اپنے خالق ومالک کے سپرد کر دیتے ہیں۔ (عیون الاخبار، امالی)

۱۵۔ سید رضی حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو معاد کو یاد کرے، حساب وکتاب کے لئے عمل کرے، روزی بقدر ضرورت پر اکتفا کرے اور خدا کے ہر فیصلہ پر راضی رہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، کہ فرماتے تھے اطاعت خدا

کار اُس رئیس اللہ کے ہر فیصلہ پر راضی رہنا ہے۔ خواہ وہ فیصلہ اُس کی پسند کے مطابق ہو یا اس کے خلاف اور خدا بندہ کی پسند یا ناپسند کا جو بھی فیصلہ کرتا ہے اسی میں بندہ کی بہتری ہوتی ہے۔ (امالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آنے والے ابواب میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷٦

بلاء و مصیبت پر صبر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی اکیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمنین میں سے جو مؤمن کسی بلاء و مصیبت میں گرفتار ہو اور وہ اس پر صبر[1] کرے تو اسے ہزار شہید کے برابر اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ (اصول کافی)

۲۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں ایک انتہائی محزون و مکروہ شخص موجود ہے۔ آپؑ نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: میرا باپ اور میرا بھائی وفات پا گئے اور اب میں ڈر رہا ہوں کہ شاید میری باری آ جائے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تم پر تقوائے الٰہی اور صبر لازم ہے۔ جس پر تم نے کل کلاں وارد ہونا ہے۔۔۔ (پھر فرمایا) صبر کو تمام معاملات کے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو باقی جسم کے ساتھ ہے جب سر تن سے جدا ہو جائے تو تمام بدن خراب و برباد ہو جاتا ہے اسی طرح جب صبر معاملات سے الگ ہو جائے تو سب امور خراب و برباد ہو جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ ابوسیار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مؤمن اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز اس کی دائیں جانب، زکوٰۃ بائیں جانب، تمام نیکی (صدقہ و خیرات) اس کے سر پر سایہ فگن ہوتی ہیں اور صبر ایک طرف ہو جاتا ہے پس جب حساب و کتاب والے فرشتے قبر میں داخل ہوتے ہیں تو صبر، نماز، زکوٰۃ اور نیکی سے کہتا ہے کہ تم اپنے ساتھی کی مدد کرو۔ اور اگر تم عاجز آ گئے تو میں موجود ہوں۔ (الاصول، الفروع، ثواب الاعمال)

۴۔ ابان بن مسافر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی کہ "**یا ایها الذین آمنوا اصبروا و صابروا**" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مصائب و شدائد پر صبر کرو۔ (الاصول)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ کسی مصیبت پر رونا اور اشک غم بہانا خلاف صبر نہیں ہے کیونکہ یہ ایک فطری تقاضا ہے جس سے دین فطرت ہرگز ممانعت نہیں کر سکتا؟ بلکہ اس سے مراد خدا کی قضا و قدر پر زبان اعتراض دراز کرنا ہے۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ ربعی بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبر اور مصیبت مؤمن کے پاس ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہوئے آتے ہیں پس جب مصیبت آتی ہے تو وہ صبور (بہت صبر کرنے والا) ہوتا ہے اور کافر کے پاس جزع اور مصیبت ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہوئے آتے ہیں پس جب مصیبت آتی ہے تو وہ جزوع (بہت جزع فزع کرنے والا) ہوتا ہے۔ (الفروع' الفقیہ)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا' کہ فرما رہے تھے: آزاد آدمی ہر حال میں آزاد ہوتا ہے' اگر اس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو صبر کرتا ہے۔ اگر اس پر مصائب وشدائد کی یلغار ہو جائے تو وہ اسے توڑ نہیں سکتے خواہ اسے قید کیا جائے' اس پر جبر وتشدد کیا جائے یا اس کی آسائش تنگی سے بدل جائے۔ جس طرح جناب یوسف صدیق و امینؑ کی آزادی کو ان کے غلام بنائے جانے' ان پر ظلم ڈھائے جانے اور قید کئے جانے نے ضرر نہیں پہنچایا تھا۔ اور نہ کنویں کی تاریکی اور اس کی وحشت وہولناکی نے ان کو کوئی زیاں ونقصان پہنچایا تھا یہاں تک کہ خداوند عالم نے ان پر احسان فرمایا اور (مصر کے) جبار وسرکش (حاکم) کو ان کا غلام بنادیا جبکہ پہلے وہ مالک تھا۔ بالآخر خدا نے ان کو آزاد کیا اور شفقت مادری سے نوازا۔ اسی طرح صبر کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ پس تم صبر کرو۔ اور اپنے نفسوں کو صبر پر آمادہ کرو تمہیں اجر وثواب عطا کیا جائے گا۔ (الاصول)

۸۔ ابوجمیلہ اپنے دادا سے اور وہ ایک آدمی ہے (اور وہ معصومؑ سے نقل کرتے ہیں) فرمایا: اگر بلا ومصیبت سے پہلے صبر پیدا نہ ہوا ہوتا تو پھر مؤمن (مصیبت سے) اس طرح پھٹ جاتا جس طرح انڈا پتھر پر لگنے سے پھٹ جاتا ہے۔ (الاصول' الفقیہ' عن الصادق)

۹۔ فضیل بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت میں ایک ایسی منزلت ہے جسے بدنی ابتلاء وآزمائش کے بغیر کوئی بندہ حاصل نہیں کرسکتا۔ (الاصول)

۱۰۔ سماعہ بن مہران حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر (بلاء ومصیبت پر) صبر کرو گے تو تم سے رشک کیا جائے گا۔ اور اگر صبر نہیں کرو گے تو خدا تو اپنی قضاوقدر نافذ کرکے ہی رہے گا۔ تم خواہ راضی ہو یا ناراض۔ (ایضاً)

۱۱۔ عبداللہ سرّاج مرفوعاً حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہے لہٰذا جس کے پاس صبر نہیں ہے اس کے پاس ایمان بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فقر وفاقہ اور احتیاج کی حالت میں صبر کرنے کی مروت و

شرافت اور عفت و بے نیازی کا اظہار (مالداری میں) عطاء و بخشش کی مروت انسانیت سے بہتر اور زیادہ ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ مفضل کے پاس جاؤ اور اسے میرا سلام پہنچاؤ اور (اس کے بیٹے کی) تعزیت پیش کرتے ہوئے کہو کہ ہمیں بھی اسماعیل کا صدمہ پہنچا اور ہم نے صبر کیا لہٰذا تم بھی ہماری طرح صبر کرو۔ ہم نے کچھ ارادہ کیا اور خدائے عزوجل نے کچھ اور ارادہ کیا۔ اور ہم نے خدا کے ارادہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ (ایضاً)

۱۴۔ عمرو بن شمر مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے (ایک حدیث کے ضمن میں) فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بلاء و مصیبت پر صبر کرے یہاں تک کہ صبر و شکیبائی سے اسے ٹال دے تو خداوند عالم اس کے لئے (جنت الفردوس میں) ایسے تین سو درجے لکھ دیتا ہے کہ ایک سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے ایک قوم کو نعمت سے نوازا مگر اس نے شکر ادا نہ کیا تو وہ نعمت اس کے لئے وبال بن گئی۔ اور ایک اور قوم کو مصائب میں مبتلا کیا مگر اس نے صبر کیا تو وہ مصیبت اس کے لئے نعمت بن گئی۔ (ایضاً)

۱۶۔ ابو النعمان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص زمانہ کے شدائد کے وقت صبر و ضبط کا ہتھیار استعمال نہیں کرتا وہ عاجز ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے خدا اس کی عزت و عظمت میں اضافہ کرتا ہے اور اسے سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کے ہمراہ جنت میں داخل کرے گا۔ (ثواب الاعمال)

۱۸۔ محمد بن فضیل حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہمارے شیعوں میں سے جو شخص کسی بلاء و مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ صبر کرے تو خداوند عالم اس کے لئے ہزار شہید کا اجر و ثواب لکھ دیتا ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۹۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبر، نیکی، حلم و بردباری اور حسن خلق انبیاءؑ کے اخلاق میں سے ہیں۔ (الخصائل)

۲۰۔ محمد بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتے جب تک امین نہیں بن جاتے اور جب تک نعمت و آسائش کو مصیبت شمار نہیں کرتے اور یہ اس لئے ہے کہ بلاء و مصیبت پر صبر کرنا آسائش میں

عافیت وسلامتی سے افضل ہے۔(صفات الشیعہ)

۲۱۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا' کہ فرمار ہے تھے بندہ عموماً تین حالتوں میں سے کسی ایک میں ہوتا ہے (۱) بلاو مصیبت۔(۲) نعمت وعافیت۔پس بلاو مصیبت میں اس پر صبر وضبط کرنا' قضاو قدر میں سر تسلیم خم کرنا اور نعمت وعافیت پر شکر کرنا واجب ہے۔(المحاسن برقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (پہلے باب اور اس کے بعد والے ابواب میں) بھی اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آنے والے ابواب اور جہاد النفس کے باب ۱۹ و ۳۵ اور امر بالمعروف کے باب ۲۴ میں) آئیںگی انشاءاللہ۔

پھر آخری حدیث وغیرہ میں جس وجوب کا تذکرہ ہے وہ بعض مراتب کے ساتھ مخصوص ہے جیسے قضاوقدر پر راضی رہنا اور قلبی طور پر انکار نہ کرنا۔اور جو اس سے زائد ہے جیسے کسی قسم کے تاثر کا بالکل ظاہر نہ کرنا۔یا مصیبت پر ظاہری وباطنی طور پر فرح و سرور کا اظہار کرنا یہ مستحب ہے۔(واجب نہیں ہے)۔واللہ اعلم۔

باب ۷۷

بلاء ومصیبت پر خالص خدا کی رضا جوئی اور انبیاء واوصیاء اور صلحاء کی تقلید وتاسی میں صبر کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمز دکر کے باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان کے سامنے بلاء و مصیبت اور جس سے خدا مؤمن کو مخصوص کرتا ہے کا تذکرہ ہوا۔امامؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دنیا میں سب سے زیادہ سخت مصیبتیں کس پر نازل ہوتی ہیں؟ فرمایا: نبیوں پر! پھر جو (ایمان اور مرتبہ ومنزلت میں) جس قدر اشرف وافضل ہوتا ہے اور اس کے بعد جس کا مرتبہ افضل ہوتا ہے اس پر۔اس کے بعد اہل ایمان کے ایمان اور نیک کام کے مطابق نازل ہوتی ہیں۔پس جس قدر جس شخص کا ایمان صحیح اور عمل وکردار اچھا ہوتا ہے اسی قدر اس کی مصیبت سخت ہوتی ہے اور جس قدر جس شخص کا ایمان اور عمل کمزور ہوتا ہے اسی قدر اس کی مصیبت کم ہوتی ہے۔(الاصول)

۲۔ یونس بن رباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اہل حق جب سے ہیں ہمیشہ شدت وسختی میں رہے ہیں یہ سب کچھ (دنیا) کی قلیل مدت کی تکلیف ہے (جس کی جزا) اور عافیت طویل ہے۔(ایضاً)

۳۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی بارگاہ میں بندہ کے لئے ایک ایسی

منزلت ہے جسے وہ دو خصلتوں میں سے ایک کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا (۱) یا مالی نقصان وزیان سے۔ (۲) یا کسی جسمانی وبدنی تکلیف سے۔ (ایضاً)

۴۔ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب لوگوں سے زیادہ سخت مصائب انبیاء پر نازل ہوتے ہیں پھر اوصیاء پر ان کے بعد درجہ بدرجہ جو ایمان میں افضل ہوتے ہیں ان پر۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: مؤمن پر چالیس راتیں نہیں گزرتیں مگر یہ کہ اسے کوئی نہ کوئی ایسا امر عارض ہو جاتا ہے جو اسے غمناک کر دیتا ہے جس کے ذریعہ سے اسے یاد رکھا جاتا ہے (یا اسے نصیحت کی جاتی ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ سب سے زیادہ تکلیفیں نبیوں پر پھر وصیوں پر پھر درجہ بدرجہ اہل ایمان میں سے افضل لوگوں کو پہنچتی ہیں اور مؤمن کو اس کے اعمال صالحہ کی مقدار کے مطابق تکلیف پہنچائی جاتی ہے پس جس شخص کا جس قدر ایمان صحیح اور عمل و کردار اچھا ہوتا ہے اتنا ہی اس کی تکلیف زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ خداوند عالم نے دنیا کو نہ مؤمن کے لئے اجر وثواب اور نہ کافر کے لئے عذاب و عقاب بنایا ہے۔ اور جس شخص کا دین و ایمان اور عمل و کردار کمزور ہو اس کی تکلیف بھی کم ہوتی ہے۔ بلاء و مصیبت متقی مؤمن کی طرف اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آتی ہے جس تیزی سے بارش کا پانی زمین کی پست جگہ کی طرف جاتا ہے۔ (ایضاً۔ العلل)

۷۔ حمران حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم بلاء و مصیبت کے ساتھ بندۂ مؤمن کی اس طرح دیکھ بھال کرتا ہے جس طرح کوئی آدمی دور رہ کر اپنے اہل وعیال کو ہدیہ بھیج کر دیکھ بھال کرتا ہے اور اسے دنیا سے اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح حکیم مریض کو پرہیز کراتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بڑا اجر وثواب بڑی مصیبت کے ساتھ ہوتا ہے خدا جب بھی کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جبکہ ان کے پاس سدیر بھی موجود تھے۔ خدا جب کسی بندہ سے پیار کرتا ہے تو اسے بلاء و مصیبت میں غوطہ دیتا ہے اور ہم اور تم اے سدیر! اسی حال میں صبح کرتے ہیں اور شام کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۰۔ محمد بن بہلول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن ترازو کے پلڑے کی مانند ہے جب بھی

اس کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کی بلاء و مصیبت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ عبداللہ بن یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے دردوں کی شکایت کی۔ کیونکہ وہ دائم المرض تھے۔ تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اگر لوگوں کو (دوری بروایت کے مطابق فرمایا: اگر مؤمن کو) یہ معلوم ہو جائے کہ مصائب و آلام میں کس قدر اجر و ثواب ہے۔ تو وہ تمنا کرتا کہ اسے قینچیوں سے کاٹا جائے۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے مخلص بندے موجود ہیں کہ جب بھی آسمان سے کوئی تحفہ اور کوئی عمدہ شئی نازل ہوتی ہے تو وہ اسے ان سے دوسری طرف پھیر دیتا ہے اور جب بھی کوئی بلاء و مصیبت نازل ہوتی ہے تو اسے ان کی طرف پھیر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حماد اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی بندے سے پیار و محبت کرتا ہے تو اسے بلاء و مصیبت میں غوطے دیتا ہے۔ اور اس پر بلاء و مصیبت کی بارش کرتا ہے۔ اور جب بندہ (اس مصیبت کے ازالہ کے لئے) خدا کو پکارتا ہے تو خدا جواب میں فرماتا ہے: لبیک میرا بندہ! جو کچھ تو نے طلب کیا ہے اگر میں اسے جلدی دوں تو اس پر قادر ہوں۔ لیکن اگر اس کا اجر و ثواب تیرے لئے ذخیرہ کردوں تو یہ تیرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ جابر بن یزید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا میں مؤمن پر اس کے دین و دیانت کی مقدار کے مطابق بلاء و مصیبت نازل ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: کیا کوئی مؤمن جذام (کوڑھ) یا برص (پھلبہری) یا ان جیسی (موذی) بیماریوں میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: مؤمن کے سوا اور کس کے لئے بلاء و مصیبت رکھی گئی ہے؟ (ایضاً)

۱۵۔ محمد بن سنان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے نبیوں میں سے ایک نبی کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (جن کا نام اسماعیلؑ تھا) (بدعتی) قوم نے ان کو پکڑ کر اس کے سر اور چہرہ کی کھال اتار دی۔ ان کے پاس ایک فرستادہ فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ خدا نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے (اور وہ سلام کے بعد فرماتا ہے جو کچھ ان لوگوں نے آپ کے ساتھ کیا ہے میں نے دیکھا ہے آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں میں اس کی تعمیل کروں گا) نبیؑ نے فرمایا: جو کچھ حسین (علیہ السلام) کے ساتھ کیا جائے گا میرے لئے اس میں بہترین نمونہ عمل موجود ہے۔ (یا وہ میری تسلی کے لئے کافی ہے)۔ (العلل، المزار)

۱۶۔ منصوری اپنے باپ کے چچا سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی دنیا (ہر قسم کی بلاء و مصیبت کی آلائش سے صاف ہو؟) اس کو دین میں متہم سمجھو۔ (امالی شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مطلب پر دلالت کرنے والی (بعض حدیثیں) اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷۸

مؤمن کی مصیبت پر شماتت کرنا (خوش ہو کر طعنہ زنی کرنا) حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابان بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت پر شماتت ظاہر نہ کرو۔ ورنہ خدا اس پر رحم فرمادے گا (اسے عافیت دے گا) اور وہ اسے تمہاری طرف موڑ دے گا اور فرمایا: جو شخص اپنے بھائی پر نازل شدہ کسی مصیبت پر شماتت کرے وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہو جائے گا۔ (الاصول)

۲۔ واثلہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت پر شماتت نہ کرو۔ ورنہ خدا اس پر رحم فرمادے گا اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے گا۔ (امالی طوسیؒ و امالی ابن طوسیؒ)

باب ۷۹

مصیبت زدہ آدمی کے لئے مستحب ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت کو یاد کرے اور اپنی مصیبت کو ان کی مصیبت کے مقابل معمولی سمجھے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمرو بن سعید بن ہلال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ کوئی بھی مخلوق ان جیسی مصیبت کے ساتھ کبھی دوچار نہیں ہوئی۔ (الفروع)

۲۔ سلیمان بن عمرو النخعی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو کوئی مصیبت درپیش آئے اسے چاہیئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت کو یاد کرے کیونکہ وہ تمام مصائب سے بڑی مصیبت ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن الولید ایک آدمی کے واسطہ سے اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام کی

شہادت واقع ہوئی تو اس وقت امام حسین علیہ السلام مدائن میں تھے۔ امام حسن علیہ السلام نے ان کو اطلاع دی۔ جب غم نامہ ملا اور پڑھا تو فرمایا: یہ کس قدر عظیم مصیبت ہے؟ اس کے باوجود حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جس شخص کو کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ اپنی اس مصیبت کو یاد کرے جو میری وفات کے ذریعہ اسے پیش آئی ہے کیونکہ وہ اس سے بڑی مصیبت میں کبھی مبتلا نہیں ہو سکے گا۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عمرو بن سعید ثقفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے جان میں مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو۔ کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرتؐ جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئی۔ (ایضاً)

۵۔ شہید ثانی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو کوئی مصیبت درپیش آئے تو وہ میرے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرے اس پر اپنی مصیبت آسان ہو جائے گی۔ (مسکن الفواد)

۶۔ نیز شہید ثانی نے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ بھی نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: میری امت میں سے میرے بعد جس شخص کو کوئی مصیبت درپیش آئے وہ میرے ساتھ اپنی مصیبت زدگی کو یاد کر کے تسلی حاصل کرے۔ کیونکہ میری امت کے کسی شخص کو میرے بعد میری مصیبت سے زیادہ سخت مصیبت پیش نہیں آئے گی۔ (ایضاً)

باب ۸۰

خدا کی قضا و قدر پر ناراض ہو کر جزع فزع کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ربعی بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: صبر و مصیبت کافر کی طرف ایک دوسرے پر سبقت لیتے ہوئے آتے ہیں پس جب مصیبت آتی ہے تو وہ بہت جزع وفزع (بے صبری) کرنے والا ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے اسحاق! اس مصیبت کو مصیبت شمار نہ کرو جس پر تمہیں توفیق صبر عطا کی جائے جس پر تم خدا کے اجر و ثواب کے مستحق قرار پاؤ۔ مصیبت تو صرف وہ ہے جس پر آدمی اجر و ثواب سے محروم ہو جائے یعنی اس پر صبر نہ کرے (بلکہ جزع فزع کرے)۔ (ایضاً)

۳۔ فضل بن میسر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں اپنی مصیبت کی شکایت کی۔ امامؑ نے فرمایا: اگر صبر کرو گے تو اجر پاؤ گے اور اگر صبر نہیں کرو گے تو خدا کی قضا و قدر جاری ہو کر

رہے گی۔اور تم پر وزر و وبال ہوگا۔(الفروع)

۴۔ ہیثم بن واقد بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ملک الموت نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا محمدؐ! میں فرزند آدم کی روح قبض کرتا ہوں۔اس کے گھر والے جزع فزع کرتے ہیں اس وقت میں ان کے گھر کے ایک کونہ میں کھڑا ہو کر کہتا ہوں۔یہ جزع کس لئے ہے؟ بخدا ہم نے اس کے مقررہ وقت سے پہلے جلدی نہیں کی۔اور اس کی روح قبض کرنے میں ہمارا کوئی قصور ہے! اگر خدا کی خوشنودی کے لئے صبر کرو گے تو اجر و ثواب پاؤ گے۔اور اگر جزع فزع کرو گے تو گنہگار ہو گے اور وزر و وبال کے سزاوار قرار پاؤ گے۔(ایضاً)

۵۔ صالح بن ابو حماد مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام اشعث بن قیس کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت پیش کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا: اگر جزع کرو گے تو قرابت داری کا حق ادا کرو گے اور اگر صبر کرو گے تو خدا کا حق ادا کرو گے لیکن (یہ یاد رکھو کہ) اگر صبر کرو گے تو قضا جاری ہو کر رہے گی اور تم قابل مدح قرار پاؤ گے اور اگر جزع کرو گے تو قضا و قدر کا فیصلہ تو جاری ہو کر رہے گا مگر تم لائق مذمت سمجھے جاؤ گے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۱

مصیبت زدہ آدمی کے لئے ران پر ہاتھ مارنے کی شدید کراہت۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارے اس کا اجر حبط ہو جاتا ہے۔(الفقیہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنی ران پر ہاتھ مارنا اس کے اجر و ثواب کے اکارت ہو جانے کا موجب ہوتا ہے۔(الفروع)

۳۔ جناب سید رضیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے: صبر بقدر مصیبت ہوتا ہے اور جو شخص مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارے اس کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔(نہج البلاغہ)

باب ۸۲

مرنے والے پر سوگ منانے کی حد۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی شخص کے لئے تین دن سے زیادہ مرنے والے کا سوگ منانا جائز نہیں ہے۔ سوائے زوجہ کے جو عدت گزارنے تک سوگ منا سکتی ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اپنے مقام پر بیوہ کے سوگ منانے کا حکم بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۳

چیخ وچلا کر واویلا کرنے' آواز بلند رونے' ذلت وموت کی بددعا کرنے' منہ' سینے پر ہاتھ مارنے' بال نوچنے اور نوحہ گروں کو کھڑا کرنے کی کراہت۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جزع (بے صبری) کیا ہے؟ فرمایا: سخت جزع واویلا کرنا' آواز بلند رونا چلانا' منہ اور سینہ پر ہاتھ مارنا اور پیشانی کے اوپر سے بال نوچنا ہے اور جس نے نوحہ گروں کو کھڑا کیا اس نے صبر کو ترک کیا اور غلط راستہ اختیار کیا۔ (الفروع)

۲۔ شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مختصر الفاظ میں سے جیسے الفاظ ان سے پہلے کسی نے نہیں کہے یہ ہیں "نوحہ گری جاہلیت کے زمانہ کی یادگار ہے"۔ (الفقیہ)

۳۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مصیبت کے وقت آواز بلند رونے سے اور نوحہ کرنے اور کان لگا کر اس کی آواز سننے کی ممانعت فرمائی۔ (ایضاً)

۴۔ جب جناب جعفر طیار شہید ہوئے تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: ذلت' ہلاکت اور مال وجان کے نقصان کی بددعا نہ کرنا پھر ان کے بارے میں جو کچھ کہیں گی اس میں سچی ہوں گی۔ (ایضاً)

۵۔ عمرو بن ابو المقدام بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام اور امام محمد تقی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ارشاد خداوندی "**ولا یعصینك فی معروف**" (کہ یہ بیعت کرنے والی عورتیں معروف میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گی) معروف کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

سے فرمایا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری موت پر منہ نہ نوچنا' بال نہ کھولنا' واویلا نہ کرنا اور نوحہ گر عورتوں کو کھڑا نہ کرنا۔ پھر فرمایا: یہ ہے وہ معروف جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ یہ بیعت کرنے والی اس میں آپ کی مخالفت نہیں کرینگی۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے بھی (نماز جنازہ باب ۳۹ اور یہاں باب ۷۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۴ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ۔ نیز جزع فزع والی حدیثوں سے مترشح ہوتا ہے کہ جزع کی دو قسمیں ہیں۔ (حرام اور مکروہ)۔

باب ۸۴

مرنے والے پر چلانے اور باپ' بھائی یا قرابتدار کے علاوہ کسی دوسرے پر کپڑا پھاڑنے کی کراہت اور اس کا کفارہ۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرنے والے پر چیخنا چلانا نازیبا نہیں ہے۔ لیکن لوگ اسے نہیں جانتے۔ صبر بہرحال بہتر ہے۔ (الفروع)

۲۔ حسن الصیقل کی بیوی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتی ہیں فرمایا: مرنے والے پر چیخنا نہیں چاہیئے اور نہ ہی کپڑے پھاڑنے چاہئیں۔ (ایضاً)

۳۔ سعد بن عبداللہ بن ہاشم کی ایک جماعت سے جس میں حسن بن حسن افطس بھی شامل تھے نقل کرتے ہیں کہ جب امام علی نقی علیہ السلام کے بیٹے محمد کا انتقال ہوا اور وہ امامؑ کے در دولت پر تعزیت کے لئے حاضر ہوئے تو ان کی نظر امام حسن عسکری علیہ السلام پر پڑی جو گریباں چاک آئے (اور اپنے مرحوم بھائی) کی دائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ (اصول کافی)

۴۔ ابو ہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اس حال میں جنازہ کے ساتھ شریک تھے کہ ان کی قمیص (آگے پیچھے سے) پھٹی ہوئی تھی۔ ابن عون نے (اور بروایتے ابوعون ابرش نے) امام کی خدمت میں (کسی کی موت پر) اپنا قمیص پھاڑا ہو؟ (بروایتے یہ بھی لکھا کہ لوگوں نے آپ کے کپڑا پھاڑنے کو کمزوری پر محمول کیا ہے)۔۔۔ امامؑ نے اس کے جواب میں لکھا: اے احمق! تجھے کیا معلوم کہ یہ کیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے جناب ہارون کی موت پر گریبان چاک کیا تھا۔ (کشف الغمہ' الفقیہ' رجال کشی)

۵۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام صفین سے واپسی پر کوفہ پہنچے اور شبام نامی

قبیلہ کے محلہ کے پاس سے گزرے تو سنا کہ لوگ صفین کے مقتولین پر رو رہے ہیں۔۔۔ آپؑ نے شرحبیل شبامی سے فرمایا: میں جو کچھ سن رہا ہوں کیا اس میں تمہاری عورتیں تم پر غالب ہیں؟ کیا تم انہیں اس طرح چیخنے چلانے سے روکتے نہیں ہو؟ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) صبر، جزع اور رضا بالقضا کی حدیثوں میں اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد کفارات کے باب (ج ۷ باب ۳۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۵

مصیبت کے آنے سے پہلے تاثر اور گھبراہٹ کا اظہار کرنا اور اس کے وقوع پذیر ہونے کے بعد صبر و رضا سے کام لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ قتیبہ اعشی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ان کے ایک بیمار بیٹے کی عیادت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ دیکھا کہ امامؑ دروازے پر کھڑے ہیں اور بہت غمناک ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! بچہ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: بخدا جاں بلب ہے! پھر گھر کے اندر تشریف لے گئے اور کچھ دیر کے بعد جب باہر تشریف لائے تو اب ان کا چہرہ تمتما رہا تھا اور حزن و ملال کا کوئی اثر نہ تھا۔ میں یہ سمجھا کہ بچہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ اس لئے عرض کیا: میں آپ پر قربان! بچہ کیسا ہے؟ فرمایا: فوت ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان! جب بچہ زندہ تھا تو آپ محزون و مکروب تھے اور جب فوت ہو گیا ہے تو اب آپؑ کی حالت اور ہے (یعنی بظاہر ہشاش بشاش ہیں) ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: ہم وہ خانوادہ ہیں کہ جو مصیبت سے پہلے گھبراتے ہیں مگر جب خدا کا حکم (اور اس کی قضا و قدر) واقع ہو جائے تو پھر ہم اس کی قضا پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ علاء بن کامل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک گھر سے کسی عورت کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ امام علیہ السلام کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے۔ اور کلمہ استرجاع (**انا للّٰہ وانا الیہ راجعون**) پڑھا اور پھر اپنے اس کام میں مشغول ہو گئے جو کر رہے تھے جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جان، اولاد اور مال محفوظ رہے۔ مگر جب (اس کے خلاف) قضا و قدر واقع ہو جائے تو ہمارے لئے اس بات کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ ہم اللہ کی پسند کے خلاف کوئی چیز پسند کریں۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بن یعقوب بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں کہ ایک گروہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ امامؑ کا ایک بچہ بیمار ہے اور امام علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بہت غضبناک ہیں اور بے قرار و پریشان ہیں۔ انہوں نے کہا: بخدا اگر اس بچہ کو کچھ ہوگیا تو ہمیں ڈر ہے کہ ہم امامؑ کو اس حالت میں دیکھیں جو ہمیں پسند نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے کہ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہم نے بچہ پر گریہ و بکا کی آواز سنی۔ اور اچانک امام علیہ السلام برآمد ہوئے مگر اب ان کا چہرہ شگفتہ تھا اور اس حالت کے برعکس تھا جو پہلے تھی! لوگوں نے عرض کیا: ہم آپ پر قربان جائیں۔ ہمیں تو یہ اندیشہ تھا کہ اگر بچہ کو کچھ ہوگیا تو ہم آپؑ کی وہ کیفیت دیکھیں گے جو ہمیں غمناک و پریشان کردے گی۔ مگر؟ امامؑ نے فرمایا: ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ہمیں ان کا کوئی صدمہ نہ پہنچے جن سے ہم پیار کرتے ہیں مگر جب اللہ کا حکم آجائے تو ہم خدا کی پسند کے سامنے سر تسلیم جھکا دیتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ شیخ صدوقؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم وہ خانوادہ ہیں جو مصیبت کے واقع ہونے سے پہلے ضرور گھبراتے ہیں مگر جب خدا کا امر واقع ہو جائے تو ہم اس کی قضا و قدر پر راضی ہو جاتے ہیں اور اس کے حکم کو تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ یہ بات ہمارے لئے روا نہیں ہے کہ جو بات خدا نے ہمارے لئے پسند کی ہے ہم اس کو ناپسند کریں۔ (الفقیہ)

۵۔ محمد بن عبداللہ الکوفی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل کے انتقال کا وقت قریب تھا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بہت پریشان، بے قرار اور اندوہناک تھے۔ مگر جب ان کی آنکھیں بند ہوئیں (ان کا انتقال ہوگیا) تو امامؑ نے دھلی ہوئی یا نئی قمیص طلب فرمائی، اسے زیب تن کیا، بالوں میں کنگھی کی اور باہر آ کر امر و نہی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ عرض کیا گیا: مولا ہم نے آپؑ کی جو حالت دیکھی تھی اس کے پیش نظر ہمیں تو خطرہ تھا کہ (اگر شہزادہ کو کچھ ہوگیا) تو ہم آپؑ سے استفادہ نہیں کر سکیں گے؟ فرمایا: ہم اس وقت تک گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں جب تک مصیبت واقع نہیں ہوتی اور جب وقوع پذیر ہوتی ہے تو پھر صبر کرتے ہیں۔ (اکمال الدین)۔ اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام کا امام جعفر صادق علیہ السلام کے بچے کی وفات پر خز کا جبہ پہن کر اور سرمہ لگا کر جنازہ میں شریک ہونے والی روایت لکھی ہے جو اس سے پہلے (احتضار کے باب ۲۴ میں) گزر چکی ہے۔ اس میں بھی مروی ہے کہ ہم مصیبت نازل ہونے سے پہلے پریشان ہوتے ہیں اور جب نازل ہو جائے تو پھر سر تسلیم خم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ فراجع۔

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کفن پر مرنے والے کا نام لکھنے کے باب (باب ۲۹) میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸۶

تسلی حاصل کرنے اور مصائب و آلام کو بھول جانے کا استحباب۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ہشام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے بندوں پر تین احسانات فرمائے ہیں: (۱) روح کی مفارقت کے بعد (بھلا دینے والی) ہوا چلاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی دوست کبھی کسی دوست کو دفن نہ کرتا۔ (۲) مصیبت کے بعد تسلی دیتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نسل منقطع ہو جاتی ہے۔ (۳) اور اس دانہ (گندم) پر کیڑا مسلط کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو بادشاہ اسے اس طرح ذخیرہ کرتے جس طرح سونا چاندی کرتے ہیں۔ (الفروع، الفقیہ، العلل)

۲۔ مہران بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو خداوند عالم اس آدمی کے پاس جو سب سے زیادہ اس کی موت سے متاثر ہوتا ہے ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کے دل پر (پر) پھیرتا ہے جس کی برکت سے وہ اس کی حزن و ملال کی شدت کو بھلا دیتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا کبھی آباد و شاداب نہ ہوتی۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے ایک فرشتہ قبرستانوں میں مؤکل کر رکھا ہے کہ جب میت کے رشتہ دار اس کے جنازہ سے (اور دفن سے فارغ ہو کر) واپس لوٹتے ہیں تو وہ خاک کی ایک مٹھی اٹھا کر ان کے پیچھے پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ دیکھا ہے اسے بھول جاؤ۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شخص اپنی زندگی سے نفع حاصل نہ کرتا۔ (الفقیہ)

باب ۸۷

میت یا مصیبت پر رونا جائز ہے اور جب حزن و ملال بہت بڑھ جائے تو پھر رونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابو بصیر اماميںؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رقیہ کا انتقال ہوا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے سلف صالح (نیک گذشتگان یعنی) عثمان بن مظعون اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو جا اس وقت جناب خاتون قیامتؑ قبر کے کنارے کھڑی ہوئی تھیں اور ان کے آنسو قبر میں گر رہے تھے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن منصور الصیقل اپنے باپ (منصور) سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے اس ہم و غم کی شکایت کی جو اپنے مرنے والے بیٹے کی وجہ سے لاحق تھا جس کی وجہ سے مجھے اپنی عقل کے

زائل ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ امامؑ نے فرمایا: جب غم کا غلبہ ہو تو خوب آنسو بہاؤ اس سے تمہیں سکون مل جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ ابن القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب فرزند رسولؐ ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرتؐ کی آنکھیں (بارش کی طرح) آنسو بہا رہی تھیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: آنکھ اشک ریز ہے اور دل غمناک ہے مگر زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہیں گے (جس سے خدا کی قضا و قدر سے ناراضی ظاہر ہوتی ہو) جو خدا کو ناراض کر دے۔ پھر فرمایا: اے ابراہیمؑ ہم تیری جدائی پر اندوہناک[1] ہیں! (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ صدوق "معصومؑ" سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو شدت ہم و غم کی وجہ سے اپنی جان کا خطرہ ہو۔ اسے چاہیے کہ خوب آنسو بہائے اس سے اس کو تسکین ہو جائے گی۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز موصوف بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب جعفر طیارؓ اور زید بن حارثہؓ کی شہادت کی اطلاع ملی۔ تو آپؐ جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو ان پر زار و قطار روتے اور فرماتے: یہ دونوں مجھ سے باتیں کرتے تھے اور مجھے مانوس رکھتے تھے (آہ) دونوں چلے گئے۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن سہل بحرانی مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (دنیا میں) بہت زیادہ رونے والے پانچ گزرے ہیں (۱) جناب آدمؑ۔ (۲) جناب یعقوبؑ۔ (۳) جناب یوسفؑ۔ (۴) جناب فاطمہ زہراؑ۔ (۵) جناب علی بن الحسینؑ (زین العابدینؑ)۔ (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) جناب آدمؑ جنت (اور حوا) کی جدائی پر اس قدر روئے کہ رخساروں پر وادی کی طرح گڑھے پڑ گئے۔ اور جناب یعقوبؑ فراق یوسفؑ میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی یہاں تک کہ ان سے کہا گیا آپ بخدا اس وقت تک برابر روتے رہیں گے جب تک ۔۔۔۔۔۔ ہو جائیں گے یا موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ اور جناب یوسفؑ اپنے باپ یعقوبؑ (اور ماں) کی جدائی پر (قید خانہ میں) اس قدر روئے کہ تمام قیدی تنگ آ گئے۔ اور ان سے کہا کہ آپ یا تو رات میں روئیں اور دن میں خاموش رہیں یا دن میں روئیں اور رات میں خاموش رہیں اور بالآخر آنجنابؑ نے ایک بات پر ان سے مصالحت کی۔ اور جناب زہرا سلام اللہ علیہا اپنے باپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی (اور اپنے مصائب) پر اس قدر روئیں کہ اہل مدینہ تنگ آ گئے۔ اور صاف صاف کہہ دیا کہ آپؑ نے رو رو کر

۱۔ یہ روایت انہی الفاظ و کلمات کے ساتھ بخاری شریف ج ۔۔۔ ص ۔۔۔ طبع ۔۔۔ پر مذکور ہے۔ اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ آپؐ نے یہ ارشاد ابن عوف کے اس ایراد کے جواب میں فرمایا جو اس نے آپ کو روتے ہوئے دیکھ کر کیا تھا کہ یا رسول اللہؐ آپ اور گریہ؟ اس میں مزید یہ ہے کہ آخر میں فرمایا: یہ گریہ کی رحمت خداوندی ہے۔ (جو رقت قلب کی علامت ہے) اس واقعہ سے بھی یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ رونا بے صبری نہیں ہے بلکہ خدا کی قضا و قدر پر اعتراض کرنے اور بعض ناشائستہ حرکات کرنے کا نام بے صبری ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہمیں اذیت پہنچاتی ہے (لہٰذا دن میں روئیں یا رات میں؟) اس لئے (بمقام اُحد) شہداء کے قبرستان (یا جنت البقیع میں بمقام بیت الحزن) تشریف لے جاتیں اور وہاں دل کھول کر روتیں۔۔۔ اور پھر واپس آ جاتیں اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے باپ امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر بیس یا چالیس سال تک روئے (اشتباہ راوی سے ہوا ہے صحیح پینتیس (۳۵) سال ہے) اور جب ان کے سامنے کھانا (یا پانی) رکھا جاتا تو آپؑ رونے لگتے یہاں تک کہ ایک دن ان کے غلام نے کہہ دیا: میں آپ پر قربان جاؤں! مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اس غم میں کڑھ کڑھ کر جان نہ دے دیں! فرمایا: میں اپنے حزن و ملال کی شکایت صرف اپنے خدا سے کرتا ہوں۔ (کیا کروں) میں جب بھی بنی فاطمہؑ کی شہادت کو یاد کرتا ہوں تو آنسو گلوگیر ہو جاتے ہیں۔ (الخصال، الامالی)

۷۔ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرتؐ اس قدر روئے کہ ریش مبارک (نہ صرف یہ کہ آنسوؤں سے تر ہو گئی بلکہ اس پر) آنسو بہنے لگے۔ آپؐ سے کہا گیا: یا رسول اللہؐ! آپ ہمیں تو روکتے ہیں اور خود اس قدر روتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ رونا نہیں ہے یہ تو رحمت ہے اور جو (دوسروں پر) رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (امالی طوسی)

۸۔ معاویہ بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر جزع فزع مکروہ ہے سوائے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے باپ (امام حسین علیہ السلام) پر چالیس سال (مراد پینتیس سال ہیں) اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت خدا میں بسر کرتے جب افطاری کا وقت ہوتا اور غلام کھانا سامنے رکھتا اور عرض کرتا مولا! تناول فرمائیں! تو آپؑ فرماتے (میں کس طرح کھاؤں) جبکہ فرزند رسولؐ بھوکے شہید کئے گئے فرزند رسولؐ پیاسے شہید کئے گئے۔ یہی جملہ بار بار کہتے یہاں تک کہ کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ اور پانی میں آنسو مل جاتے۔ آپؑ کی برابر یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ خدا کی بارگاہ میں چلے گئے (شہید ہو گئے)۔ (ملہوف علی قتلی الطفوف سید ابن طاؤسؒ)

۱۰۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے بعض غلاموں کی زبانی منقول ہے کہ آپؑ ایک دن صحراء کی طرف نکل گئے اور ایک سخت پتھر پیشانی پر رکھ کر سجدہ ریز ہو گئے اور یہ تسبیح پڑھنی شروع کی: "**لا الہ الا اللہ حقاً حقاً لا الہ الا اللہ تعبداً و رقاً لا الہ الا اللہ ایماناً و صدقاً**" میں الگ کھڑا ہو کر امامؑ کے گریہ و بکا اور چیخ و پکار کی آواز بھی سنتا رہا اور آپ کی تسبیح بھی گنتا رہا۔۔۔ یہاں تک کہ میں نے ایک ہزار شمار کی۔ پھر سجدہ سے اس حال میں سر اٹھایا کہ ان کا چہرہ اور داڑھی

آنسوؤں کے پانی سے تر بتر تھے۔ میں نے یہ حالت دیکھ کر عرض کیا: میرے سید و سردار! ابھی آپ کے حزن و ملال کے ختم ہونے اور گریہ و بکا کے کم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ نبی ابن نبی تھے اور ان کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے صرف ایک (یوسفؑ) کو خدا نے (کچھ عرصہ کے لئے) ان کی آنکھوں سے اوجھل کر دیا تھا جس کے فراق میں (کڑھ کڑھ کر) ان کا سر سفید ہو گیا۔ ہم و غم کی وجہ سے کمر جھک گئی۔ اور (رو رو کر) بینائی جاتی رہی حالانکہ ان کا بیٹا دنیا میں زندہ تھا۔ اور میں نے تو اپنے باپ' بھائی اور اپنے خاندان کے سترہ اشخاص کو خاک و خون میں غلطاں شہید دیکھا ہے۔۔۔ پھر میرا حزن و ملال کس طرح ختم اور گریہ و بکا کس طرح کم ہو سکتا ہے؟ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ ابواب (باب ۸۸ و باب ۸۹ میں) اور کچھ باب الزیارت (ج ۵ باب ۶۶) میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۸

مؤمن کی موت پر رونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن رئاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو فرما رہے تھے کہ جب مؤمن کا انتقال ہوتا ہے تو اس پر ملائکہ' زمین کے وہ قطعے جن پر وہ خدا کی عبادت کرتا تھا اور آسمان کے دروازے جن سے اس کے اعمال بلند ہوتے تھے اس کے غم میں روتے ہیں۔ اور اسلام (کی دیوار میں) وہ شگاف پڑ جاتا ہے جسے کوئی چیز پر نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مؤمنین (دوسری روایت کے مطابق فقہاء مؤمنین وارد ہے)۔ (اصول کافی)۔ اسلام کے اسی طرح محکم قلعے ہیں جس طرح سور البلد (شہر کی چار دیواری) اس کا قلعہ ہوتی ہے۔ (الفروع' قرب الاسناد)

۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنگ احد سے واپس مدینہ تشریف لائے تو ہر اس گھر سے جس کا کوئی آدمی اس جنگ میں شہید ہوا تھا' گریہ و بکا اور نوحہ خوانی کی آواز بلند ہو رہی تھی سوائے جناب حمزہؑ کے گھر کے (کہ وہاں خاموشی تھی)۔ آپ نے (افسردہ خاطر ہو کر) فرمایا: کیا میرے (چچا) حمزہ پر رونے والی کوئی نہیں؟ تو یہ سن کر اہل مدینہ نے قسم کھائی کہ وہ اپنے کسی مرنے والے پر نہ نوحہ کریں گے اور نہ گریہ۔ جب تک پہلے جناب حمزہؑ پر نہیں کریں گے اور وہ آج تک اس عہد پر قائم[1] ہیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں (ابھی سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] یہ سب حقائق کتب اہل سنت میں بھی موجود ہیں ملاحظہ ہو سیرۃ النبی شبلی نعمانی ج ۱۔ تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۷۔ مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۔ استیعاب ابن عبد ربہ العقد الفرید' سیر حلبیہ اسد الغابہ وغیرہ وغیرہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۸۹

اپنے گمراہ رفیق پر رونا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن بکیر رجانی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ابوالخطاب (غالی) کا اور اس کے قتل ہونے کا جب ذکر کیا تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور میں رو پڑا۔۔۔ امامؑ نے فرمایا: کیا تجھے اس (دشمن خدا) کا افسوس ہے؟ عرض کیا: نہ۔۔۔ لیکن میں نے آپؑ سے ہی سنا تھا کہ آپؑ فرما رہے تھے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے نہروان کے خارجیوں کو قتل کیا تھا تو آپؑ کے اصحاب ان پر رونے لگے تھے آپؑ نے ان سے پوچھا: کیا ان پر افسوس کر رہے ہو؟ عرض کیا: نہ۔ بلکہ ہم تو صرف اس رفاقت کو جو کبھی ان میں اور ہم میں تھی اور پھر وہ اس مصیبت (گمراہی) میں گرفتار ہو گئے یاد کر کے رو رہے ہیں ایں کر آنجنابؑ نے فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(رجال کشی)

باب ۹۰

مستحب ہے کہ چالیس یا پچاس اہل ایمان مومن کے حق میں گواہی دیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مومن وفات پا جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس مومن شریک ہوں اور کہیں: "**اللّٰھم انا لا نعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا**"۔(یااللہ! ہم تو صرف اس کی خیر و خوبی ہی جانتے ہیں اور تو اسے ہم سے بہتر جانتا ہے)۔ تو خدا فرماتا ہے: میں تمہاری گواہی کو قبول کرتا ہوں اور اس کے وہ گناہ معاف کرتا ہوں جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔(الفروع، الفقیہ، الخصال)

۲۔ سعد اسکاف ایک حدیث میں غالباً امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار رہتا تھا جس کی عبادت جناب داؤد علیہ السلام کو بہت پسند آئی۔ خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے داؤدؑ! اس کی کوئی چیز تمہیں پسند نہیں آنی چاہیے کیونکہ یہ ریاکار ہے۔ پس جب اس عابد کی وفات ہوئی تو جناب داؤدؑ نے لوگوں سے فرمایا: اپنے ساتھی کو دفن کر دو۔ اور خود تشریف نہ لے گئے جب اسے غسل دیا گیا تو پچاس آدمیوں نے کھڑے ہو کر (جنازہ میں) گواہی دی کہ وہ سوائے اس کی خیر و خوبی کے اور کچھ نہیں جانتے۔ جب وہ نماز جنازہ پڑھ چکے تو اور پچاس آدمیوں نے کھڑے ہو کر یہی شہادت دی اور جب اسے دفن کر چکے تو مزید پچاس آدمیوں نے ایسی ہی گواہی دی! خدا نے جناب داؤدؑ کو وحی فرمائی کہ تمہیں اس شخص کے جنازہ میں شرکت کرنے سے کس چیز نے منع کیا؟ عرض کیا: یااللہ! تو ہی نے مجھے مطلع کیا تھا کہ وہ ریاکار ہے! خدا نے جواب

میں وحی فرمائی کہ ہاں وہ ایسا ہی تھا۔ مگر جب علماء ابرار کی جماعت (کثیرہ) نے گواہی دی کہ وہ اس کی خیر و خوبی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے تو میں نے ان کی شہادت کو قبول کر کے اسے بخش دیا ہے۔ باوجودیکہ مجھے اس (ریاکاری) کا علم تھا۔ (الفروع، التہذیب، کتاب الزھد)

باب ۹۱

ازراہ رحم و مہربانی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور جب روئے تو اسے خاموش کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ صدوقؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ (ازراہ رحم و مہربانی) کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو خداوند عالم اسے اس (یتیم) کے سر کے ہر بال کے عوض قیامت میں نور عطا فرمائے گا۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں یوں مروی ہے کہ خدا اس شخص (یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والے) کو ہر ہر بال کے عوض ایک ایک نیکی عطا فرماتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز جناب شیخ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے دل میں قساوت و سختی محسوس کرے، اسے چاہیئے کہ وہ کسی یتیم کو قریب بلائے اور اس سے پیار کرے اور مہر و محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے۔ اللہ کے اذن و حکم سے اس کا دل نرم ہو جائے گا۔ کیونکہ یتیم کا بھی حق ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز فرماتے ہیں مروی ہے کہ ایسا شخص (قسی القلب) یتیم کو دسترخوان پر بٹھائے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرے۔ اس کا دل نرم ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز حضرت شیخ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب یتیم روتا ہے تو اس سے عرش خدا کانپ اٹھتا ہے۔ اس وقت خدا فرماتا ہے: وہ کون ہے جس نے اس بندہ کو رلایا ہے جس کی صغر سنی میں میں نے اس کے والدین اس سے چھین لئے ہیں۔ مجھے اپنی عزت و جلال اور بلندی مکان کی قسم جو بندۂ مؤمن اسے چپ کرائے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کتاب النکاح، احکام اولاد کے ضمن میں (ج ۷ باب ۱۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

﴿ ابواب غسل مس میت ﴾

(اس سلسلہ میں کل سات باب ہیں)

باب ۱

آدمی کی میت کو ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل دینے سے پہلے مس کرنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے ویسے اس حالت میں اسے مس کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلم انداز کر کے باقی سولہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی مرنے والے کی آنکھیں بند کرتا ہے آیا اس پر غسل مس واجب ہے؟ فرمایا: جو شخص مرنے والے کو اس حال میں مس کرے کہ وہ گرم ہو تو اس پر غسل نہیں ہے۔ لیکن جب اسے ٹھنڈا ہونے کے بعد مس کرے تو پھر ضرور غسل کرے۔ پھر عرض کیا: جو شخص میت کو غسل دیتا ہے وہ غسل کرے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: آیا غسل دینے والا خود غسل کرنے سے پہلے اسے کفن دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں غسل دینے والا کاندھوں تک ہاتھ دھو کر اور کفن دے کر پھر غسل کر سکتا ہے! عرض کیا: جو میت کا جنازہ اٹھائے اس پر غسل ہے؟ فرمایا: نہ! پھر عرض کیا: جو اسے قبر میں اتارے اس پر وضو کرنا واجب ہے؟ فرمایا: نہ! مگر یہ کہ قبر کی مٹی سے وضو کرنا (ہاتھ دھونا چاہے تو دھو لے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب ان کا بڑا بیٹا اسماعیل فوت ہوا۔ میں نے دیکھا کہ امامؑ لگاتار اپنے مردہ بیٹے کو بوسے دے رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا یہ درست ہے کہ مرنے کے بعد تو میت کو مس نہیں کرنا چاہیئے؟ اور جو اسے مس کرے اس پر غسل میت واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: جب تک میت گرم ہو تو مس کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ (ممانعت اور غسل کا وجوب) میت کے ٹھنڈے ہونے کے بعد ہے۔ (التہذیب)

۳۔ عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے سوال کیا کہ جب کوئی شخص میت کو مس کرے تو آیا اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا: جب اس کے جسم کو ٹھنڈے ہونے کے بعد مس کرے تو پھر غسل کرے۔ (التہذیبین)

۴۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص میت کو غسل دے آیا اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: اگر اس وقت مس کرے جبکہ ہنوز وہ گرم ہو تو؟ فرمایا: اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ ہاں جب ٹھنڈا ہونے کے بعد مس کرے تو پھر غسل واجب ہے۔ عرض کیا اگر کوئی شخص (مردہ) حیوانات اور پرندوں کو مس کرے تو اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ یہ انسان کی مانند نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن الحسن صفار بیان کرتے ہیں کہ میں نے معصومؑ کی خدمت میں خط ارسال کیا۔ جس میں یہ سوال تھا کہ ایک شخص کا ہاتھ یا بدن میت کے اس کپڑے کو مس کرتا ہے جو میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے جسم سے متصل ہوتا ہے! آیا اس پر ہاتھ یا بدن کا دھونا واجب ہے؟ فرمایا: جب ہاتھ میت کے جسم کو لگے اور وہ بھی اس کے غسل سے پہلے۔ تب تم پر غسل مس واجب ہے۔ (مطلب یہ کہ صرف میت کے کپڑے کو ہاتھ لگانے سے غسل مس واجب نہیں ہوتا)۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میت کو غسل و کفن دے اس پر غسل (مس) غسل جنابت کی طرح واجب ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حسن بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر جب حضرت امیر علیہ السلام نے آنحضرت کو غسل دیا تھا تو خود غسل (مس میت) کیا تھا؟ امامؑ نے جواب دیا کہ نبی طاہر و مطہر تھے لیکن حضرت امیر علیہ السلام نے غسل کیا تھا اور پھر اسی کے مطابق سنت جاری ہوگئی۔ (التہذیبین)

۸۔ زید بن علیؑ اپنے آباء کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غسل سات چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے (۱) جنابت کی وجہ سے اور یہ واجب ہے۔ (۲) اور جو میت کو غسل دے۔ اس کے بعد فرمایا: ''**وان تطهرت اجزأك**'' اس جملہ کے معنی و مفہوم میں شدید اختلاف ہے۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ اس کے معنی کرتے ہیں کہ اگر وضو کر لو تو کافی ہے۔ اور پھر اسے تقیہ پر محمول کرتے ہیں اور عامہ کے موافق ہونے کی وجہ سے ناقابل عمل قرار دیتے ہیں! صاحب وسائل فرماتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اگر غسل مس کر لو تو یہ وضو سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہاں طہارت کے لغوی معنی نظافت و نزاہت بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی اگر میت کو چھونے سے اجتناب کرو جیسے ہاتھ پر کوئی کپڑا وغیرہ لپیٹ لو تو غسل مس واجب نہیں ہوگا۔ جب اس قدر احتمالات ہیں تو یہ روایت سابقہ اور لاحقہ روایات کے منافی نہیں ہے۔ (واللہ العالم)

۹۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کرتے ہیں کہ ایک شخص ایک گروہ کو نماز باجماعت پڑھا رہا ہے اور ایک رکعت پڑھانے کے بعد انتقال کر جاتا ہے تو؟ فرمایا: مقتدی اس کی جگہ ایک اور آدمی کو آگے بڑھا دیں اور پڑھی ہوئی کو بھی شمار

کریں۔ اور (مرحوم پیشنماز کی) میت کو پیچھے ہٹادیں اور جو اسے مس کرے وہ غسل کرے۔ (الفقیہ' الفروع)

۱۰۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ جو شخص میت کو غسل دے وہ غسل کرے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: جو میت کو قبر میں اتارے وہ بھی غسل کرے؟ فرمایا: نہ۔ اس نے تو صرف (کفن کے) کپڑوں کو مس کیا ہے (نہ کہ میت کو علاوہ بریں اب تو میت پاک وصاف ہے)۔ (الفقیہ)

۱۱۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو غسل دینے والے کو غسل کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ اسے میت کی جو غلاظت وغیرہ لگی ہے وہ دور ہو جائے۔ کیونکہ مرنے والے کی جب روح نکل جاتی ہے تو اس کی بہت سی آفات باقی رہ جاتی ہیں۔ (عیون الاخبار' علل الشرائع)

۱۲۔ شیخ صدوق باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: تم میں سے جو شخص کسی میت کو غسل دے وہ اسے کفن پہنانے کے بعد غسل کرے۔ (خصال)

۱۳۔ حریز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میت کو غسل دے اسے چاہیئے کہ غسل (مس) کرے اور اگر اس وقت مس کرے جبکہ ہنوز میت گرم ہو تو اس پر کوئی غسل نہیں ہے۔ اور جب ٹھنڈا ہونے کے بعد (اور غسل دینے سے پہلے) مس کرے تو پھر غسل کرے۔ عرض کیا گیا اور جو اسے قبر میں داخل کرے وہ؟ (بھی غسل کرے؟) فرمایا: نہ۔ اس نے صرف کپڑوں کو مس کیا ہے۔ (الفروع' التہذیبین)

۱۴۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میت کو غسل دے وہ خود غسل کرے گا۔ اور جو شخص کسی میت کو بوسہ دے جبکہ ہنوز میت گرم ہو اس پر غسل نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر اس کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اسے مس کرے یا اسے بوسہ دے تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر اس کے غسل کے بعد اسے مس کرے یا بوسہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ اس سے پہلے (باب الجنابہ حدیث نمبر ۳ میں) سماعہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص میت کو مس کرے اس پر غسل واجب ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ یونس والی حدیث بھی اسی باب میں (نمبر ۴ پر) گزر چکی ہے جس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ غسل سترہ ہیں جن میں سے تین واجب ہیں (۱) غسل جنابت۔ (۲) غسل مس میت۔ (۳) غسل احرام۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں آنے والے ابواب میں اور اغسال مسنونہ کے پہلے باب میں ذکر کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص گوشت کے اس ٹکڑے کو مس کرے جو کسی آدمی سے کاٹا گیا ہو اور اس میں ہڈی بھی ہو تو اس پر غسل مس واجب ہے اور اگر ہسال کے بعد ہڈی کو مس کرے تو پھر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ایوب بن نوح بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص سے کوئی ٹکڑا کاٹا جائے تو وہ مردار ہے تو جو شخص اسے مس کرے اس پر غسل مس واجب ہے بشرطیکہ اس ٹکڑے میں ہڈی ہو۔ اور اگر اس میں ہڈی نہ ہو (صرف گوشت کا لوتھڑا ہو) تو پھر غسل مس واجب نہیں ہے۔(الفروع، التہذیبین)

۲۔ اسماعیل جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص میت کی ہڈی کو مس کرے تو؟ فرمایا: جب اسے ایک سال گزر جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اگر ایک سال کے اندر ہڈی کو مس کیا جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔۔۔ ہاں البتہ اس کی یہ وجہ ممکن ہے کہ سال کے اندر بالعموم ہڈی کے ساتھ کچھ نہ کچھ گوشت ہوتا ہے جس کے مس کرنے سے غسل واجب ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۳

جو غسال میت کو مس کرے مگر ٹھنڈا ہونے سے پہلے یا غسل کے بعد اس پر غسل مس واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی میت کو اس کی موت کے وقت مس کرے (جبکہ ہنوز میت گرم ہو) یا اس کے غسل کے بعد مس کرے یا اسے بوسہ دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفقیہ، التہذیبین)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کو غسل دے چکنے کے بعد مس کرنے یا اسے بوسہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۳۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میت کو غسل دے وہ خود غسل کرے اور جو شخص میت کو مس کرے اگرچہ غسل کے بعد ہو اس پر غسل لازم ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اس میں جو وارد ہے کہ غسل کے بعد بھی مس کرنے والے پر غسل ہے) اسے شیخ طوسیؒ نے استحباب

پرمحمول کیا ہے۔ نیز اس کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہنوز اس کا غسل مکمل نہ ہوا ہو بلکہ صرف اسے آب کافور سے غسل دیا گیا ہو یا صرف کافور والا۔ اور ابھی آب خالص سے نہ دیا گیا ہو۔ یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ اس کے جسم کو ظاہری نجاست سے صاف کر دیا گیا ہو۔ مگر ہنوز غسل نہ دیا گیا ہو وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ احتجاج طبرسیؒ کے حوالہ سے بروایت محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری امام زمانہؑ کی دو توقیعات مبارکہ مذکور ہیں ایک میں وہی اثناء نماز میں پیش نماز کے وفات پا جانے اور اسے ہاتھ لگانے کا سوال و جواب دہرایا گیا ہے اور دوسری میں میت کو جبکہ ہنوز گرم ہو ہاتھ لگانے کا سوال و جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور توقیع مبارک میں دونوں صورتوں میں صرف ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ (غسل مس کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے)۔ مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ دونوں سوال اس صورت کے ساتھ مخصوص ہیں جبکہ میت ابھی گرم ہو۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور بعد میں بھی ذکر کیا جائے گا انشاءاللہ۔

باب ۴

جو شخص میت کے اس کپڑے کو ہاتھ لگائے جو جسم سے ملا ہوا ہوتا ہے یا جو میت کو اٹھائے یا جو اسے قبر میں داخل کرے اس پر غسل مس واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ طوسی باسناد خود صفار سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے معصومؑ کو خط ارسال کیا جس میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کسی شخص کا ہاتھ یا بدن اس کپڑے کو لگ جائے جو میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے جسم سے ملا ہوا ہو۔ تو آیا ہاتھ یا بدن کا دھونا واجب ہے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا جب تمہارا بدن (یا ہاتھ) میت کو لگ جائے اس کے غسل سے پہلے تو تم پر غسل مس واجب ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید قربان، عید ماہ رمضان اور جمعہ کے دن غسل کرو۔ اور جب میت کو غسل دو تب غسل کرو۔ اور جب میت کا جنازہ اٹھاؤ یا اسے قبر میں داخل کرتے وقت اسے مس کرو تو اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۳۔ معمر بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ میت کو قبر میں داخل کرنے والے کو غسل کرنے کی ممانعت فرما رہے تھے۔ (الفروع)

باب ۵

غسل سے پہلے اور اس کے بعد میت کو بوسہ دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اسماعیل بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو ان کی موت کے بعد بوسہ دیا تھا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ شیخ صدوقؒ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے بیٹے اسماعیل کا انتقال ہوا اور وہ کپڑے میں لپٹا ہوا پڑا تھا تو میرے حکم پر ان کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا گیا اور میں نے ان کے منہ، ٹھوڑی اور سینہ پر بوسہ دیا۔ پھر اوپر کپڑا ڈال دیا گیا۔ پھر میں نے انہیں غسل دینے کا حکم دیا جب غسل و کفن دیا جا چکا تو پھر میں نے کہا ان کے چہرہ سے کپڑا ہٹاؤ۔ اور پھر ان کے منہ، ٹھوڑی اور سینہ پر بوسہ دیا اور ان کو پناہ اور امان دی پھر کہا اسے کفن میں ڈھانپ دو۔۔۔ امامؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا آپؑ نے ان کو کس چیز کی پناہ دی؟ فرمایا: قرآن کی۔ (اکمال الدین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس بوسہ دینے کو میت کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے یا غسل دینے کے بعد پر محمول کیا ہے۔۔۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس تاویل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ اگر میت کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل دینے سے پہلے بوسہ دیا جائے گا تو اس سے غسل واجب ہو جائے گا بوسہ دینا تو بہرحال جائز رہے گا۔ کیونکہ (بیوی سے) مباشرت کرنا نہ حرام ہے اور نہ مکروہ مگر اس سے غسل جنابت کرنا پڑ جاتا ہے۔

باب ۶

آدمی کے علاوہ کسی مردہ کو ہاتھ لگانے یا جس چیز میں زندگی نہیں ہوتی (جیسے بال اور ہڈی) اسے ہاتھ لگانے سے غسل مس واجب نہیں ہوتا

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم اماميںؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کرتے ہیں کہ جو شخص کسی مردار کو ہاتھ لگائے اس پر غسل مس واجب ہے؟ فرمایا: نہ! یہ صرف آدمی کے مردہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ ابن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کسی کا کپڑا میت کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اگر کپڑے کو کچھ لگ جائے تو اسے دھو ڈالے۔ (الفروع)

۳۔ یونس بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ جو شخص لومڑی، خرگوش یا کسی اور زندہ یا

مردہ درندہ کے مردہ کو ہاتھ لگائے تو؟ فرمایا: اس سے کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔۔۔صرف ہاتھوں کو دھو ڈالے۔(ایضاً)

۴۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص انسان کے علاوہ کسی اور مردہ کو ہاتھ لگائے جیسے پرندے، حیوانات اور درندے وغیرہ اس پر غسل واجب نہیں ہے! کیونکہ ان چیزوں پر (قدرتی طور پر) اون، بال اور مخصوص قسم کے بالوں کا لباس اوڑھا ہوا ہوتا ہے اور یہ (مذکورہ قسم کے لباس) سب پاک ہیں۔ لہٰذا ان کی زندگی میں یا موت کے بعد جب ان کو ہاتھ لگایا جائے تو چونکہ وہ پاک چیز کو لگتا ہے (اس لئے غسل مس واجب نہیں ہوتا)۔(عیون الاخبار، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ علت حقیقی نہیں ہے۔(صرف تقریب ذہنی کے لئے بیان کی گئی ہے ورنہ اگر پر اور بالوں کے علاوہ ان چیزوں کو اصل جسم کو بھی ہاتھ لگ جائے تب بھی غسل مس واجب نہیں ہوتا)۔

باب ۷

غسل مس میت کی کیفیت غسل جنابت جیسی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی میت کو غسل و کفن دے وہ غسل جنابت کی مانند غسل کرے گا۔(تہذیب الاحکام)

اغسال مسنونہ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اکتیس ابواب ہیں)

باب ۱

اغسال مسنونہ کی انواع واقسام کا حصر واحصاء۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرمار ہے تھے کہ (چند مقامات پر غسل کیا جاتا ہے جیسے) (۱) جنابت کی وجہ سے۔ (۲) جمعہ۔ (۳) اور دونوں (بڑی اسلامی) عیدوں کے دن۔ (۵) احرام باندھتے وقت۔ (۶) مکہ و مدینہ میں داخل ہوتے وقت۔ (۷) عرفہ کے دن۔ (۸) بیت اللہ کی زیارت کے وقت۔ (۹) کعبۃ اللہ میں داخل ہوتے وقت۔ (۱۰) ماہ رمضان کی انیسویں۔ (۱۱) اکیسویں۔ (۱۲) تیئسویں کی رات۔ (۱۳) اور جو شخص کسی میت کو غسل دے۔ (الفروع)

۲۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں ماہ رمضان کی کتنی راتوں میں غسل کروں؟ فرمایا: انیسویں اور تیئسویں کی رات! میں نے عرض کیا اگر یہ تمام غسل مجھ پر شاق ہوں تو؟ فرمایا: پھر اکیسویں اور تیئسویں کی رات کرو! عرض کیا اگر یہ بھی شاق ہو تو؟ فرمایا: اتنا کافی ہے! (مزید رعایت نہیں دی جا سکتی)۔ (ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جمعہ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: سفر و حضر میں واجب ہے۔ ہاں البتہ عورتوں کو سفر اور پانی کی قلت کی حالت میں نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے! اور فرمایا: غسل جنابت واجب ہے! حائض جب پاک ہو جائے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔ اور استحاضہ والی عورت پر بھی اس وقت غسل واجب ہے۔ جب خون (اندام نہانی میں رکھی ہوئی) کپاس کو پر کر کے باہر بہہ نکلے۔۔۔ نفساء (جس عورت کے ہاں بچے کی ولادت ہو) پر غسل واجب ہے نومولود کا غسل واجب ہے۔ غسل میت واجب ہے۔ غسل مس میت واجب ہے۔ غسل احرام واجب ہے۔ یوم عرفہ کا غسل واجب ہے۔ غسل زیارت سوائے کسی علت کے واجب ہے۔ کعبہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا واجب ہے اور حرم کے اندر داخل ہونے کے لئے مستحب ہے کہ بغیر غسل کے داخل نہ ہو۔ عید مباہلہ کا غسل واجب ہے۔ طلب

باراں کے لئے غسل واجب ہے۔ ماہ رمضان کی پہلی رات کو غسل مستحب ہے۔ اس ماہ کی اکیسویں رات کا غسل سنت ہے اور تیئسویں کی شب کا غسل ایسی سنت ہے جسے ترک نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ان دو راتوں میں سے ایک رات میں لیلۃ القدر کی امید ہے۔ اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا غسل ایسا مسنون ہے کہ جسے ترک کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ اور استخارہ کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سوائے چھ واجبی غسلوں کے باقی جن غسلوں کے متعلق اس حدیث میں لفظ وجوب استعمال کیا گیا ہے۔ اسے شیخ طوسیؒ نے سنت مؤکدہ پر محمول کیا ہے۔ اور ذکر کیا ہے کہ کئی حدیثیں ان کے وجوب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۔ شیخ صدوقؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: غسل سترہ مقاموں پر کیا جاتا ہے (۱) سترہ ماہ رمضان کی رات۔ (۲) انیسویں کی رات۔ (۳) اکیسویں اور (۴) تیئسویں کی رات۔ اسی رات میں لیلۃ القدر کی امید کی جاتی ہے۔ (۵ و ۶) عیدین کے غسل۔ (۷ و ۸) مکہ و مدینہ میں داخل ہوتے وقت۔ (۹) احرام کا غسل۔ (۱۰) زیارت کا غسل۔ (۱۱) بیت اللہ میں داخل ہونے کا غسل۔ (۱۲) یوم ترویہ (۸ ذی الحجہ) کا غسل۔ (۱۳) یوم عرفہ کا غسل۔ (۱۴) جب کسی میت کو غسل وکفن دو یا کسی میت کو ٹھنڈا ہونے کے بعد مس کرنے سے۔ (۱۵) غسل جمعہ۔ (۱۶) سورج گہن کا غسل جبکہ پورا گہن لگا ہو اور یہ سویا ہوا ہو اور بیدار ہونے پر نماز نہ پڑھے اب جبکہ پڑھنا چاہو تو غسل کرکے اس کی قضا کرو۔ (۱۷) اور غسل جنابت فریضہ ہے۔ (الفقیہ، الخصال)

۵۔ خصال میں مذکورہ بالا حدیث کے اندر اس قدر اضافہ ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ماہ رمضان المبارک کی چوبیسویں کی رات غسل کرو اور تمہیں کیا ہوتا ہے اگر ان دونوں راتوں (۲۱، ۲۳) میں عمل وعبادت کرو۔ (الخصال)

۶۔ فضل بن شاذان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون کے نام اپنے مراسلہ میں لکھا۔ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے، اور غسل عیدین، مکہ و مدینہ میں داخل ہونے کا غسل، زیارت واحرام کا غسل، ماہ رمضان کی پہلی، سترھویں، انیسویں، اکیسویں اور تیئسویں رات کا غسل یہ سب غسل سنت ہیں اور غسل جنابت فریضہ ہے اور اسی طرح غسل حیض بھی (فریضہ) ہے۔ (عیون الاخبار)

۷۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غسل چودہ مقامات پر ہے (۱) غسل میت۔ (۲) غسل جنابت۔ (۳) میت کو غسل دینے والے کا غسل۔ (۴) غسل جمعہ۔ (۵) غسل عیدین۔ (۶) غسل یوم عرفہ۔ (۷) غسل احرام۔ (۸) غسل دخول کعبہ۔ (۹) غسل دخول مدینہ۔ (۱۰) غسل دخول حرم۔ (۱۱) غسل زیارت۔ (۱۲ و ۱۳ و ۱۴) شب ۱۹، ۲۱، ۲۳ ماہ رمضان۔ (الخصال)

۸۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غسل سترہ مقامات پر ہے (۱) سترہ ماہ رمضان کی رات اور یہ دو جمعوں کے اکٹھا ہونے کی رات ہے۔ اور شب نوردہم اور یہ وہ رات ہے جس میں اس سال بھر کے خدا کے مہمان (حاجی) لکھے جاتے ہیں' اکیسویں کی شب کا غسل اور یہ وہ رات ہے جس میں نبیوں کے اوصیاء کی وفات واقع ہوئی اور اسی شب میں حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھایا گیا اور اسی میں حضرت موسیٰؑ کا انتقال ہوا۔ اور تیئسویں کی شب کا غسل اور یہ وہ رات ہے جس میں لیلۃ القدر کی امید کی جاتی ہے عیدین کے دو دنوں کا غسل' مکہ و مدینہ میں داخل ہونے کا غسل' احرام کا غسل' غسل زیارت' بیت اللہ میں داخل ہونے کا غسل' یوم ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا غسل' غسل عرفہ۔ میت کے ٹھنڈا ہو جانے کے بعد غسل دینے یا مس کرنے کا غسل' یوم جمعہ کا غسل اور غسل جنابت فریضہ ہے' اور جب پورا سورج گہن لگے تو غسل کر کے (نماز کی قضا کرو)۔ (الفقیہ' التہذیب)

۹۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اناامینؑ میں سے ایک امامؑ سے دریافت کیا کہ ماہ رمضان کی کن کن راتوں میں غسل کرنا مستحب ہے؟ فرمایا: انیسویں' اکیسویں اور تیئسویں کی رات (پھر) فرمایا: انیسویں کی رات حاجیوں کا وفد لکھا جاتا ہے اور اس رات (سال بھر کے تمام) واقعات کا فیصلہ لکھا جاتا ہے اور اکیسویں ماہ رمضان میں حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر بلایا گیا اور اسی رات حضرت موسیٰؑ کے وصی کی روح قبض ہوئی۔ اسی میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام شہید ہوئے۔ اور تیئسویں والی رات جہنی والی رات ہے اور اس کا واقعہ یوں ہے کہ اس شخص (جہنی) نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میرا گھر مدینہ سے دور ہے۔ اس لئے مجھے کسی ایسی رات کے بارے میں حکم دیں تاکہ میں اس میں داخل ہو کر (عبادت کر سکوں؟) آپؐ نے اسے تیئسویں کی رات کا حکم دیا۔ (الفقیہ' التہذیب' المصباح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آنے والے ابواب میں کئی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اکثر و بیشتر مذکورہ بالا غسلوں کے وجوب پر اور ان کے علاوہ اور بہت سے غسلوں کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲

آدمی جہاں کہیں ہو اس پر یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) کا غسل مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحمٰن بن سیابہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مختلف شہروں میں یوم عرفہ کے غسل کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جہاں کہیں بھی ہو غسل کرو۔ (روضۃ الواعظین' التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد (باب ۳۱ میں اور حج ۵ باب ۹ بضمن احرام الحج) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

مذکورہ بالا غسل مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں مستحب ہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عورت کے متعلق سوال کیا کہ آیا اس پر غسل جمعہ، غسل عیدین اور عرفہ کا غسل ہے؟ فرمایا: ہاں اس پر سب غسل ہیں۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ا و باب ۲ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم واطلاق کے ساتھ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور آئندہ (ابواب میں بھی) ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی (بالخصوص باب ۶ میں) انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

ماہ رمضان کی تین راتوں میں غسل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہ رمضان کی تین راتوں میں غسل کرنا مستحب ہے یعنی انیسویں، اکیسویں اور تیئیسویں کی رات (پھر فرمایا) حضرت امیر علیہ السلام کو ضربت انیسویں کی شب میں لگی اور شہید اکیسویں کی شب میں ہوئے اور غسل اول شب میں کیا جاتا ہے جو آخر تک کافی ہوتا ہے۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے پوچھا کہ میں ماہ رمضان کی کتنی راتوں میں غسل کروں؟ فرمایا: انیسویں، اکیسویں اور تیئیسویں کی رات۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی حدیثیں کچھ اس سے پہلے (باب ا میں) ذکر کی جا چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴، ج ۳، باب ۷ ج ۴ باب ۳۲) میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۵

ماہ رمضان کی تیئیسویں کی شب دوبار غسل کرنا مستحب ہے اول شب اور آخر شب۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ برید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) کو ماہ رمضان کی تیئیسویں تاریخ کی شب کو دوبار غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ ایک غسل اول شب میں اور دوسرا آخر شب میں۔(التہذیب، الاقبال لابن طاؤس)

باب ۶

سفر و حضر میں مرد و عورت' آزاد و غلام کے لئے غسل جمعہ مستحب مؤکد ہے۔ ہاں سفر میں عورت کے لئے مؤکد نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کرکے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غسل جمعہ حضر میں تو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ضروری ہے البتہ سفر میں عورتوں پر نہیں ہے۔ (الفروع)

۔۔۔دوسری روایت کے مطابق سفر میں عورتوں کو پانی کی قلت کی وجہ سے رخصت ہے۔ (ایضاً)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے غسل جمعہ کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: ہر مرد و عورت اور آزاد و غلام پر واجب ہے۔ (الفروع' التہذیبین)

۳۔ ہشام بن الحکم روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جمعہ کے دن چاہیئے کہ تم زینت کرو۔ یعنی غسل کرو اور خوشبو لگاؤ۔ (الفروع' الفقیہ' التہذیب)

۴۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن غسل ترک نہ کرو کیونکہ یہ سنت (مؤکدہ) ہے۔ اسی طرح خوشبو کا سونگھنا بھی۔۔۔ فرمایا: جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔ (الفروع' التہذیب)

۵۔ حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ غسل جمعہ کس طرح واجب قرار دیا گیا ہے؟ فرمایا: خداوند عالم نے نماز فریضہ کو نماز نافلہ کے ساتھ' واجبی روزوں کو سنتی روزوں کے ساتھ اور نافلہ کے وضو (یا بروایتے فریضہ کے وضو) کو غسل جمعہ کے ساتھ مکمل کیا ہے۔ یعنی فریضہ (یا وضوئے نافلہ میں) میں جو کچھ بھول چوک' سستی و کوتاہی اور کمی و بیشی ہوگئی ہے (اس کی تلافی ان سے کی ہے)۔ (الفروع' المحاسن' التہذیب' العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایک واضح قرینہ موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ غسل جمعہ کے وجوب سے مراد سنت مؤکدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اسے نافلہ کے وضو کی تکمیل کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نافلہ کے وضو کا مکمل کرنا واجب نہیں ہے۔۔۔ بلکہ واجبی نماز و روزہ کی مستحبی نماز اور سنتی روزہ سے تکمیل واجب نہیں ہے۔ کیونکہ سنتی نماز و روزہ واجب نہیں ہے۔ (لہٰذا اختلاف الفاظ کے مطابق غسل جمعہ کو اگر فریضہ کے وضو کی تکمیل کا باعث بھی قرار دیا جائے تب بھی واجب نہیں ہے کیونکہ فریضہ کے وضو کی تکمیل بھی واجب نہیں ہے)۔

۶۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا۔ آیا عورتوں پر بھی غسل جمعہ ہے؟

۱۴۔ ابن عمر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (نماز) جمعہ کی طرف آئے اُسے چاہیئے کہ غسل کرے۔ (امالی)

۱۵۔ محمد بن ابونصر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) جمعہ کے دن زوال کے قریب غسل کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی (باب امیں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ ابواب میں بھی آئینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ بھی کہ سفر میں بھی عورتوں کے لئے غسل جمعہ مستحب ہے۔۔۔ تو جو کچھ یہاں مذکور ہے (کہ سفر میں بوجہ پانی کی قلت کے غسل نہیں ہے)۔ یہ اس بات پر محمول ہے کہ ان کے لئے سنت مؤکدہ نہیں ہے۔

باب ۷

غسل جمعہ کا ترک کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غسل جمعہ کو ترک نہ کرو کیونکہ یہ سنت ہے۔۔۔ فرمایا: جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔ (یعنی سنت مؤکدہ ہے)۔ (الفروع)

۲۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام جب کسی بندہ کی زجر و توبیخ کرنا چاہتے تھے تو فرماتے تھے تو غسل جمعہ کے تارک سے بھی زیادہ عاجز و ناتواں ہے، جو دوسرے جمعہ تک برابر پاک و پاکیزہ رہتا ہے۔ (الفروع، المقنعہ، العلل، التہذیب)

۳۔ محمد بن سہل اپنے باپ (سہل) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص بھول کر یا کسی اور وجہ سے غسل جمعہ نہ کرے تو؟ فرمایا: اگر بھول کر ایسا کرے (اور نماز پڑھے) تو اس کی نماز درست ہے۔ اور اگر عمداً ایسا کیا ہے تو غسل کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ (یعنی غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے) اور اگر ایک بار ایسا کیا ہے تو اس سے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ ایسا نہ کرے۔ (تہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

فرمایا: ہاں۔ (تہذیب)

۷۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے غسل جمعہ اور عیدین کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: سنت [1] ہے فرض نہیں ہے۔ (تہذیبین)

۸۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جمعہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ سفر و حضر میں یکساں سنت ہے۔ مگر یہ کہ مسافر کو سردی سے جان کا خطرہ ہو۔ (تہذیبین)

۹۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن غسل کرو مگر یہ کہ بیمار ہو یا (سردی وغیرہ کی وجہ سے) جان کا خطرہ ہو۔ (ایضا)

۱۰۔ شیخ صدوق ؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کے دن غسل کرنا دوسرے جمعہ تک درمیانی ایام کے گناہوں کا کفارہ اور ان کی کثافت سے پاکیزگی کا باعث ہے۔ (الفقیہ)

۱۱۔ نیز شیخ صدوق ؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے غسل جمعہ کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار اپنے کھیتوں اور مالوں میں کام کرتے تھے۔ اور جب جمعہ کا دن ہوتا تھا تو (اسی حالت میں) مسجد میں چلے آتے تو لوگوں کو ان کی بغلوں اور جسموں کی بدبو کی وجہ سے اذیت ہوتی تھی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو غسل کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ سنت جاری ہوگئی۔ (الفقیہ، العلل، التہذیب)

۱۲۔ محمد بن سنان حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان کے کچھ مسائل کے جواب میں (جن میں ایک سوال غسل جمعہ و عیدین کی علت کے متعلق تھا) لکھا: "غسل عید و جمعہ وغیرہ کی علت یہ ہے کہ اس میں ایک تو بندہ کی جانب سے اپنے پروردگار کی تعظیم ہے، دوسرے اس کریم و جلیل کا (پاکیزگی سے) استقبال ہے، تیسرے اپنے گناہوں کی بخشش کی طلب ہے، چوتھے تاکہ لوگوں کے لئے عید کا دن معین و مقرر کیا جائے جس میں خدا کے ذکر و عبادت کے لئے اکٹھے ہوں پس اس دن کی تعظیم کے لئے اور اسے دوسرے دنوں پر فضیلت دینے کے لئے اس دن کا غسل مقرر کیا گیا۔ پانچویں نوافل اور عبادت میں اضافہ کرنے کے لئے، چھٹے اس لئے تاکہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک طہارت و پاکیزگی کا باعث بنے۔ (عیون الاخبار، علل الشرائع)

۱۳۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: غسل جمعہ ہر مرد و عورت اور آزاد و غلام پر واجب ہے۔ (المقنعہ)

---

[1] اس قسم کی واضح حدیثیں واضح قرینہ ہیں غسل جمعہ کے فرض نہ ہونے کا اور احادیث میں وارد شدہ لفظ وجوب کے معنی سنت مؤکدہ ہونے کا۔۔۔ (کمالا یخفی۔ احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۸

جس شخص سے غسل جمعہ رہ جائے اور اس کے بغیر نماز پڑھے اس کے لئے مستحب ہے کہ وقت کے اندر غسل کر کے اس نماز کا اعادہ کرے۔

(اس باب میں صرف دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص غسل جمعہ کرنا بھول جائے یہاں تک کہ نماز پڑھے تو؟ فرمایا: اگر نماز کا وقت باقی ہے تو اسے چاہیئے کہ غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو پھر پڑھی ہوئی نماز صحیح ہے۔(تہذیب واستبصار)

۲۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص بھول کر یا جان بوجھ کر غسل جمعہ ترک کر دے (اور نماز پڑھ لے) تو؟ فرمایا: اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو اس کی پڑھی ہوئی نماز درست ہے اور اگر عمداً ایسا کیا ہے تو استغفار پڑھے اور آئندہ ایسا نہ کرے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی (باب ۷ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۹

جس شخص کو جمعہ کے دن پانی کی قلت کا اندیشہ ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ جمعرات کو غسل کرلے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن حسین بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم کل ایک ایسی منزل میں جاؤ گے جہاں پانی دستیاب نہ ہوگا۔ لہٰذا آج غسل کرلو۔ چنانچہ اصحاب نے جمعرات کو جمعہ کے لئے غسل کیا۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ حسین بن موسیٰؒ بن جعفرؑ اپنی والدہ سے اور ام احمد بنت موسیٰ بن جعفر دونوں بیان کرتی ہیں کہ ہم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہمراہ تھیں اور ایک صحراء سے گزر کر بغداد جانے کا ارادہ تھا کہ امامؑ نے ہمیں جمعرات کو فرمایا آج جمعہ کے لئے غسل کرلو۔ کیونکہ کل پانی قلیل ہوگا۔ چنانچہ ہم نے جمعرات کو جمعہ کے لئے غسل کیا۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۱۰

جس شخص کا غسل جمعہ اگلے پہر فوت ہو جائے اس کے لئے مستحب ہے کہ زوال کے بعد شام تک یا ہفتہ کے دن قضا کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حریز بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سفر ہو یا حضر، جمعہ کا غسل ضرور کرنا چاہیئے اور جو بھول کر نہ کر سکے تو دوسرے دن اس کی قضا کرے۔(الفروع)۔شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ بیمار کے لئے رخصت مروی ہے۔(ایضاً)

۲۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن زوال سے پہلے غسل نہ کر سکے تو؟ فرمایا: زوال کے بعد اس کی قضا کرے اور اگر (پانی) نہ ملے تو ہفتہ کے دن اس کی قضا کرے۔(تہذیب و استبصار)

۳۔ ذریح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس شخص نے غسل جمعہ نہ کیا ہو۔ آیا وہ اس کی قضا کرے؟ فرمایا: نہ!(تہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (۱) یا تو وجوب کی نفی پر محمول ہے (یعنی قضا واجب نہیں ہے) اور اس سے استحباب کی نفی نہیں ہوتی۔(۲) یا مطلب یہ ہے کہ ہفتہ کے دن کے بعد قضا نہیں ہے۔(۳) یا یہ تقیہ پر محمول ہے واللہ اعلم۔

باب ۱۱

غسل جمعہ کا وقت طلوع فجر سے لے کر زوال آفتاب تک ہے۔ جس قدر زوال کے قریب ہو افضل ہے اور اگر غسل کرکے سو جائے تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ اور فضیل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ہم طلوع فجر کے بعد غسل کریں تو وہ جمعہ کے لئے کافی ہے؟ فرمایا: ہاں!(التہذیب، سرائر، فروع)

۲۔ عبداللہ بن بکیر اپنے باپ (بکیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہ رمضان کی ان راتوں کے بارے میں سوال کیا جن میں غسل کیا جاتا ہے؟۔۔۔۔۔فرمایا: یہ غسل اول شب میں کرنا چاہیئے! عرض کیا: اگر وہ غسل کرکے سو جائے تو؟ فرمایا: وہ غسل جمعہ کی مانند ہے کہ جب فجر کے بعد کر لیا جائے تو (اگر کوئی سو بھی جائے

تو پھر بھی کافی ہے۔ (التہذیب)

۳۔ بزنطی حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد غسل جمعہ زوال کے بالکل قریب کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۲

غسل جمعہ کرتے وقت منقول دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوولاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل جمعہ کرے اور اس وقت یہ دعا پڑھے: "**اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً عبده و رسوله اللّٰهم صل على محمد وآل محمد و اجعلنى من التوابين واجعلنى من المتطهرين**" تو یہ غسل اس جمعہ سے لے کر آئندہ جمعہ تک اس کے لئے طہارت و پاکیزگی کا باعث ہوگا۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے جنابت (کے باب ۲۷ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

ماہ رمضان کی راتوں کے غسلوں کا وقت اول شب سے لے کر آخر شب تک ہے اور اگر غسل کے بعد سو جائے تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہ رمضان کی تین راتوں میں غسل کرے (فرمایا) غسل اول شب میں کیا جائے گا جو آخر تک کافی ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ زرارہ اور فضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہ رمضان (کی راتوں) کا غسل غروب سے تھوڑا سا پہلے کرے پھر نماز پڑھے اور روزہ افطار کرے۔ (ایضاً)

۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس رات میں وہ کچھ طلب کیا جاتا ہے جو کیا جاتا ہے؟ (لیلۃ القدر) غسل کب کیا جائے؟ فرمایا: اول شب میں! اور اگر چاہو تو جب سو کر اٹھو۔ پھر سوال کیا کہ اٹھنا کب اور کس وقت ہو؟ فرمایا: اول شب میں اٹھو یا آخر شب میں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: وہ بعض حدیثیں جو اس مطلب پر اور جمعہ کے وقت سو جانے کے حکم پر دلالت کرتی ہیں وہ پہلے (باب

۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۱۴ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۱۴

ماہ رمضان میں جو غسل مستحب ہیں ان کا بیان۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوقرہ اپنی کتاب "عمل شہر رمضان" میں باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یکم ماہ رمضان اور نیمہ ماہ رمضان کی رات غسل مستحب ہے۔(کتاب الاقبال للسید ابن طاؤس)

۲۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ غسل اول شب میں کرنا چاہیئے اور دوسری روایت میں ہے کہ نماز مغرب اور عشاء کے درمیان کرنا چاہیئے۔(ایضاً)

۳۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے اور میرا عندیہ یہ ہے کہ وہ کتاب ابومحمد جعفر بن احمد قمی کی تالیف ہے اس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص یکم ماہ رمضان میں کسی جاری نہر میں غسل کرے اور سر پر پانی کے تیس (۳۰) چلو ڈالے تو وہ آئندہ ماہ رمضان تک پاک وصاف ہو جائے گا۔(ایضاً)

۴۔ سید صاحب سابق الذکر کتاب سے نقل کرتے ہیں اس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے۔ فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اسے خارش کی تکلیف نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ یکم رمضان کو غسل کرے اسے آئندہ ماہ رمضان تک خارش کی شکایت نہیں ہوگی۔(ایضاً)

۵۔ نیز سید صاحب موصوف احمد بن محمد بن عیاش الجوہری کی کتاب "الاغسال" سے نقل کرتے ہیں۔ موصوف باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب ماہ رمضان کا (آخری) عشرہ داخل ہوتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بیت الشرف سے باہر آجاتے تھے مسجد کے اندر اعتکاف میں بیٹھ جاتے اور عبادت خدا کے لئے کمر کس کر تیار ہو جاتے اور ساری ساری رات جاگ کر عبادت خدا میں بسر کرتے اور اس اثناء میں ہر رات مغرب وعشاء کے درمیان غسل فرماتے تھے۔(ایضاً)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نئے سال کی پہلی تاریخ کی رات جاری پانی سے غسل کرے اور تیس چلو اپنے سر پر ڈالے تو یہ بات سال بھر (کی بیماریوں کی) دوا بن جائے گی (پھر فرمایا) نئے سال کی پہلی تاریخ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے۔(ایضاً)

۷۔ موصوف فرماتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان کی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو شخص گلاب

کے پانی کا ایک چلو منہ پر مارے وہ اس دن ذلت و رسوائی اور فقر و فاقہ سے محفوظ رہے گا۔ اور جو شخص سر پر آب گلاب ڈالے اس سال برسام (سرسام) کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔ اس لئے جو کچھ ہم تمہیں وصیت کرتے ہیں اسے ترک نہ کرو۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: نیمہ ماہ رمضان کی رات میں غسل کرنا مستحب ہے۔ (المقنعہ)

۹۔ عیسیٰ بن راشد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ماہ رمضان المبارک میں کس قدر غسل ہیں؟ فرمایا: میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) انیسویں، اکیسویں، تیئسویں اور پچیسویں کی راتوں میں غسل کرتے تھے۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابن ابی یعفور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں کس قدر غسل ہیں؟ فرمایا: انیسویں، اکیسویں، تیئسویں، ستائیسویں اور انتیسویں کی راتوں میں غسل کرو۔ (ایضاً)

۱۱۔ شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ سترہ ماہ رمضان کی رات غسل کرنا بھی مروی ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (پہلے باب میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

دونوں عیدوں کی راتوں اور دنوں میں غسل مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حسن بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص ماہ رمضان کے روزے رکھے اس پر لیلۃ القدر میں مغفرت نازل ہوتی ہے؟ فرمایا: اے حسن! مزدور کو اجرت فراغت کے بعد ملتی ہے اور وہ مغفرت کے نزول والی رات) عید کی رات ہے۔ راوی نے عرض کیا ہم آپ پر قربان ہو جائیں! اس رات ہمیں کیا عمل کرنا چاہیئے؟ فرمایا: جب دن ڈوب جائے تو غسل کرو۔ (الفروع، الفقیہ، العلل، التہذیب)

۲۔ مروی ہے کہ جب یہ معلوم ہو کہ آج شب عید ہے تو اس کے لئے غروب سے پہلے غسل کیا جائے۔ (کتاب الاقبال)

۳۔ عبد اللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید الفطر کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابوعیینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید الفطر کے دن نماز یہ ہے (یعنی نماز سے پہلے) کسی نہر سے غسل کرو۔ اور اگر نہر نہ مل سکے تو پھر خود پانی کھینچ کر خشوع و خضوع کے ساتھ غسل کرو۔ اور یہ غسل کسی سایہ یا دیوار کی اوٹ میں ہونا چاہیئے۔ اور حتی المقدور چھپ کر غسل کرو۔۔۔۔۔ الخ۔۔۔۔۔ (ایضاً)

باب ۱۶

جو شخص غسل عیدین بھول جائے اور نماز عیدین پڑھ لے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وقت کے اندر غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے مگر یہ ضروری نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے غسل جمعہ اور غسل عیدین کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: یہ سنت ہیں فرض نہیں ہیں۔ (تہذیب و استبصار)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا غسل سنت ہے جس کے ترک کو میں پسند نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۳۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص غسل عید بھول جائے اور نماز عید پڑھ لے تو؟ فرمایا: اگر وقت باقی ہے (زوال سے پہلے پہلے) تو اسے چاہیئے کہ غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت نکل گیا ہے تو پڑھی ہوئی نماز درست ہے۔ (تہذیبین، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔

۴۔ قاسم بن الولید بیان کرتے ہیں کہ میں نے معصومؑ سے عید قربان کے غسل کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: واجب ہے سوائے منیٰ کے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وجوب سے مراد یہاں سنت مؤکدہ ہے۔

۵۔ مروی ہے کہ غسل عیدین سنت ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۷

غسل عیدین کا وقت طلوع فجر کے بعد ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا طلوع فجر کے بعد غسل کرنا کافی ہے؟ یعنی یہ غسل عیدین کے لئے کافی ہے؟ فرمایا: اگر آدمی عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن طلوع فجر سے پہلے غسل کرے تو یہ کافی نہیں ہے لیکن اگر فجر کے بعد کرے تو پھر کافی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

توبہ کرنے کے لئے غسل اور نماز مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ مسعدہ بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آنحضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! بعض اوقات میں بیت الخلاء میں داخل ہوتا ہوں اور میرے پڑوسیوں کے ہاں کچھ گانے بجانے والی لڑکیاں ہیں جو گاتی ہیں اور سارنگی بھی بجاتی ہیں تو میں بعض اوقات ان کی آواز سننے کی خاطر معمول سے زیادہ بیٹھ جاتا ہوں تو؟ فرمایا: ہرگز ایسا نہ کر۔ اس شخص نے عرض کیا: مولا! میں اس مقصد کے لئے چل کر تو نہیں گیا۔ یہ تو صرف کان پڑی آواز ہے جو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں! امامؑ نے فرمایا: تجھے خدا کی قسم سچ بتا کیا تو نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا۔ کہ کان' آنکھ اور دل و دماغ سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا؟ اس شخص نے کہا: ہاں بخدا گویا میں نے آج تک کسی عربی و عجمی سے یہ آیت نہیں سنی للہذا آج کے بعد میں ہرگز اس جرم کا اعادہ نہیں کروں گا انشاءاللہ! اور میں خدا سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: اٹھ غسل کر اور جس قدر ہو سکے نماز (توبہ) پڑھ کیونکہ تو ایک بہت بڑے امر (گناہ) پر قائم تھا۔ اگر تو اسی حالت میں مر جاتا تو تیرا کیا برا حال ہوتا؟ خدا کی حمد و ثنا کر (جس نے تجھے اس حالت سے نکلنے کی توفیق دی) اور اس کی بارگاہ میں ہر اس کام سے توبہ کر جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ کیونکہ وہ صرف قبیح کام کو ناپسند کرتا ہے اور قبیح کام کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دو۔ کیونکہ ہر کام کے لئے کچھ اہل ہوتے ہیں (محمدؐ و علیؑ والوں کو قبیح کام سے کیا غرض؟)۔ (الفروع' الفقیہ' التہذیب)

باب ۱۹

جو شخص چھپکلی کو مارے یا قصداً کسی سولی پر لٹکے ہوئے آدمی کو دیکھنے جائے اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے چھپکلی کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ نجس ہے اور وہ مسخ شدہ مخلوق ہے۔ اگر اسے مارو۔ تو غسل کرو۔ (روضہ کافی' بصائر الدرجات)

۲۔ شیخ صدوقؒ بیان کرتے ہیں۔ مروی ہے کہ جو شخص چھپکلی کو مارے وہ غسل کرے اور اس کی وجہ ہمارے بعض مشائخ نے یہ بیان کی ہے کہ ایسا کرنے والا اپنے گناہوں سے نکل جاتا ہے اس لئے ان کی وجہ سے غسل کرے۔

۳۔ نیز شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص کسی سولی پر لٹکے ہوئے شخص کو دیکھنے جائے اور جا کر دیکھے اس پر بطور سزا غسل واجب ہے (سنت مؤکدہ ہے)۔ (ایضاً)

باب ۲۰

حاجت برآری کے لئے غسل مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحیم القصیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں نے ایک دعا اختراع کی ہے! یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: مجھے اپنی اختراع سے معاف کر! جب تم پر کوئی مصیبت نازل ہو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ لے (ان سے توسل کر) یعنی دو رکعت نماز پڑھ کر اس کا ثواب ان کی بارگاہ میں ہدیہ کر۔ عرض کیا: کس طرح کروں؟ فرمایا: غسل کر کے دو رکعت حاجت کی دعا کر۔ (الفروع)

۲۔ مقاتل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قضاء حوائج کے لئے مجھے کوئی دعا تعلیم دیں! فرمایا: جب تمہیں کوئی مہم حاجت درپیش ہو تو غسل کر کے پاکیزہ ترین لباس پہنو اور زیر آسمان دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگو۔ (ایضاً۔ والتہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد بھی کچھ حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱

استخارہ کے لئے غسل مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی معاملہ میں اپنے پروردگار سے (خیر کا) طلبگار ہو تو اسے چاہیئے کہ اس دن ساٹھ مسکینوں کو صدقہ دے ہر مسکین کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع میں سے ایک ایک صاع دے اور جب رات داخل ہو تو اس کی آخری تہائی میں غسل کرے۔۔۔ جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو سو بار خدا سے طلب خیر کرے۔۔۔ پھر (یہاں وہ دعائے استخارہ ذکر کی گئی ہے)۔ (کتاب الاقبال)

۲۔ قبل ازیں (باب ۱ میں) بروایت سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: استخارہ کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (التہذیب)

باب ۲۲

رجب المرجب کی پہلی، نیمہ اور آخری تاریخ میں غسل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید ابن طاؤس بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعض کتب عبادات میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث دیکھی ہے کہ جو شخص ماہ رجب کو پائے اور اس کی پہلی، درمیانی اور آخری تاریخ میں غسل کرے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح شکم مادر سے نکلا تھا۔ (کتاب الاقبال)

باب ۲۳

شب نیمہ شعبان میں غسل مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہ شعبان میں روزے رکھو۔ اور نیمہ شعبان کی رات غسل کرو۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف ہے اور رحمت (کے نزول کا باعث) ہے۔ (التہذیب)

باب ۲۴

نوروز کے دن غسل مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ معلّی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نوروز کا دن ہو تو غسل کرو اور بہترین صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرو۔ (مصباح المتہجد)

باب ۲۵

جو شخص عمداً چاند گہن کی نماز نہ پڑھے یا جب مکمل چاند کو گہن لگے تو غسل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حریز بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چاند کو گہن لگے اور کوئی آدمی نیند سے بیدار ہو مگر سہل انگیزی کی وجہ سے نماز نہ پڑھے تو اسے چاہیئے کہ دوسرے دن غسل کر کے اس نماز کی قضا کرے اور اگر اس کی آنکھ نہ کھلے اور نہ ہی اسے چاند گہن کا علم ہو۔۔۔ تو وہ غسل کے بغیر صرف نماز کی قضا کرے۔ (تہذیب الاحکام واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۶

احرام باندھنے کے لئے غسل مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (سفر حج میں) عراق کی طرف سے جب عقیق کے مقام پر یا کسی اور میقات پر پہنچو اور احرام باندھنا چاہو تو بغلوں کے بال صاف کرو اور غسل کر کے احرام کے دو کپڑے پہنو۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں اور اس سے پہلے غسل جنابت کے پہلے باب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ج ۵ احرام کے ابواب ۸ و ۹ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

غسل مولود مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہارے بچوں پر گوشت کی بساند اور چکنائی لگ جائے تو ان کو غسل دو۔ کیونکہ شیطان اس چکنائی کو سونگھتا ہے تو بچہ نیند میں ڈر جاتا ہے۔ اور اس سے کتابت کرنے والے فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے۔(علل الشرائع) اور کتاب عیون الاخبار میں بروایت امام رضا علیہ السلام یہ روایت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔

باب ۲۸

بروز عید غدیر زوال آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے غسل مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن حسین عبدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عید غدیر کے دن روزہ رکھنا (اجر و ثواب میں) تمام زندگی روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ اور جو شخص اسی دن اس طرح دو رکعت نماز پڑھے کہ زوال آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے غسل کرے پھر۔۔۔۔۔۔ تو یہ اللہ کے نزدیک سو ہزار حج اور سو ہزار عمرہ کے برابر ہے۔(التہذیب)

باب ۲۹

غسل زیارت مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ یوسف کناسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے جاؤ تو پہلے نہر فرات پر جا کر غسل کرو۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب میں) کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جا چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۱ میں) ذکر کی جائینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۰

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے خوشبو لگائے تو اس کے لئے غسل جنابت کی طرح غسل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سعد بن ابوعمر جلاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو عورت اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک اس کا شوہر راضی نہ ہو جائے۔ اور جو کوئی عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور (اجنبی) کے لئے خوشبو لگائے اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک اس خوشبو کی وجہ سے اس طرح غسل نہ کرے جس طرح غسل جنابت کرتی ہے۔(الفروع، الفقیہ)

باب ۳۱

جب متعدد (مستحبی) غسل جمع ہو جائیں تو صرف ایک غسل کرنا کافی ہوتا ہے اور ہر غسل وضو سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اس سے پہلے (جنابت کے باب ۴۳ میں) بروایت زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہیں جس میں آپؑ نے فرمایا: جب طلوع فجر کے بعد غسل کرو تو یہ غسل غسل جنابت، غسل جمعہ، عرفہ، عید قربان، سر منڈانے، ذبح اور زیارت سب کے لئے کافی ہے۔ اور جب کئی حقوق (اسباب غسل) جمع ہو جائیں تو صرف ایک غسل کافی ہے۔ فرمایا: اسی طرح عورت کے لئے بھی جنابت، احرام، جمعہ اور حیض وغیرہ کے لئے ایک غسل کافی ہے۔(تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے غسل جنابت، غسل حیض اور غسل میت میں بکثرت اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿ تیمّم کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل تیس ابواب ہیں)

باب ۱

امکانی صورت میں سخت زمین میں ایک تیر کی مار تک اور نرم زمین میں دو تیر کی مار تک پانی کو تلاش کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مسافر کو پانی نہ ملے تو جب تک وقت میں گنجائش ہے تلاش کرے اور جب وقت کے بالکل فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم کرکے نماز پڑھے۔ (الفروع، تہذیب و استبصار)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر زمین سخت اور ناہموار ہو تو مسافر پانی نہ ملنے کی صورت میں ایک تیر کی مار تک اور اگر زمین نرم ہو تو دو تیر کی مار تک پانی کو تلاش کرے اس سے زیادہ دور تک تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علّام فرماتے ہیں: اس کے بعد بھی ایسی حدیثیں ذکر کی جائینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور آئندہ (باب ۲ میں) کچھ ایسی حدیثیں بھی ذکر کی جائینگی جو بظاہر اس کے منافی ہیں ہم اس کی وہاں توجیہ بیان کریں گے اور اس سلسلہ کی پہلی حدیث کو (جس میں پانی تلاش کرنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی) اس دوسری حدیث میں بیان کردہ حد پر محمول کیا جائے گا، یا اس سے زیادہ مقدار تک تلاش کرنے کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ یا اس صورت پر محمول کیا جائے گا جب علم ہو کہ اس حد کے پار اس کا حصول ممکن ہے۔ (واللہ اعلم)

باب ۲

جب (جان یا) مال کے تلف ہونے کا خطرہ ہو تو اگرچہ خطرہ والے مقام پر پانی کے موجود ہونے کا علم بھی ہو تو اس کی طلب واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سفر کی حالت میں ہوں اور نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے! مگر میرے پاس پانی نہیں ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ پانی کہیں ہمارے قریب موجود ہے۔ تو جب وقت میں گنجائش بھی ہے تو اسے دائیں بائیں تلاش کروں؟ فرمایا: نہ۔ پانی تلاش نہ کر، تیمم کر کے نماز پڑھ مجھے اندیشہ ہے کہ (پانی کی تلاش میں کہیں) اپنے ہمراہیوں سے پیچھے نہ رہ جاؤ۔ اور گم نہ ہو جاؤ اور تمہیں کوئی درندہ نہ کھا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یعقوب بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (مسافر) کے پاس پانی نہیں ہے۔ مگر اس کے دائیں بائیں جانب دو تیر کی مار تک یا اس سے کم و بیش جگہ میں پانی موجود ہے۔ تو؟ فرمایا: میں اسے پانی کی جستجو کرنے کا حکم دے کر اسے اپنی جان کو خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہتا کہ کوئی چور اسے (مالی) یا کوئی درندہ (جانی) نقصان پہنچائے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں تیمم کروں۔۔۔ داؤد رقی نے عرض کیا آیا میں دائیں بائیں جانب پانی کی تلاش کروں؟ فرمایا: نہ۔ نہ دائیں جانب میں تلاش کرو نہ بائیں جانب۔ ہاں اگر سر راہ مل جائے تو وضو کرو اور اگر سر راہ نہ ملے تو چلے چلو۔ (یعنی پھر تیمم کر کے نماز پڑھو)۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ جو پانی کی تلاش نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے وہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس طلب وجستجو میں جان یا مال کا خطرہ ہو جیسا کہ داؤد رقی وغیرہ کی روایت میں صراحت موجود ہے۔ اور پہلے باب میں وضاحت موجود ہے۔

باب ۳

جب پانی تک کسی وجہ سے رسائی نہ ہو سکے خواہ کنویں میں پانی ہو یا جمعہ کا اژدحام ہو یا عرفہ کا تو تیمم کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبیداللہ بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کنویں کے پاس سے گزرتا ہے مگر اس کے پاس ڈول نہیں ہے تو؟ فرمایا: اس پر کنویں میں اترنا (اور جان کو خطرے میں ڈالنا) ضروری نہیں ہے۔

کیونکہ جو پانی کا رب ہے وہی مٹی کا رب ہے لہٰذا تیمم کرے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ عبداللہ بن ابی یعفور اور عنبسہ بن مصعب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم جب ہو اور کسی کنویں کے پاس سے گزرو۔ مگر تمہارے پاس پانی کھینچنے کے لئے ڈول وغیرہ نہ ہو تو پاک خاک سے تیمم کرو۔ کیونکہ جو پانی کا رب ہے وہی خاک کا رب ہے۔ پانی میں داخل نہ ہو اور لوگوں کا پانی خراب نہ کرو۔ (الفروع، التہذیبین)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آنجنابؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص جمعہ یا عرفہ کے دن لوگوں کے اژدحام میں گھر جاتا ہے اور مسجد وغیرہ سے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے باہر نہیں نکل سکتا ہے تو؟ فرمایا: تیمم کرکے ان کے ساتھ نماز پڑھے اور جب باہر آئے تو وضو کرکے نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

باب ۴

جو شخص صرف نجس یا مشتبہ بہ نجس پانی رکھتا ہو اس پر تیمم کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اس سے پہلے (آب مطلق کے باب ۸ میں) بروایت عمار ساباطی و سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی کے پاس پانی کے دو برتن موجود ہیں ان میں سے ایک میں کوئی نجاست گر جاتی ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا ہو کہ وہ کون سا برتن ہے؟ اور اس کے پاس اور کوئی پانی نہیں ہے؟ فرمایا: ان دونوں برتنوں کو انڈیل دے اور تیمم کرکے نماز پڑھے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵

جب کوئی شخص کسی بیماری، سردی، چیچک، کسی عضو کے ٹوٹنے یا کسی زخم یا پھوڑے پھنسی وغیرہ کی وجہ سے پانی استعمال نہ کر سکے تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلم انداز کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسکین وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فلاں شخص کو چیچک نکلی ہوئی تھی۔ اور اسے غسل جنابت کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ لوگوں نے اسے غسل دے دیا اور وہ مر گیا؟ فرمایا: ان لوگوں نے اسے قتل کیا ہے! ان لوگوں نے سوال کیوں نہ کیا؟ اسے تیمم کیوں نہ کرایا؟ حیرانگی و درماندگی (جہالت) کا علاج سوال کرنا ہے۔ (الفروع)

۲۔ شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس شخص کا کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہو یا جسے اسہال کی بیماری لاحق ہو وہ تیمم کرے گا۔ اور غسل نہیں کرے گا۔ (ایضاً' الفقیہ' السرائر)

۳۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو چیچک کی تکلیف ہو یا کوئی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو جب اسے غسل جنابت کرنا ہو تو وہ مٹی سے تیمم کرے گا (اور غسل نہیں کرے گا)۔ (الفروع)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک آدمی کو کچھ پھوڑے پھنسیاں نکلے ہوئے ہیں یا اسے کچھ زخم ہیں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں کہ وہ غسل نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔ (الفروع' التہذیب)

۵۔ جعفر بن ابراہیم جعفری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا گیا کہ ایک آدمی کو زخم لگا ہوا تھا کہ اسے غسل جنابت کی حاجت ہوئی تو اس کے کہنے پر لوگوں نے اسے غسل کرایا اور وہ سردی سے اینٹھ گیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا' فرمایا: خدا ان کو قتل کرے انہوں نے اسے قتل کر دیا حیرانگی اور عاجزی (جہالت) کی دوا سوال کرنا ہے۔ (الفروع)

۶۔ محمد بن ابوالنصر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کی ران پر زخم ہوں یا پھوڑے پھنسیاں نکلی ہوئی ہوں اور سردی کا خوف ہو اور غسل جنابت کی حاجت ہو تو؟ فرمایا: غسل نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔ (التہذیب)

۷۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جسے چیچک کی تکلیف ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اسے غسل جنابت کی ضرورت پیش آئے وہ تیمم کرے گا۔ (ایضاً)

۸۔ انہی حضرت سے اسہال اور عضو ٹوٹے ہوئے شخص کے متعلق بھی اسی طرح مروی ہے۔ (ایضاً)

باب ۶

لتاڑی ہوئی خاک اور راستہ کی خاک پر تیمم کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: لتاڑی ہوئی جگہ سے وضو (تیمم) نہیں ہو سکتا۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ نیز غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب امیر علیہ السلام نے ممانعت فرمائی

ہے کہ کوئی شخص راستہ کی خاک سے تیمم کرے۔ (ایضاً)

باب ۷

خاک، پتھر اور زمین کے تمام اجزاء (واقسام) سے تیمم جائز ہے سوائے معادن وغیرہ کے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابان بن عثمان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیؑ اور عیسیٰؑ کی شرائع عطا فرمائیں۔۔۔اور ان کے لئے تمام زمین کو جائے سجدہ اور طہارت کا باعث قرار دیا۔ (اصول کافی، المحاسن)

۲۔ ابوامامہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے چار چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) میرے لئے تمام زمین مسجد اور طہارت کا باعث بنائی گئی ہے پس میری امت کا جو شخص نماز پڑھنا چاہے اور اسے پانی دستیاب نہ ہو اور زمین موجود ہو تو یہ اس کے لئے مسجد بھی ہے اور طہارت کا باعث بھی۔ (۲) ایک ماہ کی مسافت سے (دشمن پر) رُعب سے میری نصرت کی گئی ہے۔ (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے۔ (۴) اور مجھے تمام بنی نوع انسان کی طرف بھیجا گیا ہے۔ (خصال شیخ صدوق")

۳۔ عبداللہ بن عباس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے ایسی پانچ چیزیں (منجانب اللہ) عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو بھی نہیں دی گئی ہیں۔ (۱) میرے لئے زمین کو مسجد اور طہارت کا باعث بنایا گیا ہے۔ (۲) رعب وداب کے ساتھ میری نصرت کی گئی ہے۔ (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے۔ (۴) مجھے جوامع الکلم (الفاظ مختصر اور معانی زیادہ) عطا کئے گئے۔ (۵) مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں بذیل آیت اور "**ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم**" (کہ پیغمبر اسلامؐ ان کے وہ بوجھ اتارتے ہیں جو پہلے ان پر تھے) مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے بنی اسرائیل پر صرف پانی سے غسل اور وضو واجب کیا تھا اور ان کے لئے تیمم جائز نہیں کیا تھا۔ اور ان کے لئے نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں جائز قرار دی تھی۔ اور جب ان کا کوئی آدمی گناہ کرتا تھا تو اپنے آپ کو زخم لگاتا تھا جس سے وہ پہچانا جاتا تھا کہ وہ گنہگار ہے۔ اور جب کسی کے بدن پر پیشاب لگ جاتا تھا تو اسے وہ حصہ کاٹنا پڑتا تھا۔ اور ان کے لئے مال غنیمت حلال نہ تھا۔ مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (پروردگار کے حکم سے) اپنی امت سے یہ سب پابندیاں ختم کر دیں۔ (تفسیر قمی)

۵۔ اس سے پہلے (آب مضاف باب ۱ میں) بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ آیا آدمی دودھ سے وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ وضو صرف پانی سے (یا تیمم) مٹی سے ہو سکتا ہے۔

۶۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا آٹا سے وضو (تیمم) کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس سے وضو بھی کیا جا سکتا ہے اور اس سے فائدہ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے! (التہذیب)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اس حدیث میں آٹا سے وضو کرنے کے جواز کو بطور خوبصورتی اس کے استعمال کرنے پر محمول کیا ہے۔ اور اپنے اس نظریہ پر آداب حمام میں ذکر کردہ اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں امامؑ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نورہ لگاتا ہے اور اسے دھونے کے بعد آٹے کو تیل میں ملا کر نورہ والی جگہ پر لگاتا ہے تاکہ نورہ کی بدبو کو زائل کرے تو امامؑ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ جن حدیثوں میں لفظ "تراب" (خاک) وارد ہے وہ حصر پر دلالت نہیں کرتا۔ بہت سے علماء لغت نے "صعید" (جو قرآن میں وارد ہے) کی تشریح "وجہ الارض" (روئے زمین) سے کی ہے۔ بعض نے اس پر دعوائے اجماع کیا ہے۔ اسی طرح مفسرین اور فقہاء کی ایک جماعت نے صعید کے یہی معنی بیان کئے ہیں اور اسے خاک سے مخصوص نہیں کیا۔۔۔ ہاں البتہ بعض علماء نے اس کی تفسیر تراب (خاک) کے ساتھ کی ہے۔۔۔ مگر بہت سی نصوص ذکر کی جائیں گی جن میں "الارض" (زمین) کی لفظ وارد ہے۔۔۔ (اور وہ خاک وغیرہ سب کو شامل ہے) مقدمہ عبادات میں بھی اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔۔۔ اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو حسب ظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں جیسے فرش (اور کپڑے) پر تیمم کرنے کا جواز۔ مگر ہم وہاں اس کی توجیہ پیش کر کے اس منافات کو ختم کریں گے انشاءاللہ۔

باب ۸

جص (چونہ) اور نورہ سے تیمم کرنا جائز ہے اور راکھ اور درخت کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے دریافت کیا گیا کہ آیا جص (چونہ) سے تیمم جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر پوچھا گیا اور نورہ سے جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر پوچھا گیا اور راکھ سے؟ فرمایا: نہ۔۔۔ کیونکہ وہ زمین سے نہیں نکلتی وہ تو درخت سے نکلتی ہے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۹

بوقت ضرورت کپڑے، زین پوش اور گھوڑے وغیرہ کے بالوں کے غبار سے تیمم جائز ہے اور اگر یہ نہ ملے تو پھر کیچڑ سے جائز ہے مگر برف سے تیمم جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلم انداز کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مقام عرفات میں گھوڑے پر سوار ہے اور (کسی وجہ سے) اتر نہیں سکتا اور وہ باوضو نہیں ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: گھوڑے کے زین پوش، زین یا اس کی گردن کے بالوں سے تیمم کرے کیونکہ ان چیزوں میں غبار ہوتا ہے۔(التہذیب، الاستبصار، السرائر)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی آدمی برف زدہ ہو جائے تو اپنی زین کے زین پوش وغیرہ کے غبار سے تیمم کرے اور اگر وہ بھی نہ ہو اور صرف گیلی مٹی (گارا و کیچڑ) ہو تو پھر اس سے تیمم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(تہذیب و استبصار)

۳۔ رفاعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر زمین تر ہو جہاں نہ خاک مل سکے اور نہ پانی تو اس تر زمین کے قدرے زیادہ خشک مقام کو دیکھو اور اس سے تیمم کرو۔ یہ خدائے عزوجل کی طرف سے وسعت ہے۔ فرمایا: اگر برف میں گھر جائے تو دیکھے اگر گھوڑے کی زین یا کسی اور چیز پر غبار ہے تو اس سے تیمم کرے اور اگر ایسی حالت میں ہو کہ سوائے کیچڑ کے اور کوئی چیز نہ ہو تو پھر اس سے تیمم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایسے مقام میں داخل ہوتا ہے جہاں پانی نہیں ہے مگر کیچڑ ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ اس سے تیمم کرے کیونکہ یہ وہی صعید (روئے زمین) ہے (جس سے تیمم کرنے کا حکم دیا گیا ہے)۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ایک سوار ہے جس کے لئے بوجہ خوف نیچے اترنا ممکن نہیں ہے اور اسے وضو کی بھی حاجت ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر اسے کسی درندہ وغیرہ سے جان کا خطرہ ہے اور وقت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے چاہیئے کہ زین پوش یا زین پر ہاتھ مار کر تیمم کرے اور نماز پڑھے۔(ایضاً)

۵۔ ابوبصیر مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم کبھی ایسی حالت میں ہو کہ سوائے کیچڑ کے اور کوئی چیز دستیاب نہ ہو حتیٰ کہ ایسا (غبار آلود) خشک کپڑا، یا زین پوش بھی نہ ہو جسے جھاڑ کر تیمم کر سکو تو پھر اسی کیچڑ سے تیمم کر سکتے ہو کیونکہ خدا عذر قبول کرنے میں سب سے اولیٰ ہے۔(الفروع، التہذیبین)

ایک اور روایت میں اس کیچڑ کو پاک و پاکیزہ صعید اور پاک کنندہ پانی کا آمیزہ کہا گیا ہے۔(التہذیب)

۶۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا کہ وہ حالت سفر میں جب ہو جاتا ہے اور وہاں سوائے برف یا منجمد پانی کے اور کوئی چیز (پانی یا مٹی) نہیں ہے؟ فرمایا: یہ بمنزلہ ضرورت و مجبوری کے ہے۔ لہٰذا تیمم کرے اور میرا خیال ہے کہ پھر ایسی زمین کی طرف نہ جائے جو اس کے دین کو برباد کرے۔ (الفروع، المحاسن، السرائر، التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث اس معنٰی پر محمول ہے کہ اس حالت میں اپنے کپڑے کے غبار وغیرہ سے تیمم کرے۔ اور اس معنی میں اس کا کوئی ظہور نہیں ہے کہ وہ برف سے تیمم کرے۔

۷۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رخت خواب پر دراز ہو جائے اور اسے یاد آئے کہ وہ باطہارت نہیں ہے تو وہ اپنے بستر اور کپڑوں سے تیمم کرے تو اس حالت میں جب تک خدا کا ذکر کرتا رہے گا۔ اس وقت تک گویا نماز گزار سمجھا جائے گا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۳ میں) نماز خوف کے ضمن میں ذکر کی جائیں گی۔

باب ۱۰

جب برف کا پگھلانا ممکن ہو تو اس سے طہارت کرنا واجب ہے یا جب اس کی رطوبت سے غسل کا نام صادق آ جائے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص سفر کی حالت میں جب ہو جاتا ہے۔ اور برف کے سوا کچھ نہیں پاتا۔ وہ کیا کرے؟ فرمایا: برف یا نہر کے پانی سے غسل کرے۔ (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امامؑ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو برف کو آگ کے ذریعہ سے پگھلا کر اس کے پانی سے غسل کرے یا اگر برف میں کافی رطوبت ہو تو جسم کو اس پر اس طرح رگڑے کہ غسل کا نام صادق آ جائے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ سائل نے سوال میں فرض ہی یہ کیا ہے کہ وہ آدمی برف کے سوا کچھ نہیں پاتا۔ اور امامؑ جواب میں نہر کے پانی کا تذکرہ فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امامؑ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جب برف کو پگھلا کر اس کا پانی بنا لیا جائے تو پھر اس پانی اور نہر کے پانی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔ معاویہ بن شریح بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں ان کی خدمت میں

حاضر تھا۔ ہم پر دمق اور برف باری ہوتی ہے۔ اور ہم وضو کرنا چاہتے ہیں مگر منجمد پانی کے اور کوئی چیز نہیں ہے وضو کس طرح کروں؟ آیا اسی آب منجمد کے ساتھ اعضاء وضو کو رگڑوں؟ فرمایا: ہاں۔ (تہذیب واستبصار السرائر)۔

۳۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی جب ہے یا بے وضو ہے۔ اور اس کے پاس پانی نہیں ہے۔ البتہ برف بھی ہے اور مٹی بھی۔ ان سے کون سی چیز افضل ہے۔ مٹی سے تیمم کرے یا اپنے چہرہ (اور دیگر اعضاء وضو) کو برف پر رگڑے؟ فرمایا: جب برف سے سر اور جسم تر ہو جائے تو یہ افضل ہے اور اگر اس طرح غسل پر قادر نہ ہو تو پھر تیمم کرے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے پاس پانی نہیں ہے۔ البتہ بارش برستی ہے تو آیا یہ کافی ہے یا غسل کے بدل تیمم کرے؟ فرمایا: اگر اس سے غسل متحقق ہو جائے تو کافی ہے۔ بصورت دیگر تیمم کرے۔ میں نے عرض کیا ان دو میں سے کون سی صورت افضل ہے؟ تیمم کرے یا برف کے ساتھ چہرہ، سر اور بدن رگڑے؟ فرمایا: اگر برف اس کے جسم، سر کو تر کر دے تو یہ افضل ہے۔ ہاں اگر غسل پر قادر نہ ہو۔ تو پھر تیمم کرے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۱

تیمم کی کیفیت اور اس کے چند دوسرے احکام۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ کاہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (معصومؑ) سے تیمم کے متعلق سوال کیا؟ امامؑ نے ہاتھوں کو فرش پر مارا اور پھر ان کو منہ پر پھیرا پھر دونوں ہاتھوں کو ایک کی ہتھیلی سے دوسری کی پشت کو مسح کیا۔ (الفروع، التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں غرض تیمم کی کیفیت بیان کرنا ہے نہ یہ بتانا کہ کس چیز سے تیمم کیا جاتا ہے۔ ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو کہ ضرورت کے وقت اس غبار پر جو فرش وغیرہ میں ہو تیمم کرنا جائز ہے۔

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تیمم کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان کو جھاڑا اس کے بعد ان سے ایک بار اپنی پیشانی[1] اور اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت پر مسح کیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ مسح ایک ایک بار کیا نہ یہ کہ ہاتھ بھی صرف ایک بار زمین پر مارا۔

---

[1] صاحب منتقی الجمان نے صرف پیشانی پر ہاتھ پھیرنے کو کافی اور تمام چہرہ پر ہاتھ پھیرنے کو اکمل قرار دیا ہے۔ فراجع۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ داؤد بن نعمان (بروایت دیگر ابوایوب خزاز) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کی کیفیت کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: حضرت عمار بن یاسرؓ جب ہوئے اور (کسی وجہ سے غسل کر نہیں سکتے تھے اور تیمم کا طریقہ معلوم نہ تھا اس لئے) وہ زمین پر اس طرح لوٹے پوٹے جس طرح گدھا لوٹتا پوٹتا ہے۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزاح کرتے ہوئے فرمایا: اے عمارؓ! تم گدھوں کی طرح زمین پر لیٹتے رہے ہو؟ الغرض ہم نے عرض کیا کہ تیمم کی کیفیت کیا ہے؟ آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر ان کو اٹھایا اور ان سے اپنے منہ اور بند دست سے تھوڑا اسا اوپر دونوں ہاتھوں پر مسح کیا۔ (تہذیب والاستبصار)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا وہ جناب عمارؓ کا واقعہ اور تیمم کا تذکرہ فرمارہے تھے پس آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر رکھیں اور پھر ان سے اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر مسح کیا مگر کہنیوں پر مسح نہ کیا۔ (التہذیب)

۵۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ تیمم کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر مارو۔ پھر ان کو جھاڑو اور ان سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ (تہذیبین)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عمارؓ سے فرمایا: اے عمارؓ! ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ تو جنب ہوا تھا تو کیا کیا؟ عرض کیا یارسول اللہؐ! (پانی موجود نہ تھا اس لئے) خاک پر لیٹتا رہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہاں گدھا اسی طرح لیٹتا ہے! پھر فرمایا: اس طرح کیوں کیا؟ یہ فرما کر آپ دونوں ہاتھ بڑھا کر زمین کی طرف جھکے اور ان کو روئے زمین پر رکھا (بروایتے مارا ایک کو دوسرے پر مار کر جھاڑا)۔ (سرائر)۔ پھر ان سے اپنی پیشانی اور دونوں ہاتھوں کے بند ہائے دست کو ایک دوسرے یعنی بائیں سے دائیں کو اور دائیں سے بائیں کو مسح کیا اور دوبارہ نہ کیا (یا باختلاف صیغہ مطلب یہ ہے کہ منہ اور ہاتھوں کی اس مقدار سے تجاوز نہ کیا)۔ (الفقیہ، سرائر ابن ادریس حلی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۱۲ و باب ۱۳ میں) بعض ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں انشاءاللہ۔

باب ۱۲

تیمم خواہ وضو کے عوض ہو یا غسل کے عوض اس میں دوبار زمین پر ہاتھ مارنا واجب ہے اور دوسری ضرب میں اختیار ہے کہ دونوں ہاتھوں کے لئے ایک ضرب لگائے یا ہر ہاتھ کے لئے الگ الگ۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علاءؒ محمد سے اور وہ اماميںؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے تیمم کی (مقدار) کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: منہ اور ہاتھوں کے لئے دو دو بار ہے۔(تہذیب واستبصار)

۲۔ لیث مرادی تیمم کی مقدار کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دونوں ہاتھوں کو دوبار زمین پر مارو۔ پھر (ہر بار) ان کو (ایک دوسرے پر مار کر) جھاڑو پھر ان سے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔(دونوں سے دونوں کا یا ایک سے منہ کا اور دوسری سے ہاتھوں کا)۔(ایضاً)

۳۔ اسماعیل بن ہمام کندی حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تیمم ایک ضربت منہ کے لئے اور ایک ضربت ہاتھوں کے لئے ہے۔(ایضاً)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ تیمم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: تیمم خواہ وضو کے عوض ہو یا غسل جنابت کے عوض دونوں کی قسم ایک ہی ہے (دونوں قسموں میں ضربت کے عدد میں کوئی اختلاف نہیں ہے) یعنی ہر تیمم میں دو ضربتیں ہیں۔ اور ہر بار جھاڑنا ہے ایک بار منہ کے لئے اور ایک بار ہاتھوں کے لئے۔ اور جب پانی دستیاب ہو جائے تو اگر جنب ہو تو تم پر غسل کرنا واجب ہے اور اگر جنب نہیں ہو تو پھر وضو کرنا واجب ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اقرب یہ ہے کہ ہر دو تیمم کی نوعیت ایک ہے۔ اور دونوں میں دو دو ضربتیں ضروری ہیں۔ لہٰذا یہ تفصیل کہ وضو کے عوض ہو تو اس میں ایک ضربت اور غسل کے عوض ہو تو اس میں دو ضربتیں باطل ہے۔

۵۔ ابن اُذینہ جناب محمد بن مسلم سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کے متعلق سوال کیا؟ آپؑ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور پھر دونوں کو منہ پر ملا پھر بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اس سے دائیں کی کہنی سے لے کر انگلیوں کے سروں تک ایک مرتبہ اس کے ظاہری حصہ پر دوسری بار اس کے باطنی حصہ پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد دایاں ہاتھ زمین پر مارا پھر اس سے بائیں اسی طرح (اس کے ظاہر و باطن پر دوبار) پھیرا جس طرح بایاں دائیں پر پھیرا تھا پھر فرمایا: یہ تیمم ہے غسل کے لئے اور جو وضو کے لئے ہے اس میں بھی صرف منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں پر (مٹی سے) مسح کیا جائے۔ باقی رہا (وضو میں) سر اور پاؤں کا مسح؟ تو وہ تیمم میں ساقط ہے۔ ان کا مسح مٹی سے نہیں کیا جائے گا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ اور دیگر بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ اس حدیث میں منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں پر مسح کرنے کا جو تذکرہ ہے تو یہ تقیہ پر محمول ہے۔ کیونکہ یہ بات بہت سی گذشتہ اور آئندہ حدیثوں کے خلاف ہے۔ اور اہل خلاف کے مذہب کے مطابق ہے۔ (مگر صاحب منتقی الجمان نے بعض فقہاء سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۶۔ عمارؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا وضو، جنابت اور حیض کے عوض جو تیمم کیا جاتا ہے وہ ایک جیسا ہے؟ فرمایا ہاں۔ (الفقیہ' التہذیب)

۷۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ جب جنب آدمی اور حائض کو غسل کے لئے پانی دستیاب نہ ہو تو ان کے تیمم کا طریقہ ایک جیسا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ' التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ باب ۱۱ میں ایک ایک ضربت پر اکتفا کیا گیا ہے اس کی دو تاویلیں ممکن ہیں (۱) بعض میں تو احتمال ہے کہ ایک ضربت منسوخ ہو گئی ہو۔ (۲) سب میں احتمال ہے کہ وہاں صرف تیمم کرنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ ضربت کی کیفیت اور مقدار کا سرے سے تذکرہ ہی نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ فرشی چادر پر تیمم کرنے اور عمارؓ والے واقعہ میں ایک ضربت پر اکتفا کرنے سے اس کی تائید مزید ہوتی ہے حالانکہ وہ تیمم غسل کے عوض تھا۔ اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے (کہ تیمم میں دو دو ضربتیں لگائی جائیں)۔

۸۔ علامہ حلی نے کتاب المنتہی میں اور شہیدان (اول و ثانی نے لمعہ اور شرح لمعہ میں) ان کی پیروی کرتے ہوئے تفصیل کا قول اختیار کیا ہے۔ (کہ جو غسل کے بدل ہے اس میں دو ضربتیں اور جو وضو کے بدل ہے اس میں ایک ضربت ہے) اپنے اور اس نظریہ پر محمد بن مسلم والی حدیث باقری سے استدلال کیا ہے کہ وضو کے بدل تیمم میں ایک ضربت اور غسل کے بدل تیمم میں دو ضربتیں ہیں۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ان حضرات کا عجیب و غریب وہم ہے کیونکہ ایسی کسی حدیث کا وجود نہیں ہے۔ اور یہ محمد بن مسلم والی روایت وہی ہے جو ابھی اوپر (نمبر ۵ پر) ابن اُذینہ از محمد بن مسلم از امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اور اس میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں ہے۔ البتہ اس کے دو معنی بیان کرتے ہوئے جناب شیخ طوسیؒ نے بطور احتمال اس کے ایک معنی یہ بھی بیان کئے تھے جس سے ان حضرات کو وہم ہوا کہ شاید اس مضمون کی یہ کوئی صریح حدیث ہے۔ حالانکہ حقیقت حال اس طرح نہیں ہے۔ صاحب منتقی الجمان نے اس بات کی بڑی تحقیق کی ہے۔ اور جو شخص خود شیخ کے کلام میں غور و فکر کرے گا وہ اس کی تائید کرے گا۔ (واللہ اعلم)

باب ۱۳

تیمّم میں منہ اور ہاتھوں کی کتنی مقدار پر تیمّم کرنا جائز ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے کہاں سے یہ معلوم کیا اور فرمایا کہ مسح سر کے صرف بعض حصہ اور پاؤں کے بھی بعض حصہ پر ہے؟ امامؑ نے فرمایا کہ آیت مبارکہ میں حرف 'باء' کی موجودگی سے (**وامسحوا برؤسکم وارجلکم**) ہم نے معلوم کیا کہ سر اور پاؤں کے صرف بعض حصہ پر مسح کرنا ہے۔ پھر خود فرماتا ہے: "**فان لم تجدوا ماء فتیمّموا صعیداً طیّباً فامسحوا بوجوھکم وایدیکم**" (کہ اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے اپنے منہ اور ہاتھوں کے بعض حصوں پر تیمّم کرو) پس جب خدا نے ایسے شخص سے وضو معاف کرکے اس کی جگہ تیمّم مقرر کیا تو دھونے کے بعض مقامات پر مسح واجب قرار دیا کیونکہ یہاں حرف "باء" موجود ہے "**بوجوھکم**" اور اس پر عطف کرکے فرمایا "**وایدیکم**" اس سے معلوم ہوا کہ سارے چہرہ اور تمام ہاتھوں پر تیمّم نہیں کرنا (بلکہ ان کے بعض حصوں پر کرنا ہے) ظاہر ہے کہ مٹی صرف ہاتھ کے بعض حصہ پر ہی چمٹتی ہے نہ تمام پر۔ پھر فرمایا ہے: "**ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج**" خدا تمہاری تنگی نہیں چاہتا۔ (بلکہ وسعت چاہتا ہے) فرمایا: حرج سے مراد تنگی ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے تیمّم کے متعلق سوال کیا گیا۔ (کہ ہاتھوں کی کتنی حد تک ہے؟) امامؑ نے اس آیت کی تلاوت کی "**والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما**" پھر یہ آیت پڑھی "**فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق**" پھر فرمایا ہاتھوں کی اتنی مقدار پر مسح کرو جتنی مقدار کو کاٹا جاتا ہے۔ پھر آیت کا یہ حصہ پڑھا "**وما کان ربك نسیاً**"۔ تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سوال و جواب میں امامؑ نے سائل کو اہل خلاف کے خلاف استدلال کرنے کا طریقہ تعلیم دیا ہے جو چوری کے معاملہ میں تو ان کے نظریہ کے موافق ہے مگر تیمّم کے متعلق ان کے نظریہ کو باطل قرار دیتا ہے۔ گویا امامؑ یہ فرما رہے ہیں کہ خداوند عالم نے آیت سرقہ اور آیت تیمّم میں ہاتھوں کا تذکرہ مطلقاً یعنی بغیر کسی قید کے کیا ہے۔ مگر آیت وضو میں اس کی قید (کہنیوں تک) کی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھوں کا کاٹنا اور تیمّم کرنا کہنیوں سے نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ تیمّم کی کیفیت کیا ہے؟ امامؑ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا اور اس سے

منہ اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک مسح کیا۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت اور محمد بن مسلم کی سابقہ روایت کو (جس میں کہنیوں تک ہاتھوں کو مسح کرنے کا تذکرہ ہے) تقیہ پر محمول کیا ہے۔

باب ۱۴

جو نماز تیمم کر کے پڑھی جائے پانی دستیاب ہونے کے بعد اس کا اعادہ واجب نہیں ہے مگر یہ کہ پانی تلاش کرنے میں کوتاہی کی گئی ہو یا وقت کے اندر پانی مل جائے تو اعادہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبید اللہ بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص جب ہو جاتا ہے مگر اسے پانی نہیں ملتا تو؟ فرمایا: مٹی سے تیمم کرے (اور نماز پڑھے) اور جب دستیاب ہو جائے تو غسل کرے مگر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفقیہ، المحاسن)

۲۔ عبد اللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سخت سرد رات میں جب ہو جاتا ہے اور اگر غسل کرتا ہے تو اسے جان کے تلف ہونے کا اندیشہ ہے تو؟ فرمایا: تیمم کر کے نماز پڑھے اور جب سردی کا خطرہ ٹل جائے تو غسل کر کے نماز کا اعادہ کرے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نماز کے اعادہ کا جو حکم ہے اس میں دو احتمال ہیں (۱) اسے استحباب پر محمول کیا جائے۔ (۲) اس صورت پر محمول کیا جائے جب اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے بھی کوئی شخص عمداً اپنے آپ کو جب کرے جیسا کہ بعض علماء نے ذکر کیا ہے۔

۳۔ زرارہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مسافر کو (وضو) کے لئے پانی دستیاب نہ ہو تو جب تک وقت میں گنجائش ہے پانی کی تلاش جاری رکھے ہاں البتہ جب وقت کے فوت ہونے (اور اس کی وجہ سے نماز کے فوت ہونے) کا اندیشہ ہو تو تیمم کے آخری وقت میں نماز پڑھے۔ اس کے بعد جب پانی دستیاب ہو جائے تو قضا کی ضرورت نہیں۔ البتہ آئندہ (نماز) کے لئے وضو کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی شخص جب ہو اور پانی نہ مل سکے تو زمین پر تیمم کر کے نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو غسل کرے۔ مگر اس کی تیمم سے پڑھی ہوئی نماز کافی ہے۔ (الفروع)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص سفر میں تھا اور اس کے پاس پانی بھی تھا۔ مگر وہ بھول گیا اور یہ سمجھ کر کہ اس کے پاس پانی نہیں ہے تیمم کر کے نماز پڑھی۔ مگر ابھی وقت باقی تھا کہ اسے یاد آ گیا کہ اس کے پاس تو پانی موجود ہے تو؟ فرمایا: اس پر لازم ہے کہ وضو کرے اور نماز کا اعادہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ یہاں نماز کے اعادہ کا جو حکم دیا گیا ہے اس میں تین احتمال ہیں: (۱) یہ حکم استحباب پر محمول ہے۔ (۲) آخر وقت میں پانی ملنے کی توقع تھی مگر انتظار نہیں کیا۔ (۳) یا یہ کہ بالکل پانی تلاش ہی نہیں کیا جیسا کہ خود روایت میں قرینہ موجود ہے کہ پانی موجود تھا مگر بھول گیا۔ (واللہ اعلم)

۶۔ یعقوب بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص (پانی نہ ملنے کی وجہ سے) تیمم کر کے نماز پڑھتا ہے اور نماز پڑھ چکنے کے بعد اسے پانی دستیاب ہو جاتا ہے تو آیا وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے یا پڑھی ہوئی نماز کافی ہے؟ فرمایا: اگر وقت گزرنے سے پہلے پانی مل جائے تو (بطور استحباب) نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت گزر جانے کے بعد ملے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے تیمم کر کے نماز پڑھی مگر وقت کے اندر پانی مل گیا؟ فرمایا: اس کی پڑھی ہوئی نماز کافی ہے اور اس پر (بطور وجوب) اعادہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے تیمم کر کے نماز پڑھی پھر پانی دستیاب ہو گیا۔ فرمایا: اگر (اس کی جگہ) میں ہوتا تو وضو کر کے نماز کا اعادہ کرتا۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بالکل واضح الدلالت ہے کہ یہ اعادہ مستحب ہے۔

۹۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے جناب ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں ہلاک ہو گیا۔ میں نے اپنی زوجہ سے مباشرت کی ہے جبکہ (غسل کے لئے) پانی موجود نہ تھا۔ ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہ ماجرا سن کر ایک محمل اور کچھ پانی لانے کا حکم دیا تو میں اور میری زوجہ نے اس محمل کی اوٹ میں چھپ کر غسل کیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! (اگر پانی نہ ملے تو) یہ مٹی دس سال تک تمہارے لئے کافی ہے (کہ تیمم کر لیا کرو)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۱۰۔ معاویہ بن میسرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص حالت سفر میں ہے اور اسے (غسل جنابت یا وضو کے لئے) پانی نہیں ملتا لہٰذا وہ تیمم کر کے نماز پڑھتا ہے اور ابھی کچھ وقت باقی ہے کہ پانی مل جاتا ہے! آیا اس کی پڑھی ہوئی نماز کافی ہے یا وضو (یا غسل) کر کے نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: پڑھی ہوئی نماز کافی ہے

کیونکہ جو پانی کا رب ہے وہ خاک کا رب ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

(نوٹ) ایک اور روایت صادقی میں یہی سوال و جواب جب آدمی کے متعلق مذکور ہے۔ (تہذیبین)

۱۱۔ علی بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تیمم کر کے نماز پڑھتا ہوں۔ اور ابھی کچھ وقت باقی ہوتا ہے کہ مجھے پانی دستیاب ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ نہ کر۔ کیونکہ جو پانی کا مالک ہے وہی مٹی کا مالک ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۵

جو شخص کثرت اژدحام کی وجہ سے باہر نکل کر وضو نہ کر سکے اس کیلئے تیمم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگرچہ بعد میں اعادہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص جمعہ یا عرفہ کے دن لوگوں کے اژدحام میں ہوتا ہے اور اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یا سرے سے بے وضو ہے مگر کثرت اژدحام کی وجہ سے باہر نکل کر وضو نہیں کر سکتا تو؟ فرمایا: تیمم کر کے ان لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھے۔ اور جب پلٹ کر آئے تو (وضو کر کے) نماز کا اعادہ کرے۔ (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس اعادہ کے واجب ہونے پر بالصراحت دلالت نہیں کرتی۔ لہٰذا یہ استحباب پر محمول ہے علاوہ بریں یہ بھی ممکن ہے کہ حدیث میں مذکورہ صورت حال میں باہر نکلنا قدرے مشکل ہو مگر ناممکن نہ ہو۔ اور یہ سہل انگیزی کرے اور باہر نہ نکلے تو اس صورت میں اعادہ کرنا واجب ہوگا۔ اس سے پہلے (باب ۳ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۶

جو شخص عمداً اپنے تئیں جب کرے اور جان کے نقصان کے پیش نظر غسل کی بجائے تیمم کر کے نماز پڑھے اس کے لئے اعادہ مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ صدوقؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سخت سرد رات میں جب ہو جاتا ہے اور اگر (اس ٹھنڈے پانی سے) غسل کرے تو جان کے تلف کا

اندیشہ ہے تو؟ فرمایا: تیمم کرکے نماز پڑھے۔ اور جب سردی کا خطرہ دور ہو جائے تو غسل کرکے نماز کا اعادہ کرے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب نے اس کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب آدمی عمداً اپنے آپ کو جنب کرے۔ مگر یہ حدیث اس مطلب میں صریح نہیں ہے۔ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ حکم استحباب پر محمول ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہو کہ جب غسل کرنا مشکل ضرور مگر ناممکن نہ ہو (اور پھر غسل نہ کرے بلکہ تیمم کرے تو بعد میں غسل کرکے نماز کا اعادہ کرے گا) (واللہ اعلم)۔

باب ۱۷

جو شخص عمداً جنب ہو اس کے لئے غسل کرنے میں مشقت شدید کا برداشت کرنا واجب ہے اور اس کے لئے تیمم کرنا جائز نہیں ہے، ہاں البتہ احتلام والے کے لئے تیمم جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن احمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی نے ان سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو چیچک نکلی ہوئی ہے اور وہ جنب ہو جاتا ہے تو کیا کرے؟ فرمایا: اگر اس نے عمداً اپنے آپ کو جنب کیا ہے تو بہرحال غسل کرے اور اگر احتلام ہوا ہے تو تیمم کرے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ ابن مسکان و عبداللہ بن سلیمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص سخت سرد زمین میں ہے جو اگر غسل کرے تو اسے اس کی وجہ سے عنت کا اندیشہ ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ بہرحال غسل کرے خواہ اسے جو نقصان ہو جائے! راوی کہتا ہے کہ پھر امامؑ نے اپنا ذاتی واقعہ نقل کیا کہ ان کو سخت درد تھا۔ جگہ بھی بہت سرد تھی اور اس رات ہوا بھی بڑی سخت اور تیز و تند چل رہی تھی کہ وہ جنب ہو گئے۔ تو میں نے اپنے غلاموں کو بلا کر حکم دیا کہ مجھے اٹھا کر لے جاؤ اور مجھے غسل دو۔ انہوں نے کہا مولا! اس سخت سردی میں ہمیں آپ کی جان کا خطرہ ہے! میں نے کہا کہ میرے لئے کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ چنانچہ وہ مجھے اٹھا کر لے گئے اور تختیوں پر لٹا کر اور مجھ پر پانی ڈال کر غسل دیا۔ (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علماء نے ان تمام حدیثوں کو اس آدمی پر محمول کیا ہے جس نے عمداً اپنے آپ کو جنب کیا ہو۔ جب کہ بعض حدیثوں میں اس کی صراحت موجود ہے۔ مزید برآں امامؑ کی جناب بھی اس بات کا قرینہ ہے کیونکہ وہ احتلام سے تو نقص کی وجہ سے منزہ و مبرا ہیں۔ (واللہ اعلم)

باب ۱۸

جب میت، جنب اور بے وضو یا ایک جنب اور چند بے وضو اکٹھے ہو جائیں اور پانی تھوڑا ہو اور سب کے لئے کافی نہ ہو تو کون مقدم ہوگا؟ اس کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالرحمٰن بن ابی نجران بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ سفر کی حالت میں تین افراد جمع ہوتے ہیں (۱) جنب۔ (۲) میت۔ (۳) اور بے وضو؟ نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور ان کے پاس پانی اس قدر ہے جو صرف ایک کے لئے کافی ہے! وہ کیا کریں اور وہ پانی کون استعمال کرے؟ فرمایا: اس سے جنب آدمی غسل کرے، میت کو تیمم کرکے دفن کیا جائے اور جو بے وضو ہے وہ بھی تیمم کرے۔ کیونکہ غسل جنابت فرض ہے اور غسل میت سنت ہے اور تیسرے (بے وضو) کے لئے تیمم جائز ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سنت سے یہاں مراد یہ ہے کہ جس کا وجوب قرآن سے نہیں بلکہ سنت سے مفہوم ہے۔ جیسا کہ شیخ طوسیؒ اور دوسرے علماء نے ذکر کیا ہے۔

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ چند آدمی سفر میں ہیں اور ان میں سے ایک جنب ہو جاتا ہے اور دوسرے بے وضو ہیں اور ان کے پاس پانی صرف اس قدر ہے کہ جنب کے غسل کیلئے کافی ہے؟ تو افضل کیا ہے وہ سب وضو کریں یا جنب کو غسل کے لئے دے دیں (اور وہ تیمم کریں؟) فرمایا: وہ سب وضو کریں اور جنب تیمم کرے۔ (تہذیب الاحکام)

۳۔ حسن تفلیسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر میت اور جنب اکٹھے ہو جائیں اور ان کے پاس صرف اس قدر پانی ہو جو صرف ایک کے لئے کافی ہو تو کون غسل کرے؟ فرمایا: جب فرض و سنت جمع ہو جائیں تو ابتدا فرض سے کی جائے گی (یعنی جنب غسل کرے گا اور میت کو تیمم کرایا جائے گا)۔ (ایضاً و استبصار) ایسی ہی ایک حدیث امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ (ایضاً، العلل، العیون)

۴۔ محمد بن علی بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا میت اور جنب دونوں ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور وہاں پانی صرف اس قدر ہے جو ان میں سے صرف ایک کے لئے کافی ہے تو ان میں سے کون اولیٰ واقدم ہے کہ پانی اسے دیا جائے؟ فرمایا: جنب تیمم کرے اور میت کو غسل دیا جائے! (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں (جن میں بعض کے اندر کسی کو مقدم قرار دیا گیا ہے اور بعض میں کسی اور کو)۔ ایسا کرنے کے واجب ہونے پر بالصراحت دلالت نہیں کرتیں بلکہ اولویت واستحباب پر دلالت کرتی ہیں اور اس بات کا سب سے بڑا قرینہ ان میں پایا جانے والا اختلاف ہے۔ لہٰذا یہ اختیار پر محمول ہیں (کہ جس کو چاہیں مقدم کریں اور جسے چاہیں مؤخر۔ انہیں اختیار ہے)۔

باب ۱۹

ہر وہ چیز جو وضو کو باطل کرتی ہے اس سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے اور جب پانی کے استعمال پر قدرت ہو جائے تو اس سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے اور اگر بعد ازاں پانی نایاب بھی ہو جائے تو تیمم واجب ہے۔ اور جب جنب آدمی کا تیمم ٹوٹ جائے اگرچہ حدث اصغر سے ٹوٹے تو غسل واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلم انداز کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا کوئی شخص ایک وضو سے شب و روز کی تمام نمازیں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! جب کہ کوئی حدث صادر نہ ہو' پھر عرض کیا: کیا ایک تیمم سے شب و روز کی تمام نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! جب تک کوئی حدث سرزد نہ ہو۔ یا پانی دستیاب نہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر پانی دستیاب ہو جائے مگر وہ یہ خیال کر کے کہ جب چاہے گا اسے اور پانی مل جائے گا اسے استعمال نہ کرے' اور بعد میں پانی دستیاب نہ ہو تو؟ فرمایا: اس سے تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اس شخص پر تیمم کا دوبارہ کرنا لازم ہے۔ (الفروع' التہذیب' والاستبصار)

۲۔ حسین عامری اس شخص سے نقل کرتے ہیں جس نے امامؑ سے سوال کیا تھا کہ ایک شخص جنب ہو جاتا ہے اور (غسل کے لئے) پانی نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور مٹی سے تیمم کرتا ہے پھر پانی کے پاس سے گزرتا ہے مگر یہ خیال کر کے کہ پانی اور مل جائے گا' غسل نہیں کرتا' حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے مگر وہ کسی پانی تک نہیں پہنچا' اور اب نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ دامن گیر ہو جاتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: از سر نو تیمم کرے اور نماز پڑھے کیونکہ اس کا پہلا تیمم تو اس وقت ٹوٹ گیا تھا جب وہ پانی کے پاس سے گزرا تھا مگر غسل نہیں کیا تھا۔ (التہذیب)

۳۔ اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) زرارہ از امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ (تیمم کرنے کے بعد) جب تمہیں پانی دستیاب ہو جائے تو اگر تم جنب ہو تو تم پر غسل واجب ہے اور اگر جنب نہیں ہو تو وضو واجب ہے۔

۴۔ ابوایوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو پانی دستیاب نہ ہو اور وہ مٹی کے ساتھ تیمم کرے وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص پانی کے تالاب سے وضو کرے' کیا خدا نہیں فرماتا "اگر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو" راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا کہ اگر اسے آخری وقت میں پانی مل جائے تو؟ فرمایا: اس کی پڑھی ہوئی نماز درست ہے! اس نے عرض کیا: آیا اس تیمم سے دوسری نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب (تیمم والا آدمی) پانی دیکھے اور اس کے استعمال پر قادر بھی ہو تو اس سے تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) اور نواقض وضو میں ایسی عمومی و اطلاقی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۰

ایک تیمم سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں جب تک کوئی حدث سرزد نہ ہو یا پانی دستیاب نہ ہو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلم انداز کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا کوئی آدمی ایک تیمم میں شب و روز کی تمام نمازیں پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! جب تک کوئی حدث صادر نہ ہو یا پانی دستیاب نہ ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب و الاستبصار)

۲۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو پانی دستیاب نہیں ہوتا آیا وہ ہر نماز کے لئے تیمم کرے؟ فرمایا: نہ۔ تیمم تو بمنزلہ پانی کے (وضو کے) ہے۔ (تہذیبین)

۳۔ ابو ہمام حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تک پانی نہ ملے تو ہر ہر نماز کے لئے تیمم کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی تین تاویلیں ہیں (۱) یہ اس صورت پر محمول ہے کہ آدمی سے کوئی حدث سرزد ہو۔ (۲) یہ محمول بر تقیہ ہے۔ (۳) یا اس اثناء میں پانی کے استعمال کرنے پر قادر ہو جائے۔ (مگر نہ کرے)۔ (واللہ اعلم)

۴۔ قبل ازیں (باب ۱۴ میں) سکونی از امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذرؓ سے فرمایا: اے ابوذر! مٹی تمہارے لئے دس سال تک کافی ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۹ وغیرہ) میں اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں وارد ہے کہ تیمم کو سوائے حدث کے یا پانی دستیاب ہونے کے اور کوئی چیز باطل نہیں کرتی۔

باب ۲۱

جو شخص تیمم کرکے نماز شروع کرے پھر پانی دستیاب ہو جائے تو جب تک رکوع میں نہ چلا جائے اس وقت تک واجب ہے کہ نماز توڑ کر طہارت کرکے از سر نو نماز پڑھے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب تیمم والا آدمی نماز شروع کر دے اور پانی دستیاب ہو جائے تو نماز توڑ کر وضو کرکے از سر نو نماز پڑھے؟ فرمایا: جب تک رکوع میں نہ چلا جائے، اور اگر رکوع میں چلا جائے تو پھر نماز کو جاری رکھے۔ کیونکہ تیمم بھی دو طہارتوں میں سے ایک ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ہے جسے پانی نہیں ملتا اور وہ تیمم کر کے نماز شروع کرتا ہے کہ اس کا غلام آ کر اطلاع دیتا ہے کہ یہ پانی موجود ہے؟ فرمایا: اگر ابھی رکوع میں نہیں گیا تو پھر نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو پھر مشغول رہے۔ (الفروع' التہذیب' الاستبصار' السرائر)

۳۔ محمد بن حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا۔ پھر اس نے تیمم کیا اور نماز شروع کی اب پانی لایا گیا تو؟ فرمایا: نماز جاری رکھے (پھر فرمایا) جان لو کہ کسی شخص کو تیمم نہیں کرنا چاہیئے مگر آخر وقت میں! (التہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کو یا تو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب رکوع میں جا چکا ہو یا نماز کا وقت تنگ ہو جیسا کہ حدیث کے آخر میں مذکور ہے (کہ تیمم آخر وقت میں کرنا چاہیئے)۔

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو پانی نہ ملا اور نماز کا وقت داخل ہو گیا اس نے تیمم کیا اور نماز شروع کر دی جب دو رکعت پڑھ چکا تو پانی مل گیا۔ آیا وہ دو رکعتوں کو توڑ دے اور پھر وضو کر کے نماز پڑھے؟ فرمایا: نہ۔ وہ نماز کو جاری رکھے اور اسے تمام کرے کیونکہ جب اس نے نماز شروع کی تھی تو وہ تیمم والی طہارت پر تھا۔ (الفقیہ' التہذیبین)

۵۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے تیمم کیا اور نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھ چکا تو وہاں سے پانی کی نہر گزری (دوسری روایت کے مطابق ایک آدمی پانی کے دو مشکیزے لے کر آ گیا) تو؟ فرمایا: غسل کرے اور از سر نو نماز پڑھے (دوسری روایت کے مطابق نماز توڑ کے وضو کرے اور پھر ایک رکعت پر بناء رکھ کر نماز مکمل کرے)۔ (تہذیب' واستبصار' السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے نیز اسے تقیہ پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے کیونکہ تفصیل (رکوع سے پہلے اور اس کے بعد کے فرق کے بارے میں) موجود ہے۔

باب ۲۲

جب عذر کے برطرف ہونے کی توقع ہو تو پھر آخری وقت تک تیمّم اور نماز کا مؤخر کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تمہیں پانی دستیاب نہ ہو اور تیمم کرنا چاہو تو اسے آخر وقت تک مؤخر کرو۔ اگر پانی نہ مل سکا تو کیا زمین کہیں چلی جائے گی؟ (الفروع' التہذیب' والاستبصار)

۲۔ زرارہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مسافر کو پانی نہ ملے تو جب تک موجود ہے پانی تلاش کرے

ہاں البتہ جنب وقت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم کر کے آخر وقت میں نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جنب تھا اس نے تیمم کیا اور ان لوگوں کو نماز باجماعت پڑھانا شروع کی جو باطہارت تھے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (پھر فرمایا) جب کوئی شخص تیمم کرے تو اسے آخری وقت میں کرنا چاہیئے اگر پانی نہ مل سکا تو زمین تو مل جائے گی۔ (تہذیب)

۴۔ محمد بن حمران والی حدیث (باب ۲۱ میں) گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کسی کو نہیں چاہیئے کہ وہ وضو کرے مگر آخری وقت میں!۔

باب ۲۳

(چونکہ تیمم غسل و وضو کا قائمقام ہے لہٰذا) تیمم والے شخص کے لئے ہر وہ چیز مباح ہے جو پانی والی طہارت والے شخص کے لئے مباح ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن حمران اور جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ (آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا) خداوند عالم نے مٹی کو اس طرح پاک کنندہ قرار دیا ہے جس طرح پانی کو بنایا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا کہ جسے پانی میسر نہیں ہے۔ آیا وہ ہر نماز کے لئے تیمم کرے؟ فرمایا: نہ! وہ بمنزلہ پانی کے ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۳۔ زرارہ از امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث میں وارد ہے کہ تیمم دو طہارتوں میں سے ایک طہارت ہے۔ (یہ حدیث اس سے پہلے باب ۲۱ میں گزر چکی ہے)۔

۴۔ محمد بن مسلم از امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں وارد ہے فرمایا: جو پانی کا مالک ہے وہی مٹی کا مالک ہے۔ (یہ حدیث اس سے پہلے باب ۲۲ میں گزر چکی ہے) اور جس نے تیمم کیا وہ طہورین میں سے ایک کو عمل میں لایا ہے۔

باب ۲۴

جنب پر تیمم کرنا واجب ہے اگرچہ اس قدر پانی موجود ہو جو صرف وضو کے لئے کافی ہو تو اس کے لئے صرف وضو کرنا کافی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبیداللہ بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جنب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے پاس صرف اس قدر پانی ہے کہ وضو کے لئے کافی ہے آیا وضو کرے یا (غسل کے عوض) تیمم کرے؟ فرمایا:

(وضو) نہ کرے بلکہ تیمم کرے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کے لئے آدمی طہارت قرار دی گئی ہے (جبکہ مکمل طہارت پانی اور مٹی والی ہے)۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن حمران اور جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ قوم کا ایک پیش نماز ہے۔ جو حالت سفر میں جب ہو جاتا ہے اور اس کے پاس صرف اس قدر پانی ہے جو وضو کے لئے کافی ہے آیا وہ شخص وضو کر کے نماز پڑھا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ تیمم کر کے نماز باجماعت پڑھائے کیونکہ خدا نے خاک کو ایسے ہی پاک کنندہ بنایا ہے جس طرح پانی کو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم امامین علیہم السلام میں سے ایک امامؑ سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص سفر کی حالت میں جب ہو جاتا ہے اور اس کے پاس صرف اس قدر پانی ہے کہ جو وضو کے لئے کافی ہے تو؟ فرمایا: (غسل کے عوض) تیمم کرے اور وضو نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (آنے والے ابواب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۵

اگر پانی موجود تو ہو مگر پینے کے لئے اس کی ضرورت ہو تو تیمم جائز ہے اور اس کا انڈیلنا واجب نہیں ہے اور طہارت میں استعمال کی صورت میں ضروری مقدار پر اکتفا کی جائے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو سفر میں جب ہو گیا اور اس کے پاس تھوڑا سا پانی موجود تھا مگر اسے اندیشہ تھا کہ اگر غسل کرے گا تو اسے پیاس ستائے گی؟ فرمایا: اگر اسے پیاس کا اندیشہ ہو تو پانی کا ایک قطرہ بہائے بغیر مٹی سے تیمم کرے کیونکہ (اس صورت میں) مجھے مٹی زیادہ پسند ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حالت سفر میں ایک جب آدمی کے پاس صرف اس قدر تھوڑا سا پانی ہے جو اگرچہ غسل کیلئے کافی ہے مگر اسے پیاس کا اندیشہ ہے تو آیا غسل کرے یا (پانی بچا کر) تیمم کرے؟ فرمایا: بلکہ تیمم کرے۔ اور یہی حکم وضو کا ہے۔ (تیسری روایت میں یہ اضافہ ہے کیونکہ خدا نے پانی اور مٹی دونوں کو باعث طہارت قرار دیا ہے۔ اور چوتھی روایت میں ہے تیمم افضل ہے کیونکہ مٹی نصف طہور ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۶

جب پانی کا خریدنا ممکن ہو اگرچہ قیمت بہت زیادہ ہو تو طہارت کے لئے اس کا خریدنا واجب ہے اور اس صورت میں تیمم جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ صفوان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز کے لئے وضو کرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس پانی نہیں ہے پھر بقدر وضو قیمتاً ملتا ہے مگر مہنگا اس قدر ہے کہ سو درہم یا ہزار درہم میں ملتا ہے مگر وہ قیمت ادا کر سکتا ہے تو آیا پانی خرید کر وضو کرے یا تیمم؟ فرمایا: وہ پانی خرید کر وضو کرے پھر فرمایا: ایک بار مجھے بھی یہی صورت حال پیش آئی تھی تو میں نے پانی خرید کر وضو کیا تھا۔ اور اس سلسلہ بہت سے مال کا (جو پانی کی خریداری پر صرف کیا تھا) کوئی افسوس نہیں ہوا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حسین بن ابوطلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد صالح (یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ارشاد خداوندی "**اولامستم النساء فلم تجدوا ماءً فتيمموا صعيداً طيباً**" (یا اگر تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور پانی دستیاب نہ ہو تو پاک و پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو) کے بارے میں سوال کیا کہ اس کی حد کیا ہے؟ (کہاں تیمم کرنا روا ہے؟) فرمایا: مطلب یہ ہے کہ نہ قیمتاً پانی ملے اور نہ بغیر قیمت کے۔ میں نے عرض کیا: اگر پانی (اس قدر مہنگا ہو کہ) بقدر وضو ایک ہزار یا سو ہزار (درہم) میں دستیاب ہو تو؟ فرمایا: یہ اس آدمی کی وسعت و طاقت پر منحصر ہے! (کہ ادا کر سکتا ہے یا نہ؟)۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۲۷

جب پانی میسر نہ ہو تو ہمبستری مکروہ ہے مگر جبکہ اشد ضروری ہو مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص بیوی کے ہمراہ سفر کر رہا ہے اور پانی (بقدر غسل) موجود نہیں ہے! آیا بیوی سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: میں اس کو پسند نہیں کرتا مگر یہ کہ اس میں شہوت کا غلبہ ہو یا جان کا خطرہ ہو۔ (التہذیب، السرائر ابن ادریس)

۲۔ دوسری روایت میں اس قدر اضافہ ہے راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ اس مباشرت سے لذت حاصل کرنا چاہتا ہے تو؟ فرمایا: حلال ہے! میں نے عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے جناب ابوذرؓ سے فرمایا: اپنی اہلیہ سے مقاربت کر تجھے اس کا اجر دیا جائے گا؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کیا مجھے اس فعل پر اجر دیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں اگر فعل حرام کرو گے تو وزر و وبال اٹھاؤ گے اور حلال کرو گے تو اجر و ثواب پاؤ گے! امامؑ نے فرمایا: تم خود غور نہیں کرتے کہ اگر اسے (مباشرت نہ کرنے میں) جان کا خطرہ ہو اور حلال سے مباشرت کرے تو ضرور اسے اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۸

ایسی جگہ قیام کرنا مکروہ ہے جہاں پانی نہ ہو اگرچہ یہ قیام کسی جائز غرض کے لئے ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اونٹوں کی بہتری اور ان کی چراگاہ کی وجہ سے کئی ماہ تک ایسے شہروں میں قیام کرتا ہے جہاں پانی نہیں ہے (جس سے اسے غسل و وضو کرنے کی تکلیف ہوتی ہے؟) فرمایا: وہاں قیام نہ کرے۔(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اس سے پہلے (باب ۹ میں) بروایت محمد بن مسلم از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یہ حدیث گزر چکی ہے کہ ایک آدمی سفر کی حالت میں جنب ہوتا ہے اور وہاں برف یا منجمد پانی کے سوا کچھ نہیں پاتا تو؟ فرمایا: یہ اضطرار کی حالت ہے تیمم کرے اور میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ایسی زمین کی طرف دوبارہ جائے جو اس کے دین و ایمان کو تباہ کرے۔

۳۔ شیخ صدوقؒ نقل کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ اگر ایسی سرزمین میں جنب ہو جاؤ جہاں سوائے منجمد پانی کے اور کچھ نہ ہو اور مٹی تک بھی رسائی حاصل نہ کر سکو تو (اسی جامد پانی سے) مسح کر کے نماز پڑھو اور پھر ایسی زمین کی طرف نہ جاؤ جو تمہارے دین کو برباد کرے۔(الفقیہ)

باب ۲۹

تیمم میں ہاتھوں کو زمین پر مارنے کے بعد جھاڑنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) زرارہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تیمم کی کیفیت دریافت کی تو آپؑ نے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان کو اوپر اٹھا کر جھاڑا بعد ازاں انہیں اپنی پیشانی اور ہاتھوں پر پھیرا۔

۲۔ نیز اس سے پہلے (باب ۱۱ میں ۹) عمرو بن ابوالمقدام کی یہ روایت گزر چکی ہے جس میں آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کی کیفیت دریافت کی اور آپؑ نے دونوں ہاتھ مٹی پر مارے پھر اوپر اٹھا کر جھاڑا اس کے بعد ان کو پیشانی اور ہاتھوں پر پھیرا۔

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ قبل ازیں اس قسم کی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

جو شخص تیمم کر کے نجس کپڑے میں نماز پڑھے آیا وہ بعد میں نماز کا اعادہ کرے یا نہ۔ نیز جنب اور حائض تیمم کر کے مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ سے نکلیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس ایسا (نجس) کپڑا موجود ہے جس میں نماز جائز نہیں ہے اور اسے دھونے (اور وضو کرنے کے لئے) پانی بھی نہیں ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ تیمم کر کے اس کپڑے میں نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو اسے دھوئے (اور وضو کر کے) اس نماز کا اعادہ کرے۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (اعادہ) استحباب پر محمول ہے جیسا کہ یہ مطلب اس سے پہلے بھی گزر چکا ہے اور اس کے بعد بھی نجاسات (کے باب ۴۵ میں) ذکر کیا جائے گا۔

۲۔ اس سے پہلے (جنابت کے باب ۱۵ میں) بروایت ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جب کوئی شخص مسجد الحرام یا مسجد نبویؐ میں سویا ہوا ہو اور (احتلام کی وجہ سے) جنب ہو جائے تو تیمم کرے اور تیمم کے بغیر مسجد سے گزر کر باہر نہ نکلے۔ پھر غسل کرے اور اسی طرح اگر عورت کو وہاں حیض آجائے تو بھی اسی طرح کرے۔ (تیمم کر کے باہر نکلے)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (جنابت باب ۱۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (نجاسات باب ۴۵ میں) ذکر کی جائیں گی۔ (انشاء اللہ)

﴿ ابواب نجاسات ﴾

برتن اور چمڑے

(اس سلسلہ میں کل تراسی (۸۳) باب ہیں)

باب ا

سوائے طفل شیر خوار کے پیشاب نجس ہے اور اس نجاست سے بدن اور کپڑے کو دو مرتبہ دھونا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ اگر پیشاب کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اسے دوبار دھوؤ۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ حسین بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر بدن کو پیشاب لگ جائے تو؟ فرمایا: اس پر دوبار پانی ڈالو کیونکہ وہ (پیشاب) پانی ہی تو ہے (وہ کوئی میل کچیل نہیں ہے کہ رگڑنے کی ضرورت ہو) پھر عرض کیا اور اگر کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اسے دوبار دھوؤ۔(الفروع' التہذیب' السرائر)

۳۔ شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ اگر پیشاب صرف سر حشفہ وغیرہ پر ہو تو اتنی ہی مقدار میں پانی سے اسے دھولے۔(الفروع)

۴۔ شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ پیشاب کوئی میل نہیں ہے کہ اسے ملنے اور رگڑنے کی ضرورت ہو۔(ایضاً)

باب ۲

اگر کپڑے کو کسی طشت یا لگن میں دھویا جائے تو دو بار دھونے سے پاک ہوتا ہے اور آب جاری میں ایک بار دھونا کافی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کپڑے کو پیشاب لگ جائے تو؟ فرمایا: اگر اسے کسی لگن میں دھوؤ تو دو بار۔ اور اگر آب جاری میں دھوؤ تو ایک بار کافی ہے۔(تہذیب الاحکام)

باب ۳

اگر طفل شیر کا پیشاب کپڑے کو لگ جائے تو طہارت کے لئے صرف ایک بار پانی کا چھڑکنا کافی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حسین بن ابو العلاء ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کرے تو؟ فرمایا: اس پر تھوڑا سا پانی ڈال کر اسے نچوڑ دو۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بچہ کے پیشاب کے متعلق دریافت کیا؟ فرمایا: اس پر پانی ڈال دو۔ اور اگر وہ روٹی کھاتا ہے تو پھر اسے باقاعدہ دھوؤ۔ پھر فرمایا: اس سلسلہ میں بچہ اور بچی کا حکم ایک ہی ہے۔(ایضاً)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ اگر بچہ کا پیشاب کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اسے دھوڈالو۔ عرض کیا کہ اگر جگہ کا پتہ نہ ہو تو؟ فرمایا: تمام کپڑا دھوڈالو۔(تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے دھونے کا مطلب اس پر پانی ڈالنا لیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دھونا مستحب ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ بچہ ہو جو روٹی کھاتا ہے۔

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچی (اگرچہ ہنوز روٹی نہ کھاتی ہو) کے دودھ اور پیشاب کی وجہ سے کپڑے کو دھویا جائے گا کیونکہ دودھ اس کے مثانہ سے نکلتا ہے اور بچہ کے دودھ اور پیشاب سے جب تک روٹی نہ کھائے کپڑا نہیں دھویا جائے گا کیونکہ اس کا دودھ اس کی ماں کے کاندھوں سے نکلتا ہے۔(الفقیہ، المقنع، العلل، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ جن روایتوں میں وارد ہے کہ بچہ کے پیشاب کی وجہ سے کپڑا نہیں دھویا جائے گا ان کا مطلب یہ ہے کہ کپڑا نچوڑا نہیں جائے گا بلکہ صرف اس پر پانی ڈالا جائے۔ اور مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جن روایتوں میں وارد ہے کہ بچی کے دودھ سے بھی کپڑا دھویا جائے گا یہ یا تو استحباب پر محمول ہے یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب دودھ کے ساتھ پیشاب کی آمیزش ہو یا یہ محمول بر تقیہ ہے کیونکہ یہ بعض اہل خلاف کے نظریہ کے موافق ہے (واللہ اعلم) اور اس کا راوی بھی عامی المذہب ہے۔

باب ۴

بچہ کی تربیت کنندہ عورت کے پاس اگر کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہو تو اس پر روز ایک بار اس جوڑے کا دھونا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوحفص بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک بچہ دار عورت کے پاس صرف ایک جوڑا قمیص ہے اور اس کا ایک نومولود بچہ ہے جو اس پر پیشاب کرتا ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ قمیص کو دن میں صرف ایک بار دھو لے۔(الفقیہ'المقنع'التہذیب)

باب ۵

بچھونا یا اس جیسی کوئی چیز جس میں روئی وغیرہ بھری ہوئی ہو جب اسے پیشاب لگ جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابراہیم بن ابومحمود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ تکیہ اور بچھونا کو اگر پیشاب لگ جائے تو ان کا کیا کیا جائے؟ (انہیں کس طرح پاک کیا جائے؟) جبکہ وہ موٹے ہوں اور ان میں بہت سی روئی وغیرہ بھری ہوئی ہو؟ فرمایا: اس کے منہ کی جانب سے ظاہری حصہ کو دھو لیا جائے[1]۔(الفروع'الفقیہ'التہذیب)

۲۔ ابراہیم بن عبدالحمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس کپڑے کے متعلق سوال کیا جسے ایک طرف سے پیشاب لگے اور دوسری طرف سے پار ہو جائے یا پوستین اور وہ کپڑا جس میں روئی وغیرہ بھری ہوئی ہو اگر اسے پیشاب لگ جائے تو؟ فرمایا: جتنی مقدار اور جس جانب کو پیشاب لگا ہوا ہے اسے دھو ڈالو پھر دوسری جانب کو ہاتھ لگا سکتے ہو! اور اگر اس نجس حصہ کو ہاتھ لگانا چاہو تو اسے دھوؤ۔ ورنہ صرف اس پر پانی چھڑک دو۔(الفروع)

۳۔ عبداللہ بن الحسن اپنے جد علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بچھونا ہے جس میں بہت سی اون ہے۔ اگر اسے پیشاب لگ جائے تو کس طرح دھویا جائے؟ فرمایا: وہاں اس پر اس قدر پانی ڈالا جائے جہاں پیشاب لگا ہو کہ دوسری طرف سے باہر نکل جائے۔

(قرب الاسناد'البحار)

---

[1] اس کا علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب پیشاب نے اس کے اندر سرایت نہ کی ہو ورنہ سب کو دھونا پڑے گا۔(مرآۃ العقول)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۶

جب کسی عضو کو نجاست لگ جائے اور پھر آدمی کو پسینہ آ جائے تو جب تک پسینہ جاری نہ ہو جائے اس وقت تک ملاقی حصہ نجس نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حکم بن حکیم بن برادر خلاد بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں پیشاب کرتا ہوں مگر مجھے (استنجاء کے لئے) پانی دستیاب نہیں ہوتا اور میرے ہاتھ کو کچھ پیشاب لگ جاتا ہے اور میں اسے دیوار پر یا خاک میں ملتا ہوں پھر میرے ہاتھ کو پسینہ آتا ہے اور میں وہ ہاتھ منہ پر یا جسم کے کسی حصہ پر یا کپڑے کو لگاتا ہوں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع' الفقیہ' التہذیب)

۲۔ عیص بن قاسم ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے ذکر کو ہاتھ لگاتا ہے (جس سے اس کے ہاتھ کو پیشاب لگ جاتا ہے) پھر اس کے ہاتھ کو پسینہ آتا ہے اور اس سے اس کا کپڑا لگ جاتا ہے کیا کپڑے کو دھوئے؟ فرمایا: نہ[1]۔(التہذیب)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ اور باب ۲۶ میں) آئیں گی انشاءاللہ۔

۱۔ حدیث کے اس آخری حصے سے بعض علماء نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ متنجس سے ملاقات سے کوئی شی نجس نہیں ہوتی حالانکہ اگر اس حدیث کے ابتدائی حصہ کو مدنظر رکھا جائے تو اس نظریہ کی نفی ہو جاتی ہے کیونکہ اس عیص بن قاسم کی صحیح السند حدیث کا ابتدائی حصہ یوں ہے۔ عیص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایسی جگہ پیشاب کیا جہاں پانی موجود نہ تھا اس لئے اس نے پتھر سے پیشاب کے مقام کو خشک کیا۔ بعد ازاں اس کے ذکر پر اور رانوں پر پسینہ آیا (اور وہ باہم ملے) تو؟ فرمایا: وہ (پانی ملنے کے بعد) اپنے ذکر اور رانوں کو دھوئے گا۔ ظاہر ہے کہ ذکر پر (پیشاب والی) عین نجاسات تو موجود نہ تھی۔ بلکہ وہ تو پتھر پر ملنے سے دور ہو گئی اب تو ذکر متنجس تھا اور جب اس کا پسینہ رانوں کو لگا تو امامؑ نے ہر دو (۲) کے دھونے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ متنجس بھی منجس ہوتا ہے۔ اب رہا اس حدیث کا آخری حصہ جو یہاں متن میں مذکور ہے کہ عیص نے سوال کیا کہ اگر کوئی پیشاب کے بعد ذکر کو ہاتھ لگائے اور پھر ہاتھ کو پسینہ آئے اور کپڑے سے لگ جائے تو کپڑے کو دھوئے؟ فرمایا: نہ۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اس حدیث میں یہ کہاں صراحت ہے کہ اس نے تمام ہاتھ لگایا؟ پھر تمام ہاتھ کو پسینہ آیا اور پھر تمام ہاتھ کپڑے کو لگایا؟ لہٰذا عین ممکن ہے کہ ہاتھ کا بعض حصہ ذکر کو لگایا ہو اور جب ہاتھ کو پسینہ آیا تو ہاتھ کا دوسرا حصہ کپڑے کو لگا ہو۔ پس بموجب اذا قام الاحتمال بطل الاستدلال۔ اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ہاتھ کا متنجس حصہ پسینہ سمیت کسی کپڑے کو لگے اور کپڑا نجس نہ ہو فتدبر اتشکر۔(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۷

جب کپڑے کا کچھ حصہ نجس ہو جائے تو صرف اسی حصہ کا دھونا واجب ہے اور اگر وہ جگہ مشتبہ ہو جائے تو ہر مشتبہ جگہ کا دھونا واجب ہے اور مستحب ہے کہ تمام کپڑا دھویا جائے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم ایک حدیث کے ضمن میں امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس کپڑے کے متعلق جسے منی لگ جائے۔ فرمایا: اگر وہ جگہ معلوم ہے تو اسی مقام کو دھوؤ اور اگر وہ مقام معلوم نہ ہو تو پھر پورا کپڑا دھوؤ۔ (التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے کپڑے کو نکسیر وغیرہ کا کچھ خون لگا یا منی لگ گئی۔ اب مجھے اس نجاست کے لگنے کا تو یقین ہے مگر اس جگہ کا پتہ نہیں چلتا تا کہ دھویا جائے تو؟ فرمایا: کپڑے کی وہ تمام جانب دھوؤ جس جانب نجاست لگنے کا یقین ہے تا کہ طہارت کا بھی یقین حاصل ہو جائے۔ (التہذیب، الاستبصار، العلل)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ بچہ کا پیشاب کپڑے کو لگ جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس جگہ کو دھوؤ عرض کیا اگر اس جگہ کا پتہ نہ چلے تو؟ فرمایا: تمام کپڑا دھوؤ۔ (تہذیبین)

۴۔ حلبی ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر آدمی کو یہ یقین تو ہو اس کے کپڑے کو منی لگی ہے مگر اس کی جگہ کا پتہ نہ ہو تو اسے بہتر یہ ہے کہ تمام کپڑا دھوڈالے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کے پیشاب کے متعلق سوال کیا کہ اگر کپڑے کو لگ جائیں تو؟ فرمایا: کپڑے کو دھوؤ۔ اور اگر اس خاص جگہ کا پتہ نہ ہو تو پھر سارا کپڑا دھوڈالو اور اگر پیشاب لگنے کا شک ہو تو صرف پانی چھڑک دو۔ (الفروع، التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حکم استحباب پر محمول ہے کیونکہ ان حیوانوں کا پیشاب نجس نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کا تذکرہ کیا جائیگا۔

۶۔ علی بن جعفر اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر آدمی کے کپڑے کو منی لگ جائے اور اسے نہ دھوئے تو کیا اس نجس کپڑے میں رات گزار سکتا ہے؟ فرمایا: مکروہ ہے۔ (البحار)

۷۔ نیز موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے سوال کیا کہ اگر آدمی کو کپڑے میں پسینہ آجائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ کپڑے کو منی لگی ہوئی تھی تو اب کیا کرے؟ تو آیا دھونے سے پہلے نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر اسے یہ معلوم ہوا کہ پسینہ آنے کی صورت میں اس کے بدن کو وہ منی لگ گئی ہے جو کپڑے میں تھی تو اسے چاہیئے کہ جسم کا وہ حصہ دھوئے جسے منی لگی ہے اور اگر لگنے کا علم تو ہو مگر اس جگہ کا پتہ نہ ہو تو پھر سارا بدن دھوئے۔ (البحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۹ از جنابت) میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(باب ۱۰ اور باب ۳۸ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۸

انسان اور ہر وہ حیوان جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا بشرطیکہ وہ خون جہندہ رکھتا ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کپڑے کو بلی کا پیشاب لگ جائے تو جب تک اسے دھویا نہ جائے اس میں نماز جائز نہیں ہے۔(الفروع' التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر اس حیوان کے پیشاب لگنے سے کپڑے کو دھوؤ جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔(ایضا)

۳۔ حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو (بچپن کے عالم میں) لایا گیا۔ آپؐ نے انہیں گود میں لیا۔ آپؑ نے ان پر پیشاب کر دیا۔ (لوگوں کے شور مچانے پر) آپؐ نے فرمایا: میرے بیٹے کا پیشاب قطع نہ کرو۔ (بعدازاں آپؐ نے پانی طلب کر کے اس پر ڈالا)۔(معانی الاخبار)

۴۔ جناب عباسؓ کی زوجہ ام الفضل حضرت امام حسین علیہ السلام کو (بچپن کے عالم میں) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائیں۔ اور انہوں نے آنحضرتؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ ام الفضل نے انہیں دھمکایا جس سے شہزادہ رو پڑا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے ام الفضل خبردار! یہ میرا کپڑا ہے جسے دھو دیا جائے گا۔ تم نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی ہے۔(الملہوف سید ابن طاؤس)

۵۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ جس آٹے میں چوہے کی مینگن پڑ جائے اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: اس کا اوپر والا حصہ اٹھا لیا جائے تو باقی کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۶۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا: بلی' کتے' گدھے اور گھوڑے کا پیشاب کیسا ہے؟ فرمایا: انسان کے پیشاب جیسے ہیں۔(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے فرمایا کہ اس روایت میں گھوڑے اور گدھے کا پیشاب کراہت پر محمول ہے یا تقیہ پر۔ نیز اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (آب مطلق کے مختلف ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹

ہر وہ حیوان جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کا پیشاب اور گوبر پاک ہے اور جس کا گوشت کھانا مکروہ ہے اس کا ازالہ مستحب ہے بالخصوص پیشاب کا۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی ۱۷ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گدھے کی لید میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کے پیشاب کو دھولو۔ (الفروع، تہذیبین)

۲۔ ابوالاغر النخاس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا حیوانوں سے سروکار رہتا ہے۔ بعض اوقات میں رات کو باہر نکلتا ہوں اور حیوانوں نے پیشاب وغیرہ کیا ہوتا ہے جب وہ پاؤں مارتے ہیں تو میرے کپڑوں پر پیشاب اور پیشاب کے کچھ چھینٹے پڑ جاتے ہیں جن کا اثر مجھے نظر آتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ محمد حلبی ایک حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ میں لید کو پاؤں تلے روندتا ہوں تو؟ فرمایا: یہ تمہارے لئے ضرر رساں نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ زرارہ امامین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جن حیوانوں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب سے کپڑا دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کا دودھ اور گوشت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان سے وضو نہ کرو۔ اور ان میں سے کوئی چیز تمہارے کپڑوں کو لگ جائے تو اس کے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر یہ کہ صفائی ستھرائی کے لئے دھونا چاہو۔ (ایضاً)

۶۔ نیز محمد بن مسلم نے انہی آنجنابؑ سے گھوڑے، گدھے اور خچر کے پیشاب کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا: اسے دھوڈالو اور اگر جگہ کا پتہ نہ ہو تو پھر تمام کپڑا دھوڈالو۔ اور اگر شک ہو تو صرف اس پر پانی چھڑک دو۔ (ایضاً)

نیز زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر وہ حیوان جو حلال گوشت ہے اس کے بال، پیشاب، گوبر اور دودھ بلکہ اس کی ہر چیز میں نماز جائز ہے۔ جبکہ تمہیں علم ہو کہ وہ پاک ہے۔

۷۔ زرارہ نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے گھوڑوں کے پیشاب کے متعلق سوال کیا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو؟ امامؑ نے اسے مکروہ قرار دیا۔ راوی نے عرض کیا: ان کا گوشت حلال نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر خدا نے اسے کھانے کے لئے قرار نہیں

دیا۔(الفروع‘التہذیب‘الاستبصار)

۸۔ ابومریم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ گھوڑوں کے پیشاب اور لید کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: جہاں تک ان کے پیشاب کا تعلق ہے اگر وہ کپڑے کو لگ جائے تو اسے تو دھوڈالو۔ اور جہاں تک ان کی لید کا تعلق ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے (کہ اسے دھویا جائے)۔(ایضاً)

۹۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی آدمی کو حیوانات کا پیشاب لگ جائے تو آیا اسے دھوئے یا نہ؟ فرمایا: گدھے‘ گھوڑے اور خچر کا پیشاب تو (بطور استحباب) دھوئے۔ لیکن بکری اور ہر حلال گوشت حیوان کے پیشاب میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

دوسری روایت میں وارد ہے کہ اونٹ اور بکری کے پیشاب پر پانی چھڑک دے ویسے ہر حلال گوشت حیوان کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے۔(تہذیب واستبصار)

۱۰۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ حیوان جو حلال گوشت ہے اس کے اندر سے جو کچھ نکلتا ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب)

۱۱۔ معلّٰی بن خنیس اور عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ کے ہمراہ جارہے تھے اور ہمارے آگے ایک گدھا تھا اس نے پیشاب کیا اور ہوا سے اڑ کر ہمارے چہروں اور کپڑوں پر آلگا۔ جب ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ سب ماجرا بیان کیا۔ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(تہذیب واستبصار)

۱۲۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص گائے کا پیشاب پی سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر بطور دوا اسے استعمال کی ضرورت ہو تو پی سکتا ہے اور یہی حکم اونٹ اور بکری کے پیشاب کا ہے (کہ بطور دوا پیا جا سکتا ہے)۔(تہذیب)

۱۳۔ علی بن رئاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر (گھوڑے وغیرہ کی) تر لید میرے کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اگر اسے کثیف نہ سمجھو تو اس میں نماز پڑھ سکتے ہو۔(قرب الاسناد)

۱۴۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس حیوان کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے پیشاب میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (یعنی پاک ہے)۔(ایضاً)

۱۵۔ علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر گھوڑا پیشاب کرے اور وہ مسجد یا اس کی دیوار

کو لگ جائے تو اسے دھونے سے پہلے اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: جب خشک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۱۶۔ نیز علی بن جعفرؒ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اصطبل میں کپڑا رکھا گیا۔اور وہ پیشاب اور لید پر گر پڑا جسے پیشاب اور لید لگ گئی تو؟ فرمایا: اگر اس کے ساتھ کچھ چمٹ جائے تو اسے دھودے اور اگر صرف لید یا اس کی زردی (رنگ) لگتا ہے تو اس زردی کی وجہ سے اسے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔(ایضاً)

۱۷۔ عمار بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا خطاف (سیاہ رنگ کی ایک چڑیا ہے) کی بٹھ میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ ان پرندوں میں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔مگر آپ نے اس کے گوشت کھانے کو ناپسند کیا کیونکہ اس نے آپ کے گھر میں (آشیانہ بنا کر) گویا آپ کی پناہ لے رکھی ہے اور ہر پرندہ جو آپ کی پناہ لے اسے پناہ دو۔(مختلف علامہ تہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و باب ۳۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۱۰

مرغی کی بٹھ اور چمگادڑ اور دوسرے تمام پرندوں کے پیشاب کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر اڑنے والی چیز کے پیشاب اور بٹھ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ وھب بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرغی اور کبوتر کی بٹھ اگر کپڑے کو لگ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(تہذیب و استبصار)

۳۔ فارس بیان کرتے ہیں کہ امامؑ کی خدمت میں ایک شخص نے خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ اگر مرغی کی بٹھ کپڑے کو لگ جائے تو اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا۔(ایضاً)

حضرت شیخ طوسیؒ نے اس حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے یا اس بات پر مرغی جلالہ ہو یا تقیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ بہت سے اہل خلاف کے مذہب کے موافق ہے۔

۴۔ داؤد رقیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے کپڑے کو چمگادڑ کا پیشاب لگتا ہے میں ڈھونڈتا ہوں مگر وہ جگہ نہیں ملتی تو؟ فرمایا: تمام کپڑا دھوؤ۔(تہذیب و استبصار و سرائر)

۵۔ غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پسو، مچھر اور چمگادڑ کے خون اور پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے ان حدیثوں سے استدلال کرتے ہوئے جو غیر ماکول اللحم کے پیشاب کی نجاست پر دلالت کرتی ہیں اس روایت کو تقیہ پر محمول کیا ہے بنا بریں پہلی حدیث (جس میں ہر پرندہ کے پیشاب کو پاک قرار دیا گیا ہے) وہ اس پرندہ کے ساتھ مخصوص ہوگی جو حلال گوشت ہے یا جو مجہول الحال ہے (واللہ العالم)۔

باب ۱۱

سوائے کتے اور خنزیر کے دوسرے زمین پر چلنے والے تمام حیوانات کا پسینہ، بدن اور جو کچھ ان کے ناک اور منہ سے نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ فضل بن ابو العباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بلی، بکری، گائے، اونٹ، گدھے، گھوڑے، خچر، وحشی اور درندوں کے جوٹھے کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں نے اس قدر حیوانات کے بارے میں سوال کیا کہ کسی کو نہیں چھوڑا۔۔۔ (اور امامؑ نے وہی جواب دیا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے) مگر جب میں کتے تک پہنچا تو فرمایا: وہ بالکل نجس ہے۔ (تہذیب و استبصار)

۲۔ مالک جہنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ گھوڑے کی ناک سے جو کچھ نکلتا ہے وہ میرے کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ اس سے پہلے (باب ۹ میں) حدیث عمار از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ ہر وہ حیوان جس کا گوشت کھایا جاتا ہے جو کچھ اس سے نکلتا ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۴۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ حیوان جو جگالی کرتا ہے اس کا جوٹھا اور اس کا لعاب دہن حلال (اور پاک) ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ عبد اللہ بن الحسن اپنے جد جناب علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص بلی کی پیٹھ کو ہاتھ لگائے۔ تو ہاتھ کو دھونے سے پہلے نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے جوٹھ کے ابواب (نمبر ۱ و ۲ و ۴ و ۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو بظاہر اس کے منافی ہیں اور وہ کراہت پر محمول ہیں۔

باب ۱۲

کتا اگر سلوقی ہو وہ نجس العین ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ فضل بن العباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہارے کپڑے کو کتے کی کوئی رطوبت لگ جائے تو اسے پاک کرو۔ اور اگر خشک حالت میں اسے لگ جائے تو اس پر پانی ڈال دو۔ راوی نے عرض کیا وہ اس قدر (پست) مقام تک کیوں پہنچتا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہے (یا باختلاف الفاظ فرمایا کہ آنحضرتؐ نے دھونے کا حکم دیا ہے)۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ نیز فضل بن عباس ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کتے کے متعلق دریافت کیا؟ فرمایا: وہ بالکل نجس ہے۔ اس کے جوٹھے سے وضو نہ کیا جائے! اور اس پانی کو انڈیل دو اور سب سے پہلے اسے مٹی سے مانجھو اس کے بعد پانی سے دھوؤ۔ (تہذیب' استبصار)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کتا کسی پانی والے برتن سے لگ جائے تو؟ فرمایا: برتن کو دھوؤ۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کتا آدمی کے جسم کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اس جگہ کو دھویا جائے جہاں کتا لگا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حریز بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کتا برتن کے پانی سے لگ جائے تو اس پانی کو انڈیل دو۔ (ایضاً)

۶۔ معاویہ بن شریح بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کتے کے جوٹھے کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیا اسے پیا جا سکتا ہے یا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا آیا وہ درندہ نہیں ہے؟ فرمایا: نہ بخدا۔ وہ نجس ہے۔ نہ بخدا وہ نجس ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کتے کا جوٹھا نہ پیا جائے مگر یہ کہ وہ بہت بڑا حوض ہو جس سے پانی پیا جاتا ہو۔ (ایضاً)

۸۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سلوقی کتے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اگر اسے ہاتھ لگاؤ تو ہاتھ کو پاک کرو۔ (ایضاً)

۹۔ ابوسہل قرشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کتے کے گوشت کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا وہ مسخ شدہ ہے! عرض کیا آیا وہ حرام ہے؟ فرمایا: وہ نجس ہے! حتیٰ کہ میں نے تین بار اس سوال کو دہرایا اور امامؑ نے ہر بار یہی جواب دیا کہ وہ نجس[۱] ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۱۰۔ شیخ صدوق باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: کتوں کے قریب جانے سے اجتناب کرو۔ اور جو کوئی تر کتے کو چھوئے وہ اس جگہ کو دھوئے۔ اور اگر خشک ہو تو پھر کپڑے پر پانی چھڑکے۔ (الخصال)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے چوتھ کے ابواب میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ و باب ۳۳ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۳

خنزیر کی نجاسات کا بیان۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے کو سور چھو گیا۔ اور اس نے اسے دھویا نہیں۔ حتیٰ کہ جب نماز شروع کر چکا تو یاد آیا اب کیا کرے؟ فرمایا: اگر تو نماز میں داخل ہو گیا تو پھر جاری رکھے اور اگر ہنوز نماز میں داخل نہیں ہوا تو پھر جس جگہ کو اس نے چھوا تھا اس پر پانی چھڑک[۲] دے مگر یہ کہ کپڑے پر کچھ اثر ظاہر ہو تو پھر (باقاعدہ) دھو کر اسے پاک کرے۔ پھر سوال کیا کہ اگر سور کسی برتن میں منہ ڈال کر پانی پئے تو؟ فرمایا: اس برتن کو سات بار دھوئے۔ (الفروع، التہذیب، البحار)

۲۔ خیران الخادم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں سوال کیا تھا کہ اگر کپڑے پر شراب یا سور کا گوشت لگ جائے تو اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہ؟ کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس میں نماز پڑھو کیونکہ خدا نے (شراب کے) پانی حرام قرار دیا ہے (نجس تو نہیں ہے)۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہ پڑھو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا ایسے کپڑے میں نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ نجس ہے۔ (ایضاً)

---

[۱] اب یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ جو چیز نجس ہے وہ حرام بھی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[۲] اس طرح نماز کو جاری اور اس سے پہلے پانی چھڑکنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب سور کپڑے کو لگا تو سور بھی خشک تھا اور کپڑا بھی خشک! اس لئے اس کے بعد فرمایا کہ اگر کپڑے پر یہ اثر ظاہر ہو یعنی رطوبت تو پھر واجباً دھوئے۔ (حدائق ناضرہ)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ سلیمان الاسکاف بیان کرتے ہیں کہ میں نے بھائی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا خنزیر کے بالوں کے ڈور میں سے (بچوں کے لئے) گھونگے، سلیمانی منکے یا پتھر کے نگینے پروئے جاسکتے ہیں؟ فرمایا: اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن پرونے والا جب نماز پڑھنا چاہے تو ہاتھ دھو[1] لے۔ (تہذیب)

۴۔ (ج ۶ باب ۱۰۳ میں) علی بنداب کی حدیث جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے بیان کی جائے گی جس میں امام علیہ السلام شطرنج کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کو الٹنے پلٹنے والا ایسا ہے جیسے سور کے گوشت کو الٹنے پلٹنے والا ہو! میں نے عرض کیا جو شخص سور کا گوشت الٹے پلٹے اس پر کیا ہے؟ فرمایا: وہ اپنے ہاتھ کو دھوئے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (آب مطلق باب ۱۴ و ۱۵ میں اور جوٹھے کے باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۲۶ و ۳۲ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۴

کافر اگرچہ ذمی یا ناصبی ہو نجس العین ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اہل ذمہ (کافر ذمی) اور مجوسیوں کے برتنوں کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اس کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ اور نہ ان کا وہ کھانا کھاؤ جو وہ پکاتے ہیں اور نہ ہی ان کے ان برتنوں میں پانی پیو جن میں وہ شراب پیتے ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کھانا کھا رہی ہے اور ان کے پاس ایک مجوسی بیٹھا ہوا ہے آیا وہ اسے طعام کی دعوت دیں؟ فرمایا: جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تو مجوسی کے ساتھ کھانا نہیں کھاؤں گا اور میں اس بات کو بھی ناپسند کرتا ہوں کہ تم پر وہ چیز حرام دے دوں جو تم (رواداری کے تحت) اپنے شہروں میں کرتے ہو۔ (الفروع، المحاسن، التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی مجوسی سے مصافحہ کیا

---

[1] اس روایت کو مخالفین ہمارے خلاف پیش کیا کرتے ہیں کہ ان کے ہاں سور کے بال پاک ہیں۔ ہم اس سے پہلے سؤر کے بالوں کی رسی سے پانی کھینچنے والی حدیث کے ذیل میں اس بات کو بالوضاحت لکھ چکے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کتا اور خنزیر بجمیع الاجزاء نجس العین ہیں۔ خود اس روایت کے اندر اس بات کا قطعی قرینہ موجود ہے کہ خنزیر کے بال نجس ہیں کہ امامؑ نے فرمایا کہ یہ کام کرنے والے شخص نماز سے پہلے ہاتھ دھولے باقی رہا یہ سوال کہ پھر امامؑ نے ان بالوں کے ڈورے میں گھونگے وغیرہ پرونے کی اجازت کیوں دی ہے؟ تو اس کا جواب واضح ہے کہ اس قسم کے جو ہار تیار کئے جاتے ہیں وہ بڑے مردوں یا بڑی عورتوں کے لئے تھوڑے ہی ہوتے تھے۔ یہ تو ان نابالغ بچوں اور بچیوں کے لئے بنائے جاتے تھے جو ہنوز حرام و حلال اور نجس و پاک کی قید سے آزاد ہوتے تھے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

تھا۔ فرمایا: وہ ہاتھ کو دھوئے مگر وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (اصول کافی' التہذیب)

۴۔ خالد قلانسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں کافر ذمی سے ملاقات کرتا ہوں اور وہ مجھ سے ہاتھ ملاتا ہے؟ فرمایا: اسے خاک یا دیوار کے ساتھ ملو۔ میں نے عرض کیا اور اگر ناصبی ہاتھ ملائے تو؟ فرمایا: ہاتھ دھوؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امامؑ نے کافر ذمی سے ہاتھ ملانے کے بعد دھونے کی بجائے جو صرف مٹی پر ہاتھ ملنے کا حکم دیا ہے یہ اس بات پر محمول ہے اس کا ہاتھ تر نہ ہو بلکہ خشک ہو اور خاک یا دیوار پر ملنا استحباب پر محمول ہے۔ اور سابقہ حدیث میں جو ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا ہے وہ اس پر محمول ہے کہ اس کا ہاتھ تر ہو۔ (اور یہی وجہ ناصبی سے ہاتھ ملا کر دھونے کی ہے)۔

۵۔ ابوبصیر امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے یہودی و نصرانی سے مصافحہ کرنے کے بارے میں فرمایا کہ کپڑے کے اوپر سے کرو۔ اور اگر (ننگے) ہاتھ سے کرے تو پھر اپنے ہاتھ کو دھولو۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا مجوسی کے ساتھ ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا جا سکتا ہے؟ اور کیا میں اس کے ہمراہ ایک ہی بستر پر سو سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ! (الفروع)

۷۔ ہارون بن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرا مجوسیوں سے میل جول رہتا ہے تو کیا میں ان کا طعام کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۸۔ سعید الاعرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہودی و نصرانی کا جوٹھا حلال ہے؟ فرمایا: نہ۔ (کتب الاربعہ)

۹۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا نصرانی اور مسلمان حمام میں اکٹھے غسل کر سکتے ہیں؟ فرمایا: جب مسلمان کو علم ہو کہ وہ نصرانی ہے تو پھر اس حمام کے پانی میں غسل نہ کرے (جبکہ حمام کے پانی کا منبع نہ ہو اور نہ ہی کُر یا کُر سے زائد ہو)۔۔۔ مگر یہ کہ اس (نصرانی) سے پہلے تنہا غسل کیا ہو تو یہ (مسلمان) پہلے اس جگہ کو پاک کرے پھر غسل کرے! پھر یہ سوال کیا کہ اگر یہودی یا نصرانی پانی میں ہاتھ ڈالے تو آیا اس پانی سے نماز کے لئے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہو جائے۔ (تہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ابتدائی حصہ اس صورت پر محمول ہے کہ حمام کا مادہ و منبع نہ ہو جس سے وہ پانی نجس ہو جائے گا اور اکٹھے غسل نہیں کر سکتا۔ اور آخری حصہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب پانی بمقدار کُر ہو۔ یا حمام کا مادہ ہو جس سے وہ جگہ پاک بھی ہو جائے اور غسل بھی صحیح ہو۔

۱۰۔ نیز علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا یہودی و نصرانی کے بستر پر سویا جا سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر ایسے کپڑوں میں نماز نہ پڑھی جائے۔ اور نہ ہی کوئی مسلمان مجوسی کے ساتھ ایک پیالہ میں کھانا کھائے' نہ اسے اپنے بستر پر بٹھائے' نہ مسجد میں اور نہ ہی اس سے مصافحہ کرے۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص نے بازار سے پہننے کے لئے کپڑا خریدا۔ اسے یہ معلوم نہیں کہ اس سے پہلے وہ کس کا تھا؟ آیا اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر تو مسلمان سے خریدا ہے! تو اس میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر کسی نصرانی سے خریدا ہے تو پھر جب اسے دھو نہ لے اس وقت تک اس میں نماز نہ پڑھے۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابراہیم بن ابومحمود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک نصرانی لونڈی آپ کی خدمت کرتی ہے' اور آپ کو علم ہے کہ وہ نہ وضو کرتی ہے اور نہ غسل جنابت تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں وہ ہاتھ دھو لیتی ہے! (ایضاً)

۱۲۔ زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا مجوسیوں کے برتنوں میں کھانا جائز ہے؟ فرمایا: اگر ان کے استعمال میں مجبور ہو تو پھر ان کو پانی سے دھو لو۔ (محاسن برقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کتاب الاطعمہ (ج ۸ باب ۵۴ میں) ایسی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی اور وہاں کچھ ایسی حدیثیں بھی بیان کی جائینگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں اور وہ تقیہ پر محمول ہیں۔ اسی طرح ابراہیم بن ابومحمود جو اسی باب میں نمبر ۱۱ میں مذکور ہے (جو اہل کتاب کی طہارت پر دلالت کرتی ہے) وہ بھی محمول بر تقیہ ہے کیونکہ یہاں ایسی حدیثیں موجود ہیں جو ان کی نجاست پر دلالت کرتی ہیں اور وہ نص قرآن اور احتیاط کے مطابق ہیں چنانچہ آب مضاف و مستعمل اور نواقض وضو (باب ۱۱ میں) ایسی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو یہود و نصاریٰ اور ناصبیوں کی نجاست پر دلالت کرتی ہیں فراجع۔

باب ۱۵

جلاّل (فضلہ خوار) کا پسینہ مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فضلہ خوار حیوانوں یا مرغوں کا گوشت نہ کھاؤ۔ اور اگر ان کا پسینہ لگ جائے تو اسے دھوڈالو۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فضلہ خوار اونٹنی کا دودھ نہ پیو۔ اور اگر اس کا پسینہ لگ جائے۔ تو اسے دھوڈالو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ اس سے مراد کراہت ہیں جلاّل کا پسینہ مکروہ ہے۔

باب ۱۶

منی کی نجاست کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کیا کہ اگر مذی کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اگر چاہے تو اس پر کچھ پانی چھڑک دے! اور اگر منی کپڑے کو لگ جائے تو اس کے متعلق فرمایا: اگر اس مقام کا علم ہو جہاں لگی ہے تو اس مقام کو دھوئے۔۔۔اور اگر وہ مقام معلوم نہ ہو تو پھر تمام کپڑا دھوئے۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے منی کا ذکر کیا اور اس کی شدت نجاست اور پیشاب سے بڑھ کر اس کے نجس ہونے کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: اگر نماز سے پہلے دیکھ لو (تو کپڑے کا دھونا واجب اور) اگر نماز میں مشغول ہونے کے بعد دیکھو (اس نماز کو توڑ کر اور کپڑا پاک کر کے) اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ اور اگر (نماز سے پہلے) دیکھو مگر نہ پاؤ۔ پھر اس کپڑے میں نماز پڑھو۔ اور بعد از نماز نظر آئے تو پھر اعادہ نہیں ہے۔ اور یہی حکم پیشاب کا ہے۔(ایضاً و الفقیہ)

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کو احتلام ہو جائے اور اس کے کپڑے کو منی لگ جائے تو کپڑے کے مقام کو دھوئے جہاں لگی ہے۔ اور اگر لگنے کا ظن ہو مگر یقین نہ ہو اور نہ ہی جگہ کا پتہ ہو تو پھر (احتیاطاً) اس پر پانی چھڑک دے۔ اور اگر منی لگنے کا تو یقین ہو مگر مقام کا پتہ نہ ہو تو پھر احسن یہ ہے کہ تمام کپڑے کو دھو ڈالے۔(الفروع، التہذیب)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامینؑ میں سے ایک امامؑ) سے منی کے متعلق سوال کیا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: جب لگ جائے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اور مقام کا علم نہ ہو تو پھر سارا کپڑا دھو ڈالو۔(ایضاً)

۵۔ زید شحام بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر میرے کپڑے پر منی لگی ہوئی ہو۔ اور اسی کپڑے میں مجھ پر بارش برسے یہاں تک کہ وہ کپڑا تر ہو جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ منی پاک ہے بلکہ) اس کی وجہ یہ ہے کہ بارش کے پانی نے کپڑے کو پاک کر دیا ہے لہٰذا یہ حدیث منی کے نجس ہونے کے (جو کہ ایک مسلمہ حقیقت ہے) منافی نہیں ہے۔

باب ۱۷

مذی، ودی، تھوک، حلق کی بلغم یا ناک کی رینٹ اور مشتبہ رطوبت پاک ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے سوال کرتے ہیں کہ اگر مذی کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اگر چاہے تو اس پر کچھ پانی چھڑک دے۔(تہذیب الاحکام)

۲۔ حسین بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر مذی کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! جب ہم نے بار بار بات کا تکرار کیا تو فرمایا: اس پر پانی چھڑک دے۔(ایضاً)

۳۔ نیز حسین بن ابوبکر العلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر مذی کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: اگر اس کے مقام کا علم ہو تو اس کو دھوؤ ورنہ تمام کپڑے کو دھوؤ۔(ایضاً)

۴۔ نیز حسین بن العلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذی کے متعلق سوال کیا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے اور اس سے چپک جائے تو؟ فرمایا: اسے دھوؤ مگر وضو (کی تجدید) نہ کرے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان دونوں حدیثوں کو استحباب پر محمول کیا ہے اور خود فرماتے ہیں کہ ان کے تقیہ پر محمول کرنے کا بھی امکان واحتمال ہے۔

۵۔ حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر تھوک کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں بعض سابقہ ابواب (باب ۹ میں اور نواقض وضو میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۸

جو شخص کسی کو منی سے نجس شدہ کپڑے کو دھونے کا حکم دے اور وہ اسے ٹھیک طریقہ سے نہ دھوئے اور وہ آدمی نجاست کی تفتیش کئے بغیر نماز پڑھ لے اور بعد میں پتہ چلے تو اس پر اعادہ واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ میسرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنی کنیز کو حکم دیا کہ میرا وہ کپڑا دھوئے جسے منی لگی ہوئی تھی! اس نے اسے اچھی طرح نہیں دھویا۔ میں نے اس میں نماز پڑھی بعد ازاں پتہ چلا کہ اس میں خشک منی موجود ہے؟ فرمایا: اس نماز کا اعادہ کرو۔ (پھر فرمایا) اگر تم نے خود وہ کپڑا دھویا ہوتا تو پھر تم پر کچھ نہیں تھا۔(الفروع، التہذیب)

باب ۱۹

نماز کے لئے بدن اور کپڑے سے نجاست کا زائل کرنا واجب ہے قلیل ہو یا کثیر سوائے قلیل خون کے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ اگر منی کپڑے کو لگ جائے تو؟ امامؑ نے فرمایا: خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اگر اس کی جگہ معلوم نہیں ہے تو تمام کپڑا دھوئے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حسن بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص پیشاب کرتا ہے اور بقدر نقطہ اس کے جسم یا ران کو پیشاب لگ جاتا ہے اور نماز پڑھ چکنے کے بعد اسے یاد آتا ہے کہ اسے دھویا نہیں تھا تو؟ فرمایا: اسے دھوئے اور نماز کا اعادہ کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۱ اور ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد خون کے استثناء پر (باب ۲۰ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲۰

اگر درہم کی مقدار سے کم خون سوائے مستثنیٰ شدہ خون کے بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے کپڑے پر خون کے کچھ چھینٹے پڑتے ہیں جن کا پہلے تو اسے علم ہی نہیں ہوتا اور جب علم ہوتا ہے تو ان کا دھونا بھول جاتا ہے اور نماز پڑھ چکنے کے بعد اسے یاد آتا ہے تو آیا اس نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: اسے دھوئے مگر نماز کا اعادہ نہ کرے۔ مگر یہ کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو بقدر درہم بن جائیں تو اس صورت میں ان کو دھو کر نماز کا اعادہ کرے گا۔ (تہذیب و استبصار)

۲۔ اسماعیل جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی آدمی کے کپڑے میں خون لگا ہوا ہو اور وہ اس میں نماز پڑھے تو اگر درہم کی مقدار سے کم ہے تو نماز کا اعادہ نہ کرے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہے۔ اور اس شخص نے نماز سے پہلے اسے دیکھا بھی تھا مگر اسے دھویا نہیں تھا کہ نماز پڑھ لی۔ تو پھر اس نماز کا اعادہ کرے گا اور اگر نماز سے پہلے نہیں دیکھا (بلکہ پہلی بار نماز کے بعد دیکھا) تو پھر اعادہ نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جس نے اثناء نماز

میں اپنے کپڑے خون میں دیکھا تھا۔ فرمایا: نماز کو تمام کرے گا۔ (ایضاً)

۴۔ جمیل بن دراج بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی ایسے کپڑے میں نماز پڑھے جس میں متفرق جگہ پر خون کے چھینٹے پڑے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگرچہ آدمی نے نماز سے پہلے دیکھے ہوں۔ (اور نہ دھوئے ہوں) مگر یہ کہ وہ مجموعی طور پر بقدر درہم ہو جائیں (تب اس میں نماز جائز نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ مثنیٰ بن عبدالسلام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اپنے چمڑے کو کھجلا جس سے خون نکل آیا تو؟ فرمایا: اگر مجموعی طور پر بقدر دانہ نخود بن جائے تو دھو ڈالو ورنہ نہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اسے درہم کی وسعت پر محمول کیا جائے گا (جبکہ دانہ نخود بڑا ہو)۔

۶۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ میرے کپڑے پر خون لگا ہوا ہے تو؟ فرمایا: اگر تمہارے پاس دوسرا کپڑا ہے تو اسے اتار پھینک اور دوسرے میں نماز مکمل کر۔ اور اگر اس کے سوا دوسرا کپڑا نہیں ہے۔ تو پھر کوئی حرج نہیں اسی کپڑے میں نماز پڑھ بشرطیکہ درہم کی مقدار سے زائد نہ ہو۔ لہٰذا اگر اس سے کم ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ خواہ پہلے دیکھا ہو یا نہ؟ اور اگر اسے پہلے دیکھا ہو اور ہو بھی درہم کی مقدار سے زائد۔ اور اس کے دھونے میں سہل انگیزی کی ہو اور اس میں بہت سی نمازیں پڑھی ہوں تو ان نمازوں کا اعادہ کرو۔ (کتب الاربعہ)

۷۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پسوؤں کے خون کے متعلق سوال کیا کہ اگر وہ کپڑے کو لگا ہو تو اس میں نماز پڑھنے سے مانع ہوتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ اگرچہ بہت ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ اور جو خون اس جیسا ہے جیسے ناک پر خون، اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ صرف پانی چھڑک دے دھونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ علی بن یعفورؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ رمَل سے پیپ بہتی ہے کیا کیا جائے؟ فرمایا: اگر بہت گاڑھی ہو یا اس میں خون کی آمیزش ہو تو دن میں دو بار صبح و شام دھو لیا کرو۔ اور یہ وضو کو باطل نہیں کرتی۔ اور اگر بقدر دینار کپڑے کو لگ جائے تو اسے دھوؤ اور اس میں اس وقت تک نماز نہ پڑھو جب تک اسے دھو نہ لو۔ (البحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دینار کی وسعت بھی بقدر درہم ہوتی ہے اور حدیث کا ابتدائی حصہ (کہ اگر پیپ تھوڑی بھی ہو تو دن میں دو بار کپڑا دھویا جائے) استحباب پر محمول ہے۔

باب ۲۱

وہ خون جو تھوڑا ہو تب بھی معاف نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو خون اس قدر کم ہو کہ نظر نہ آئے اگر وہ (بدن یا کپڑے پر لگا ہوا ہو) تو اس سے نماز کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ خون حیض ہو کیونکہ یہ خون تھوڑا ہو یا زیادہ اُسے دیکھے یا نہ دیکھے سب برابر ہے (یعنی معاف نہیں ہے)۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ احمد بن ابو عبداللہ اپنے باپ (ابو عبداللہ) سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا اپنا خون دوسرے کے خون سے زیادہ صاف ستھرا ہوتا ہے۔ اگر کپڑے پر تمہارے اپنے خون کے کچھ دھبے ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر کسی اور کا خون ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر تو اسے دھوؤ۔(الفروع)

باب ۲۲

جب پھوڑے پھنسی یا زخموں کی وجہ سے بدن یا لباس نجس ہو تو اس کے ٹھیک ہونے تک اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ہاں البتہ دن میں ایک بار دھونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میرے ساتھی نے مجھے بتایا کہ آپ کے کپڑے میں خون لگا ہوا ہے! جب آپ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا کہ میرے ساتھی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کے کپڑے میں خون ہے! فرمایا: ہاں مجھے کچھ دمل نکلے ہوئے ہیں اور جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتے میں کپڑا نہیں دھوتا۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص کو زخم ہے یا پھوڑا نکلا ہوا ہے (جس سے خون رستا رہتا ہے) وہ نہ تو اسے باندھ سکتا ہے اور نہ خون کو دھو سکتا ہے؟ فرمایا: وہ نماز پڑھے اور ہر دن میں ایک بار اپنے کپڑے کو دھوئے۔ کیونکہ وہ ہر وقت تو نہیں دھو سکتا۔(ایضاً)

۳۔ اسماعیل جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس حالت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ ان کی پنڈلی سے خون جاری تھا۔(تہذیب واستبصار)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو پھوڑے پھنسیاں نکل آتی ہیں اور ان سے ہر وقت خون رستا رہتا ہے وہ نماز کس طرح پڑھے؟ فرمایا: وہ نماز پڑھے اگرچہ اس کا خون بہتا رہے۔(ایضاً والسرائر)

۵۔ لیث مرادی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو بہت سے پھوڑے پھنسیاں نکلی ہوئی ہیں (اوران سے خون و پیپ بہتا ہے کہ) اس کا چمڑا اور اس کے کپڑے خون اور پیپ سے بھرے ہوئے ہیں اور اس کے کپڑے بھی بمنزلہ اس کی جلد کے ہیں؟ فرمایا: وہ انہی کپڑوں میں نماز پڑھے اور ان کو دھوئے بھی نہیں اور اس پر کوئی (مؤاخذہ) نہیں ہے۔ (تہذیب)

۶۔ ابوعبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ (ایک شخص کو) زخم ایک ایسی جگہ ہے کہ وہ اس کو باندھنے کی طاقت نہیں رکھتا پس اس سے خون اور پیپ بہتے ہیں اور کچھ میرے کپڑوں کو لگ جاتے ہیں تو؟ فرمایا: اسے لگا رہنے دو۔ اگر اسے نہ دھوؤ تو یہ تمہارے لئے ضرر رساں نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کو ایسا زخم ہو جس سے خون بہتا رہتا ہو اور اس کا وہ خون اس کے کپڑوں کو لگ جائے تو جب تک زخم ٹھیک نہ ہو جائے یا خون قطع نہ ہو جائے اس کے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو پھوڑا نکلا ہوا ہے۔ اور وہ اس وقت پھٹتا ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو؟ فرمایا: اس پر ہاتھ ملے (اسے نچوڑے) اور پھر ہاتھ کو دیوار یا زمین پر رگڑے اور نماز کو قطع نہ کرے۔ (ایضاً)

باب ۲۳

مچھلی، مچھر اور پسو وغیرہ، جن میں خون جہندہ نہیں ہوتا، کا خون پاک ہے اگرچہ بہت زیادہ ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ پسوؤں کے خون کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! عرض کیا: اگرچہ بہت زیادہ اور پھیلا ہوا ہو؟ فرمایا: ہاں اگرچہ زیادہ بھی ہو۔ (تہذیب و استبصار)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت آمیر علیہ السلام اس چیز کے خون میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے جس کا تذکیہ نہیں کیا جاتا اگر وہ آدمی کے کپڑے کو لگ جاتا کہ اس میں نماز پڑھے۔ (الفروع، التہذیب، السرائر)

۳۔ محمد بن ریان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ دریافت کیا تھا کہ آیا مچھر کا خون بھی پسو کی مانند ہے۔ اور کیا کسی شخص کے لئے یہ روا ہے کہ وہ مچھر کے خون کا پسو کے خون پر قیاس کرتے ہوئے ایسے کپڑے میں نماز پڑھے اور اس قسم کی چیزوں پر قیاس کرتے ہوئے عمل کرے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: اس میں نماز پڑھنا

جائز ہے اور اس کو پاک کر لینا افضل ہے۔ (الفروع' التہذیب)

۴۔ باب ۲۰ میں حلبی والی حدیث گزر چکی ہے جس میں وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر پسوؤں کا خون کپڑے پر لگا ہوا ہو تو یہ اس کپڑے میں نماز سے مانع تو نہیں ہے؟ آپ فرماتے ہیں: نہ۔ اگر چہ زیادہ ہی ہو۔

۵۔ اسی طرح باب ۱۰ میں غیاث از صادق علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں امامؑ فرماتے ہیں کہ پسو اور مچھر کے خون اور چڑی کے پیشاب میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائینگی۔

باب ۲۴

اگر بدن کو نجاست لگ جائے تو بدن کے ظاہر کا پاک کرنا واجب ہیں نہ کہ اس کے باطن کو۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابراہیم بن ابو محمود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی جب استنجا کرے تو مقعد کے صرف کناروں کو دھوئے گا۔ اس کے اندر انگلی داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ محمد بن مسلم امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نماز کی حالت میں ناک میں ہاتھ ڈالتا ہے اور کچھ خون پاتا ہے کیا کرے؟ آیا نماز توڑ دے؟ فرمایا: اگر خون خشک ہے تو اسے پھینک دے اور (نماز جاری رکھے) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع' التہذیب)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ زخم کو کس طرح دھویا جائے؟ فرمایا: اس کے اردگرد والے مقام کو دھوؤ۔ (الفروع)

۴۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کسی شخص کی ناک سے خون بہہ نکلے تو آیا ناک کے اندرونی حصہ کا دھونا لازم ہے؟ فرمایا: صرف ظاہری حصہ کا دھونا لازم ہے۔ (الفروع' التہذیب)

۵۔ عمار ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ آدمی پر مقعد کے ظاہری حصہ (اردگرد) کا دھونا واجب ہے۔ اس کے اندرونی حصہ کا دھونا لازم نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہ فرض ہے اور نہ سنت۔ (یعنی اس کا وجوب نہ تراث سے ثابت ہے اور نہ سنت سے) تم پر صرف ظاہری حصہ کا دھونا واجب ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (احکام خلوت باب ۲۹ و باب ۳۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ۔

باب ۲۵

صرف عین نجاست کا ازالہ واجب ہے جبکہ اثرات کا ازالہ ضروری نہیں ہے اور مستحب ہے کہ جب خون کا اثر زائل نہ ہو تو اس پر گیرو کا رنگ لگا دیا جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ان کی والدہ کی ام کنیز نے سوال کیا۔۔۔کہ میرے کپڑے کو حیض کا خون لگا۔ دھویا مگر اس کا اثر زائل نہیں ہوا۔ فرمایا: اسے گیرو سے رنگ دو تاکہ دونوں رنگ باہم خلط ملط ہو جائیں اور خون کا اثر زائل ہو جائے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن المغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا آیا استنجاء کی کوئی حد مقرر ہے؟ فرمایا: نہ! صرف اس جگہ کو صاف کرنا ہے۔ راوی نے عرض کیا وہ جگہ تو صاف ہو جاتی ہے مگر بدبو باقی رہ جاتی ہے! فرمایا: بدبو کی طرف نہیں دیکھا جائے گا۔(ایضاً)

۳۔ محمد بن احمد بن یحییٰ اشعری مرفوعاً امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے ایک عورت نے سوال کیا کہ میرے کپڑے کو خون حیض لگ گیا۔ دھویا مگر اس کا اثر زائل نہیں ہوا۔۔۔ مگر اسے گیرو سے رنگ لے۔(تہذیب)

۴۔ ابویزید قسمی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دارشی چمڑے کے متعلق سوال کیا جن سے موزے بنائے جاتے ہیں؟ فرمایا:

۸۔ نیز علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو بستر پر احتلام ہو جائے تو اس کے ساتھ کیا کرے؟ فرمایا: اسے دھوؤ اور اگر ایسا نہ کرو۔ تو پھر جب تک وہ (بستر) خشک نہ ہو جائے اس پر نہ سوؤ۔ اور اگر اس پر سوؤ جبکہ تمہارا جسم تر ہو تو جسم کا وہ حصہ دھوؤ جو نجاست سے لگے اور اگر درمیان میں کوئی کپڑا رکھ دو تو پھر کوئی حرج نہیں۔(قرب الاسناد، البحار)

۹۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہود و نصاریٰ کے کپڑوں کے متعلق سوال کیا کہ آیا مسلمان ان پر سو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۱۰۔ اسی سلسلہ سند سے اور انہی حضرت سے سوال کیا گیا کہ جس جگہ پر غسل جنابت یا پیشاب کیا جاتا ہو اسے بطور فرش خواب استعمال کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر خشک ہو (تو مباح ہے)۔(ایضاً)

۱۱۔ اسی سلسلہ کی دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے امامؑ نے سوال کیا کہ ایک آدمی ایسی جگہ سے گزرتا ہے جہاں (خشک) پاخانہ ہے، ہوا چلتی ہے اور پاخانہ کے (خشک ذرات) اڑ کر اس کے کپڑوں پر اور اس کے سر پر پڑتے ہیں آیا دھونے سے پیشتر وہ شخص نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ان (خشک ذروں) کو جھاڑ دے پھر پڑھ سکتا ہے۔(البحار)

۱۲۔ حکم بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں صبح سویرے بازار جاتا ہوں۔ راستہ میں مجھے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ کرتا ہوں۔ مگر پانی نہیں ملتا۔ لہٰذا ہاتھوں سے اسے خشک کرتا ہوں۔ پھر ہاتھوں کو دیوار یا زمین پر رگڑتا[1] ہوں پھر (بوقت ضرورت) ان ہاتھوں سے جسم کو کھجلاتا ہوں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۱۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کا پاخانہ یا پیشاب پر پاؤں پڑ جاتا ہے۔ اس کے اوپر سے گزرتا ہے! آیا وضو کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہ۔ البتہ اگر پاخانہ یا پیشاب لگ جائے تو اس کو دھوئے۔(ایضاً)

دوسری روایت میں وارد ہے کہ اگر (پاخانہ) خشک ہو تو پھر دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے (اگر کوئی ذرہ اوپر پڑ جائے تو اسے جھاڑ دے)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ ابواب میں (جیسے ۶ و ۱۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ و ۲۸، ۲۹ و ۳۰ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس حدیث میں جو سوال و جواب مذکور ہے اس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ ہاتھ سے پیشاب رگڑنا اور پھر ہاتھوں کو دیوار یا زمین پر رگڑنا جائز ہے یا ناجائز! اور آیا اس سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے یا نہ؟ یہ تو ایک امر واقعہ تھا جس کا سائل نے تذکرہ کیا سوال صرف یہ ہے کہ اگر خارش ہو تو ان ہاتھوں سے بدن کو کھجلانا جائز ہے؟ امامؑ فرماتے ہیں: ہاں۔ کیونکہ اگرچہ نجس ہو مگر چونکہ خشک ہیں ان کی نجاست بدن تک سرایت نہیں کر سکتی۔(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۶

جب کوئی نجاست رطوبت کی حالت میں کسی چیز سے لگے تو نجاست آگے بھی سرایت کرتی ہے خشکی حالت میں نہیں۔ ہاں اگر بغیر رطوبت کے کبھی کپڑا امردار کے خنزیر یا کتے سے لگ جائے تو اس پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایسی جگہ پر پیشاب کیا جہاں پانی موجود نہ تھا۔ اس لئے اس سے اپنا ذکر پتھر پر مل کر خشک کیا بعد ازاں اس کے ذکر اور ران پر پسینہ آیا تو؟ فرمایا: اپنے ذکر اور ران کو دھوئے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ فضل بن عباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہارے کپڑے کو کتے کی کوئی رطوبت لگ جائے تو اسے دھوؤ۔ اور اگر وہ خشکی کی حالت میں تمہارے کپڑوں سے لگے تو پھر اس کپڑے پر پانی چھڑک دو۔ (ایضاً)

۳۔ حریز بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کتا خشک حالت میں تمہارے کپڑوں سے لگے تو ان پر پانی چھڑکو اور اگر تر حالت میں لگے تو ان کو دھوؤ۔ (ایضاً والفروع)

۴۔ علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کا کپڑا امردہ گدھے پر جا پڑے تو اسے دھونے سے پہلے اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اس کا دھونا واجب نہیں ہے۔ اس میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۵۔ علی بن محمد (جعفر) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے دریافت کیا اگر خنزیر کپڑے کو لگ جائے جبکہ خشک ہو تو اس کپڑے کو دھونے سے پہلے اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں صرف پانی چھڑک دے۔ پھر اس میں نماز پڑھے۔ (تہذیب، قرب الاسناد، البحار)

۶۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کا کپڑا امردہ کتے پر جا پڑے تو؟ فرمایا: اس پر پانی چھڑک دے اور اس میں نماز پڑھے کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار، الفقیہ، قرب الاسناد، البحار)

۷۔ نیز علی بن جعفرؑ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خشک پاخانہ پر چلے اور وہ اس کے کپڑے اور پاؤں کو کچھ لگ بھی جائے تو آیا اسے دھوئے بغیر مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب خشک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو بستر پر احتلام ہو جائے تو اس کے ساتھ کیا کرے؟ فرمایا: اسے دھوؤ! اور اگر ایسا نہ کرو۔ تو پھر جب تک وہ (بستر) خشک نہ ہو جائے اس پر نہ سوؤ۔ اور اگر اس پر سوؤ جبکہ تمہارا جسم تر ہو تو جسم کا وہ حصہ دھوؤ جو نجاست سے لگے اور اگر درمیان میں کوئی کپڑا رکھ دو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (قرب الاسناد، البحار)

۹۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہود و نصاریٰ کے کپڑوں کے متعلق سوال کیا کہ آیا مسلمان ان پر سو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ اسی سلسلہ سند سے اور انہی حضرت سے سوال کیا گیا کہ جس جگہ پر غسل جنابت یا پیشاب کیا جاتا ہو اسے بطور فرش خواب استعمال کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر خشک ہو (تو مباح ہے)۔ (ایضاً)

۱۱۔ اسی سلسلہ کی دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے امامؑ نے سوال کیا کہ ایک آدمی ایسی جگہ سے گزرتا ہے جہاں (خشک) پاخانہ ہے ہوا چلتی ہے اور پاخانہ کے (خشک ذرات) اڑ کر اس کے کپڑوں پر اور اس کے سر پر پڑتے ہیں آیا دھونے سے پیشتر وہ شخص نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ان (خشک ذروں) کو جھاڑ دے پھر پڑھ سکتا ہے۔ (البحار)

۱۲۔ حکم بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں صبح سویرے بازار جاتا ہوں۔ راستہ میں مجھے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ کرتا ہوں۔ مگر پانی نہیں ملتا۔ لہٰذا ہاتھوں سے اسے خشک کرتا ہوں۔ پھر ہاتھوں کو دیوار یا زمین پر رگڑتا[۱] ہوں پھر (بوقت ضرورت) ان ہاتھوں سے جسم کو کھجلاتا ہوں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۱۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کا پاخانہ یا پیشاب پر پاؤں پڑ جاتا ہے۔ اس کے اوپر سے گزرتا ہے! آیا وضو کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہ۔ البتہ اگر پاخانہ یا پیشاب لگ جائے تو اس کو دھوئے۔ (ایضاً)

دوسری روایت میں وارد ہے کہ اگر (پاخانہ) خشک ہو تو پھر دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے (اگر کوئی ذرہ اوپر پڑ جائے تو اسے جھاڑ دے)۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ سابقہ ابواب میں (جیسے ۶ و ۱۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

---

[۱] مخفی نہ رہے کہ اس حدیث میں جو سوال و جواب مذکور ہے اس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ ہاتھ سے پیشاب رگڑنا اور پھر ہاتھوں کو دیوار یا زمین پر رگڑنا جائز ہے یا ناجائز! اور آیا اس سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے یا نہ؟ یہ تو ایک امر واقعہ تھا جس کا سائل نے تذکرہ کیا سوال صرف یہ ہے کہ اگر خارش ہو تو ان ہاتھوں سے بدن کو کھجلانا جائز ہے؟ امامؑ فرماتے ہیں: ہاں۔ کیونکہ اگرچہ نجس ہو مگر چونکہ خشک ہیں ان کی نجاست بدن تک سرایت نہیں کر سکتی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۲۷

جب آدمی کا بدن اور پسینہ پاک ہوتا ہے اور جب بحرام کے پسینہ کا حکم؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابواسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جب کے متعلق سوال کیا: جسے اپنے کپڑے میں پسینہ آ جائے۔ یا غسل کرنے کے بعد اپنی زوجہ سے معانقہ کرنے یا اس کے پہلو میں سوئے جبکہ وہ حالت حیض یا جنابت میں ہو اور اس کے جسم کو اس کا پسینہ لگ جائے؟ فرمایا: یہ سب کچھ کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفروع' التہذیب' الاستبصار)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک جب آدمی پیشاب کرتا ہے' پھر استنجا کرتا ہے پھر اس کا (تر) کپڑا اس کے جسم کو لگتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ ابواسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جنابت کی حالت میں ہوں' مجھ پر بارش برستی ہے جس سے میرے بدن کے کپڑے تر ہو جاتے ہیں اور میرے جسم پر کچھ مٹی لگی ہوئی ہے' کپڑے اس سے لگتے ہیں آیا میں ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخؒ نے اس کی تین تاویلیں کی ہیں (۱) کپڑے کا وہ حصہ تر نہ ہو جو (خشک) منی پر لگا ہے۔ (۲) بارش کی وجہ سے نجاست زائل ہو گئی ہو۔ (۳) تقیہ پر محمول ہے۔ (والا وسط اوسط۔ کما لا یخفی)

۴۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص ایک کپڑے میں جب ہوا۔ پھر اسے اس میں پسینہ آیا تو؟ فرمایا: میں تو اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتا! سائل نے عرض کیا کہ اسے اس قدر پسینہ آتا ہے کہ اگر نچوڑنا چاہے تو نچوڑ سکتا ہے؟ امامؑ نے تیوری بدل کر سائل کے چہرہ پر نظر کی اور فرمایا: اگر انکار کرتے ہو تو اس پر تھوڑا سا پانی چھڑک دو۔ (الفروع' التہذیب' الاستبصار)

۵۔ حمزہ بن حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ کپڑا آدمی کو جب کرتا ہے اور نہ آدمی کپڑے کو جب کرتا ہے۔ (کتب اربعہ)

۶۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص کو ایک کپڑے میں جنابت ہوتی ہے۔ آیا غسل کر کے اس کپڑے سے بدن خشک کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر یہ کہ نطفہ ہنوز تر ہو۔ اور اگر خشک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ بے شک اس کپڑے سے بدن خشک کرے مگر اس جگہ

سینہ۔ جہاں منی لگی ہوئی ہے۔

۷۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں ایک آدمی جب ہے۔ اور اسے قمیص میں اس قدر پسینہ آتا ہے کہ قمیص تر ہوتی ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر چاہے تو اس پر پانی چھڑک دے۔ (ایضاً)

۸۔ زید بن علی اپنے اب وجد کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر جب اور حائض کو کپڑے میں اس قدر پسینہ آئے کہ کپڑا جسم سے چپک جائے تو؟ فرمایا: جنابت ہو یا حیض یہ وہیں ہوتے ہیں جہاں ہیں۔ پسینہ میں نہیں ہیں۔ لہٰذا کپڑوں کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص کسی کپڑے میں جب ہو اور اسے اس میں پسینہ بھی آئے تو؟ فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے میں اس کپڑے میں سونا پسند نہیں کروں گا ہاں البتہ اگر موسم سرما ہو تو کوئی حرج نہیں ہے جب تک اس میں پسینہ نہ آئے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس حدیث کو کراہت پر محمول کیا ہے جیسا کہ روایت اس میں صریح ہے۔

۱۰۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو اپنے کپڑے میں جب ہوتا ہے اور اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں ہے تو؟ فرمایا: اس میں نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو اسے دھو ڈالے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ جب حرام پر محمول ہے اس لئے اسے احتیاطاً دھوئے۔ یا اس صورت پر محمول ہے کہ اس کپڑے کو منی کی نجاست لگ گئی ہو۔

۱۱۔ ادریس بن داؤد کفرتوثی واقفیہ میں سے تھا (جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد والے پانچ اماموں کو نہیں جانتے) وہ امام علی نقی علیہ السلام کے دور میں سامراء میں گیا۔ تا کہ امامؑ سے یہ مسئلہ پوچھے کہ جس کپڑے میں جب آدمی کو پسینہ آجائے اس میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہ؟ چنانچہ وہ انتظار گاہ میں بیٹھا اندر جانے کی انتظار میں بیٹھا تھا کہ اچانک امام علی نقی علیہ السلام نے اسے چھڑی سے جھوڑتے ہوئے فرمایا: اگر جب حلال ہے تو پڑھ سکتا ہے اور اگر جب بحرام ہے تو پھر نہیں پڑھ سکتا۔ (کتاب ابتداء الذکریٰ از شہید اولؒ)

۱۲۔ ایک اور حدیث میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: آب حمام کے غسالہ سے غسل نہ کرو کیونکہ اس میں جب بحرام غسل کرتا ہے، زانی اور ہمارے دشمن جوان سب سے بدتر ہیں غسل کرتے ہیں۔ (آب مضاف باب ۱۱)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثوں کو اکثر اصحاب نے کراہت پر اور بعض نے نجاست پر محمول کیا ہے۔ اور یہی احوط ہے۔ اگرچہ یہ صریح نہیں ہیں۔ اس سے قبل آب مطلق کے جوٹھے پانی' اور ابواب جنابت میں اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو غسالہ حمام کے پاک ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۴۔ ابوالبختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد علیہم السلام کے سلسلہ سند سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام غسل جنابت کرنے کے بعد اپنی بیوی کے جسم سے گرمی لیتے تھے جبکہ وہ جنب ہوتی تھیں۔ (قرب الاسناد)

باب ۲۸

حیض والی عورت کا بدن اور اس کا پسینہ پاک ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سورہ بن کلیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا آیا حائض اپنے ان کپڑوں کو دھوئے جو اس نے حیض کی حالت میں پہنے ہوئے تھے؟ فرمایا: ہاں صرف ان کپڑوں کو دھوئے گی جن کو خون لگا ہو۔ اور دوسروں کو رہنے دے۔ راوی نے عرض کیا: اسے ان میں پسینہ تو آیا تھا؟ فرمایا: پسینہ حیض نہیں ہے۔ (الفروع' التہذیب' الاستبصار)

۲۔ عیص بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا مرد عورت کے کپڑے اور اس کی تہمند میں نماز پڑھ سکتا ہے اور اس کے دوپٹے کو بطور پگڑی باندھ سکتا ہے فرمایا: ہاں۔ جبکہ وہ امین ہو (طہارت ونجاست کا خیال رکھتی ہو)۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حائض (پاک ہونے کے بعد) اپنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ جب تک انہیں خون نہ لگا ہو۔ (الفروع)۔

۴۔ معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ حائض کو کپڑوں میں پسینہ آتا ہے تو وہ انہیں دھونے سے پہلے ان میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۵۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حائض کو اس کپڑے میں پسینہ آجاتا ہے جو اس نے پہن رکھا ہے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اسے اس کا پانی (منی یا خون) یا کوئی اور نجاست لگ جائے تب صرف اس کے نجس مقام کو دھوئے گی۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر حائض کو اپنے کپڑے میں پسینہ آجائے تو؟ فرمایا: اگر وہ ایسا کپڑا ہے جسے وہ لازم پکڑتی ہے (ہر وقت پہنے رہتی ہے) تو پھر میں پسند نہیں کرتا کہ دھونے

سے پہلے اس میں نماز پڑھے (کیونکہ نجاست کا شدید اندیشہ ہے)۔ (ایضاً)

۷۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حیض والی عورت کوئی کپڑا پہنے اور وہ اس کے پاک ہونے تک برابر اس کے بدن پر رہے۔ تو وہ اسے دھوئے بغیر اس میں نماز نہ پڑھے۔۔۔ اور اگر اس کے بدن پر اوپر نیچے دو کپڑے ہوں تو اوپر والے میں پڑھ سکتی ہے۔۔۔ اور اگر اس کا ایک ہی کپڑا ہو تو حیض کے وقت اسے پاک کر کے پہنے۔ اور جب پاک ہو جائے تو پھر اسے دھوئے بغیر اس میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حیض والی عورت کو کپڑے میں پسینہ آ جائے تو؟ فرمایا: اسے دھولے۔ میں نے عرض کیا اگر کرتے کے نیچے تہمند ہو تو پھر پسینہ تہمند کے نیچے لگے گا۔ فرمایا: نہ دھوئے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے ان حدیثوں کو جن میں (پسینہ والے کپڑے کو دھونے کا حکم وارد ہے) بعض اوقات اس بنا پر محمول کیا ہے کہ جب وہ کپڑا خون وغیرہ سے نجس ہو جائے اور بعض اوقات استحباب پر محمول کیا ہے۔ اور اس سے پہلے بھی مختلف مقامات پر اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

سورج (اپنی تمازت و گرمی سے جب) زمین یا چھت اور بڑی چٹائیوں کو پیشاب یا اس جیسی نجاست سے خشک کر دے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اور وہاں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ مکان کی چھت یا جس جگہ نماز پڑھی جاتی ہے وہاں پیشاب لگ جائے تو؟ فرمایا: جب اس جگہ کو سورج خشک کر دے تو وہاں نماز پڑھ سکتے ہو وہ جگہ پاک ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ زرارہ اور حریز بن حکیم ازدی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مکان کی چھت کو پیشاب لگ جاتا ہے یا وہاں پیشاب کیا جاتا ہے آیا اس جگہ نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: اگر اس جگہ پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں اور ہوا لگتی ہے اور وہ جگہ (اس سے) خشک ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اسے مستقل طور پر پیشاب گاہ بنا دیا جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ علی بن جعفرؑ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر چٹائیوں کو پیشاب لگ جائے اور وہ دھوئے بغیر خشک ہو جائیں تو آیا ان پر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۴۔ عمار ساباطی ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ گھر وغیرہ میں ایک نجس جگہ ہوتی ہے جس پر سورج کی گرمی نہیں پڑتی مگر ویسے وہ خشک ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: وہاں نماز نہ پڑھی جائے۔ اور وہاں نشان لگا دو۔ تاکہ اسے دھوسکو۔۔۔ پھر پوچھا گیا: آیا سورج نجس زمین کو پاک کرتا ہے؟ فرمایا: جب کوئی جگہ پیشاب وغیرہ سے نجس ہو پھر اسے سورج لگے اور وہ جگہ خشک ہو جائے تو وہاں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر سورج تو لگے مگر ہنوز وہ نجس جگہ خشک نہ ہو تو جب تک خشک نہ ہو وہاں نماز جائز نہیں ہے (اور اگر تمہارا پاؤں یا پیشانی تر یا کوئی دوسرا) عضو تر ہو جو اس نجس جگہ پر لگتا ہے۔۔۔ تو جب تک وہ جگہ خشک نہ ہو اس وقت تک وہاں نماز نہ پڑھو۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبکر حضرمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے ابوبکر! جس جگہ پر سورج چمکتا ہے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ اسماعیل بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ اگر زمین یا چھت کو پیشاب وغیرہ کوئی نجاست لگ جائے تو آیا اسے صرف سورج بغیر پانی کے پاک کرتا ہے؟ فرمایا: بھلا پانی کے بغیر کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟ (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اس پانی سے مراد زمین کی تری ہو مطلب یہ کہ زمین جب پیشاب وغیرہ کی وجہ سے تر ہو اور اس پر سورج چمکے تب پاک ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر وہ جگہ خشک ہو اور خشک پر سورج چمکے تو وہ پاک نہ ہوگا۔ اور اگر خشک ہو جائے تو اس پر سورج چمکتے وقت پانی کا ترشح کرنا چاہیے۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔

باب ۳۰

اگر کوئی جگہ یا کپڑا نجس ہو تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ نجاست آدمی کے بدن یا لباس کی طرف تجاوز نہ کرے (یعنی ہر دو خشک ہوں) ہاں اس سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ کوئی گھر کا کوئی کمرہ ایسا ہے کہ وہاں سورج نہیں چمکتا۔ اور اس جگہ کو پیشاب لگ جاتا ہے۔ یا وہاں غسل جنابت کیا جاتا ہے۔ تو اگر وہ جگہ خشک ہو جائے تو وہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ فرمایا: ہاں! (الفقیہ، قرب الاسناد)

۲۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ اگر چٹائی کے سرکنڈے نجس پانی سے تر ہو جائیں تو اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ فرمایا: جب خشک ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، قرب الاسناد، البحار)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور محمد بن ابی عمیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر شاذکونہ پر جنابت (منی) لگی ہوئی ہو۔ (مگر خشک ہو جائے) تو اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ (تہذیب واستبصار، الفقیہ)

۴۔ عبداللہ بن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر شاذکونہ کو احتلام (منی) لگ جائے تو اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔ یا اس بات پر محمول ہے کہ نجاست (منی) تر ہو اور اس کے نماز گزاری کی طرف تجاوز کرنے کا اندیشہ ہو۔

۵۔ عبدالرحمٰن اپنے جد جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک ایسی جگہ سے گزرتا ہے جہاں شراب پھینکا گیا تھا جسے زمین پی گئی۔ مگر ہنوز اس کی کچھ نمی باقی ہے آیا وہاں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر تو کوئی اور جگہ مل جائے تو وہاں پڑھے اور اگر اور کوئی جگہ نہ ہو تو وہاں پڑھ لے کوئی حرج نہیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے (باب ۴۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۳۱

جس چیز میں تنہا نماز نہیں پڑھی جاسکتی (یعنی وہ ساتر عورتین نہیں ہے) جیسے ٹوپی، ازار بند، جوراب، کمر بند، جوتا اور موزہ، وہ اگرچہ نجس ہو مگر اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز (از قسم لباس) جس میں تنہا نماز نہیں پڑھی جا سکتی جیسے ٹوپی، ازار بند اور جوراب (یہ اگر نجس ہوں اور) کسی آدمی کے اوپر ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ حماد بن عثمان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو نجس موزہ میں نماز پڑھنا چاہے، فرمایا: جب کوئی چیز ان چیزوں میں سے ہو جس میں تنہا نماز نہیں پڑھی جاسکتی تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ٹوپی پیشاب میں گر گئی۔

میں نے اسے اٹھا کر (اور خشک کر کے) سر پر رکھ دیا اور پھر (اسی حالت میں) نماز پڑھی؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن سنان بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جو کسی انسان کے اوپر ہو یا اس کے ہمراہ جس میں تنہا نماز نہیں ہو سکتی جیسے ٹوپی کا ازار بند، کمر بند، جوتا اور موزے تو وہ اگرچہ نجس بھی ہو تاہم اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۲) میں بعض ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۲

قدم، جوتا، اور موزے کا باطنی حصہ اور نچلا حصہ پاک اور خشک زمین پر چلنے یا اس قدر اس پر ملنے سے کہ جس سے نجاست زائل ہو جائے پاک ہو جاتے ہیں۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ احول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے متعلق جو ایسی جگہ پر پاؤں رکھتا ہے جو پاک نہیں ہے اس کے بعد پاک جگہ پر چلتا ہے تو؟ فرمایا: جب پندرہ ہاتھ یا اس کے برابر چلے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (پاؤں پاک ہو جائے گا)۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ آپؑ خشک فضلہ کو روندتے ہوئے گزر گئے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان جاؤں! آپؑ فضلہ کے اوپر سے گزرے اور وہ کچھ آپؑ کے کپڑوں کو بھی لگا؟ فرمایا: کیا وہ خشک نہیں تھا؟ عرض کیا ہاں تھا تو خشک! فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے زمین کا بعض حصہ دوسرے بعض کو پاک کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ معلی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک خنزیر پانی سے نکلتا ہے اور راستہ چلتا ہے اور اس کے تر جسم سے نجس بہتا ہے (جس سے راستہ نجس ہو جاتا ہے) میں اس راستہ سے ننگے پاؤں چلتا ہوں تو؟ فرمایا: اس کے بعد خشک (اور پاک) زمین موجود نہیں ہے (جس پر تم چلو) عرض کیا: ہاں موجود ہے! فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں ہے (پاک زمین پر چلنے سے نجس پاؤں پاک ہو جائیں گے) زمین کا بعض حصہ دوسرے بعض حصوں کو پاک کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک ایسے مکان میں قیام کیا کہ ہمارے اور مسجد کے درمیان ایک تنگ اور گندی گلی تھی۔ جب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے دریافت فرمایا کہاں قیام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا

کہ فلاں کے مکان میں! اس پر آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے اس مکان اور مسجد کے درمیان تو ایک تنگ اور گندی گلی ہے یا یہ بات ہم نے عرض کیا (کہ ہماری قیام گاہ اور مسجد کے درمیان تنگ اور گندی گلی ہے) فرمایا کوئی مضائقہ نہیں زمین کا بعض حصہ دوسرے بعض کو پاک کرتا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ تر گوبر پر پاؤں رکھتا ہوں؟ فرمایا: اس قسم کی چیز تمہارے لئے نقصان رساں نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں ہے کہ اگر خشک ہو تو پھر دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶۔ حفص بن ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے موزے پہنے ہوئے تھے اور خشک پاخانہ کے اوپر سے گزرا۔ اور ان کو اس قدر زمین پر رگڑا! اب ان میں کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے ان کو پہن کر نماز پڑھنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب)

۷۔ زرارہ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ایک شخص پاخانہ کے اوپر سے گزر رہا تھا کہ اس کا پاؤں اس میں دھنس گیا۔ آیا اس سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟ اور آیا اس پر پاؤں کا دھونا واجب ہے؟ فرمایا: (اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور) پانی سے دھونا واجب نہیں بلکہ زمین پر اس قدر رگڑنے سے بھی پاک ہو سکتا ہے کہ نجاست کا نام و نشان ختم ہو جائے تو نماز پڑھ سکتا ہے مگر پاؤں کو گندہ سمجھ کر دھونا چاہے تو دھولے۔ (ایضاً)

۸۔ عمار بن موسیٰ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص وضو کر کے ننگے پاؤں (نجس) جگہ پر چلتا ہے اور اس کے پاؤں گیلے ہیں! فرمایا: اگر تمہاری زمین سنگریزوں والی ہے تو اس پر چلنا (پاؤں کے پاک ہونے کے لئے) کافی ہے۔ (ایضاً)

۹۔ محمد حلبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مسجد کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ایک تنگ گلی ہے جس میں پیشاب بھی کر دیا جاتا ہے بعض اوقات میں اس حال میں گزرتا ہوں کہ پاؤں میں جوتا نہیں ہوتا۔ اس کی نمی پاؤں سے چمٹ جاتی ہے تو؟ فرمایا: اس کے بعد خشک (اور پاک) زمین پر نہیں چلتے ہو؟ عرض کیا: ہاں (چلتا ہوں) فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ میرا پاؤں تر گوبر پر پڑ جاتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے پھر فرمایا بخدا کبھی میرا پاؤں بھی پڑ جاتا ہے مگر میں اس حالت میں نماز پڑھتا ہوں اور اسے نہیں دھوتا ہوں۔ (سرائر ابن ادریس)

۱۰۔ اس سے پہلے (احکام خلوت باب ۳۰ میں) زرارہ از امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث گزر چکی ہے۔ فرمایا: پاخانہ کے متعلق سنت جاری ہے کہ اسے تین پتھروں سے صاف کیا جائے (خواہ مخواہ) دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح پاؤں نجس ہو جائیں تو ان کو دھوئے بغیر پتھروں سے (یا زمین سے) رگڑنے سے پاک ہو سکتے ہیں۔

باب ۳۳

سانپ' چوہا' چھپکلی زندہ ہوں تو پاک ہیں اور چوہے کے نشان کو دھونا یا اس پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ غطایہ (چھپکلی سے بڑا جانور ہے) 'سانپ اور چھپکلی پانی میں گر جاتے ہیں مرتے نہیں آیا اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر عرض کیا کہ گھی کے مٹکے میں چوہا گر جائے اور مرنے سے پہلے اسے زندہ نکال لیا جائے تو اس گھی کا مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اور اسے ہاتھ لگایا بھی جا سکتا ہے۔ (تہذیب واستبصار وقرب الاسناد)

۲۔ نیز علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ چوہا پانی میں گرا اور پھر جب باہر نکلا تو وہ اس تر حالت میں کپڑوں پر چلتا پھرتا رہا آیا ان کپڑوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: جہاں جہاں اس کے چلنے کے نشانات ہیں ان کو دھو ڈالو۔ اور جہاں نشان نظر نہ آئے وہاں پانی چھڑک دو۔ (تہذیب)

۳۔ شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ قتادہ از علی بن جعفرؑ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ فرمایا اور کتے کا بھی یہی حکم ہے۔ (التہذیب' الفروع' قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کہ چوہے کا حکم استحبابی ہے اور کتے کا وجوبی' کیونکہ دوسری حدیثوں میں اس بات کی وضاحت وصراحت موجود ہے جیسا کہ جوتھ باب ۹ میں مذکور ہے اور اس کے بعد (جلد ۸ باب ۴۵) باب الاطعمہ میں بھی یہ تفصیل سے ذکر کی جائے گی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

باب ۳۴

ہر وہ جانور جو خون جہندہ رکھتا ہو اس کا مردہ نجس ہے مگر یہ کہ کوئی مسلمان ان سے مس شدہ چیز کو پانی سے دھو کر پاک کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابراہیم بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا کپڑا میت کے جسم پر گرتا ہے؟ فرمایا: اگر میت کو غسل دے چکنے کے بعد اس پر کپڑا گرے تو اس کے دھونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر غسل دینے سے پہلے اور میت کے ٹھنڈا ہونے کے بعد گرے تو پھر اس جگہ کو دھوؤ۔ جو میت کو لگی ہے۔ (الفروع' التہذیب)

۲۔ یونس بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ

لومڑی، خرگوش یا درندوں میں سے کسی درندہ کو ان کی زندگی یا ان کی موت کے بعد ہاتھ لگانا جائز ہے؟ فرمایا: یہ چیز ضرر رساں نہیں ہے۔ مگر ہاتھ کو دھولے (اگر ان کی موت کے بعد ہاتھ لگائے)۔ (ایضاً)

۳۔ قاسم صیقلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں مردہ گدھوں کے چمڑے سے تلواروں کے غلاف بناتا ہوں اور وہ چمڑے میرے کپڑوں کو لگتے ہیں کیا ان میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپؑ نے جواب میں لکھا نماز کے لئے اور کپڑے بنوالو۔ پھر میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ تمام ماجرا لکھا کہ میں نے اس طرح آپ کے والد ماجدؑ کو خط لکھا تھا انہوں نے یہ جواب دیا تھا مگر اس پر عمل کرنا میرے لئے شاق تھا۔ اس لئے اب میں نے ان وحشی گدھوں کے چمڑے کے غلاف بنانے شروع کر دیے ہیں جن کا تذکیہ کیا جاتا ہے۔ امامؑ نے جواب میں مجھے لکھا۔ خدا تم پر رحم کرے ہر نیک کام صبر و تحمل سے کیا جاتا ہے اب اگر تذکیہ شدہ وحشی گدھوں کے چمڑے کو عمل میں لاتے ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں انہی کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہو۔ (ایضاً)

۴۔ شیخ صدوقؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ مردہ کے چمڑے میں دودھ، پانی اور گھی رکھا جاتا ہے آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: دودھ، پانی اور گھی جو چاہو ان میں رکھو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے وضو کرو یا پیئو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اس (چمڑے) میں نماز نہ پڑھو۔ (الفقیہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ (چونکہ یہ روایت حسب ظاہر مسلّمات کے خلاف ہے اس لئے اس کی کوئی مناسب تاویل ضروری ہے لہٰذا) اوّلاً تو یہ روایت تقیہ پر محمول ہے کیونکہ اس کے موافق ہے۔ ثانیاً یہ بھی احتمال ہے کہ یہ چمڑا اس جانور کا ہو جو خون جہندہ نہیں رکھتا (کیونکہ وہ پاک ہوتا ہے) جیسا کہ گزر چکا ہو۔ اور آئندہ بھی آئے گا۔ انشاءاللہ۔

باب ۳۵

خون جہندہ نہ رکھنے والے جانور کا مردہ پاک ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر خنفساء نامی کوڑا، مکھی، مکڑی اور چیونٹی وغیرہ (حشرات الارض) میں سے کوئی چیز کنویں، تیل اور گھی وغیرہ میں مرجائے تو؟ فرمایا: ہر وہ چیز جو خون جہندہ نہیں رکھتی اس کے (مردہ) میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب و استبصار)

۲۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مرکر) پانی کو خراب نہیں کرتی مگر وہ چیز جو خون جہندہ رکھتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جو کنویں میں گرے اور وہ خون (جہندہ) نہ رکھتی ہو جیسے بچھو اور خنفساء نامی کوڑے اور ان جیسے (حشرات الارض) ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ پانی کے گھڑے میں مردہ خنفساء پایا گیا تو؟ فرمایا: اسے باہر پھینک دو۔ پھر اس پانی سے وضو کرو اور اگر بچھو ہو (مر جائے) تو اس پانی کو انڈیل دو[1] اور دوسرے پانی سے وضو کرو۔ (الفروع)

۵۔ عبداللہ بن حسن اپنے جد جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر گھڑے یا مٹکے میں بچھو یا خنفساء یا ان جیسا کوئی حشرہ مر جائے تو اس پانی سے نماز کے لئے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، البحار)

باب ۳۶

اس روٹی کو ترک کرنا مستحب ہے جسے چوپایا کتا سونگھ جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جس روٹی میں سے کچھ حصہ چوپایا کتا کھا جائیں یا سونگھ جائیں آیا اس کا کھانا جائز ہے؟ فرمایا: جس حصہ کو سونگھ جائیں وہ پھینک دیا جائے اور باقیماندہ کو کھایا جائے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کتا یا چوہا روٹی کا کچھ حصہ کھا جائیں تو؟ فرمایا: جب اس جگہ کو جس کو وہ منہ لگائیں اس کو الگ کر کے پھینک دیا جائے اور باقیماندہ (پاک ہے) کو کھایا جا سکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے مناہی میں چوہے کا جوٹھا کھانے سے منع فرمایا۔ (الفقیہ)

---

[1] اگر چہ وہ پانی پاک ہے مگر بچھو کے اس میں مر جانے سے اس کے زہریلے پن کی وجہ سے طبیعت میں جو طبعی تنفر پایا جاتا ہے اس کے پیش نظر ایسا فرمایا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳۷

ہر چیز پاک ہے جب تک اس میں نجاست کے واقع ہونے کا یقین نہ ہو۔ اور اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو کچھ اسے لگا ہے وہ پیشاب ہے یا پانی؟ یا اس میں شک ہو کہ پانی کو استعمال کرنے سے پہلے اس میں نجاست پڑی یا بعد میں تو دونوں صورتوں میں طہارت پر بنا رکھی جائیں گی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا اگر میرے کپڑے کو نکسیر وغیرہ کا خون لگا یا منی لگی۔۔۔ پھر عرض کیا اگر مجھے گمان ہو کہ کوئی نجاست لگی ہے۔ مگر یقین نہ ہو۔ نگاہ بھی کروں مگر کچھ نظر نہیں آئے۔ پھر نماز پڑھوں اس کے بعد اس میں نجاست نظر آ جائے تو؟ فرمایا: کپڑے کو ضرور دھوؤ۔ مگر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے! عرض کیا کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ تم یقین طہارت پر تھے پھر شک ہوا۔ تو کبھی یقین کو شک کی بنا پر نہیں توڑنا چاہیئے۔ پھر عرض کیا اگر نجاست کے لگنے کا شک ہو تو اس جگہ پر نگاہ کرنا لازم ہے؟ فرمایا: نہ مگر یہ کہ اس شک اور قلق کو دور کرنا چاہو جو تمہارے دل میں واقع ہوئی ہے! (التہذیب، الاستبصار، العلل)

۲۔ عبدالرحمن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص رات کے وقت پیشاب کرتا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ اسے لگا ہے مگر یقین نہیں ہے آیا اس کے لئے کافی ہے کہ صرف اپنے ذکر پر پانی ڈالے اور استبراء نہ کرے؟ فرمایا: جس مقام پر پیشاب کا لگنا واضح ہے اسے تو دھوئے اور بدن یا کپڑے کے جس حصے کے متعلق شک ہے اس پر پانی چھڑک دے اور استنجاء کرنے سے پہلے استبراء کرے۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن محمد (جعفر) بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے دریافت کیا کہ چوہا، مرغی، کبوتر وغیرہ پاخانہ پر بیٹھتے ہیں پھر کپڑے پر پاؤں رکھتے ہیں آیا اس کپڑے کو دھویا جائے؟ فرمایا: اگر کپڑے پر اس کا کوئی اثر اور نشان ظاہر ہو تو پھر تو دھوؤ۔ ورنہ کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب، قرب الاسناد)

۴۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر شے پاک ہے جب تک اس کی نجاست کا علم و یقین نہ ہو۔ ہاں جب نجاست کا علم ہو جائے تب نجس ہے اور جب تک علم نہیں ہے تو تم پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب)

۵۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں جب تک مجھے علم و یقین نہ ہو جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ مجھے پیشاب لگا ہے یا پانی؟ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے آب مطلق پیشاب کے بعد مشتبہ رطوبت کے خارج ہونے وغیرہ ابواب میں اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۳۸

شراب، نبیذ اور جو کی شراب اور ہر نشہ آور کی نجاست کا بیان۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چودہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اس آدمی کو عاریۃً کپڑا دیتا ہے جس کے متعلق اسے معلوم ہے کہ وہ بغیر چھلکے کی مچھلی کھاتا اور شراب پیتا ہے۔ جب وہ کپڑا واپس کرے تو اسے دھونے سے پہلے اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک اسے دھو نہ لے اس میں نماز نہ پڑھ۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محمد کا وہ خط خود پڑھا ہے جو انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا تھا جس میں مذکور تھا "میں آپ پر قربان جاؤں! زرارہ نے امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کپڑے کو شراب لگ جائے تو اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ خدا نے صرف اس کا پینا حرام قرار دیا ہے اور زرارہ کے علاوہ دوسرے راویوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اگر تمہارے کپڑے کو شراب یا نبیذ یعنی نشہ آور لگ جائے تو اگر اس جگہ کا علم ہو تو وہ دھوؤ، ورنہ تمام کپڑا دھوؤ اور اگر اس شراب آلود کپڑے میں نماز پڑھی ہے تو اس کا اعادہ کرو۔ آپ مجھے بتائیں کہ ان میں سے کون سی روایت درست ہے تاکہ میں اس پر عمل کروں"۔ امامؑ نے جو کچھ اس اپنے دستخطوں سے لکھا اور میں نے پڑھا وہ یہ تھا کہ "تم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول پر عمل کرو" (یعنی جو زرارہ کے علاوہ دوسرے راویوں نے نقل کیا ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ خیران خادم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ اگر کسی کپڑے کو شراب یا خنزیر کا گوشت لگ جائے تو آیا اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ خدا نے صرف ان کا کھانا پینا حرام قرار دیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں پڑھی جا سکتی؟ امامؑ نے جواب میں لکھا اس کپڑے میں نماز نہ پڑھو۔ کیونکہ وہ نجس ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ہشام بن الحکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فقاع (جو کی شراب) کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اسے نہ پینا کیونکہ یہ شراب ہے مگر ہے مجہول (عام لوگوں کو اس کے شراب ہونے کا علم نہیں ہے) اور اگر تمہارے کپڑے کو لگ جائے تو اسے دھوؤ۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے نبیذ کا تذکرہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا کہ نبیذ کی اتنی قلیل مقدار جو سلائی کو تر کر دے وہ پانی کے ایک مٹکے کو نجس کر سکتی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: اس گھر میں نماز نہ پڑھو جس میں شراب یا اور کوئی نشہ

آور چیز ہو! کیونکہ ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ایسے کپڑے میں نماز پڑھو جسے شراب یا کوئی اور چیز لگی ہو جب تک اسے دھونہ لو۔ (تہذیب واستبصار)

۷۔ زکریا بن آدم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر شراب یا نشہ آور نبیذ کا ایک قطرہ اس ہانڈی میں گر جائے جس میں بہت سا گوشت اور بہت سا شوربہ ہو تو؟ فرمایا: شوربہ تو یا انڈیل دیا جائے یا ذمی کافروں یا کتوں کو پلا دیا جائے۔ اور گوشت کو پاک کر کے خود کھاؤ۔ پھر عرض کیا اگر اس میں خون کا قطرہ پڑ جائے تو؟ فرمایا: اسے تو آگ کھا جائے گی۔ انشاء اللہ۔۔۔۔ عرض کیا اگر گوندھے ہوئے آٹے میں شراب یا نبیذ یا خون کا کوئی قطرہ پڑ جائے تو؟ فرمایا: آٹا خراب (نجس) ہو جائے گا۔ عرض کیا میں یہ آٹا یہود و نصاریٰ کے ہاتھ حقیقت حال بتا کر فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ وہ تو اس کے پینے کو جائز جانتے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ اگر فقاع (بیئر) ان چیزوں میں سے کسی چیز میں پڑ جائے تو آیا اس کا حکم بھی یہی ہے؟ فرمایا: اگر میرے طعام میں اس کا کوئی قطرہ پڑ جائے تو میں تو اس کے کھانے کو ناپسند کروں گا۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ ابوبکر حضرمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اگر میرے کپڑے کو نبیذ لگ جائے تو اس میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کیا اگر اس کا ایک قطرہ مٹکے میں گر جائے تو وہ پانی پی سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ نبیذ کی اصل حلال اور شراب کی اصل حرام ہے۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسیؒ نے اس حدیث میں وارد شدہ نبیذ کو اس پر محمول کیا ہے کہ جو نشہ آور نہ ہو۔ جیسا کہ اوپر آب مضاف میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

۹۔ حسین بن ابی سارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میرے کپڑے کو شراب لگ جائے تو اسے دھونے سے پہلے اس میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں کیونکہ کپڑا تو نشہ نہیں دیتا۔ (ایضاً)

۱۰۔ عبداللہ بن بکر بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ اگر کوئی نشہ آور چیز اور نبیذ کپڑے کو لگ جائے تو؟ فرمایا: کوئی جرم نہیں ہے۔ (تہذیب وقرب الاسناد)

۱۱۔ حسین بن ابی سارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہود و نصاریٰ اور مجوس کے ساتھ ہمارا میل جول رہتا ہے۔ بعض اوقات ہم اس حالت میں ان کے پاس جاتے ہیں کہ وہ کھا پی رہے ہوتے ان کا ساقی میرے پاس سے گزرتا ہے اور میرے کپڑوں پر شراب ڈال دیتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کا دھبہ مٹانے کے لئے کپڑے کو دھو ڈالو۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے ان (۹ سے ۱۱ تک) تین حدیثوں کو تقیہ پر محمول کیا ہے کہ امامؑ نے اس دور کے

جابر سلاطین اور علماء سوء کے خوف سے یہ جواب دیا ہے اور جن حدیثوں میں سے کپڑے میں نماز پڑھنے کی صراحت نہیں ہے۔ اسے اس بات پر محمول کیا کہ نماز کے علاوہ اس کا پہننا جائز ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب کسی کا ازالہ ممکن نہ ہو۔

۱۲۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ہم ایسے کپڑے خریدتے ہیں جن کو بننے والوں کے پاس شراب یا سور کی چربی لگ جاتی ہے آیا ان کو دھونے سے پہلے ان میں نماز پڑھ سکتے ہیں فرمایا: ہاں! خدا نے ان کا کھانا پینا حرام قرار دیا ہے ان کا پہننا، چھونا اور ان میں نماز پڑھنا تو حرام قرار نہیں دیا۔ (الفقیہ، العلل)

۱۳۔ علی بن رئاب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شراب اور نشہ آور نبیذ کے بارے میں سوال کیا کہ اگر میرے کپڑے کو لگ جائیں تو اسے دھوؤں یا اس میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر یہ کہ تم اسے کثیف سمجھکر دھبہ والی جگہ کو دھو ڈالو۔ خدا نے ان کا پینا حرام قرار دیا ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تم جان چکے ہو وہ حدیثیں جو شراب وغیرہ کی نجاست پر بالقراحہ دلالت کرتی ہیں وہ اقوی (اور اکرہ) اور احوط ہیں اور جو ان کی طہارت پر دلالت کرتی ہیں (جیسے یہ دو روایتیں یا سابقہ بعض روایات) وہ تقیہ پر محمول ہیں۔ (جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱ کے ذیل میں وضاحت کی جا چکی ہے) اسی طرح برتنوں والی حدیثوں میں (باب ۵۱ کے اندر) اور باب الاشربہ (جلد ۸ باب ۳۵ میں) اور ایسی حدیثیں بھی ذکر کی جائیں گی جو ان کی نجاست پر دلالت کرتی ہے انشاء اللہ۔

۱۴۔ عبداللہ بن حسن اپنے جد علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی عورت ''نضوح'' نامی مخصوص خوشبو کو نبیذ میں ڈال کر اور سر پر لگا کر نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: جب تک اسے دھو نہ ڈالے نماز نہیں پڑھ سکتی۔ (ایضاً)

باب ۳۹

شراب خوار کا تھوک جب ظاہری نجاست سے خالی ہو تو پاک ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالحمید بن ابوالدیلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی شرابخور ہے وہ تھوکتا ہے اور وہ میرے کپڑے کو لگ جاتی ہے تو؟ فرمایا: کچھ بھی نہیں۔ (تہذیب واستبصار)

۲۔ حسن بن موسیٰ حناط کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی شراب پیتا ہے اور اسے منہ سے پھینکتا ہے اور وہ میرے کپڑے کو لگ جاتی ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث بھی پہلی حدیث پر محمول ہے۔ یعنی اس سے مراد شرابی کی تھوک ہے اور اس سے پہلے (باب ۱۷ او ۲۴) میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہے کہ جو تھوک کے پاک ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس بات پر کہ جسم کے اندرونی حصوں کا پاک کرنا واجب نہیں ہے اور باب الاشربہ میں ایسی حدیثیں آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۴۰

اگر آدمی کا بدن یا لباس نجس ہو مگر اسے علم نہ ہو تو پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ واجب نہیں۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی اپنے (دینی) بھائی کے کپڑوں پر خون لگا ہوا دیکھے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو؟ فرمایا: جب تک وہ نماز سے فارغ نہ ہو جائے اسے اس کی اطلاع نہ دے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس کے کپڑوں پر منی لگی ہوئی تھی اور اسے دو رکعت پڑھ چکنے کے بعد اثناء نماز اس کا علم ہوا۔ فرمایا: اس پر واجب ہے اس نماز کو (کپڑا پاک کرکے) از سر نو پڑھے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے کپڑے پر منی یا خون لگا ہوا ہو مگر اسے اس وقت علم ہو جب نماز پڑھ چکے تو؟ فرمایا: اس کی نماز درست ہے اور اس پر (اعادہ وغیرہ) کچھ بھی نہیں ہے۔ (ایضاً و استبصار)

۳۔ عبداللہ بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے کو منی یا خون لگا ہو تو؟ (آپ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے) فرمایا: اگر تو اس کو نماز پڑھنے سے پہلے اس نجاست کا علم ہو گیا تھا اور پھر (عمداً یا سہواً) اسے نہیں دھویا اور اس میں نماز پڑھے تو اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ اور اگر اسے پہلے کا کوئی علم نہیں۔ ہاں نماز پڑھ چکنے کے بعد علم ہوا تو پھر اس کا اعادہ واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس کا خیال ہو کہ کوئی نجاست لگی ہے مگر دیکھنے پر کچھ نظر نہ آئے تو اس کے لئے کافی ہے کہ اس پر پانی چھڑک دے۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اس حالت میں نماز پڑھے جب کہ اس کے کپڑے پر انسان یا بلی یا کتے کا فضلہ لگا ہوا ہو تو آیا اس نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: اگر اسے نماز سے پہلے علم نہیں تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عیص بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی شخص کے کپڑے میں

چندون تک نماز پڑھی پھر کپڑے کے مالک نے اس سے کہا کہ وہ اس کپڑے میں نماز نہ پڑھے تو؟ فرمایا: پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(ایضاً)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے نماز پڑھی جبکہ اس کے کپڑے پر منی یا پیشاب لگا ہوا تھا تو؟ فرمایا: خواہ اسے اس کا پیشگی علم تھا یا نہ تھا جب اسے علم ہو جائے تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔(تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے سابقہ اور لاحقہ نصوص کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ نماز کے وقت بھول جائے کہ اس کا کپڑا نجس ہے جب پہلے اسے اس کا علم تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہر حال میں اس اعادہ کو استحباب پر محمول کیا جائے۔

۷۔ عبداللہ بن الحسن اپنے جد علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پچھنے لگوائے اور اس کے کپڑے کو خون لگ گیا جس کا اسے دوسرے دن علم ہوا (جبکہ وہ کئی نمازیں اس کپڑے میں پڑھ چکا ہو) تو اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: اگر تو اسے نماز پڑھنے سے پہلے اس کا علم ہو مگر اسے نہیں دھویا تو پھر بلا کم و کاست تمام پڑھی ہوئی نمازوں کی قضا کرے اور اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد دیکھے تو پڑھی ہوئی نماز کو کافی سمجھے اور (آئندہ کے لئے) اسے دھولے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۱

اگر کوئی شخص نماز سے پہلے کپڑے پر نظر ڈالے اور اس میں کوئی نجاست نظر نہ آئے اور نہ ہی اس کا علم ہو اور نماز پڑھنے کے بعد نظر آئے تو اس پر اعادہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے کپڑے کو نکسیر کا خون لگا عرض کیا اگر پہلے علم ہو کہ خون لگا تو ہے مگر اس کے مقام کو دیکھا نہ ہو اس جگہ کی تلاش بھی کیا مگر کامیاب نہ ہوا جب نماز پڑھ چکا تو مل گیا۔ تو؟ فرمایا: اسے دھوؤ اور نماز کا اعادہ کرو۔ عرض کیا اگر گمان ہو کہ لگا ہے مگر یقین نہ ہو۔ دیکھا اور کچھ نظر نہ آیا بعد از اں نماز پڑھی تو نظر آ گیا تو؟ فرمایا: اسے دھوؤ مگر نماز کا اعادہ نہ کرو۔ عرض کیا کیوں؟ فرمایا کہ تمہیں اپنی طہارت کا یقین تھا (اور نجاست کا شک) تو کبھی بھی یقین کو شک سے نہیں توڑنا چاہیئے۔(تہذیب واستبصار، علل الشرائع)

اعادہ کرے۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے کپڑے پر خون لگا ہوا دیکھتا ہے مگر اس کا دھونا بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی میں نماز پڑھ لیتا ہے تو؟ فرمایا: (کپڑا پاک کرکے) نماز کا اعادہ کرے یہ اسے اس کی بھول کی سزا ہے تا کہ آئندہ نجس کپڑے کو پاک کرنے میں سہل انگیزی نہ کرے بلکہ اس کا پورا پورا اہتمام کرے۔ عرض کیا اور جس شخص کو پہلے نجاست کا علم نہ ہو اور بعد از نماز علم ہو تو وہ کیا کرے آیا کپڑا پاک کرکے نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہ! لیکن آئندہ از سرنو پڑھے۔(تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (آب مطلق باب ۴، نواقض وضو باب ۱۸ و احکام خلوت باب ۱۰) اور اس باب کے (باب ۱۳ اور باب ۴۰ وغیرہ) میں اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے بعض میں نماز کا اعادہ کرنے اور بعض میں نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ شیخ طوسیؒ اور علماء کی ایک جماعت نے اعادہ کرنے والی حدیثوں کو وقت کے اندر اندر اعادہ نہ کرنے والی حدیثوں کو وقت کے بعد پر محمول کیا ہے اور جن میں وقت کے بعد بھی اعادہ کا حکم دیا گیا ہے اسے استحباب پر محمول کیا جائے گا۔

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے منی کا تذکرہ کیا اور اس کی نجاست کی شدت کا ذکر کرتے ہوئے اسے پیشاب سے زیادہ سخت قرار دیا اور فرمایا اگر (بدن یا لباس پر) منی دیکھو تو نماز سے پہلے یا نماز کے دوران تو اس نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر (نماز سے پہلے) کپڑے پر نگاہ ڈالو مگر اسے نہ پاؤ اور نماز پڑھ چکنے کے بعد نظر آجائے تو (اسے دھونا تو پڑے گا مگر) نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور یہی حکم پیشاب کا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۳۔ میمون الصیقل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا ایک شخص رات کے وقت جنب ہوا، غسل کیا نماز پڑھی مگر جب دن ہوا تو دیکھا کہ اس کے کپڑے پر منی لگی ہوئی ہے تو؟ فرمایا: سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے کوئی چیز نہیں چھوڑی مگر یہ کہ اس کے لئے حد مقرر کر دی ہے (پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا جب وہ اٹھا (جاگا) اور کپڑے کو دیکھا مگر کوئی چیز نظر نہیں آئی تو پھر اعادہ نہیں ہے اور اگر اٹھنے کے بعد دیکھا ہی نہیں (غفلت کی) اور غسل و نماز کے بعد دیکھا) تو اس پر اعادہ واجب ہے۔ (کتب اربعہ)

باب ۴۲

جس شخص کو نجاست کا علم تھا مگر بوقت نماز پاک کرنا بھول گیا اور نماز پڑھ

باب ۴۳

جو شخص جان بوجھ کر نجس کپڑے میں نماز پڑھے اس پر وقت کے اندر اعادہ کرنا اور بعد از وقت نماز کا قضا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے کو منی یا خون لگ جائے تو؟ فرمایا: اگر اسے نماز پڑھنے سے پہلے علم تھا کہ اس کے کپڑے کو منی لگی ہوئی ہے مگر اسے (جان بوجھ کر) نہیں دھویا اور اس میں نماز پڑھی تو اس پر واجب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔ (الفروع، تہذیب واستبصار)

۲۔ اس سے پہلے زرارہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث (باب ۳۸ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ اگر تمہارے کپڑے کو شراب یا نشہ آور نبیذ لگ جائے تو اسے دھوؤ۔ اور اگر اس میں نماز پڑھو تو اس کا اعادہ کرو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی حدیثیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۴۴

اس شخص کا حکم جن کو اثنائے نماز میں نجاست کا علم ہو؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا میرے کپڑے کو نکسیر وغیرہ کا خون یا مادۂ منویہ لگ گیا۔ اگر میں اسے اس وقت دیکھوں جب نماز میں مشغول ہوں تو؟ فرمایا: نماز کو توڑ دو۔ (اور اسے پاک کر کے) نماز کا اعادہ کرو مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب پہلے اس نجاست لگنے کا شک تھا۔ مگر جب دیکھا تو نظر آئی۔ اور نماز کی حالت میں نظر آ گئی۔ اور اگر اس کے لگنے کا پہلے سے شک ہی نہ تھا اب (اچانک نماز کی حالت میں) نظر آئی اور وہ بھی تر! تو اس صورت میں نماز کو قطع کر کے اسے دھوؤ۔ اور پھر وہیں سے نماز شروع کرو جہاں سے قطع کی تھی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ نجاست اسی وقت کہیں سے لگ گئی ہو؟ پس یقین کو کبھی شک کے ساتھ ہرگز نہیں توڑنا چاہیئے۔ (تہذیب، واستبصار، وعلل الشرائع)

۲۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو نماز پڑھ رہا تھا اور اس حالت میں کپڑے میں خون دیکھا۔ فرمایا: نماز کو جاری رکھ کر تمام کرے گا۔ (تہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس خون کی مقدار درہم سے کم ہو۔ (ورنہ پہلی حدیث کے مضمون کے مطابق عمل کرنا چاہیئے)۔

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا: کیا میرے کپڑے کو نکسیر وغیرہ کا خون لگا یا کچھ منی لگی۔ میں نے اس جگہ پر نشان بھی لگا دیا کہ جب پانی ملے تو دھوؤں گا۔ مگر اُدھر پانی ملا اور ادھر نماز کا وقت داخل ہو گیا اور میں اس کا دھونا بھول گیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی اس کے بعد یاد آیا تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرو اور اس نجس کپڑے کو پاک کرو عرض کیا کہ اگر اس (خون یا منی) کے لگنے کا تو علم ہو جگہ کا پتہ نہ چلے کہ کہاں لگا ہے؟ جب نماز پڑھ چکا تو مل گیا تو؟ فرمایا: اس کو دھو کر نماز کا اعادہ کرو۔ (تہذیب واستبصار وعلل)

۳۔ علاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے کو کوئی نجس چیز لگ جائے اور وہ اسے دھونا بھول جائے اور اس میں نماز پڑھ لے بعد ازاں یاد آئے کہ اس نے تو اسے دھویا ہی نہیں تھا تو آیا نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہ۔ اس کی نماز گزر گئی اور لکھی جا چکی (یعنی وقت کے بعد)۔ (ایضاً)

۴۔ ابن مسکان بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن میمون کے ذریعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مسئلہ دریافت کر بھیجا کہ ان سے پوچھا کہ ایک شخص پیشاب کرتا ہے اور اس کی ران پر بقدر نقطہ پیشاب لگ جاتا ہے اور وہ اسی حالت میں نماز بھی پڑھ لیتا ہے اس کے بعد اسے یاد آتا ہے کہ اس نے وہ پیشاب کا نقطہ نہیں دھویا تھا تو؟ فرمایا: اسے دھوئے اور نماز کا اعادہ کرے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے کپڑے پر خون لگا ہوا دیکھتا ہے مگر اس کا دھونا بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی میں نماز پڑھ لیتا ہے تو؟ فرمایا: (کپڑا پاک کر کے) نماز کا اعادہ کرے یہ اسے اس کی بھول کی سزا ہے تا کہ آئندہ نجس کپڑے کو پاک کرنے میں سہل انگیزی نہ کرے بلکہ اس کا پورا پورا اہتمام کرے۔ عرض کیا اور جس شخص کو پہلے نجاست کا علم نہ ہو اور بعد از نماز علم ہو وہ کیا کرے آیا کپڑا پاک کر کے نماز کا اعادہ کرے؟ فرمایا: نہ! لیکن آئندہ از سرنو پڑھے۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (آب مطلق باب ۴، نواقض وضو باب ۱۸ و احکام خلوت باب ۱۰) اور اس باب کے (باب ۱۳ اور باب ۴۰ وغیرہ) میں اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے بعض میں نماز کا اعادہ کرنے اور بعض میں نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ شیخ طوسیؒ اور علماء کی ایک جماعت نے اعادہ کرنے والی حدیثوں کو وقت کے اندر اندر اعادہ نہ کرنے والی حدیثوں کو وقت کے بعد پر محمول کیا ہے اور جن میں وقت کے بعد بھی اعادہ کا حکم دیا گیا ہے اسے استحباب پر محمول کیا جائے گا۔

باب ۴۳

جو شخص جان بوجھ کر نجس کپڑے میں نماز پڑھے اس پر وقت کے اندر اعادہ کرنا اور بعد از وقت نماز کا قضا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے کپڑے کو منی یا خون لگ جائے تو؟ فرمایا: اگر اسے نماز پڑھنے سے پہلے علم تھا کہ اس کے کپڑے کو منی لگی ہوئی ہے مگر اسے (جان بوجھ کر) نہیں دھویا اور اس میں نماز پڑھی تو اس پر واجب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔ (الفروع، تہذیب واستبصار)

۲۔ اس سے پہلے زرارہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث (باب ۳۸ میں) گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ اگر تمہارے کپڑے کو شراب یا نشہ آور نبیذ لگ جائے تو اسے دھوؤ۔ اور اگر اس میں نماز پڑھو تو اس کا اعادہ کرو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی حدیثیں سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۷ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۴۴

اس شخص کا حکم جس کو اثناء نماز میں نجاست کا علم ہو؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) کی خدمت میں عرض کیا میرے کپڑے کو نکسیر وغیرہ کا خون یا مادۂ منویہ لگ گیا۔ اگر میں اسے اس وقت دیکھوں جب نماز میں مشغول ہوں تو؟ فرمایا: نماز کو توڑ دو۔ (اور اسے پاک کر کے) نماز کا اعادہ کرو مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب پہلے اس نجاست لگنے کا شک تھا۔ مگر جب دیکھا تو نظر آ گئی۔ اور نماز کی حالت میں نظر آ گئی۔ اور اگر اس کے لگنے کا پہلے سے شک ہی نہ تھا اب (اچانک نماز کی حالت میں) نظر آئی اور وہ بھی تر! تو اس صورت میں نماز کو قطع کر کے اسے دھوؤ۔ اور پھر وہیں سے نماز شروع کرو جہاں سے قطع کی تھی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ نجاست اسی وقت کہیں سے لگ گئی ہو؟ پس یقین کو کبھی شک کے ساتھ ہرگز نہیں توڑنا چاہیئے۔ (تہذیب، واستبصار، وعلل الشرائع)

۲۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو نماز پڑھ رہا تھا اور اس حالت میں کپڑے میں خون دیکھا۔ فرمایا: نماز کو جاری رکھ کر تمام کرے گا۔ (تہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس خون کی مقدار درہم سے کم ہو۔ (ورنہ پہلی حدیث کے مضمون کے مطابق عمل کرنا چاہیئے)۔

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم نماز کی حالت میں خون دیکھو مگر اس سے پہلے نہیں دیکھا تو نماز کو مکمل کرو جب پڑھ چکو تو اسے دھولو۔ اور اگر اسے پہلے دیکھا تھا مگر اسے دھویا نہیں تھا اور پھر اس وقت دیکھا جب نماز کی حالت میں تھے تو نماز کو توڑ دو اور کپڑے کو پاک کر کے نماز کا اعادہ کرو۔ (السرائر ابن ادریس)

۴۔ اس سے پہلے (باب ۴۰ میں) ابو بصیر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص دو رکعت نماز پڑھ چکا ہو کہ اسے کپڑے میں منی نظر آئے تو نماز کو از سر نو پڑھے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ حدیثوں کی بناء پر اس صورت پر محمول ہے کہ جب پہلے نجاست کا علم ہو مگر بوقت نماز اس کا دھونا بھول جائے اور پھر نماز کی حالت میں نظر آئے۔ (ورنہ اگر پہلے نہیں دیکھی تھی اور صرف ابھی نظر آئی ہے تو پہلی حدیث کے مطابق نماز توڑ کر اور کپڑے کو پاک کر کے جہاں سے توڑی ہے وہاں سے نماز کی ابتداء کرنا چاہیئے اور تیسری روایت کے مطابق اس نماز کو اسی حالت میں مکمل کر کے بعد میں کپڑا پاک کرنا چاہیئے) یا پھر یہ استحباب پر محمول ہے (کہ اگر پہلی بار بھی نماز کی حالت میں نظر آئے تو مستحب ہے اس نماز کا اعادہ کیا جائے)۔

باب ۴۵

جب کسی وجہ سے نجاست کا ازالہ ناممکن ہو تو نجاست کی حالت میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں البتہ عذر کے برطرف ہو جانے کے بعد اس کا اعادہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک کپڑے میں جب ہوتا ہے (اسے منی لگ جاتی ہے) اور اس کے پاس اس کے سوا اور کپڑا نہیں ہے تو؟ فرمایا: اسی کپڑے میں نماز پڑھے اور جب پانی دستیاب ہو جائے تو اسے دھولے۔ (الفقیہ)

شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں وارد ہے کہ بعد ازاں اس نماز کا اعادہ کرے۔

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس صرف ایک کپڑا ہے اور وہ اس میں جب ہو جاتا ہے اور اس کے دھونے پر قدرت نہیں رکھتا تو؟ فرمایا: اسی میں نماز پڑھے۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک ننگا شخص ہے جب نماز کا وقت داخل ہوا تو اسے ایک ایسا کپڑا ملا جس کا آدھا حصہ یا سب خون آلود ہے آیا اسی میں نماز پڑھے یا ننگے پڑھے؟ فرمایا: اگر تو اسے پانی مل جائے تو

اسے پاک کرکے اس میں پڑھے ورنہ اسی حالت میں نماز پڑھے اور ننگا نہ پڑھے۔ (تہذیب' واستبصار' الفقیہ' قرب الاسناد)

۴۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس صرف ایک کپڑا ہے اور وہ اس میں جب ہوتا ہے یا اسے پیشاب لگ جاتا ہے اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی کپڑا نہیں ہے؟ فرمایا: اگر اضطرار کی کیفیت ہے تو اسی میں نماز پڑھے۔ (تہذیب واستبصار)

۵۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس صرف ایک کپڑا ہے مگر (نجاست کی وجہ سے) اس میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی اور اس کے پاس اسے دھونے کے لئے پانی بھی نہیں ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: وہ تیمم کرکے نماز پڑھے اور جب پانی دستیاب ہو جائے تو اسے دھوئے گا اور نماز کا اعادہ کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آئندہ (آنے والے باب ۴۶) میں کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو بظاہر اس باب کی حدیثوں کے منافی ہیں (کیونکہ ان میں ننگے نماز پڑھنے کا حکم ہے) اور ہم وہاں اس کی وجہ بیان کریں گے انشاءاللہ۔

باب ۴۶

ممکن ہو تو نجس کپڑا اتار کر (اور پاک نہ ہونے کی صورت میں) ننگے اشارہ سے نماز پڑھنا واجب ہے۔ جب کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو کھڑے ہو کر اور جب کوئی ہو تو بیٹھ کر۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے دریافت کیا کہ ایک شخص جنگل میں موجود ہے اور اس کے پاس صرف ایک کپڑا ہے اور وہ اس میں جب ہو جاتا ہے اور اس کے پاس (غسل اور نجس کپڑا دھونے کے لئے) پانی بھی نہیں ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: تیمم کرکے اور اشارہ کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ (الفروع' التہذیب' الاستبصار)

۲۔ ابن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ننگے آدمی کے متعلق جس کے پاس کپڑا نہ ہو فرمایا: اگر کوئی دیکھنے والا آدمی نہ ہو تو کھڑا ہو کر (اشارہ کے ساتھ) نماز پڑھے گا۔ (اور اگر کوئی دیکھنے والا ہو تو پھر بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ پڑھے گا)۔ (المحاسن)

۳۔ سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی جنگل میں ہے اور اس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا تھا جس میں وہ جب ہو گیا۔ اور اسے پانی بھی دستیاب نہیں ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: تیمم کرکے کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ (الفروع' التہذیب' الاستبصار)

۴۔ محمد بن علی حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی جنگل میں تھا اور جب ہو گیا اور اس کے پاس ایک کپڑا تھا جسے منی لگ گئی تو؟ فرمایا: تیمم کرے اور (نجس) کپڑا دور پھینک دے اور سکڑ کر بیٹھ جائے اور اشارہ سے نماز پڑھے۔ (تہذیب واستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہی وہ حدیثیں ہیں جن کے متعلق سابقہ باب کے اختتام پر کہا گیا تھا (آئندہ کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو حسب ظاہر ان کے منافی ہیں)۔ کہ علماء اعلام کی ایک جماعت جس میں حضرت شیخ طوسیؒ بھی شامل ہیں ان دو قسم کی حدیثوں میں اس طرح جمع و تفریق کی ہے کہ ان حدیثوں کو (جن میں کپڑا اتار کر ننگے نماز پڑھنے کا حکم وارد ہوا ہے) اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب کپڑا اتارنا ممکن ہو۔ اور ان حدیثوں کو (جن میں نجس کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم وارد ہے) اس صورت پر محمول کیا کہ جب سردی (یا گرمی) یا کسی ناظر محترم کی وجہ سے کپڑا اتارنا ممکن نہ ہو۔ اور ایک جماعت نے اس طرح ان میں جمع کی ہے کہ آدمی کو اختیار ہے ان دو صورتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے واللہ اعلم۔

باب ۴۷

اگر کوئی کسی کے بدن یا لباس میں نجاست دیکھے یا اس کی طہارت میں کوئی نقص دیکھے تو اسے بتلانا واجب نہیں ہے اور اگر کپڑے کا مالک نجاست کی خبر رکھتا ہو تو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے دریافت کیا اگر کوئی شخص اپنے دوسرے (ایمانی) بھائی کے کپڑے میں کچھ خون دیکھتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہے تو؟ فرمایا: اسے خبر نہ دو یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد نے غسل جنابت کیا ان کی خدمت میں کسی نے عرض کیا مولا! آپؑ کی پشت پر تھوڑی سی جگہ خشک رہ گئی ہے جسے پانی نہیں پہنچا! امامؑ نے فرمایا: تیرا کیا بگڑتا اگر خاموش رہتا؟ پھر اس جگہ پر اپنا تر ہاتھ پھیر دیا۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو عاریۃً ایک کپڑا دیا جس میں وہ (اس کی نجاست کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اور وہ لے جانے والا اس میں نماز پڑھنے لگا تو؟ فرمایا: اسے اطلاع نہ دے! عرض کیا اور اگر دے دے تو؟ فرمایا: وہ (پڑھی ہوئی نمازوں کا) اعادہ کرے۔ (قرب الاسناد)

۴۔ اس سے پہلے (باب ۴۰ میں) عیص بن قاسم از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے

کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کے کپڑے میں نماز پڑھتا رہا بعدازاں اصلی مالک نے اسے بتایا کہ وہ تو اس میں (اس کی نجاست کی وجہ سے) نماز نہیں پڑھتا؟ فرمایا: کسی پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب مالک اس شخص کو نماز پڑھ چکنے کے بعد اطلاع دے۔ اور پہلی اس صورت پر محمول کیا کہ جب وہ اسے نماز پڑھنے سے پہلے اطلاع دے (مگر وہ پھر بھی اس میں نماز پڑھے)۔ نیز ممکن ہے کہ اس حدیث کو اس امر پر محمول کیا جائے کہ خبر دہندہ غیر ثقہ ہو۔ اور یہی (اعادہ والی) کو استحباب پر محمول کیا جائے۔

باب ۴۸

قے پاک ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنے کپڑے میں قے کرتا ہے آیا اسے دھوئے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ شیخ صدوقؒ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں انہوں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ قے کپڑے کو لگ جائے اور وہ اسے نہ دھوئے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

باب ۴۹

چمڑوں میں صرف وہ چمڑا استعمال کیا جائے گا جو زندگی میں پاک ہو اور اس کا تذکیہ کیا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ یہاں قاسم بن الصیقل والی وہ روایت درج ہے جو اس سے پہلے باب ۳۴ نمبر ۳ پر گزر چکی ہے جس میں موصوف کا امام رضا و امام محمد تقی علیہما السلام کی طرف خطوط لکھ کر گدھے کے چمڑے کے تلوار کے غلاف بنانے کا تذکرہ ہے۔ سابقہ مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے درندوں کے چمڑے کے متعلق سوال کیا (جو زندگی میں پاک ہوتے ہیں) فرمایا: (شکار کرتے وقت) بسم اللہ پڑھ کر ان کو تیر مارو تو ان کے چمڑے سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ مگر مردار کے چمڑے سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یہاں (باب ۶۱ میں) اور کتاب الصلوٰۃ ولباس مصلی میں بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہے۔

باب ۵۰

جو چیز کسی مسلمان سے یا مسلمانوں کے بازار سے خریدی جائے وہ پاک ہے اور جب تک کسی جانور کے مردار ہونے کا علم نہ ہو اسے مذکیٰ سمجھا جائے گا۔ اور اس چیز کا حکم جو مسلمانوں کی زمین میں دستیاب ہو۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے پہننے کے لئے بازار سے کپڑا خریدا اسے یہ معلوم نہیں وہ پہلے کس کا تھا؟ آیا اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر مسلمان سے خریدا ہے تو پھر پڑھ سکتا ہے اور اگر کسی نصرانی سے خریدا ہے تو دھوئے بغیر اس میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ (تہذیب الاحکام' قرب الاسناد)۔ سرائر کی روایت میں یوں وارد ہے کہ (دھوئے بغیر) اسے نہ پہنے اور نہ اس میں نماز پڑھے۔ (سرائر)

۲۔ حلبی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان موزوں کے متعلق سوال کیا جو بازار میں بیچی جاتی ہیں؟ فرمایا: انہیں خریدو اور ان میں اس وقت تک برابر نماز پڑھو جب تک یہ علم نہ ہو جائے کہ وہ مردار کے چمڑے کی ہیں۔ (الفروع' التہذیب)

۳۔ احمد بن محمد بن ابونصر کہتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے دریافت کیا کہ ایک شخص بازار میں جاتا ہے اور پوستین خریدتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا ہے کہ آیا وہ تذکیہ شدہ سے تیار کیا گیا ہے یا غیر تذکیہ شدہ سے؟ آیا اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! تم پر پوچھنا لازم نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خارجیوں نے اپنی جہالت (ضلالت) سے اپنے اوپر قافیہ تنگ کیا۔ ورنہ دین اس سے بہت وسیع و عریض ہے۔ (الفقیہ' التہذیب)

۴۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تلوار کو گلے میں لٹکا کر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا۔ فرمایا: ہاں پڑھ سکتا ہے! اس شخص نے عرض کیا کہ اس (درمیان) میں کیمخت ہوتا ہے! امامؑ سے فرمایا: وہ کیمخت کیا ہوتا ہے؟ عرض کیا وہ بعض حیوانوں کا چمڑا ہے جن میں سے بعض تذکیہ شدہ ہوتے ہیں اور بعض تذکیہ نہیں ہوتا! فرمایا: جس کے متعلق علم ہو کہ اس کا تذکیہ نہیں ہوا اس میں نہ پڑھو۔ (التہذیب)

۵۔ اسحاق بن عمار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یمانی پوستین یا اس پوستین میں جو سرزمین اسلام میں تیار کی گئی ہو نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس سرزمین میں غیر مسلمان بھی رہتے ہوں تو؟ فرمایا: جب اکثریت مسلمانوں کی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ احمد بن محمد ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک موزہ فروش بازار میں

جاتا ہے اور وہاں سے موزے خرید کر لاتا ہے اسے کچھ معلوم نہیں کہ وہ تذکیہ شدہ چمڑے کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جبکہ اسے اصلی حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں پڑھ سکتا ہے (پھر فرمایا) میں خود بازار سے موزہ خریدتا ہوں۔ یا میرے لئے تیار کیا جاتا ہے اور میں اسے پہن کر نماز پڑھتا ہوں۔ تم پر پوچھنا واجب نہیں ہے (کہ کس قسم کے چمڑے سے تیار کیا گیا ہے؟)۔ (ایضاً و قرب الاسناد)

۷۔ سعد بن اسماعیل اپنے باپ اسماعیل بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پوستین کا چمڑا پہاڑ کے بازاروں میں سے کسی بازار سے خریدتا ہے۔ اگر بیچنے والا آل محمدؐ کی معرفت نہ رکھنے والا مسلمان ہو تو آیا اس سے یہ پوچھے کہ آیا یہ مذکی ہے؟ فرمایا: اگر مشرکوں سے خریدو تب تو یہ سوال کرنا تم پر واجب ہے۔ اور جب ان سے خریدو جو نماز پڑھتے ہیں تو پھر یہ سوال نہ کرو۔ (الفقیہ، التہذیب)

۸۔ حماد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا' فرماتے تھے کہ میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کسی آدمی کے ہاتھ) بازار میں درہم بھیجتے تھے اور ان سے پنیر خریدتے تھے اور بسم اللہ پڑھ کر اسے تناول فرماتے تھے اور کوئی سوال نہیں کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ حسن بن الجہم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بازار سے گزرتا ہوں اور موزہ خریدتا ہوں مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ تذکیہ شدہ حیوان کے چمڑے کا ہے یا غیر تذکیہ شدہ کا؟ فرمایا: اس میں نماز پڑھ سکتے ہو۔ عرض کیا: جوتا؟ فرمایا: اس کا حکم بھی یہی ہے! عرض کیا: میں اس میں تنگی اور گھٹن محسوس کرتا ہوں؟ فرمایا: جو کام امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کرتے تھے تو اس سے روگردانی کرتا ہے؟ (الفروع، التہذیب)

۱۰۔ محمد بن حسین اشعری بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا کہ آپؑ اس پوستین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو بازار سے خریدی گئی ہو؟ فرمایا: جب (اس کے پاک ہونے کی) ضمانت دی گئی ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب امیر علیہ السلام سے سوال کیا کہ سر راہ ایک دسترخوان ملا جس میں بہت سا گوشت' روٹیاں' پنیر اور انڈے ہیں اور اس میں ایک چھری بھی ہے! آنجنابؑ نے فرمایا: اس کی قیمت مقرر کر لی جائے اور پھر وہ سب کچھ کھا لیا جائے ورنہ وہ پڑا رہنے سے خراب ہو جائے گا!! اگر اس کا مالک پیدا ہو چکا تو وہ قیمت اس کے حوالہ کر دیں عرض کیا گیا یا امیر المومنینؑ! کیا معلوم یہ دسترخوان کسی مسلمان کا ہے یا کسی مجوسی کا؟ فرمایا: جب تک علم نہیں ہے وہ وسعت و گنجائش میں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۱۲۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایسی تلوار کو گلے میں حمائل کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے جس کا میان فراء اور کیمخت کا بنا ہوا ہو؟ فرمایا: جب تک اس کے مردار ہونے کا علم نہ ہو۔ تب تک کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کتاب الصلوٰۃ لباس مصلی اور کتاب التجارۃ اور کتاب الاطعمہ والاشربہ میں بھی اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہے۔ انشاء اللہ۔

باب ۵۱

جس برتن کو شراب لگ جائے اس کا تین بار دھونا واجب ہے اس کے بعد اس کا استعمال جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار بن موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ مٹکہ جس میں پہلے شراب تھی آیا اس میں سرکہ یا کامخ نامی ایک قسم کا سالن یا زیتون کا تیل رکھا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب اسے دھو (کر پاک کر) لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے! پھر عرض کیا جس آفتابہ میں پہلے شراب تھی اس میں پانی رکھا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اسے دھو لیا جائے! عرض کیا جس قدح یا برتن میں شراب پی جائے تو؟ فرمایا: اسے تین بار دھو لو۔ دریافت کیا گیا کہ آیا (پاک کرنے کی خاطر) صرف اس میں پانی کا ڈالنا کافی ہے؟ فرمایا: نہ بلکہ اسے ہاتھ سے ملے اور تین بار دھوئے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حفص الاعور کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مٹکہ جس میں پہلے شراب تھی آیا اس میں سرکہ رکھا جا سکتا ہے؟ جبکہ اسے خشک کر لیا جائے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے فرمایا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جب اس برتن کو تین بار دھونے کے بعد خشک کر لیا جائے تب اس میں سرکہ رکھنا جائز ہے۔

باب ۵۲

شراب کے وہ برتن جن کا استعمال مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے اس نبیذ کے بارے میں سوال کیا جس کا جوش ختم ہو جائے۔ پھر ان سے (شراب کے) برتنوں کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دباء یعنی کدو کے برتن اور مزفت یعنی لاکھی برتن (جن میں شراب جلد تیز ہو جاتا ہے اور نشہ پیدا کرتا ہے) کو استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی

(تاکہ شراب نوشی کا خیال بھی دل و دماغ میں پیدا نہ ہو)۔ اور تم نے حنتم یعنی سبز روغنی برتن کا اضافہ کر دیا۔ راوی نے سبز رنگ کی ٹھلیوں اور قلعی کے برتن کے متعلق سوال کیا: فرمایا: ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابوالربیع شامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز کی ممانعت فرمائی ہے کیونکہ ہر نشہ آور حرام ہے! راوی نے عرض کیا اور وہ برتن جن میں شراب بنائی جاتی ہے؟ (ان کا استعمال کیا ہے؟) فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دباء، مزفّت، حنتم اور نقیر کے استعمال کرنے کی ممانعت کی ہے! راوی نے عرض کیا ان کا مطلب؟ فرمایا: دباء یعنی کدو، مزفت یعنی لاکھ والا مٹکہ، حنتم یعنی سبز رنگ کا روغنی گھڑا، نقیر یعنی کھجور وغیرہ کی وہ لکڑی جس میں زمانہ جاہلیت کے لوگ اس میں سوراخ کر کے پیالہ کی طرح بنا لیتے تھے جس میں وہ نبیذ بھگوتے تھے۔ (جس کی وجہ سے اس میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا تھا)۔ (ایضاً و معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (جلد ۸ باب ۲۵ الشربہ محرمہ میں) اس قسم کی بھی حدیثیں آئینگی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۳

خنزیر کے چھونے یا چوہے کے مر جانے کی وجہ سے برتن کو سات بار اور باقی نجاسات کی وجہ سے تین بار دھویا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی کوزہ یا برتن نجس ہو جائے تو اسے کس طرح اور کتنی بار پاک کیا جائے؟ فرمایا: اسے تین بار اس طرح دھویا جائے کہ اس میں پانی ڈال کر اسے خوب حرکت دی جائے۔ پھر اسے انڈیل دیا جائے دوبارہ اس میں (پاک) پانی ڈال کر اسے حرکت دی جائے۔ پھر انڈیل دیا جائے الغرض تین بار اسی طرح کیا جائے۔ اس طرح وہ پاک ہو جائے گا۔ اور فرمایا جس برتن میں مردہ چوہا پاؤ اسے سات بار دھوؤ۔ (تہذیب الاحکام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ حدیث نمبر ۱ پر) خنزیر کی نجاست کے ضمن میں یہ بات گزر چکی ہے کہ خنزیر کی وجہ سے برتن کو سات مرتبہ دھویا جاتا ہے۔ فراجع۔

باب ۵۴

ذمی کے ساتھ کھانا کھانے اور اس سے خدمت لینے کا جواز اور جس کو وہ تر ہاتھ لگائے اس سے اجتناب کرنے کا حکم۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عیص بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی، نصرانی اور مجوسی کے ساتھ کھانا کھانے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جب کھانا تمہارا ہو اور وہ وضو کرے (یعنی ہاتھ دھولے) تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ ابراہیم بن ابو محمود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک نصرانی کنیز آپ کی خدمت کرتی ہے اور آپ جانتے بھی ہیں کہ وہ نصرانیہ ہے؟ فرمایا: جب ہاتھ دھولے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۴ میں [۱]) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ذمی کی نجاست پر دلالت کرتی ہیں پس جسے وہ گیلے ہاتھوں سے چھوئے گا اس سے اجتناب کرنا واجب ہوگا۔ اور اس کے بعد (جلد ۸ باب الاطعمہ والاشربہ میں) اور بھی اس قسم کی حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۵۵

اندام نہانی کی اندرونی رطوبت اور پیپ پاک ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابراہیم بن ابو محمود کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت جو جنب ہے اور اس کے جسم پر قمیص یا تہمند ہے جسے اس کے اندام کی رطوبت لگ جاتی ہے آیا اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں جب غسل کرے تو پڑھ سکتی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عمار ساباطی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو دمل (پھوڑا) نکلا ہوا ہے۔ جو اس کی نماز کی حالت میں پھٹ جاتا ہے؟ (اور اس سے پیپ بہہ نکلتی ہے؟) فرمایا: اسے ہاتھ لگائے (اور پیپ کو ہاتھ میں لے کر) ہاتھ کو دیوار یا زمین کے ساتھ ملے اور اس کی وجہ سے نماز کو قطع نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ اس سے پہلے (نواقض وضو باب ۹ میں) عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں راوی نے امامؑ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی اندام نہانی کو چھوئے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

---

[۱] اسی باب کے اختتام پر مؤلف علام یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ جن حدیثوں سے ان کی طہارت ظاہر ہوتی ہے (جن میں اس باب کی یہ دونوں حدیثیں شامل ہیں) تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ یہ ظاہر قرآن اور احتیاط کے خلاف ہیں نیز بکثرت احادیث صریحہ وصحیحہ کے بھی خلاف ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اور اگر (طبعی تنفر کے ازالہ کے لئے) چاہے تو ہاتھ دھولے۔

باب ۵۶

پچھنے لگانے والا شخص پچھنے والی جگہ کے پاک کرنے کا امین ہے (اس جگہ کو پاک سمجھا جائے گا) جب تک اس کے خلاف کوئی بات ظاہر نہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا پچھنے لگوانے کی وجہ سے وضو کرنا پڑتا ہے فرمایا: نہ! (بلکہ) وہ جگہ دھونی بھی نہیں پڑتی کیونکہ حجام (پچھنے لگانے والا) اس جگہ کو پاک وصاف کرنے کا امین ہے۔ (بشرطیکہ) چھوٹا بچہ نہ ہو۔ (ورنہ اس کی امانت سے اعتماد اٹھ جائے گا)۔(تہذیب الاحکام)

باب ۵۷

سیاہی پاک ہے اور جس کپڑے کو سیاہی یا تیل یا گھی لگ جائے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ کسی آدمی کے کپڑے کو سیاہی لگ جاتی ہے اور وہ اسے نہیں دھوتا تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ بروایت محمد بن الحسین انہی حضرت سے اسی طرح منقول ہے اور اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ اگر کپڑے کو گھی یا تیل لگ جائے تو بھی اس میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۸

مشک (کستوری) پاک ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک مشک دانی ہے (جس میں کستوری تھی) جب آپؐ وضو سے فارغ ہوتے تو اسے ہاتھ سے لیتے (اور لگاتے) جبکہ وہ تر و تازہ ہوتی تھی۔ پس جب آپؐ وہ خوشبو لگا کر برآمد ہوتے تو لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ آنحضرتؐ ہیں اپنی مخصوص خوشبو کے ساتھ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں آداب حمام (باب ۹۷) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد لباس مصلیٰ کے باب میں ذکر کی جائینگی انشاء اللہ۔

کے مردار کو حلال جاننے نے! وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ مردار کے چڑے کو رنگ دینا ہی اس کا تذکیہ ہے اور پھر اس بات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کذب وافتراء بھی کرتے ہیں! (کہ انہوں نے ایسا فرمایا ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ ابومریم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بکری کے اس مردہ بچہ کا واقعہ کس طرح ہے جس کے پاس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ اس کے مالکوں کا کیا بگڑ جاتا اگر اس کے چڑے سے فائدہ اٹھاتے؟ امامؑ نے فرمایا: اے ابومریم! وہ بچہ مردار نہ تھا۔ البتہ کمزور تھا' لہٰذا اس کے مالکوں نے اسے ذبح کر کے پھینک دیا! اس لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ان کا کیا بگڑتا تھا اگر اس کے (گوشت سے نہیں تو) اس کے چڑے سے فائدہ اٹھاتے۔ (الفقیہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۹۷ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۶۲

گوشت کا وہ ٹکڑا جو کسی زندہ انسان یا حیوانات سے کاٹا جائے نجس ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کے دنبوں کی ان لاٹوں کے متعلق کو جو زندہ دنبوں سے کاٹی جائیں! فرمایا: یہ مردار ہیں۔ (الفروع)

۲۔ قبل ازیں (غسل مس میت باب ۲ حدیث نمبر ۱) میں ایوب بن نوح از بعض اصحاب از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ جب کسی آدمی سے کوئی ٹکڑا کاٹا جائے تو وہ مردار کے حکم میں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد باب الاطعمہ والاشربہ (جلد ۸ و باب ۳۲ میں) اور باب الصید والذباۃ (جلد ۸ و باب ۳۰) میں اس قسم کی بعض حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۶۳

بدن کے پھوڑے پھنسی یا زخم وغیرہ سے جو چڑا اکھیڑا جاتا ہے اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ شیخ صدوقؒ باسناد خود جناب علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو کوئی پھوڑا وغیرہ نکلا ہو یا کوئی زخم ہو تو آیا نماز کی حالت میں اس کے لئے جائز ہے کہ وہ پھوڑے کو اکھیڑے؟ یا اس زخم سے کچھ (مردہ) گوشت اکھیڑ کر پھینک دے؟ فرمایا: اگر خون نکلنے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر اس سے خون کے بہہ نکلنے کا اندیشہ ہو تو تب نہ کرے۔ (الفقیہ' تہذیب' واستبصار)

باب ۶۴

اگر نجس کپڑا پاک کپڑے سے یا نجس برتن پاک برتن سے گڈمڈ ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ ایک شخص کے پاس دو کپڑے تھے اور ایک کو پیشاب لگ گیا مگر اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کون سا ہے؟ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے اور اس کے فوت ہونے کا خطرہ ہے دھونے کے لئے پانی بھی موجود ہے۔ لہٰذا وہ کیا کرے؟ فرمایا: دونوں میں نماز پڑھے۔ شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں یعنی یکے بعد دیگرے الگ الگ (دونوں میں ایک نماز کو دوبار پڑھے)۔(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ اس سے پہلے آب مطلق کے ابواب (باب ۸) میں عمار از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس پانی کے دو برتن ہوں اور ایک برتن میں کوئی نجاست گر پڑے مگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ برتن کون سا ہے؟ اور اس کے علاوہ اسے اور پانی بھی دستیاب نہ ہو تو ان دونوں کو انڈیل دے اور تیمم کر کے نماز پڑھے۔

باب ۶۵

سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال جائز نہیں ہے مگر پیتل وغیرہ دھاتوں کا استعمال جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ اسماعیل بن بزیع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سونے اور چاندی کے برتنوں کے متعلق سوال کیا امامؑ نے ان کو مکروہ (ناپسندیدہ) قرار دیا۔ میں نے عرض کیا کہ بعض اصحاب نے روایت کی ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی! فرمایا: ایسا نہیں ہے والحمدللہ اس کی صرف زنجیر چاندی کی تھی اور وہ آئینہ اب میرے پاس ہے! پھر فرمایا کہ جب عباس (امام رضاؑ کے بھائی) کا جب ختنہ کیا گیا تو ان کے لئے ایک ایسی چھری بنائی گئی جس پر قریباً دس درہم وزن کے برابر چاندی چڑھی ہوئی تھی جس طرح بچوں کے لئے بنائی جاتی ہیں تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حکم سے اسے توڑ دیا گیا۔(الفروع، العیون، المحاسن، التہذیب)

۲۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔(الفروع، المحاسن، التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے سونے اور چاندی کے برتنوں سے منع فرمایا۔(ایضاً)

۴۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا سونے اور چاندی کے برتن ان لوگوں کا مال و متاع ہیں جو (آخرت پر) یقین نہیں رکھتے۔ (الفروع، المحاسن)

۵۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی نہیں پینا چاہیئے۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ یونس بن یعقوب اپنے بھائی یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں بمقام حجر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ آپؑ نے پانی طلب فرمایا جو پیتل کے ایک پیالہ میں پیش کیا گیا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ عباد بن کثیر (صوفی تابعی) تو پیتل کے برتن میں پانی پینے کو مکروہ جانتا ہے! امامؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں! پھر اس شخص سے فرمایا: تم نے اس (عباد) سے دریافت نہ کیا کہ یہ پیتل آیا سونا ہے یا چاندی؟ (الفروع، الفقیہ، المحاسن، التہذیب)

۷۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "حدیث مناہی" میں سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

۸۔ عبیداللہ بن علی الحلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے سونے اور چاندی اور جس برتن میں چاندی کی آمیزش ہو ان سب کو ناپسند فرمایا ہے۔ (المحاسن)

۹۔ سعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے سات چیزوں سے لوگوں کو منع فرمایا ان میں سے ایک چیز سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینا بھی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶۶ و باب ۶۷ میں) بھی اس قسم کی بعض حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ جاننا چاہیئے کہ ہمارے اکثر و بیشتر اصحاب و فقہاء سونے اور چاندی کی حرمت کے قائل ہیں اور یہی قول قابل اعتماد ہے اور اہل خلاف کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے حرام نہیں جانتے۔ بنابریں جن حدیثوں میں کراہت کا تذکرہ ہے وہ یا تو تقیہ پر محمول ہے یا کراہت بمعنی حرمت ہے۔

باب ۶۶

جس برتن کو کچھ چاندی لگی ہوئی ہو اس کا استعمال مکروہ ہے اور اگر اسے استعمال کیا جائے تو مستحب ہے کہ چاندی والے مقام سے اجتناب کیا جائے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ۔ اور نہ اس برتن میں جسے چاندی لگی ہوئی ہو۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ برید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے چاندی کے برتن اور اس قدح میں جسے چاندی لگی ہوئی ہو پانی پینے کو مکروہ جانتے تھے اور اسی طرح اس تیل شیشی سے تیل لگانا مکروہ جانتے تھے جسے چاندی لگی ہوئی ہو اور اس طرح کنگھی کو۔(الفروع، المحاسن، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے باسناد خود اسی روایت کو نقل کیا ہے مگر اس میں اس تتمہ کا اضافہ ہے فرمایا: اگر اس برتن پر جسے چاندی لگی ہو پانی پینے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو پھر اس جگہ کو منہ لگائے جہاں چاندی نہ ہو۔(الفقیہ)

۴۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس (لکڑی وغیرہ) کے برتن میں پانی پینے کے متعلق سوال کیا گیا جس میں (خوبصورتی یا مضبوطی کی خاطر) چاندی کی پتری لگی ہوئی ہو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں مگر یہ کہ چاندی کو ناپسند کرے تو اس (پتری) کو کھینچ لے۔(المحاسن، التہذیب)

۵۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اگر کوئی شخص اس قدح (پیالہ) میں پانی وغیرہ پیئے جسے چاندی لگی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ چاندی والی جگہ کو منہ نہ لگائے۔(التہذیب)

۶۔ عمرو بن ابوالمقدوم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ جب ان کے لئے ایک ایسے قدح میں پانی لایا گیا جسے چاندی کی پتری لگی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ دانتوں سے اس پتری کو کھینچ رہے تھے۔(الفروع، المحاسن، التہذیب)

باب ۶۷

ان آلات کا حکم جو سونے یا چاندی سے بنائے گئے ہوں؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک ایسی چارپائی ہے جس میں سونا لگا ہوا ہو آیا اس کا گھر میں رکھنا جائز ہے؟ فرمایا: اگر خالص سونا لگا ہوا ہے تو جائز نہیں۔ اور اگر صرف سونے کا پانی ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ منصور بن حازم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ تعویذ (جس میں قرآن و دعا درج ہے) حیض والی عورت پر باندھا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر (پاک) چمڑے یا چاندی یا لوہے کی خولدار تعویذ میں بند ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔(ایضاً)

۳۔ صفوان بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی حدیث ذوالفقار نامی تلوار کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اسے جبرئیل آسمان سے لائے تھے اور اس کی (لٹکانے والی کنڈی (یا زنجیری) چاندی کی تھی۔(روضہ کافی)

۴۔ یحییٰ بن ابوالعلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''ذات الفضول'' نامی زرہ کے چاندی کے دو حلقے اس کی اگلی جانب اور چاندی کے دو حلقے اس کی پچھلی جانب لگے ہوئے تھے فرمایا: جنگ جمل میں حضرت امیر علیہ السلام نے بھی اسے پہنا تھا۔(ایضاً)

۵۔ موسیٰ بن قاسم جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا آیا ایسے آئینہ کا رکھنا جائز ہے جس کی زنجیری چاندی کی ہو؟ فرمایا: ہاں۔ صرف چاندی کے برتن میں کچھ پینا مکروہ ہے۔ پھر سوال کیا اگر زین یا لگام میں چاندی کی آمیزش ہو تو اس زین پر سوار ہونا جائز ہے؟ فرمایا: اگر چاندی اس طرح گڈمڈ ہے کہ اس کا جدا کرنا ممکن نہیں تو پھر کوئی حرج نہیں ورنہ سوار نہ ہو۔(المحاسن، الفروع، قرب الاسناد، السرائر، البحار)

۷۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب ابراہیمؑ کے صحف میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ''الماحی'' لکھا ہے۔ آنحضرت کا ایک عمامہ تھا جس کا نام ''سحاب'' تھا اور آپ کی ایک زرہ تھی جس کا نام ''ذات الفضول'' تھا جس کے تین حلقے چاندی کے تھے ایک اگلی جانب اور دو پچھلی جانب۔(الفقیہ، الآمالی)

۸۔ احمد بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی ذوالفقار نامی تلوار کے متعلق سوال کیا کہ وہ کہاں سے آئی تھی؟ فرمایا: اسے جبرئیلؑ آسمان سے لائے تھے اور اس پر چاندی کا

زیور (یا چاندی کا حلقہ) تھا۔ اور وہ میرے پاس موجود ہے۔ (اصول کافی، الآمالی، وعیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ابواب لباس مصلی میں آئینگی۔

باب ۶۸

مردار کے وہ حصے جن میں زندگی نہیں ہوتی (جیسے بال، ہڈی وغیرہ) پاک ہیں سوائے نجس العین کے بشرطیکہ کاٹے جائیں اور اگر جسم سے اکھیڑے جائیں تو اس جگہ کو دھولیا جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مردار کی اُون (سے تیار شدہ کپڑے) میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اُون میں روح نہیں ہوتی۔ (تہذیب الاحکام)

۲و۳۔ حسین بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور میرے والد (زرارہ) امامؑ سے یہ سوال کر رہے تھے کہ مردہ حیوان کا دودھ، انڈا اور بکری کے اس مردہ بچہ کا اوجھ جس نے ہنوز سوائے ماں کے دودھ کے اور کوئی چارہ وغیرہ نہ کھایا ہو یہ کیسے ہیں؟ فرمایا: پاک ہیں۔ علی بن عقبہ اور علی بن حسن بن رباط نے روایت میں اس قدر اضافہ کیا کہ فرمایا کہ بال اور اُون سب پاک ہیں۔ (الفروع من الکافی)

۴۔ شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ حسین بن زرارہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت میں وارد ہے کہ امامؑ نے فرمایا: بال، اُون اور پر اور اس قسم کی ہر بڑھنے والی چیز (جس میں زندگی نہ ہو) وہ مردار نہیں ہوتی۔ راوی نے سوال کیا اور جو انڈا مردہ مرغی کے شکم سے نکلے؟ فرمایا: اسے کھا سکتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامؑ) سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کے اگلے دو دانت گر جائیں تو آیا ان کی جگہ بکری کے دانت لگوا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو لگوا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ذبح شدہ بکری کے ہوں۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ ذبح کی شرط بنا بر استحباب کے عائد کی گئی ہے (ورنہ مردہ بکری کے دانت بھی پاک ہیں)۔ یا مطلب یہ ہے کہ (اگر مردہ بکری کے دانت اکھیڑے جائیں) تو اس جگہ کو دھولیا جائے جو نجس گوشت سے متصل تھی۔ یا مقصد یہ ہے کہ یہ دانت اس حیوان کے ہوں جو تذکیہ کو قبول کرتا ہے یعنی نجس العین (کافر، کتے اور خنزیر کے نہ ہوں۔ کیونکہ ان کے یہ اجزاء بھی نجس ہیں)۔

۶۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اُون اور بالوں کی دباغت (رنگنا) ان کا پانی سے دھونا ہے (پھر فرمایا) اور کون سی چیز ہے جو پانی سے بڑھ کر

پاک کنندہ ہو؟ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بال اور اُون کے دھونے سے مراد ان کی وہ جڑیں ہیں جو حیوان کے مردہ جسم سے اکھیڑی گئی ہو۔

۷۔ قتیبہ بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم لوگ اُون کا کپڑا پہنتے ہیں جس کا تانا ریشم کا ہوتا ہے تو؟ فرمایا: اس ریشم میں کیا حرج ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز ملی ہوئی ہو! پھر فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ان کے جسم نازنین پر وہ اُونی جبہ تھا جس کا تانا ریشم کا تھا (یعنی اُون اور ریشم سے تیار شدہ تھا)۔ راوی نے عرض کیا کہ ہم لوگ بربری کی ٹوپیاں پہنتے ہیں جبکہ وہ مردہ اُون کی بنی ہوئی ہوتی ہیں (یعنی مردہ حیوان کی اُون سے)۔ امامؑ نے فرمایا کہ اُون میں روح نہیں ہوتی (تا کہ اس کے نکل جانے سے اُون مردہ ہو جائے) کیا تم نہیں دیکھتے کہ زندہ حیوان سے اُون کاٹی جاتی ہے اور بیچی جاتی ہے۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے غسل مس میت (کے باب ۶ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (لباس مصلی باب ۵۶ اور) کتاب الاطعمہ (جلد ۸ باب ۳۳) میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۶۹

صوبہ خراسان کے شہر سناباد کے پہاڑ کے پتھروں سے ہانڈیاں بنانا اور ان میں سالن پکانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالسلام بن صالح ھروی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام مامون عباسی کی دعوت پر (مدینہ سے) خراسان تشریف لے جاتے ہوئے جب نیشاپور سے نکلے اور سناباد میں داخل ہوئے تو آپؑ نے وہاں موجود پہاڑ کے ساتھ ٹیک لگا کر یوں دعا کی: "**اللّٰھم انفع وبارک فیما یجعل وفیما ینحت منه له القدور**"۔ یا اللہ! اس (پہاڑ) سے جو کچھ بنایا جاتا ہے اور اس سے جو ہانڈیاں تراشی جاتی ہیں ان سے لوگوں کو نفع پہنچا اور ان میں برکت عطا فرما۔ چنانچہ امام علیہ السلام کے لئے اس پہاڑ سے چند ہانڈیاں بنائی گئیں اور آپؑ نے حکم دیا کہ میں جو کچھ کھاتا ہوں وہ انہی ہانڈیوں میں پکایا جائے۔ اور امام علیہ السلام بہت کم کھاتے تھے۔ پس اس دن سے لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا اور امام علیہ السلام کی دعا کی برکت ظاہر ہوئی۔ (عیون الاخبار)

باب ۷۰

اگر کتا کسی برتن میں سے پیئے تو پہلے برتن کو مٹی سے مانجنا اور پھر پانی سے دھونا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ فضل بن ابوالعباس بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کتے کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: بالکل نجس ہے اس کے جوٹھے پانی سے وضو نہیں کیا جا سکتا اس پانی کو انڈیل دو۔ اور پہلے اسے مٹی سے دھوؤ اور اس کے بعد پانی سے۔(تہذیب واستبصار)

باب ۷۱

ان چمڑوں کا حکم جو کتوں کے فضلہ میں رنگے جائیں اور جو پیشاب میں بھگوئے جائیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ ابو یزید قمی کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ان دارشی چمڑوں کے بارے میں سوال کیا جن سے موزے بنائے جاتے ہیں؟ فرمایا: ان کو پہن کر نماز نہ پڑھو کیونکہ ان چمڑوں کو کتوں کے فضلہ میں رنگا جاتا ہے۔(الفروع، العلل، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن الحسن اپنے جد جناب علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مرغزی چادروں اور موزوں کے بارے میں سوال کیا جن کو پیشاب میں بھگویا جاتا ہے آیا ان پر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: جب ان کو پانی سے دھو کر (پاک کر لیا جائے) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔(قرب الاسناد)

باب ۷۲

مشرکوں کے برتن اس وقت تک پاک سمجھے جائیں گے جب تک ان کی نجاست کا علم نہ ہو ہاں البتہ ان سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زکریا بن ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں پہلے نصرانی تھا پھر اسلام لایا تو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے عزیز واقارب ابھی تک نصرانی دین پر قائم ہیں، میں ان کے ہمراہ ایک ہی گھر میں ہوتا ہوں اور انہی کے برتنوں میں کھاتا ہوں تو؟ فرمایا: آیا وہ لوگ خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کفار ذمی اور مجوسیوں کے برتنوں کے متعلق سوال

کیا؟ فرمایا: ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور نہ ہی ان کے اس طعام میں سے کھاؤ جو وہ پکاتے ہیں اور نہ ہی ان کے برتنوں میں پانی پیؤ جن میں وہ شراب پیتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ان (اہل کتاب) کے ہاتھ کے ذبیحہ کا گوشت نہ کھاؤ اور نہ ہی ان کے برتنوں میں کھاؤ۔ یعنی اہل کتاب کے۔ (ایضاً' والتہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (یہ دونوں حدیثیں جن میں اہل کتاب وغیرہ کا برتنوں سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے) استحباب پر محمول ہیں (کہ اجتناب مستحب ہے) یا اس صورت پر محمول ہیں کہ جب ان کی نجاست کا کسی وجہ سے علم ہو ورنہ اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) ایسی کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر چیز میں اصلی طہارت ہے جب تک اس کی نجاست کا علم نہ ہو۔ اور ان کی مؤید بعض حدیثیں آئندہ بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۷۳

جو کپڑے وغیرہ کفار تیار کرتے ہیں یا جو چیزیں وہ استعمال کرتے ہیں ان کو اس وقت تک پاک سمجھا جائے گا جب تک ان کو نجس کرنے کا علم نہ ہو۔ البتہ ان کو پاک کرنا یا ان پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان سابری (باریک اور عمدہ) کپڑوں کے متعلق سوال کیا جو مجوسی تیار کرتے ہیں جبکہ وہ خبیث اور نجس (یا جنب) ہوتے ہیں علاوہ بریں وہ شراب بھی پیتے ہیں اور ان کی عورتیں بھی (جو اس کام میں برابر کی شریک ہوتی ہیں) اسی طرح ہیں آیا میں بلا دھوئے یہ کپڑے پہن سکتا ہوں اور ان میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! معاویہ کہتا ہے کہ میں نے اسی کپڑے کی ایک قمیص سی کر امام کے لئے تیار کی اس کے بٹن تیار کئے اور اسی ہی کی کپڑے کی تہمند تیار کی اور جمعہ کے دن جبکہ کچھ دن بلند ہو چکا تھا آپؑ کی خدمت میں بھجوائے اور شاید آپؑ میرا مقصد بھانپ گئے اس لئے وہی کپڑے زیب تن کر کے جمعہ کے لئے تشریف لے گئے۔ (تہذیب الاحکام)

۲۔ معلی بن خنیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ کپڑے جو مجوسی' یہودی اور نصرانی تیار کرتے ہیں ان میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبیداللہ بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوسی کے کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان پر پانی چھڑک لیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ علی بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا وہ بورے جن پر یہود و نصاریٰ اپنے گھروں میں بیٹھتے ہیں آیا ان پر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ان پر نماز نہ پڑھی جائے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوعلی بزاز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو کپڑے کسی اہل کتاب نے تیار کیا ہو اسے دھونے سے پہلے میں اس میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اسے دھولیا جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۶۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا وہ ٹوپیاں جو مجوس بناتے ہیں آیا ان میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: کیا ان کو پانی سے دھویا نہیں جاتا؟ عرض کیا: ہاں! پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر عرض کیا کہ وہ نیا کپڑا جسے جولاہا تیار کرتا ہے اس میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۷۔ شیخ صدوقؒ باسناد خود ابوجمیلہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا مجوس کا کپڑا پہن کر نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا وہ تو شراب پیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ ہم سابری (ململ کی قسم کی باریک اور عمدہ کپڑے جو یہی لوگ تیار کرتے تھے) کپڑے خریدتے ہیں اور ان میں نماز پڑھتے ہیں اور دھوتے بھی نہیں۔ (الفقیہ)

۸۔ عبداللہ بن الحسن اپنے جد جناب علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا مسلمان یہودیوں اور نصرانیوں کے کپڑوں (بستروں) پر سو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ ہمارے ہاں جولاہے مجوس ہیں جو مردار کھاتے ہیں اور غسل جنابت بھی نہیں کرتے وہ ہمارے لئے کپڑے بُنتے ہیں۔ کیا دھونے سے پہلے ان میں نماز جائز ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا ہاں ان میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (احتجاج طبرسیؒ، غیبت شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائیںگی انشاءاللہ۔

باب ۴۷

وہ کپڑا جو کافر ذمی عاریۃً لے جائے اسے پاک سمجھا جائے گا جب اسے اس کے نجس کرنے کا علم نہ ہو ہاں البتہ استعمال کرنے سے پہلے اس کا پاک کر لینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (سنان) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی حاضر تھا کہ میں اپنا کپڑا عاریۃً ایک کافر ذمی کو دیتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ شراب پیتا ہے سور کا گوشت کھاتا ہے جب وہ کپڑا

واپس لوٹائے تو آیا اس میں نماز پڑھنے سے پہلے اسے دھولوں؟ فرمایا: ہاں اس میں نماز پڑھو۔ اور اس وجہ سے اسے دھونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تم نے جب یہ کپڑا دیا تھا تو پاک تھا اور اب تمہیں اس بات کا یقین تو نہیں ہے کہ اس نے اسے نجس کیا' لہٰذا جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اس نے نجس کیا ہے اس وقت تک اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (تہذیب واستبصار)

۲۔ یہی عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (سنان) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنا کپڑا ایسے شخص کو بطور عاریۃً دیتا ہے جو بغیر چھلکے والی مچھلی کھاتا ہے اور شراب پیتا ہے' جب واپس کرے تو اسے دھوئے بغیر اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: دھوئے بغیر اس میں نماز نہ پڑھے۔ (الفروع' تہذیب واستبصار)

حضرت شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔

۳۔ حسین بن علوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب امیر علیہ السلام اس کپڑے میں جو یہود و نصاریٰ اور مجوس سے خریدا جائے دھونے سے پہلے نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔ یعنی ان کے ان کپڑوں میں جو ان کے پاس ہوتے ہیں جن کو کبھی کبھار نجس بھی کر دیتے ہیں نہ کہ ان کے پہننے والے کپڑے۔ (قرب الاسناد)

باب ۷۵

بارش والی گیلی مٹی جب تک اس کی نجاست کا علم نہ ہو پاک سمجھی جائے گی۔ ہاں البتہ تین دن کے بعد اس کا دھونا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ محمد بن اسماعیل بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے بارش والی گیلی مٹی کے متعلق فرمایا: تین دن تک اگر کپڑے (یا بدن) کو لگ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر یہ کہ علم ہو جائے کہ بارش کے بعد کسی (نجس) چیز نے اسے نجس کیا ہے۔۔۔۔ اور اگر تین دن کے بعد لگے تو پھر ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر راستہ بالکل صاف ستھرا ہو تو پھر دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (الفروع' الفقیہ' السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (آب مطلق باب ۶ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو مجموعی طور پر اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷۶

شامی قدح اور ٹھیکرے استعمال کرنا مستحب اور مصر کے ٹھیکرے استعمال کرنا مکروہ ہیں۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ طلحہ بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامی پیالوں میں پانی پیتے تھے جو شام سے لائے جاتے اور ان کی خدمت میں ہدیہ کئے جاتے تھے۔(الفروع)

۲۔ اسی سلسلہ سند سے مروی ہے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کو شامی پیالہ میں پانی پینا پسند تھا اور فرماتے تھے: تمہارے تمام برتنوں میں سے یہ زیادہ صاف ستھرے ہیں۔(ایضاً)

۳۔ عمرو بن ابو المقدام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ٹھیکری کے پیالے میں (کھڑے ہوکر) پانی پیتے ہوئے دیکھا۔(الفروع، المحاسن)

۴۔ علی بن السباط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپؑ نے مصر کا ذکر کیا تو فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مصر کے آبخوروں میں نہ پیؤ اور اس کی مٹی سے سر نہ دھوؤ۔ کیونکہ یہ مٹی غیرت کو لے جاتی ہے اور دیوثی کا باعث بنتی ہے۔(الفروع)

۵۔ داؤد رقی ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ مصری ٹھیکرے میں کوئی چیز پکاؤں! اور نہ ہی یہ پسند کرتا ہوں کہ اس کی مٹی سے سر دھوؤں مجھے اندیشہ ہے کہ یہ امر میری ذلت کا باعث نہ بن جائے اور میری غیرت کو نہ لے جائے۔(قصص الانبیاء شیخ سعید بن ھبۃ اللہ)

باب ۷۷

شراب میں جب انقلاب آجائے اور سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو ساقط کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کہنہ شراب کے متعلق سوال کیا جسے سرکہ بنا دیا جائے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر شراب کا سرکہ بنا دیا جائے تو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ جو چیز (سرکہ) وغیرہ شراب میں ڈالا جائے وہ شراب پر غالب نہ ہو جس سے سرکہ

بالکل مشتبہ ہو جائے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر شراب میں کوئی ایسی چیز ڈالی جائے جس سے وہ کھٹا ہو جائے (سرکہ بن جائے) تو؟ فرمایا: جب شراب اس ڈالی جانے والی چیز (سرکہ وغیرہ) پر غالب ہو (اور وہ چیز اس میں انقلاب برپا کر کے اسے سرکہ بنا دے) تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اپنے مناسب مقام پر (جلد ۱۸ اطعمہ مباحہ باب ۴۵ اور الشربہ محرمہ باب ۳۱ میں) ذکر کی جائینگی انشاءاللہ۔

باب ۷۸

استعمال والے برتنوں میں قرآنی آیات کا لکھنا جائز ہے[1]

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ بزیع بن عمر بن بزیع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپؑ سرکہ اور زیتون ایک سیاہ رنگ کے ایسے پیالے میں تناول فرما رہے تھے جس کے وسط میں زرد (پختہ سیاہی) سے سورہ قُل ھو اللہ لکھی ہوئی تھی۔ (الفروع)

باب ۷۹

حجازی پوستین کے علاوہ دوسری پوستین میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک اس کا تذکیہ معلوم نہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے حجازی پوستین کے یا اس کے جس کے تذکیہ کا علم ہو باقی پوستینوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (لباس مصلی باب ۶۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ۔

---

[1] اس صورت میں اس کے ادب و احترام کو بہر حال ملحوظ خاطر رکھنا پڑے گا اور بغیر طہارت کے اسے چھونا حرام ہوگا۔ کما لا یخفیٰ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۸۰

وہ کپڑا جو طہارت خانہ (لیٹرین) یا مقعد سے نکلے وہ پاک ہے مگر یہ کہ اسے کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک کیڑا جو طہارت خانہ سے نکلے اور کپڑے پر چڑھ جائے آیا اس کپڑے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ اسے کوئی نجاست لگی ہوئی ہو تو کپڑے کو لگ جائے تب اسے دھونا پڑے گا۔ (تہذیب، والبحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نواقض وضو (باب ۵ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۸۱

جس نجس چیز (لکڑی وغیرہ) کو آگ راکھ یا دھواں بنا دے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حسن بن محبوب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ جص (گچ) جسے تیار کرتے وقت پاخانہ اور مردوں کی ہڈیاں جلائی جاتی ہیں پھر اس سے مسجد کو چونا گچ کیا جاتا ہے آیا اس پر سجدہ کیا جا سکتا ہے؟ امامؑ نے اپنے دستخطوں سے مجھے یہ جواب بھیجا کہ پانی اور آگ نے اسے پاک کر دیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ آگ اس طرح پاک کرتی ہے کہ جس کا استحالہ کر کے اسے راکھ یا دھواں بنا دیتی ہے۔ اور پانی سے مراد وہ ہے جو گچ کو تیار کرتے وقت اس میں ڈالا جاتا ہے۔ جس سے نفرت دور ہو جاتی ہے اور پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے۔ (اور ممکن ہے کہ پانی سے مراد بارش کا پانی ہو جو مسجد پر برستا ہے جس سے گچ پاک ہو گئی ہو)۔ واللہ اعلم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۸۲

ہر خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا خون نجس ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص وضو کر رہا تھا کہ اس کی نکسیر پھوٹ پڑی اور اس کا ایک قطرہ وضو کے پانی کے برتن میں گر گیا آیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ! (الفروع)

۲۔ عمار ساباطی ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر پرندہ (اڑنے والا

حیوان) کے جوٹھے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے مگر یہ کہ تم اس کی چونچ میں خون دیکھو۔ پس اگر اس کی چونچ میں خون دیکھو تو پھر نہ اس پانی سے وضو کرو اور نہ ہی اسے پیو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں ان سابقہ ابواب میں اور آب مطلق (باب الاسار باب ۳ و ۴ میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں واللہ اعلم۔

باب ۸۳

لوہا پاک ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے ناخن لیتا ہے، مونچھیں کٹواتا ہے اور داڑھی اور سر کے بال ترشواتا ہے آیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ فرمایا: اے زرارہ! یہ سب کام سنت ہے۔ یہ تو اس کی طہارت و پاکیزگی میں اضافہ کرتے ہیں۔ (الفقیہ، التہذیب، والاستبصار)

۲۔ سعید بن عبداللہ اعرج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اپنے ناخن لیتا ہوں، مونچھیں کٹواتا ہوں اور سر منڈواتا ہوں! آیا غسل کروں؟ فرمایا: تم پر غسل نہیں! عرض کیا: کیا وضو کروں؟ فرمایا: تم پر وضو بھی نہیں ہے۔ پھر عرض کیا: کیا ناخنوں پر پانی لگاؤں؟ فرمایا: وہ طہور ہے اس پر پانی لگانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (تہذیب و استبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ چیز سب کو معلوم ہے کہ اس وقت سے لے کر آج تک سر لوہے (کے اوزار) سے ہی منڈواتا ہے۔ اور یہ سب کچھ رطوبت کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مگر امامؑ نے غسل یا وضو کرنے حتیٰ کہ پانی لگانے کی ضرورت کی نفی کر کے لوہے کے پاک ہونے پر نص قائم کر دی ہے۔ وھوالمطلوب۔

۳۔ وھب بن وھب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تلوار بمنزلہ چادر کے ہیں اس میں (اسے گلے یا پہلو میں لٹکا کر) نماز پڑھ سکتے ہو۔ مگر یہ اسے خون لگا ہوا ہو۔ (ایضاً)

۴۔ حسن بن جہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے وہ لوہے کی سلائی اور ہڈیوں کی سرمہ دانی دکھائی اور فرمایا یہ (میرے والد) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ملکیت تھیں جن سے وہ سرمہ لگاتے تھے اور میں بھی لگاتا ہوں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سلائی جب آنکھ میں لگائی جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ آنکھ کے اندر جو رطوبت ہوتی وہ اس سے لگتی ہے پھر وہ سلائی پلکوں سے اور سرمہ دانی میں جو سرمہ ہوتا ہے اس سے لگتی ہے۔ مگر حدیثوں میں ان مقامات کے دھونے کا حکم نہیں

دیا گیا (جو لوہے کی طہارت کی نا قابل رد دلیل ہے)۔ اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں کچھ نواقض وضو (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ مختلف ابواب میں آئینگی جیسے لباس مصلی، حلق و تقصیر وغیرہ۔ اور ہمارے علماء کی ایک جماعت نے ان حدیثوں کے ظاہری مفہوم پر عمل کرنے کے متعلق امامیہ کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔!

۵۔ قبل ازیں نواقض وضو (باب ۱۴ میں) عمار از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص دانتوں سے اپنے بالوں کو کاٹے تو نماز سے پہلے اسے بالوں کو پانی سے مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا تو صرف لوہے کے ساتھ کاٹنے میں کیا جاتا ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ طوسیؒ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔ اور یہ حدیث خود لوہے کی پاک ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر بالفرض لوہا نجس ہوتا تو پھر بالوں پر پانی صرف مسح نہ کیا جاتا' بلکہ انہیں دھویا جاتا۔

۶۔ نیز عمار والی حدیث صادقی بھی مذکورہ بالا مقام پر گزر چکی ہے جس میں وارد ہے کہ اگر کوئی لوہے سے اپنے ناخن کاٹے' یا بال یا گردن کے بال منڈوائے تو اسے چاہیے کہ نماز پڑھنے سے پہلے اس جگہ پر پانی سے مسح کرے! عرض کیا گیا کہ اگر پانی سے مسح نہ کرے اور نماز پڑھ لے تو؟ فرمایا: نماز کا اعادہ کرے کیونکہ لوہا نجس ہے اور لوہا دوزخیوں کا لباس ہے جبکہ سونا جنتیوں کا لباس ہے۔

۷۔ اس طرح لباس مصلی (جلد ۲ باب ۳۰، ۳۲) میں موسیٰ بن اکیل نمیری از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث ذکر کی جائے گی جس میں وارد ہے کہ لوہے میں نماز جائز نہیں ہے کیونکہ لوہا نجس اور مسخ شدہ چیز ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسیؒ نے ان حدیثوں کو استحباب پر محمول کیا ہے نہ کہ وجوب پر' اور فرمایا ہے کہ یہ شاذ و نادر ہیں اور اخبار کثیرہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول ہیں' علاوہ بریں لفظ "نجاست" طہارت کے لغوی معنی یعنی نظافت کی نفی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی لوہا صاف ستھرا نہیں ہے۔ اس طرح حدیث میں صرف پانی سے مسح کرنے کا حکم دینا اور دھونے کا حکم نہ دینا اور اس کی نجاست کی اس کے دوزخیوں کے لباس ہونے کو قرار دینا بھی ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆☆☆

مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ کی دوسری جلد اختتام پذیر ہوئی۔

والحمد للہ اولاً و آخراً و حامداً و مصلیاً و مسلما۔

بتاریخ ۳ ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ بمطابق ۲۰ مارچ ۱۹۹۱ء بروز بدھ بوقت قریباً چار بجے دن۔

(وانا الاحقر محمد حسین النجفی عفی عنہ بقلمہ' بمقام سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا)

☆☆☆☆☆